Soobe Udeesa-w-
Bihaar

Fouq, S. Aulaad Hy

نہال آرزوئے ما بہ برگ و بار آمد
خوشا بہار کہ در صوبۂ بہار آمد

تاریخ جدید صوبۂ اوڑیسہ
و
بہار

مرتبہ و مؤلفہ

سید اولاد حیدر فوق بلگرامی کواتھ مقامی
مؤلف
تذکرۂ قیصری والتماس وغیرہ ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ و آنریری مجسٹریٹ

از ابتدا تا ص۳۵۲

باہتمام
خاکسار محمد فرید مالوی منیجر مطبع ہذا
در مطبع اکبری لودی کٹرہ پٹنہ طبع شد

بار اول ایک ہزار ۱۰۰۰ قیمت فی جلد

عنوان کتاب

مین بکمال انکسار و افتخار اپنی اس ناچیز تالیف جدید صوبہ بہار واوڑیسہ کو عالیجناب معلّٰی القاب ۔ سی ۔ ای ۔ ای ڈبلیو ۔ اولڈھم صاحب ۔ آئی ۔ سی ۔ ایس ۔ سی ۔ آئی ۔ ای ۔ باالقابہ صاحب کمشنر پٹنہ ڈویزن کے نام نامی اور اسم گرامی سے اونکی اون خاص عنایات و احسانات کے اظہار و اقرار مین معنون کرتا ہون ۔ جو صاحب ممدوح نے میری اور میرے خاندان کی متعلق مبذول فرمائی ہین ۔

باسمان سر اعزاز و قدر ما برسد

چو شرح خدمت ما خدمت شما برسد

کواتھ ضلع آرہ — نیازمند احقر

۲۴ اپریل سنہ ۱۹۱۵ء — سید اولاد حیدر بلگرامی

اللہ اکبر

اے زپئے کار جہان کار گذاری باشد
مرد کار آنکہ ہمہ وقت بکاری باشد

ستره برس کی شبانہ روز اور لگاتار ذاتی مساعی و مشاغل کے بعد اس خادم قوم و ملت کو کچھ یونہین سی فرصت ملنے پائی تھی کہ جدید صوبہ بہار و اوڑیسہ کی واقعہ نگاری اور اسکی گذشتہ اور موجودہ ملکی - مالی - سیاسی تمدنی اور علمی حالات و واقعات کی ترتیب و تیاری کی ایکباری ایسی فکر پیش ہوگئی جسکے لئے مین پہلے سے مطلق تیار نہین تھا - یہ خیال نہ میرا ذاتی خیال تھا اور نہ یہ فکر میری اپنی فکر - بلکہ ایک ایسے محتشم مہربان اور محترم قدردان کی دلی خواہش اور فرمائش تھی کہ مین کسیطرح اوسکی تعمیل سے انکار نکر سکا -

مجھکو اپنی اس ملکی خدمت کیلئے جدت یا نوعیت کا ذرا بھی دعوی نہین ہے اور کیونکر ہوسکتا ہے - **مراة الانظار** - تاریخ صوبہ بہار - چالیس سال ہوتے ہین ملک و قوم کے ایک ایسے کامل اور قابل بزرگ کے زر نگار قلم سے تیار ہوچکی ہے جسکی ذی استعدادی اور خوش سوادی پر بہار کی تمام زندہ قومون کا اتفاق ہوچکا

ہے۔ حقیقتاً اوس کی موجودگی مین کسی تازہ تالیف و ترتیب کی کچھ ایسی ضرورت نہین تھی۔ مگر باایں ہمہ جن خاص ضرورتون نے اس جدید تالیف کی تحریک پیدا کی وہ ایسی ہی تھین جو مراۃ الانظار کی تکمیل کیوقت تک وجود مین نہین آئی تھین۔ مراۃ الانظار اوس وقت کی تالیف ہے جب صوبہ بہار صرف بنگال کا ایک ماتحتی اور ضمنی علاقہ تھا اور کچھ بھی نہین اور اسی کے ایسا صوبہ اوڑیسہ۔ نہ اسکا کوئی علیحدہ حاکم تھا اور نہ جدا حکومت نہ اسکا خاص نظامی کونسل تھا اور نہ اپنا ہائیکورٹ نہ اسکے حدود مین اتنے ضلع شامل تھے نہ اتنی کمشنریان داخل۔ غرضکہ اپنی تمام ضرورتون کیلئے صوبہ بہار علاقہ بنگال کی حکومت کی ایثار و عنایات کا ہمہ دم و ہمہ وقت محتاج اور دست نگر بنے رہنے کیلئے مجبور رہا کرتا تھا۔

سنہ ۱۹۱۰ء مین تفریق بنگال کے انتظام سے صرف ایک ضلع سمبلپور ممالک متوسطے کا ٹکڑا اسکے ساتھ کر دیا گیا۔ مگر دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء کے خاص فرمان شاہی کے رو سے اسکی موجودہ مردہ دلی اور پستی مین ایک تازہ زندگی پیدا کر دیگئی۔ اور صوبہ بہار و اوڑیسہ بنگال سے علیحدہ کر کے ایک جداگانہ اور متحدہ صوبہ قرار دیدیا گیا۔ اس انقلاب اور تبدیلی نے صوبہ بہار کی گذشتہ اور موجودہ صورت ہیئت مین بہت بڑا فرق پیدا کر دیا۔ اسکی ملکی رقبہ اور حدود مین بڑا اضافہ ہو گیا۔ سابق ۱۳ ضلعونکی جگہ ۲۲ ضلع قائم ہوگئے اور دو کمشنریون کے عوض مین ۵ کمشنریان۔ اسکا لفٹنٹ گورنر علیحدہ مقرر ہو گیا اسکی حکومت اسکا کونسل اور اسکا ہائیکورٹ وغیرہ وغیرہ غرض سب کچھ جدا بنا دیے گئے

جب اسکے تمام تعلقات مین جدت اور وسعت پیدا کر دیگئی تو اسکی تاریخی حالات و واقعات کو قدیم پیمانہ پر محدود و تنگ کر چھوڑنا قرین انصاف نہین تھا۔ اسلئے اوسکی تاریخی حالت مین بھی وسعت اور اضافہ ایک حد تک ضرور اور لازم ہوا۔ ان ضرورتون کے علاوہ جس امر خاص کیطرف میرے محترم مخدوم کی غائر نگاہون نے زیادہ توجہ سے غور کیا وہ صوبہ بہار کی قدامت کا خاص اور ضروری مسئلہ تھا جو اسکی ملکی تاریخ کا مفید اور

اس سے قبل بھی اگر کسی تفصیل سے نہین تو سرسری اور سطحی طور سے ضرور ہمیشہ دکھلایا گیا ہے اور دکھلایا جاتا ہے۔

ہماری موجودہ **تاریخ جدید صوبہ بہار واوڑیسہ** مین اس مسئلہ خاص کی متعلق پوری تحقیق اور تلاش کیگئی ہے۔ اور تاریخ کے معتبر اور مستند اسناد سے ثابت کردیا گیا ہے کہ صوبہ بہار **اخبار و آثار قدیمہ کا بہت بڑا مخزن و معدن** ہے۔ اسکے ثبوت مین بہار و اوڑیسہ کی تمام مقامات اور اونکی علامات و نشانات۔ ماہرین علم قدامت کو اقوال و اسناد کے رو سے۔ بتلائے اور دکھلائے گئے ہین۔ اسکی قدیم نظامی حالتون مین۔ وقتاً فوقتاً اسکا آزادانہ حکومت کرنا علیحدہ طور سے لکھدیا گیا ہے ہر زمانہ مین اسکے علمی آثار و اقتدار اور اسکے قابل و ذی استعداد بزرگوار و نکے حالات پوری صراحت کیساتھ مندرج کیے گئے ہین۔ غرض اسیطرح ہر زمانہ مین اسکی زرخیزی۔ آبادی نظام ملکی و مالی۔ تجارت اور قومی معاشرت کے متعلق حالات۔ کامل تفصیل و تشریح کیساتھ قلمبند کیے گئے ہین۔

ان ضروری اور نیز دیگر تفصیلون کیلیے جو اسکے مختلف ابواب مین مندرج مین اس تالیف جدید کی ترتیب تدوین کیگئی ہے۔ جس سے ملک و قوم کی کافی واقفیت اور اطلاع حاصل ہو جانیکی قوی امید کیجاتی ہے۔ خدا کرے اونکی ضرورت پوری ہو اور میری نیت۔

انگریزی۔ فارسی۔ اردو۔ اور ہندی تاریخون کے مطالعہ کے علاوہ مجھکو اکثر گورنمنٹ کی خاص کاغذات کو دیکھنے اور نوٹ کرنیکا بھی موقع اور اجازت دیگئی ہے جسکے لئے مین اپنے مہربان محتشم و قدردان محترم عالیجناب مسٹر اے ڈبلو اولڈھم صاحب۔ آئی۔ سی۔ اس۔ بالقابہ۔ صاحب کمشنر پٹنہ ڈویژن کی خاص عنایات و توجہات کا ممنون ہون۔ اسیطرح مین اپنے حاکمان ضلع عالیجناب

مسٹر جے گروننگ آئی سی اس - کلکٹر ضلع آرہ و ڈبلو جی سی لالاری - ایم
اے - آئی سی ایس - سابق عارضی کلکٹر آرہ و موجودہ جوائنٹ مجسٹریٹ - ضلع
بھاگلپور - و اے - پی پیٹرسب ڈویزنل افسر سہسرام کی مہربانیونکا بھی شکور ہون
جنہون نے مجھکو ضلع آرہ اور سہسرام کی سرکاری لائبریری اور محافظ خانہ سے امپیریل
بنگال او خاص شاہ آباد گزیٹیر کی جلدون کے دیکھنے اور اونسے نوٹ کرنیکی اجازت
عنایت فرمائین - انہین حضرات کیساتھ مجھکو اپنے ہموطن بزرگونکا احسانات
والطاف کا بھی ضرور اعتراف ہے جنہون نے اس تالیف مین مجھکو اپنی وقتی تائید و مشورہ
سے سرفراز و ممتاز فرمایا ہے - انہین سب سے پہلے ہم اپنے فخر قوم و وطن عالیجناب خان بہادر
مولوی سید خیرات احمد صاحب بالقابہ - بی - اے - بی - ال - کا نام نامی اور بعدہ عالیجناب
آنریبل بابو نند کشور لال صاحب - ایم - اے - بی ایل - پلیڈر منیجر ریاست ٹکاری ممبر لجسلیٹو کونسل
بہار واوڑیسہ کا اسم گرامی خصوصیت کیساتھ لینا بہت ضروری ہے اُن دونون حضرات
سے مجھکو ریاست ٹکاری کے حالات قلمبند کرنے مین خاص طرح پر مدد ملی ہے -
تالیف کی ضرورتین تمام کرکے جب کتاب کے انطباع کا وقت آیا تو ان فکرون مین
میرے عزیز دلی مولوی محمد شفیع اللہ صاحب شفیع آروی - ہیڈ مولوی - و نیز مولوی محمد
عبد المجید صاحب اسسٹنٹ ماسٹر پٹنہ سٹی اسکول نے میری بڑی حمایت کی - اور میری
ان تمام مشکلونمین ایسی سہولیت اور آسانی پیدا کردی کہ مجھکو یہ بھی نہین معلوم ہوا کہ
میری کتاب کب مطبع مین گئی اور کب چھپی - وہی حضرات اسکے مہتمم ہوے اور
وہی اسکے مصحح - مین اونکی مہربانیون اور جانفشانیونکا بھی ممنون احسان ہون -
بہرحال - متذکرہ بالا مضامین کو لئے ہوئے میری ناچیز تالیف ملک و قوم
کی خدمت مین پیش کیجاتی ہے - امید ہے کہ قوم و ملت کے اہل استعداد اور ذی سواد
بزرگوار اسکے مفید اور غیر مفید - ضروری اور غیر ضروری ہونیکے مسئلہ کا آپ تصفیہ فرمائینگے -
کوات ضلع آرہ - ۲۱ اپریل سنہ ۱۵ء - عبدہ احقر سید اولاد حیدر فوق بلگرامی -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صوبہ بہار - تاریخی عظمت اور وسعت کے اعتبار سے - ممالک ہندوستان کے اور دوسرے صوبون سے مقابلہ اور موازنہ مین کم نہین کہا جاسکتا۔ یہ دعوٰے صوبہ بہار کی تاریخ لکھنے کی خصوصیت سے نہین کیا جاتا - بلکہ شاہد تاریخی اسکی قدامت - اسکی شہرت - اسکی زرخیزی - اسکی قدیم حکومت اور اسکی تہذیب و معاشرت کو - تاریخ ہندوستان کا ایک ضروری اور دلچسپ حصّہ قرار دیتے ہین - جیسا کہ ہمارے آیندہ بیان سے ظاہر ہوگا -

صوبہ بہار کی تاریخ بھی عموماً اوسی وقت سے شروع ہوتی ہی جسوقت سے ہندوستان کی تاریخ کا آغاز بتلایا جاتا ہے - ہندو وید کی کتابون سے - ہندوستان (آریہ ورتھ) کا وجود تو آفرینش عالم سے بھی ہزارون برس پیشتر معلوم ہوتا ہے - اگر اس پر اعتبار کیا جاوے تو ہندوستان باعتبار آفرینش کے تمام عالم سے پیشتر اور قدیم ثابت ہوتا ہے - پر جب ہندوستان تمام عالم سے قدیم ہے تو صوبہ بہار کا بھی تمام عالم سے قدیم اور پیشتر ہونا خود ثابت ہو جائیگا -

بہرحال - اگر یہ شمار صرف خیالی طومار سمجھا جاوے - تو پر ہمکو ہندوستان کی تاریخ کا آغاز بھی اوسیوقت سے کرنا ہوگا - جسوقت سے تمام عالم کی تاریخین عام

طور سے شروع کیجاتی ہین - اسلئے ہم بھی اوسی زمانہ سے اپنے سلسلہ بیان کو شروع کرتے ہین - قدیم اور جدید تاریخ لکھنے والون نے ایرین اور نن ایرین کی سکونت سے پہلے - ہندوستان مین ایک اور قوم کی بود و باش بتلائی ہے اونکی تحقیق کا دار و مدار - اون کے آثار قدیمہ کے پائے جانے پر رکھا گیا ہے - جو بڑے بڑے پہاڑون اور کھوؤن مین پائے گئے ہین - خصوصًا دریائے نربدا وغیرہ کے قرب وجوار مین اون قدیم قومون کے پتھر سے بنائے ہوئے اشیا کے اکثر ذخیرے ملے ہین - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ سوائے پتھر کے اشیائے کے اور کسی دوسری شئے سے کوئی چیز بنانا نہین جانتے تھے - اور حقیقتًا اوس زمانہ کی قدامت کے اعتبار سے - اس حیثیت کے لوگ کچھ ہندوستان ہی مین نہین رہتے تھے - بلکہ قریب قریب تمام کرۂ ارض مین ایسے ہی محدود وضعیت کے لوگ آباد تھے - ان کے حالات اور واقعات کچھ ایسی تاریکی مین ہین کہ مورخین کی باریک بینی انکی تاریکیون پر کوئی روشنی ڈال نہین سکتی -

انہین ابتدائی قومون کے بعد ہندوستان مین **نن ایرین لوگون** کی آبادی بتلائی جاتی ہے - اون کے حالات کہین کہین ہندوستان کے تاریخی صفحات پر پائے بھی جاتے ہین - مگر محض جزوی طور پر - جنکی کوئی تفصیل بالتشریح نہین کیجاسکتی - اتنا بتلایا جاتا ہے کہ یہ قوم ہندوستان مین - ہمالیہ کے مشرقی اور شمالی جانب سے آکر آباد ہوئی - انکی بقیہ اور یادگار قومین ہندوستان کے قریب قریب تمام حصّون مین مختلف نامون کے ساتھ پائی جاتی ہین - اور جن کو - **گونڈ - کھانڈ - منڈا - کول - بھیل - سونتال** وغیرہ کہتے ہین - ان مین سے دو مشہور قومین کھانڈ اور سونتال - صوبہ بہار کے

مشرقی اور جنوبی کوہستانی مقامات مین آباد ہین - چونکہ اون کو ہماری تاریخ سے پورا تعلق ہے اسلئے ہم کو اون کے مختصر حالات ذیل مین قلم بند کرنا ضروری ہے

صوبہ بہار مین اضلاع - چھوٹا ناگپور اور اوڑیسہ - دو بڑے کوہستانی مقامات شمار کیے جاتے ہین - یہان جیسے بڑے بڑے پہاڑون کا سلسلہ ہے ویسا ہی گھنے گھنے جنگلون کا لگاتار سلسلہ بھی قائم ہے - انہین مقامات مین سونتال اور کھانڈ لوگون کی آبادی ہے - ضلاع ہزاری باغ کی سونتال قومین ہندوستان کی تمام کوہستانی قومون سے زیادہ تر شایستہ سمجھی جاتی ہین - وہ اپنے گھر بناتے ہین اکثر سونتال قریب قریب گھر بناکر گاؤن کی صورت مین آباد ہوتے ہین - ان کی موجودہ آبادی حال کی مردم شماری کے اعتبار سے ۵ لاکھ سے زیادہ بتلائی جاتی ہے یہ قوم عام طور سے شکار پیشہ ہے - مگر اب یہ عام ملکی قومون کیطرح سے بہت اچھی اور سلیقہ مند کاشتکار ہین - کھیتی باری کرتے ہین - ہر قسم کے غلے پیدا کرتے ہین - اور اون سے اپنے کاروبار بڑھاتے ہین - اون کے تمام گاؤن یا کم سے کم ہر گھر کا ایک مکھیا (رئیس) ہوتا ہے - اور یہ اکثر اوسی شخص کی اولاد مین ہوتا ہے - جسنے اس گاؤن کی آبادی بناڈالی ہو - اور اوسکی ماتحتی مین اوسکا ایک نائب اور محافظ دیہ ہوتا ہے بچون کا حاکم ایک دوسرا شخص ہوتا ہے - جو رئیس دیہ کی ماتحتی مین تمام گاؤن یا گھر کے بچون کے امور کا نگران شمار کیا جاتا ہے - گاؤن یا گھر کے بچے تاوقتیکہ سن شعور پر نہ پہونچ لین - اس شخص کی نگرانی اور حفاظت سے جدا نہین کیے جاتے - سونتال مین قومیت یا ذات کا کوئی خیال نہین - وہ اپنے مورث کی سات اولادین قرار دیتے ہین - اور ہر سونتال کو

ان ساتون مین سے کسی ایک کے سلسلہ مین ہونا ضروری ہے اتنی ہی مختصر اور سادہ معرفت اون کی شرافت کیلئے کافی ہے - سونتال کی تمام قوم مین اتفاق واتحاد بہت بڑے وسیع پیمانے پر پایا جاتا ہے - تمام گاؤن کے لوگ ایک جگہ ملکر پوجا کرینگے - ایک جگہ دعوت کرینگے - ایک جگہ ملکر شکار کرینگے غرض تمام دینی اور دنیاوی مراسم کی ادا کاری مین اپنی قومی یکجہتی کا ضرور خیال کرینگے - اون مین قومی اتحاد کی پابندی اس سختی سے برتی جاتی ہے کہ ہر سونتال بلا امتیاز کسی شے کے اس امر کی خلاف ورزی پر - عمر بھر کیلئے خارج از قوم کردیا جاتا ہے - اور سوا اسکے کوئی دوسری سزا اوس کے لیے نہیں ہوسکتی -

سونتال لوگ - ہندون کیطرح کمسنی مین شادی بیاہ نہین کرتے - پندرہ سے سترہ برس کے سن تک اون مین بیاہ ہوجاتا ہے - اور یہ ایک ایسا زمانہ ہوتا ہے کہ جانبین کو ایک دوسرے کے حالات اور کیفیت معلوم ہوجاتی ہے - شادی ہوجانیکے بعد - جب لڑکی شوہر کے گھر جانے لگتی ہے تو لڑکی کے عزیز ایک لکڑی کو جلاکر فوراً پانی سے ٹھنڈا کرتے ہین - اور اس سے اون کی یہ غرض ہوتی ہے کہ آج سے ہمارے اور اس لڑکی کے تمام تعلقات ایسے جدا اور خاموش ہوگئے جیسے اس لکڑی کی آگ اس پانی سے خاموش ہوگئی - سونتال اپنی عورتون کی بڑی قدر کرتے ہین - اور تاوقتیکہ اون کی عورت ناقابل تولید نہ قرار پالے وہ دوسری عورت نہین کرتے -

وہ اپنے مردون کو جلاتے ہین اور اونکی ہڈیون کو دمودر ندی مین - جو اون کے نزدیک بہت پاکیزہ ہے بہادیتے ہین - کسی سخت سے سخت جرم

کے مجرم کی سزا مین وہ لوگ اوس کا پانی اور آگ گاؤن مین بند کر دیتے ہین - چھوٹے بڑے تمام جرائم آپس کی پنچائت سے طے پاتے ہین - مجرم کو تاوان جرم مین برادری کے لوگون کو ضیافت دینی ہوتی ہے -

دید کے ماننے والون کے ایسا سونتال لوگ مہربان اور قادر مطلق رحیم خدا کے قائل نہین ہین - خدا کی نسبت اون کا عقیدہ ہے کہ تمام روئے زمین ہزار ہا اقسام کے بھوت اور دیو سے بھرا ہے - جنکے عتاب و عذاب کو وہ مختلف جانورون کی قربانیان چڑھاکر رفع کر سکتے ہین - اون مین زیادہ تر بکرے اور مرغ کی بھینٹ چڑھائے جانے کا دستور عام ہے اون مین اوہام پرستی اس کثرت سے ہے کہ اون کے آبا واجداد کی ارواحین بھی بھوت ہوتی ہین - دریا - پہاڑ اور جنگل غرض تمام مقامات بھوت سے بھرے ہین - اشیاے عالم طرح اون کے نزدیک تمام اجرام فلکی اور اقصائے ہوا بھی مختلف بھوت پریت سے بھرے ہوئے ہین اور اون کو ان تمام دیوتاؤن کا راضی و خوشنود رکھنا واجب ہے - ان دیوتاؤن کے مسکن بڑے بڑے درخت بتلائے جاتے ہین اور باعتبار عقیدت کے سال مین ایک بار یا کئی بار ان درختون کے نیچے تمام قوم کا جمع ہوکر ناچنا - گویا ان تمام دیوتاؤن کا راضی کرنا اور اپنے سرون سے اون کے عتاب اور عذاب کو دور کرنا ہے -

ہندو حکومت کے ایام مین تو یہ قومین بالکل پوشیدگی کی حالت مین تھین۔ اور ملکی یا قومی کاروبار مین کوئی ترقی نہین کر سکین اور نہ ان کے حالات دنیا کو معلوم ہو سکے۔ اسلامی حکومت کے زمانہ مین انہون نے قزاقی اور عام آزار دہی کے پیشے اختیار کر لئے سلطنت کیطرف سے انکی وقتاً فوقتاً تنبیہ اور سرکوبی ہوتی رہی۔ مگر چاہیے یہ حکومت کے مطیع یا فرمانبردار بنائے گئے ہون نہین کبھی نہین۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ایرین لوگون نے جیسا استیصال ان کا اپنے وقت مین کیا۔ وہ ہندوؤن کے زمانہ سے لیکر مسلمانون کے وقت تک کسی سے نہو سکا۔ لیکن یہ بات بھی غور کے قابل ہے کہ ایرین لوگون نے صرف ان کے استیصال اور خارج البلدی پر کفایت کی۔ ان کو مطیع اور فرمانبردار وہ بھی نہین کر سکے۔ تو اب یون سمجھنا چاہیئے جیسا کہ ان کے تاریخی حالات بتلا رہے ہین۔ کہ ہندوؤن کے زمانہ سے لیکر مسلمانون کے وقت اور پھر مسلمانون کے وقت سے لیکر برٹش گورنمنٹ کے ابتدائی ایام حکومت تک۔ ان کی آزادی۔ مطلق العنانی عام آزار دہی کی وہی حالت بنی رہی۔ یہ حکومت برطانیہ ہی کی حسن تدبیر اور کمال سیاست کا ثبوت ہے جسنے پہلے ان نیم وحشی قومون کو اپنا مطیع بنایا اور اسکے بعد رفتہ رفتہ انسانی تہذیب معاشرت کے رستہ پر لگا دیا۔ پھر تو تھوڑے ہی دنون کے بعد ان لوگون نے اپنی جرائم پیشگی کی عادتون کو ترک کر کے۔ ہندوستان کی عام ملکی رعایا کیطرح۔ کاشتکاری وغیرہ کو اپنی اوقات گذاری کا ذریعہ بنایا۔

اور آجتک اون ذریعون پر قائم ہین اور بلکہ ترقی کرتے جاتے ہین
۱۸۳۳ء مین ان لوگون نے گورنمنٹ سے کچھہ شورش کی تھی۔
اوسکی ابتدا تو صرف ان کی دادرسی اور استغاثہ تھا۔ جسکو یہ نواب
گورنر جنرل صاحب کیخدمت مین پیش کرنیکا خیال رکھتے تھے۔
مگر آخر مین یہ اوسکو اچھے طریقہ سے چلا نہ سکے۔ ان کی مسلح کثیر جماعت نے
ان کی مستغیثانہ حیثیت کو قائم نرکھا۔ ان کی اسلحہ بند جماعت کی کثرت نے
ملکی پولیس کو ان سے کسی آیندہ خطرہ کی خوف مین ڈالدیا۔ جسکی وجہ سے
ان مین اور سرکاری پولیس مین دست بقبضہ ہونے کی نوبت آگئی۔ گورنمنٹ
نے فورًا جانبین کی غلط فہمیون کی اصلاح کردی۔ تسلط ہوجانیکے بعد گورنمنٹ
نے نہایت غور سے ان کی تمام شکایتون کو سُنا۔ اوسپر کافی غور کیا۔
ان کے تمام امور کی اصلاح کردی۔ اور ان کی تمام آبادی ایک آسان
اور سادے قانون کے اندر لیجاکر۔ ایک برٹش افیسر کی نگرانی مین دیدی
گئی۔ اگرچہ موجودہ حکومت کے فیضان اثر سے اس قوم مین شایستگی
تہذیب اور ترقی کے تمام عنوان پیدا ہوگئے ہین۔ وہ بہت اچھے
کاشتکار بھی ہین اور اہل کاروبار۔ مگر ابھی تک وہ اپنی قدیم اوہام پرستی
اور بزدلانہ طبیعت سے ہر ایک نئی چیز کے جاری ہونے یا اعلان کئے
جانے پر فورًا خوف زدہ ہوجاتے ہین چنانچہ ۱۸۸۱ء کی مردم شماری
کے وقت۔ قوم بھل کے بعض قبیلون نے اسکے انتظام مین مزاحمت
شروع کردی تھی۔ مگر سمجھا دینے اور بتلا دینے سے۔ جب ان کے
خوف جاتے رہے۔ تو انہون نے مزاحمت بھی چھوڑدی۔
کھانڈ لوگون کے حالات۔ سونتال لوگون کے حالات لکھکر اب

ہم ان کی دوسری شاخ کھانڈ لوگون کے حالات بیان کرتے ہین۔ اس
قوم کی جمعیت ایک لاکھ بتلائی جاتی ہے اور یہ لوگ جنگلون سے چھپے ہوئے
اونچے اونچے پہاڑون پر رہتے ہین۔ ان کی معاشرت کے متعلق یہ پایا
جاتا ہے کہ ان کے گھر کا بزرگ۔ جو اکثر باپ ہوا کرتا ہے۔ اپنے گھر کا مالک
اور مختار شمار کیا جاتا ہے۔ اوسکے بیٹے چاہے کتنے بڑے نہ ہوجائین مگر باپ
کی زندگی تک گھر کی کسی شئے کے مالک نہین ہوسکتے۔ بیٹا۔ پوتا۔ اور دیگر
عزیز واقارب گھر مین بطور اجمال رہتے ہین اور گھر کے پکائے ہوئے کھانے
مین سب اکٹھا ہوکر کھاتے ہین۔ باپ کے بعد بڑا بیٹا گھر کا مالک ہوتا
ہے۔ مگر اوسکے نااہل ثابت ہونے پر اوسکا چچا یا اوسکا دوسرا بھائی
افسر خاندان شمار کیا جاتا ہے۔ یہ انتظام تمام قوم کے لوگ جمع ہوکر
آپس کی مشورت اور اتفاق رائے سے انجام کرتے ہین۔ ہندو اور
مسلمانون کی حکومت سے لیکر برٹش گورنمنٹ کی ابتدائی عملداری تک
یہ لوگ اپنے قدیم قومی دستور پر قائم تھے۔ یہ لوگ اپنے مقتول کا
عوض قاتل کے تمام قبیلے اور گھر بھر سے لیتے تھے اور مقتول کے ورثا پر
قاتل کا مارنا واجب ہوجاتا تھا۔ اگر کوئی مرا نہین ہے زخمی ہوگیا ہی
تو ضارب مضروب کو اوتنے دنون تک اپنے گھر لیجا رکھے گا اور اسکی
تمام مصارف کو برداشت کریگا جبتک کہ وہ اسکی ضرب کے زخمون سے
پورے طور پر اچھا نہ ہوجائیگا۔ چوری کی چیز یا تو بجنسہ مالک کو واپس
دیدی جائے یا اسکی قیمت اوسکو ادا کردی جائے۔ چوری کے جرم
مین دوبار ماخوذ شدہ مجرم جلاوطن کردیا جاتا ہے۔ آپس کے تمام
تنازعات۔ یا تو جانبین مین مقابلہ اور مقاتلہ کرکے طے کرلئے جاتے

تھے - یا گرم کھولتے ہوئے پانی مین ہاتھ ڈالکر - یا سُرخ دہکتے ہوئے لوہے کو ہاتھ مین لیکر حلف دیے جاتے تھے - اکثر حلف - دیمک کے پرانے تودے - شیر کے پنجے - یا کرکٹ کے چمڑے پر بھی لیے جاتے تھے - کیونکہ وہ ان اشیا کو متبرک خیال کرتے تھے - کسی خاندان کا رئیس اگر لاولد مرجاتا تھا تو اوسکی جائداد اور روساہر تقسیم ہوجاتی تھی - کھانڈ کی عورتین ترکہ نہین پاتین - اون کے مرد بھی تاوقتیکہ کاروبار زراعت پوریطور سے نہ کرسکتے ہون - ترکہ پانے کے مستحق نہین ہوسکتے ان کے زراعت کے طریقے نہ نیم وحشی قومون کے ایسے تھے اور نہ شایستہ قومون کے ایسے - نیم وحشی قومین زمین کو بنانا اور سیرابی کی ترکیبون کو نہین جانتی - تھوڑے سے رقبہ زمین مین دانہ ڈال کر موٹے جھوٹے اناج پیدا کرلیتی ہین اور شایستہ قومین زمین مین کھاد دیکر پہلے اوسکو قوی کرتی ہین پھر اوسکو جوت کر اور کوڑ کر جلد پیداوار پیدا کرنے کی قوت بڑھاتی ہین پھر اون مین تخم ریزی کر کے کثرت سے ہر فصل کے غلہ پیدا کرتی ہین - کھانڈ کے اصول زراعت دوسرے ہین وہ زیادہ تر زمین کی حیثیت پر اعتبار کرتے ہین - پہاڑون پر رہتے ہین - پہلے یہ لوگ اوس پتھریلی زمین کو اپنی شبانہ روز محنتون سے قابل زراعت کرتے ہین اور پہلے اون مین موٹے موٹے اناج بو کر آہستہ آہستہ اوسکی پیداوار کی قوت کو بڑھاتے ہین - اناج کے اقسام بھی ہر سال بدلا کرتے ہین - جب ان ترکیبون سے اونکی زمین مین پیداوار کی قوت آجاتی ہے تو ہر قسم کے غلہ پیدا کرتے ہین - مگر جب اون کو اپنے جس پارۂ زمین کے پیداوار مین کمی معلوم ہوئی - فوراً اوسکو چھوڑ دیتے ہین اور دوسری زمین پر محنت کرتے ہین اونہین عموماً

یہ دستور ہے کہ چودہ برس کے بعد زراعت کی زمین کیا اپنی بود و باش کی جگہ کو بھی وہ تبدیل کر دیتے ہین بہ نسبت سونتال کے اونکی معاشرت بالکل وحشیانہ ہے۔ شادی کے وقت ضرور ہے کہ لڑکے کے مقابلہ مین لڑکی زیادہ سن کی چنی جائے اور وہ لڑکے سے زیادہ قوی اور پر زور ہو۔ لڑکے کے باپ کو لڑکی کی قیمت بھی کسیقدر دینی ضرور ہوتی ہے۔ شادی کیوقت کھانڈ کے لڑکے کا سن اگر دس برس کا ہے تو لڑکی کا پندرہ برس کا ہونا ضرور ہے۔ لڑکی کو اپنے سسرال مین اوسوقت تک بالکل خادمانہ زندگی بسر کرنی ہوتی ہے۔ جبتک کہ اوسکا کم سن شوہر جوان ہو کر اوسکو اپنے ساتھ نہ رکھ سکے۔ انہین وجہون سے کھانڈ کی عورتین ہمیشہ اپنے مردون پر غالب رہا کرتی ہین مرد بلا اجازت اپنی بی بی کے اوسکی زندگی مین دوسری عورت کرنے کا مجاز نہین ہوتا کھانڈ کی قوم یا تو زراعت پیشہ ہین یا سپاہی پیشہ۔ سوائے ان امور کے وہ دنیا مین کسی اور کام کو پسند نہین کرتے۔ ان کی بستیون مین ان سے نیچے درجہ کی ایک علٰحدہ قوم بھی آباد ہے۔ جس کو وہ زراعت یا لڑائی مین شریک نہین کرتے۔ یہ غریب قومین کھانڈ کیخدمت کرتی ہین۔ یہی لوگ ان کے لئے کپڑے بنتے ہین۔ لوہار۔ بڑھی۔ وغیرہ غرض ان کے لئے تمام پیشہ اور صنعت و حرفت کی ضرورتون کو پورا کرتے ہین۔ برتن بناتے ہین۔ شراب چلاتے ہین اور انکی مویشیان چراتے ہین۔ ان کی خدمات کے معاوضہ مین انکے ساتھ اچھے سلوک کیے جاتے ہین ہر ضیافت اور مہمانی کے موقعون پر ان کے لئے کھانے چھوڑ دئے جاتے ہین۔ کوئی کھانڈ۔ جبتک کہ خارج از قوم نہ ہو جائے نہ ان کے ساتھ کھا سکتا ہے اور نہ ان کا پیشہ کر سکتا ہے۔

سونتال کیطرح کھانڈ کے بھی بیشمار اور لاتعداد دیوتا ہوتے ہین- قوم کا دیوتا قبیلہ کا دیوتا یہان تک کہ ہر گھر کا دیوتا جدا ہوتا ہے - مگر ان سب دیوتاؤن مین بڑا دیوتا وہ ہے جو زمین کا دیوتا کہلاتا ہے - جسکے اختیار مین تمام روئے زمین کی پیداوار اور عام کاروبار خیال کیے جاتے ہین - اس دیوتا پر سال بھر مین دو مرتبہ - ایک مرتبہ بوتے کیوقت دوسری بار کاٹنے کیوقت قربانیان چڑھائی جاتی ہین اور پھر مصیبت اور بلا کے وقت بھی بھینٹ چڑھائی جاتی ہے یہ قربانیان عموماً انسانون کی ہوتی ہین - یہ قربانیان اونکی قوم کے لوگونکی نہین ہوتین بلکہ غریب اور اجل نصیب ہمسایہ قومون مین چوری یا دغا سے کسی آدمی کو پکڑ کر عمل مین لائی جاتی ہین - برہمن اور کھانڈ قوم کے لوگ قربانی سے ہمیشہ کے لئے مستثنے سمجھے جاتے ہین اور بظاہر یہ اصول مشہور کیا گیا ہے کہ قربانی کی چیز قیمت دیکر لی جاتی ہے - جب کبھی یہ شکار اون کے ہاتھ لگ جاتا تھا تو وہ اوسے تمام بستی مین گھر گھر پھراتے تھے - اور ہر دروازے پر اوسکو اچھے اچھے کھانے ملتے تھے - اور وہ غریب اپنی قربانی والے دن تک نہایت آرام سے رکھا جاتا تھا - اور قربان گاہ مین جب لایا جاتا تھا - تو سب کھانڈ جمع ہوکر غل مچاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے تمکو دام دیکر خرید کیا ہے اس لئے تمہارے خون کا کوئی گناہ ہمپر عاید نہین ہوسکتا - پھر اوسکا گوشت اور خون گاؤن کے ہر حصہ مین پہونچایا جاتا تھا - ۱۸۳۵ء سے برٹش گورنمنٹ نے سونتال اور کھانڈ دونون قومون مین انسانی قربانی چڑھائے جانے کی وحشیانہ رواج کو جرم قرار دیکر موقوف کرادیا ہے - اوڑیسہ کے وحشی لوگ - جنکو وہان کی دیسی زبان مین چوانگ یا پیٹوا کہتے ہین - وہ بھی انہین قومون مین شامل ہین - یہ قومین درختون کے

ن سے اپنے ستر چھپا لیتی تھین - اور کچھ نہین - گویا وہ بالکل ننگی رہتی
ین - سابق مین تو اونکی عورتین تک بھی بالکل برہنہ رہتی تھین مگر
کچھ زمانہ سے کمر مین ایک تاگا باندھکر آگے پیچھے کچھ پتے لٹکا لیا کرتی
ہین - ۱۸۷۱ء مین گورنمنٹ کے چند افسرون نے اون کو بلایا اور
ن کو بہت سمجھا بجھا کر اون کی عورتون کو خاصکر کچھ کپڑے دئے -
نھون نے ڈرتے ڈرتے اونکی ان عطیہ کو لے لیا - اور اسکے شکریہ
ن پھر جھک گئے - اور پھر اسیوقت پتون کے بہت سے ڈھیر کو جمع
کے آگ لگادی - گویا یہ ظاہر کیا کہ آج سے ہم نے اپنے پتون کے
ہی لباس کو ترک کردیا - اوسیوقت سے اونکی عام برہنگی کا دستور
تا رہا -

ن تک تاریخون سے تلاش کیا گیا ہے - یہ تحقیق ہوتا ہے - جیسا کہ اوپر
ن بھی کیا گیا ہے کہ ہندو اور مسلمانون کے ایام حکومت مین ان
ون کی تعلیم و تربیت کیطرف کوئی خیال نہین کیا گیا - ہندون نے
پنے مذہبی عقائد کی وجہ سے ان انسانی پیکرون کو بھوت پریت سمجھکر اپنی
ردی کے قابل ہی نہ سمجھا - مگر افسوس مسلمانون نے بھی باوجودیکہ اونکے
ی مذہبی اصول مانع نہین تھے - ان کی ترتیب اور درستی کیطرف کوئی
نہین کی - ان کی یہ فروگذاشت سوائے انکی تن آسانی اور غفلت کے
کیا سمجھی جائے گی -

ش گورنمنٹ کی حکمرانی کے موجودہ زمانہ مین - جسطرح ہندوستانکی
م قومون نے - تہذیب - تعلیم معاشرت اور تمام قومی اور ملکی امور مین
ن کی ہے اوسیطرح ان نیم وحشی قومون نے بھی گورنمنٹ کی اس عام

فیض رسانی مین پورا حصہ لیا ہے - ان کے کوہستانی اور دور و دراز مقامات مین بھی فیاض گورنمنٹ نے ان نیم وحشی قومون تک اپنے فیض پہونچانے اور ان کے انسان بنانے مین اپنی مہربانی فیاضی اور ہمدردی کا دقیقہ اٹھا نہین رکھا ہے - ان کے بچون کی تعلیم کے لئے اسکول - ان کے مریضون کیلئے متعدد شفاخانے کھولدئے ہین - اور اس تدبیر سے ان کے جسمانی اور روحانی دونون طریقون مین ترقی حاصل کرنیکے ذریعہ آسان کر دئے ہین - اگرچہ اونکی تعلیم مین دینی نصاب کا عنصر زیادہ رکھا گیا ہے - مگر چاہے جو کچھ ہو - اسمین کلام نہین کہ اسی تعلیم کے اثر نے اونکے تمام وحشیانہ اور حیوانانہ حرکات کو یک قلم موقوف کردیا ہے - اسی تعلیم کے فیض سے اونہین ہیبتناک قومون کیصورت جو ایک مدت تک - بھوت پریت اور تمام دنیا کے بلایات سمجھے جاتے تھے اچھی خاصی انسان کیصورت دکھلائی دیتی ہے - اونمین اب پڑھے لکھے ہوشیار بھی ہوتے ہین - کاشتکار بھی - تجار بھی اور اہل کاروبار بھی - نہ اونمین اگلی سی خونخواری باقی ہے اور نہ مردم آزاری نہ وہم پرستی ہے اور نہ فاقہ مستی خلاصہ یہ ہے کہ سابق حکومتون کے ایام مین یہ لوگ صورت مین انسان تھے سیرت مین حیوان موجودہ گورمنٹ کی فیاضی سے یہ سیرت اور صورت دونون مین انسان کہے جانیکے قابل ہو گئے - اونکی سکونت اور بود و باش کے تمام مقامات مین سڑکین بنادی گئی ہین راستے کھولدئے گئے ہین مخدوش اور خوفناک جنگل چھانٹ دئے گئے ہین - اتنے مشاہدات کے مقابلہ مین - ان سے بہتر ایک ملک کی گورمنٹ کیلئے اوسکی رعایا پروری - فیاضی اور عام ہمدردی کے اور کیا ثبوت ہو سکتے ہین -

ایرین قومون کے حالات

قدیم تاریخون مین وسط ایشیا کے وسیع صحرا او بڑے بڑے وادی۔ تمام دنیا کی موجودہ قومون کے مورث اور اباواجداد کے اصلی موطن اور حقیقی مسکن بتلائے جاتے ہین۔ دنیا کے تمام حصے مختلف اور متفرق قومون سے جہان جہان آباد ہین۔ عام اس سے کہ وہ ایشیا ہو۔ یا یوروپ۔ وہان یہین کی قومین جاجاکر آباد ہوئی ہین۔ تمام مورخین کا اس پر اتفاق ہوچکا ہے کہ وسط کی ایشیائی قومون نے تمام کرۂ ارض مین پہلے پہلے انسانی کی بنیاد ڈالی ہے۔ ان قومون کے حالات پر پردہ ہی مگر جو کچھ تاریخی محققین نے لکھا ہے وہ یہی ہے کہ ایرین قومین سابق مین عموماً مویشیون کو پالا کرتی تھین اور ان کے بڑے بڑے جھنڈ ہمیشہ اون کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ وہ خانہ بدوش تھے۔ اور خاصکر مویشیون کیضرورت سے۔ کھلے میدان۔ وسیع سبزہ زار اور بڑی بڑی چراگاہون مین سالہا سال پڑے رہتے تھے۔ جب ان میدانون مین چارہ ختم ہوجاتا تھا تو وہ اپنے ڈیرے ڈنڈے اوٹھا لیتے تھے یہ لوگ ہر قسم کے جانور۔ گائے۔ بھینس۔ بھیڑ۔ بکری وغیرہ پالتے تھے۔ اور ان کو اپنی جانون سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ وہ لوہے کے اوزار اور اون کے استعمال سے خوب واقف تھے کپڑے پہنتے تھے۔ نن ایرین کیطرح ننگے نہین رہتے تھے۔ پکا کھانا کھاتے تھے۔ یہ قومین وسط ایشیا سے پھیل کر تمام دنیا مین آباد ہوئین۔ انہین لوگون مین سے بعض لوگون نے ہندوستان کا رخ کیا۔ اور شمالی کوہستانی رستون سے ممالک ہند مین داخل ہوئے ان کے آنیکے

دو راستے بتلائے جاتے ہین - ایک درہ خیبر - پیشاور کی راہ سے دوسرے اسام کی گھاٹی - مشرقی ہمالیہ کی راہ سے - جس سے تبت کے لوگونکی ہندوستان مین آمد و رفت آجتک جاری ہے - تاریخون سے حقیقتاً ان دونون راستون سے ان کا ہندوستان مین آنا ضرور ثابت ہے مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی تحقیق ہو چکا ہے کہ پہلے شمالی راہ سے آنے والے قافلے پنجاب کے علاقہ مین مقیم ہوئے - وید کی کتابون سے انکی آبادی پنجاب سے لیکر رفتہ رفتہ گنگا کے ساحل تک ثابت ہوتی ہے - اسمین کوئی کلام نہین کہ پنجاب سے یہ لوگ تمام ہندوستان مین پھیل گئے - ہندوستان مین آکر انہون نے بہت جلد اپنی معاشرت کے طریقہ بدل ڈالے - خانہ بدوشی کی حالت کو ترک کر کے سکونت کی صلاحیت پیدا کر لی اور پھر رفتہ رفتہ اپنی زندگی کے تمام طریقون مین تہذیب اور شایستگی کے عنوان اختیار کر لئے ہمالیہ کی رفعت اور عظمت کو پیش نظر رکھکر اوسکی الوہیت کے قائل ہو گئے - اور اوسکی مدح و ثنا مین اپنی عقیدت و خلوص کا یون اظہار کرنے لگے - جیسا کہ وید کے ایک بھجن سے ظاہر ہوتا ہے - "تو ایسا ہے کہ جسکی عظمت اور رفعت کو برف سے چھپے ہوئے چٹان - بڑے بڑے موج مارنے والے سمندر اور دریا مانے ہوئے ہین - پہاڑون پر موقوف نہین - دریاؤن کے ساتھ بھی عقیدت و خلوص کے یہی انداز قائم رکھے گئے وید کی کتابون مین بہت سے بھجن ایسے پائے جاتے ہین - جن کی عبارت مین ایرین لوگون کا پنجاب کے دریا اور نیز گنگا - جمنا - سرستی اور دیگر چشمون سے اپنی کاشتکاری کی سیرابی اور شادابی کی دعا مین مانگنا پورے طور پر ثابت ہوتا ہے - پہاڑ اور دریا کی

عظمت کچھ ایرن لوگونکو زمانہ ہی تک محدود نہین ہی بلکہ ایرین لوگونکے بعد بھی جب ہندوستان
کی تمام قومون نے ہندو دھرم کا مذہبی لباس پہنا اور شاستر اور پران کا رشتۂ عقیدت اپنی
گردنون مین ڈالا - تو اوسوقت سے لیکر ان دونون اشیا، کو آج تک
بہت بڑا متبرک اور بہت بڑا مقدس سمجھا - کوہ ہمالیہ اور اوسکے تمام
مرتفع مقامات خاص دیوتاؤن کی قیام گاہ سمجھے جاتے ہین - اور آج
تک ہر ایک اونکا نیک اور باعمل شخص اپنے مرنے کے بعد انہین مقامات
کو اپنی روح کی دائمی اسایش گاہ ہونیکے لئے اپنا دار الخلد اور بہشت برین
سے تعبیر کرتا ہے - اسیطرحسے دریائے گنگا - جمنا - سروستی وغیرہ وغیرہ کے
مہاتم (عظمت و وقعت) عقیدتمند ہندوؤن کے دلونمین آجتک قائم ہین -
چاہے جس طریقہ سے ہوا ہو - اس مین کوئی کلام نہین کہ ایرین لوگونمین
خدا ترسی کا مادہ بہت جلد پیدا ہوگیا - اور یہی ان کی تمام تہذیب -
شایستگی اور ترتیب کے جلد پیدا ہو جانیکا بہت بڑا باعث ثابت ہوتا
ہے - اسی لئے تمام تاریخون کا اسپر اتفاق کہ تمام دنیا کے لوگون مین
سب سے پہلے ہندوستان مین آئی ہوئی ایرین قومون نے تہذیب
و شایستگی اختیار کی اور پھر اوسکو تمام دنیا کے حصون مین پھیلایا -
خدا ترسی کا مادہ - یا تو ان کی دل کی نرمی نے پیدا کیا یا فطرتاً انکی نیک نیتی
اور پاک نفسی اسکی باعث ہوئی - ان لوگون نے اپنے مناجات یا بھجن
کے مضامین کو سب سے پہلے ترتیب دیا - جسکے مجموعہ کو وید کہا جاتا ہے -
اور جسکو وحی آسمانی یا اکاس بانی سے تعبیر کیا جاتا ہے - ان کی نسبت
آج تک ہندو دہرم کا اعتقاد ہے کہ یہ کلام یا احکام اونکے بڑے بڑے اور
مقدس اگلے بزرگان دین پر خدا کیطرفسے ندا کی صورت مین نازل ہوئے تھے

وید کے لغوی معنے جاننے کے ہین۔ پہلے وید کی ایک ہی کتاب تھی۔ جس مین صرف خدا سے مناجات کے مختلف مضامین درج تھے۔ اور جسکو رِگ وید کہتے ہین۔ پھر اس سے سام وید تیار ہوا۔ اوسکے بعد ساگر وید مرتب کیا گیا پر ساگر وید کی دو قسمین سیاہ ساگر و سفید ساگر۔ ترتیب دی گئین۔

قدیم ہندوؤن کا خیال ہے کہ وید کی قدامت کیلئے کوئی زمانہ قرار دیا نہین جا سکتا۔ مگر تاریخ کے محققین نے اسکے نامحدود زمانہ قدامت کو حضرت عیسیٰ نبینا و اٰلہ و علیہ السلام کی ولادت سے تین ہزار ایک برس پہلے بتلایا ہے۔ مغربی مورخین کی تازہ تحقیقات نے تین ہزار برس پیشتر کی مدت کو چودہ برس تک گھٹایا ہے۔ اسپر تاریخی دائرے مین بڑے بڑے مباحثے ہوئے ہین۔ اخیر مین اس فیصلہ پر تمام جدید محققین و مورخین کا عام اتفاق ہو گیا ہے کہ وید کی شریعت بدھ مذہب سے چھ سو برس پہلے تدوین ہوئی۔ اور یہی زمانہ قریب قریب ولادت حضرت مسیح کا ثابت ہوتا ہے۔

وید کی کتابون سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایرین کی قومین پنجاب مین سب سے پہلے دریائے سندھ کے ساحل پر آباد ہوئین جبتک یہ لوگ ان علاقونمین آباد رہے۔ ان کا پورا زمانہ نن ایرین قومون کے مارنے اور اون کو باہر نکالنے مین صرف ہو گیا۔ اسلئے سوائے قتل و غارت کے۔۔ اندنون ان کے کوئی اور دوسرے مشاغل ثابت نہین ہوتے۔ جب ان علاقون سے نن ایرین قومون کو نکال چکے تو انہون نے کاشتکاری کے کاروبار اختیار کیے۔ اسوقت تک ان لوگون مین ذات وغیرہ کا کوئی خاص امتیاز قائم نہین ہوا تھا قوم کا ہر فرد واحد۔ مراتب و مدارج مین مساوی اور یکسان سمجھا جاتا تھا۔ ہر گھر کا باپ اپنے گھر کا رئیس بھی تھا اور گرو بھی۔ اوسمین دینی اور دنیوی

دونون عظمتین تسلیم کیجاتی تھین - میدان جنگ کیضرورتون مین یہی رئیس اونکے قبیلے کے دستۂ فوج کمینڈ بہی کرتا تھا - مگر ہان کسی بڑے پوجے اور بھاری مذہبی مراسم بجالانیکے وقت یہ رئیس قبیلہ اکثر اپنی جگہ غیر قبیلہ سے ایسے شخص کو منتخب کرلیتا تھا جو باعتبار دینی واقفیت اور مذہبی علمیت کے اوس سے بہتر ہوتا تھا - جو دیپتی کے خطاب سے مشہور ہوتا تھا - دیپتی کے لغوی معنی "آباد ہونے والون کا حاکم" ہین - اپنی عورتون کی بڑی قدر و توقیر کیجاتی تھی - زن و شو - دونون گھر کے اصلی مالک سمجھے جاتے تھے - پوجاپاٹ کیوقت دونون کو ایک ساتھ دیوتا کے سامنے شریک ہونا لازم و واجب تھا - بیوہ عورتون کا اپنے مردہ شوہرون کی لاشون کے ساتھ جل جانے کا رسم - جو آگے چلکر ہندو دھرم مین ستی کے نام سے مشہور ہوا مطلق رائج نہین تھا - یہ تو ان لوگون کے مذہبی اور قومی حالات تھے - جو مختصر طور پر لکھے گئے اب اونکی معاشرت اور زندگی کے عام تعلقات یہ ہین - ایرین لوگون نے ضرورت کے مطابق بہت جلد صنعت و حرفت سیکھ لی - اور اُن مین بڑھی - لوہار - حجام - اور دوسرے لوگ پیشہ کرنے والے پیدا ہوگئے لڑائی کے وقت یا تو وہ گھوڑون پر سوار ہوتے ہین یا بیل کے رتھہ پر غرضکہ بیل کی سواری ہندوستان مین ایرین لوگون کی ایجاد ثابت ہوتی ہے - اوسوقت تک ہاتھیون پر سوار ہوکر لڑائی لڑنیکا دستور نہین قائم ہوا تھا - اوسوقت تک یہ عظیم الشان اور قوی الجثہ جانور انکے قابو مین نہین آیا تھا - ایرین ہندوستان مین آکے بہت جلد زرعت پیشہ ہوگئے - اور ہل چلاکر زمین سے غلہ پیدا کرنیکی ترکیب کو جان گئے

چھوٹی چھوٹی بستیون مین چھوٹے چھوٹے گھر بنا کر رہنے لگے - غرضکہ وسط ایشیا کے قیام کے وقت سے لیکر وید کے زمانہ تک اونمین بہت کچھ فرق اگیا - اون کے بہت سے وحشیانہ عادات اور طریقہ جاتے رہے صحرانوردی اور خانہ بدوشی کی جگہ ان مین اتفاق ابادی اور یکجہتی کے عنوان واثار پیدا ہو گئے - وہم پرستی کی جگہ الوہیت کی قدرت اور قوت کے قائل تھے - گوشت بھی کھاتے تھے - شراب بھی پیتے تھے - اونکی شراب - سومار نامی ایک پودے سے ترکیب دیجاتی تھی - گوشت اور شراب یہ دونون چیزین دیوتاؤن پر بھی چڑھائی جاتی تھین - جیون جیون انکی تہذیب اور شایستگی مین ترقی ہوتی گئی ویسے ویسے ان مین حکمرانی اور ملکداری کے خیالات پیدا ہوتے گئے - پنجاب سے ممالک جنوبی تک نن ایرین قومون پر انکی تاخت - اونکا قتل - اونکا استیصال اور اون کا ان علاقون سے اخراج اونکے حکمرانی کے خیالات کو پورے طور سے ثابت کرتا ہے اونکے جنگی بلغارون کی حالات دلچسپی سے ہرگز خالی نہین - اون کے قافلے کے قافلے - گروہ کے گروہ - قبیلے کے قبیلے ایک ساتھہ ہوکر سفر کرتے تھے - گھر کے مالک - قافلون کے امیر قبیلون کے رئیس - گرو - پروہت - یہان تک کہ بال بچے تک ساتھہ ساتھہ برابر رہتے تھے - یہ اون کے اوسوقت کے اتفاق - اتحاد اور یکجہتی کو کامل طور پر بتلاتا ہے - وہ پانی کی ضرورت کو مدنظر رکھکر ہمیشہ کسی دریا کے کنارے کو پکڑ کر سفر کیا کرتے تھے بہرحال پنجاب سے ایرین قومین قوت اور طاقت مین بڑھتی اور ترقی کرتی ہوئین - ممالک مغربی وشمالی تک پہونچگئین - اور پھر ممالک مغربی وشمالی سے اون کا سلسلہ ہمارے

صوبہ بہار اور اوڑیسہ مین داخل ہوا۔

ایرین لوگون نے جب اس سے بھی زیادہ ترقی حاصل کی تو اون کے وہ پڑھے لکھے لوگ جو وید اور احکام مذہبی کے جاننے والے تھے تحصیل علمی اور اوس مین کمال پیدا کرنے کی کوششون مین مصروف ہوئے۔ یہی لوگ آگے چلکر برہمن کے معزز اور ممتاز لقب سے مشہور ہوئے ان لوگون نے فضیلت علمی کے دعوؤن پر اپنی قوم کے عام لوگون سے جو ترجیح حاصل کی وہ نہایت صحیح ہے۔ مگر آگے چلکر اسی ترجیح کے مسئلہ مین اتنی ناجائز قوت پیدا کر لی جس کیوجہ سے تمام قوم کی قوم ان کی اطاعت کیا دائرہ غلامی مین آگئی۔ مگر اسکے ساتھہ ہی برہمنون کی علمی ترقی۔ قابلیت استعداد اور جامعیت جو انہون نے حاصل کی۔ وہ ہرگز فراموشی کے قابل نہین ہوسکتی۔ اونہون نے کچھہ وید اور اپنی مذہبی علوم ہی مین اپنی ترقی کے کمالات دنیا کو نہین دکھلائے۔ بلکہ۔ نجوم۔ فلسفہ۔ ریاضی طب نظم ونثر۔ وغیرہ وغیرہ تمام اصناف علوم مین طاق اور مشہور افاق ہوئے ہندو تاریخہائے جدیدہ کے دعون پر اگر اعتبار کیا جائے۔ تو پھر تمام روئے زمین پر جتنے علم اسوقت جاری پائے جاتے ہین اونکے موجد اول اور معلم برہمن ہی ثابت ہوتے ہین۔ اونکی استعداد وجامعیت۔ علوم مختلفہ کی یادگار مین صدہا کتابین اسوقت تک موجود ہین۔ جنکے قدیم اصول سے اس زمانہ کے جدید علوم کو بھی کثرت سے فائدے پہونچتے رہتے ہین۔

ہندو دھرم

برہمنون کی ترجیح پاجانے کیوقت سے ہندو دھرم کی ابتدا ہوئی۔ برہمنون نے

اپنا ذاتی امتیاز و اقتدار قائم رکھنے کی غرض سے - ذات کی تفریق و تخصیص
کا مسئلہ ایجاد کر دیا - اور قوم کی متفقہ جماعت کو بالمدارج منقسم کرکے پارہ
پارہ کر دیا اپنے خاص طبقہ کو اوسی فضیلت کے اعتبار پر برہما کے عضو
اعلیٰ سے مرکب بتلایا - اپنے بعد - چھتری لوگون کو - درجہ دوم مین بٹھلایا
اور اون کو برہما کے عضو وسطیٰ یعنی دست و بازو سے مرتب ٹھہرایا -
تیسرے درجہ مین - ویش - پیشہ ور - اور عام ملکی کاروبار کرنے والی
قومون کو لگایا - برہما کے عضو اسفل - یعنی شکم و پا وغیرہ سے مخلوق
بتلایا - چوتھے درجہ مین - شدر - خدمت کرنے والے لوگون کو برہما
کے پاؤن سے مصنوع ہوا آیا - اور پھر ان چارون مین معیار فضیلت قائم
رکھنے کی ضرورت سے اوس مقدس رشتہ زنار کے ہمیشہ پہنے رہنے
کی ایجاد کی جو - جو صرف برہمن سے لیکر ویش تک پہن سکتے تھے -
شدر لوگون کو اسکے استعمال کی اجازت نہین تھی - اور اسی سے تو بھی
مدارج و مراتب کا پورا امتیاز ہو جاتا تھا -

بہرحال - چونکہ ہمکو بہار کی تاریخ لکھنی منظور رہے - نہ ہندوؤن کی تاریخ اسلیے
ہمکو اپنے مدعائے تالیف کیطرف رجوع کرنا بہت جلد مقصود ہے - ہندوستان
کی عام تاریخون مین ہندوؤن کے قدیم تمام حالات مفصل طور پر تحریر مین
جسکی طبیعت چاہے دیکھ لے - اتنا تمہیداً عرض کرکے ہم اپنے سلسلۂ
بیان پر آجاتے ہین - ہندو دھرم کی کوئی تاریخ موجود نہ رہنے سے انکے
قدیم ملکی حالات کا نہ صحیح زمانہ معلوم ہوتا ہے نہ معتبر واقعات - عام
طور سے دنیا کے تاریخی محققین نے ان کی ملکی تاریخ کو - رامائن اور مہا
بھارت کے واقعات سے آغاز کیا ہے مگر اسمین بھی بہت سے اختلاف

ہین۔ سب سے بڑا اور پہلا اختلاف تو رامائن اور مہابھارت کی تقدیم
وتاخیر کا مسئلہ ہے۔ کوئی رامائن کے واقعات کو مہابھارت سے
پہلے بتلاتا ہے اور کوئی مہابھارت کے واقعات کو رامائن کی حالات
سے قدیم جانتا ہے۔ مگر راما اوتار کے قدیم ثابت کیے جانے سے
رامائن کے واقعات کا مہابھارت سے قدیم ہونا ثابت ہوتا ہے
اسلیئے اکثر لوگون کا خیال رامائن کی قدامت کی تصدیق کرتا ہے۔
مگر پھر اس مین بھی شک نہین کہ مہابھارت کی ترتیب وترکیب
رامائن سے صدہا برس پہلے ثابت ہوتی ہے اور بیاس جی نے یا
بالمیکہہ جی نے رامائن کی تدوین مہابھارت سے بہت پیچھے کی ہی
لیکن اس سے واقعات کی قدامت مین کوئی نقص یا عذر نہین کیا
جاسکتا۔ ممکن ہے کہ واقعات اپنے زمان وقوع سے صدہا ہزار ہا
برس بعد۔ پیچھے ترتیب دئیے جائین۔ تو کیا اس ترتیب سے اون
واقعات کی خاص قدامت مین کوئی عذر یا کلام کیا جاسکتا ہے نہین
کبھی نہین۔ چونکہ رامائن۔ راما اوتار کے واقعات ہین۔ اور
مہابھارت کرشنا اوتار کے حالات بتلائے جاتے ہین۔ اور راما
اوتار کرشنا اوتار سے پہلے مانا جاتا ہے۔ اس لئے رامائن کی حالات
مہابھارت کے واقعات سے پہلے ثابت ہوتے ہین۔ انہین وجوہ
سے ہم اپنے سلسلہ بیان مین پہلے رامائن کی واقعات قلمبند کرتے ہین
جدید مورخین ومحققین کے نزدیک۔ رامائن مین حقیقتاً آرین لوگون
کے اون فتوحات کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو انہون نے جنوبی ہندوستان
کے دریا اوس پار حاصل کئے تھے۔ اس کتاب کا اول مولف بالمیکہی

بتلائے جاتے ہین - اور زمانہ وقوع ولادت حضرت مسیح علیہ السلام سے
ایک ہزار پیشتر پایا جاتا ہے - رامائن ۴۸۰۰۰ - اڑتالیس ہزار اشعار کا ذخیرہ
ہے ہمین سورج بنسی راجاؤن کا ذکر ہے - جنکا دارالحکومت مقام اجودھیا -
قریب فیض آباد متعلقہ ملک اودھ بتلایا جاتا ہے - انماز رامائن مین راجہ
دسرت کے صاحبزادے رامچندر جی کے بچپن کے حالات - سیتاجی سے
ساتھ اونکی شادی کے واقعات - رامچندر جی کا اوس کمان کو کھینچ لینا -
جو خاص شیوجی کی کمان کہلاتی تھی اور پھر عام پبلک مین اس شرط کو
پوری کرکے - جنک پور (متعلقہ ضلع مظفر پور بہار) کے راجہ جنک کی
صاحبزادی سیتاجی کے ساتھ شادی کرنیکے حالات - انکا باپ کے
ایام حیات ہی مین ولیعہد تجویز ہونا وغیرہ وغیرہ درج ہے - اوسط رامائن
مین رام چندر جی کے مسئلہ ولیعہدی پر - راجہ دسرت کی محل مین -
اونکی موجودہ چارون بیبیون کے درمیان حسد و نفسانیت کا پیدا ہونا
پھر راجہ دسرت کا اپنی اخیر بی بی کیکئی نامی کے ناقابل برداشت اصرار
پر اوسکے بیٹے بھرت کو ولیعہد قرار دینا - اور بخلاف اسکے رام چندر جی
کو چودہ برس تک جنگل مین نکل جانے کے لئے حکم فرمانا - قلم بند ہے
آخر رامائن مین رام چندر جی کا اپنے حقیقی بھائی لچھمن اور وفادار بی بی
سیتاجی کو اپنے ہمراہ لیکر جنگل مین نکل جانا اور اپنے مقدس باپ کے حکم کی
تعمیل کو بجالانا - اجودھیا سے ترک وطن کرکے پیراگ (الہ آباد) تک آنا
پھر وہان سے بندیل کھینڈ کے پہاڑون مین والمیکی جی کی قیام گاہ تک
پہونچنا اور وہان ایک عرصہ تک مقیم رہنا - راجہ دسرت کا مرنا - راجہ
بھرت کو تخت ملنا بھرت کا تخت نشینی سے انکار کرکے بھائی کی تلاش

مین نکلنا - رامچندر جی کا باپ کی وفات کا حال سنکر گیا واقع صوبہ بہار مین باپ کے مراسم تعزیت ادا کرنا - سیتا جی کا راجہ راون کی مخالفت نفسانیت سے - ہر لیجانا - رامچندر جی اور لچھمن کا تلاش کرنا - راجہ سگھریو - وہنومان جی کی امداد سے - جزیرہ سیلون کے راجہ راون پر فوجکشی کرنا اوسکو کامل شکست پہونچاکر - سیتا جی کو قید سے چھڑانا - خاتمہ کتاب مین اس فتح عظیم کے بعد راجہ رامچندر کا اپنے وطن کو واپس ہونا - قریب الہ آباد یا بنارس کے بھرت سے ملاقات ہونا - دونون بھائیون کا اجودھیا مین جانا - راجہ رامچندر جی کا تخت موروثی کا وارث ہونا - حکومت کرنا - سمیدہ جگ کا بڑے اہتمام سے واقع ہونا - سیتا جی کی عصمت شعاری کا امتحان لیا جانا پھر سرجو ندی کے قریب لچھمن سیتا اور رامچندر جی کا تارک الدنیا ہوکر حیات ابدی کے لامعلوم مقامات کیطرف جاکر دنیا کی ظاہر بین نگاہ سے غائب ہوجانا - مندرج ہے -

اسیطرح مہابھارتھ ہین - جنکے واقعات ولادت حضرت مسیح علیہ السلام سے تقریباً - بارہ سو برس پہلے بتلائے جاتے ہین - اگرچہ اصل کتاب کی ترتیب ایک عرصہ کے بعد ہوئی ہو - سورج بنسی راجاؤن - راجہ پانڈو اور یودہشٹر کی اولاد کے واقعات قلمبند کئے گئے ہین - یہ اجمالی قدیم خاندان ہستناپور کے قدیم ممالک پر حکومت کرتا تھا - ہستناپور کے کھنڈہر دہلی کے قریب اب بھی پائے جاتے ہین - راجہ پانڈو - اور دہرت راشٹر دو بھائی تھے - راجہ پانڈو کے پانچ بیٹے تھے - راجہ پانڈو ایک برہمن کی بد دعا کیوجہ سے - ڈر کر اپنی سلطنت اپنے بھائی یودہشٹر کو دیدی تھی یودہشٹر کے سو بیٹے تھے - یودہشٹر اپنی اولاد سے زیادہ بھائی کی اولاد کو

چاہتا تھا۔ مگر اوسکے چچازاد بھائی پانڈو کی اولاد سے برابر جلتے تھے اور حسد کینہ اور نفسانیت کا اظہار کیا کرتے تھے۔ اخیر یودھسٹر کی اولاد نے باپ کو تنگ کرکے پانڈون کے جنگل مین بھجدیے جانیکے لئے۔ باپ سے حکم دلواہی دیا پانڈون نے اپنے موجودہ سرپرست و مربی کے حکم کو۔ عام اس سے کہ وہ کیسا ہی سخت اور غیر مناسب نہ معلوم ہوتا ہو۔ بغیر کسی عذر اور تامل کے تسلیم کرلیا۔ جنگل مین نکل گئے۔ فرمانروائی کی جگہ صحرانوردی اور گدائی اختیار کرلی۔ یہ اونکی اطاعت و فرمانبرداری کی بے نظیر اور لاجواب مثال ثابت ہوتی ہے۔ یودھسٹر کی حاسد اولاد اونکی ایذارسانی سے اب بھی نہ باز آئی یہ لوگ اونکا سراغ لگاتے ہوئے جنگل مین بھی پہونچے۔ انکے جھونپڑہے مین آگ لگادی۔ اور انکے عارضی مقام کو جلاکر خاک سیاہ کرڈالا۔ پانچون بھائی جان بچاکر بھاگے۔ اور برہمنون کے لباس مین مدتون ادھر اودھر مختلف مقامات مین پھرتے پھراتے رہے۔ یہانتک کہ راجہ درپدا کے اوس بڑے مجمع مین۔ جو اوس نے اپنی لڑکی رانی دراوپدی کے شوہر چنے جانیکی تقریب مین قائم کیا تھا۔ اور جسکے شرائط مین ایک کمان کا کھینچنا۔ اور ایک مچھلی کے ناک والے حلقے سے تیر کا پار کرنا تھا۔ تمام امیدوارین ہندوستان کے راجاؤن نے اس امتحان مین ناکامیابی حاصل کی مگر ان پانچون بھائیون مین سے ایک بھائی ارجن نامی نے اس شرط کو پورا کیا اور رانی دراوپدی کو اپنی بی بی بنایا۔ یہ وہی رانی ہے جو قدیم مراسم قومی کے مطابق پانچون بھائیون کی حقوق زوجیت مین بحصہ مشترک داخل تھی۔

یہ واقعہ سنکر اون کے چچا راجہ یودھسٹر نے پھر ان لوگون کو اپنے

پاس بلا لیا - اور اپنے تمام موروثی مملکت کی دو مساوی حصہ کر کے
ایک حصہ ان کو اور ایک حصہ اپنے بیٹون کو دیدیا - یوڈہسٹر کی اولا کارون
کو یہ تقسیم نہایت گران گذری - اونہون نے پانڈون کے بڑے بھائی کو
قمار بازی کے ذریعہ سے پھانکر اونکی ساری مملکت یہان تک کہ رانی
دراوپدی تک کو جیت لیا - جب اون کے خیر خواہ چچا کو یہ خبر ملی تو
اوس نے اپنے کمال دردمندی سے وہ تمام روپیہ ادا کر کے - پانڈونکی
مملکت اپنے بیٹون سے واپس دلوادی - عادت بہت بری ہوتی ہے
یوڈہسٹر سے پھر ایک بار ایسا ہی واقعہ پیش ہوا - اور اوسنے پھر ویسی
ہی اپنا تمام ملک و مال جوئے مین تباہ و برباد کر ڈالا - مگر تھوڑے عرصہ
مین شفیق چچا نے پھر ویسی ہی مہربانی کی - پانڈون کو تمام ملک واپس ملا
انکو یار پانڈو لوگ پھر جنگل کیطرف نکل گئے - اور ایک عرصہ کے بعد
بہت بڑی فوج کے ساتھ اپنے حدود مملکت مین داخل ہوئے کارون
سے بالآخر مقابلہ کی نوبت آئی - اور جانبین سے مقابلہ مین کچھ اتنا طول
ہوا اور اتنی سرگرمی اور مستعدی کا اظہار ہوا کہ آخر کار دیوتاؤن کو شریک
ہونیکے لئے مجبوری ہوئی - نتیجہ یہ نکلا کہ طرفین کے تمام آدمی قتل
ہوگئے - اور سوائے پانچ پانڈون کے کوئی متنفس زندہ نہ رہا اونکے
اونکے شفیق چچا نے تمام ملک و مال اونکے حوالہ کردیا - اور خود اپنے چند
رفیقون کے ساتھ ملک جاودانی کیطرف چلا گیا -

بہر حال ان دونون مشہور و معروف ہندو کتابون کا مختصر حال یہ
تھا جو اوپر لکھا گیا ان کے مضامین سے جہان انکے مولفین کی قابلیت
استعداد اور جامعیت کے ثبوت ہوتے ہین ذہین اوس زمانہ کے

حکمرانون کے اخلاق - تہذیب وشایستگی پر بھی کافی روشنی پڑتی ہی اور ثابت ہوجاتا ہے کہ ہندوستان تہذیب واخلاق کی اعلےٰ مثالین اوسوقت قایم کرچکا ہے جب دنیا کے کسی حصہ مین انکا نام بھی کوئی نہین جانتا تھا -

اتنا لکھکر ہم اپنے اصلی مدعائے تالیف پر آجاتے ہین وہ یہ ہی کہ اب ہمکو یہ بتلا دینا ضرور ہے کہ مہابھارتھ ورامائن کے زمانہ سے صوبہ بہار کو کوئی خاص تعلق حاصل ہوا یا نہین - انہین تاریخون کے مختلف مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ رامائن کے زمانہ مین راجہ رام چندر جی کے صحرا نوردی (بن باس) کا ایک معتد بہ زمانہ - چرترین بن - قریب بکسر ضلع آرہ شاہ آباد - عبادت الہی وریاضت لاتناہی کی خاص محویت مین صرف ہوا ہے - اور رام ریکھا گھاٹ آج تک بکسر مین اونکی یادگار موجود ہے - ہم اسکی پوری کیفیت خاص بکسر کے حالات مین پوری تفصیل سے درج کرینگے - بکسر کے قیام کے بعد - رامچندر جی کا مقام گیا مین قیام کرنا - اور اپنے متوفی باپ کے مراسم اموات کا ادا فرمانا بھی پورے طور سے پایا جاتا ہے - ان حالات کو پڑھکر ہر شخص آسانی سے - صوبہ بہار کے ان خاص خاص مقامات کا اوسی زمانہ سے متبرک اور مقدس ہونا سمجھ لے سکتا ہے - اور نہین مضامین سے صوبہ بہار کی عظمت قدامت اور شہرت کے تمام اخبار وآثار صداقت کے معیار پر پورے اوتر جاتے ہین یہ تو رامائن کے زمانہ کے تعلقات دکھلائے گئے - مہابھارتھ کی خصوصیات یہ ہین کہ اس قیامت خیز معرکہ مین مگدہ دیس (واقعہ ضلع گیا - بہار) کے راجہ سہدیو بھی شریک تھے اور وہ بھی مارے گئے - مگر یہ نہین معلوم ہوتا

کہ کسطرف سے مارے گئے - ہمارے معزز و مقتدر مولف صوبہ بہار سابق نے اسکی کوئی تخصیص نہین فرمائی - اور یہ اصل کیفیت بھی ہمین نے سوائے تاریخ صوبہ بہار جناب **شاد** مدظلہ اور کسی انگریزی یا اُردو کتاب مین نہین پائی - ہان - آنریبل سر ریش چندر دت سی - آئی - ای اور سر پیش چندر مکرجی دو بنگالی تاریخون سے اتنا پتہ چلتا ہی کہ مہابھارتھ کے زمانہ مین مگدہ دیس کا راجہ - جے سنڈھا - نامی - بہار مین حکومت کرتا تھا - مگر اوسکا مہابھارت مین شریک ہونا یا نہونا کہین ذکر نہین کیا گیا بہرحال عام اس سے کہ صوبہ بہار کا کوئی حاکم یا راجہ مہابھارتھ کی لڑائی مین شریک ہوا یا نہین - ہمکو اس سے اتنا تعلق نہین ہے - ہمکو جسقدر ضرورت ہے وہ یہی کہ اندونون زمانہ مین بہار بھی عظمت قدامت اور شہرت کے اعتبار سے ویسا ہی مشہور و معروف تھا - جیسا ہندوستان کے اور دوسرے صوبے - مہابھارتھ کے زمانہ مین ہندوستان جتنے صوبون یا ریاستون مین تقسیم تھا اوسکی تفصیل یہ ہے -

نمبر	مہابھارتھ کے زمانیکا نام	موجودہ زمانہ کا نام	نمبر	مہابھارتھ کے زمانیکا نام	موجودہ زمانہ کا نام
۱	کرو چھتر	کرنال	۲	پنجالہ	روہیل کھنڈ
۳	کوسلہ	اودھ	۴	سوراسینا	متھرا
۵	ملٹیا	بجے پور	۶	کاشی	بنارس
۷	دیدہا	شمالی بہار	۸	مگدہ	جنوبی بہار
۹	الگا	مشرقی بہار	۱۰	دنگا	بنگال

نمبر	مہابھارتھ کے زمانہ کا نام	موجودہ زمانہ کا نام	نمبر	مہابھارتھ کے زمانہ کا نام	موجودہ زمانہ کا نام
۱۱	کالنگا	ممالک ساحل خلیج بنگال	۱۲	ودربھا	برار
۱۳	مہاراشاسترا	صوبہ دکن			

زمانہ مہابھارتھ کے فہرست بالا سے معلوم ہوا کہ اوس زمانہ مین صوبہ بہار - مشرقی - جنوبی اور شمالی تین حصون مین تقسیم تھا - جسکے جدا جدا نام اوپر لکھے گئے - اس اعتبار سے - اوس زمانہ کا شمالی بہار کے متعلق آرہ شاہ آباد - غازیپور - مرزاپور وغیرہ سے لیکر بنارس تک سمجھا جاتا تھا جس کا دارالحکومت کاشی شہر بنارس تھا - اسیطرح سے جنوبی بہار کے متعلق اوسوقت اضلاع پٹنہ - گیا اور سارن وغیرہ داخل تھے انکا دارالامارت شہر پاٹلی پتر تھا - جو آخر مین پٹنہ ہوگیا - مشرقی بہار مین ضلاع مونگیر - بھاگلپور - مرشد آباد - پورنیہ وغیرہ شامل تھے جنکا پایۂ تخت راج محل یا ستار گاؤن تھا -

اب یہ ممالک - ویدیا - مگدہ اور کاشی - غرض تمام صوبہ بہار - ان خاص نامون سے کیون مشہور ہوئے اسکی تحقیق سر رامیش چندر سی - آئی ای - تاریخ ہندوستان مین تحریر فرماتے ہین کہ مہابھارتھ کے زمانے مین - روہیلکھنڈ کے باشندون نے جو کوروا اور پنچلا کے نامون سے مشہور تھے - دریائے گنگا اور جمنا کے سواحل پر ریاستین قایم کرلی تھین اور مشرق مین اون کو دریائے گنڈک تک بڑھالیا تھا - ولادت حضرت مسیح علی نبینا و الہ و علیہ السلام سے چودہ سو برس پیشتر یہ ریاستین قائم ہوچکی تھین -

اس قرینہ سے ثابت ہوتا ہے کہ بہار کی ریاست ترہت (دربھنگہ)
اوسوقت ریاستہائے روہیلکھنڈ زیر فرمان تھی۔
آرہ ضلع شاہ آباد مین۔ بکسر راج کی ہسٹری بھی بہت قدیم معلوم
ہوتی ہے۔ وہ رامائن کے زمانہ سے متعلق ہے۔ اگر مہابھارتھ کے
زمانہ سے رامائن کا زمانہ قدیم ہے۔ تو بکسر کی تاریخ قدامت کو دربھنگہ
کی تاریخ پر ضرور ترجیح حاصل ہے۔ بکسر کے متعلق جو قدیم اخبار و اثار
ہندو کتابون مین پائے جاتے ہین اونکا ذکر کچھہ اوپر لکھا جاچکا ہے
اوسکی تفصیل ہم اوس قیمتی اور گرانقدر مضمون کے ترجمہ سے ذیل مین
لکھتے ہین جسکو ہمارے محسن اور عنایت فرما آفسر عالیجناب۔ سی۔
اولڈھم صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ کمشنر پٹنہ نے خاص بکسر
کے زمانہ قیام مین تحریر فرمایا تھا۔ اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے سرکاری
اخبار۔ شاہ آباد گزٹ مورخہ مین چھپوایا تھا۔
تاریخی مشاہدات بتلارہے ہین کہ بہار کے قدیم اور مشہور مقامات مین
بکسر (ضلع آرہ شاہ آباد) بھی یہان قدیم اور مقدس مقام ہے۔
یہان کے موجودہ قدیم مندر۔ تالاب اور چبوترین کے متعلق یہ بتلایا
جاتا ہے کہ راجہ رامچندرجی نے اسی مقام پر عرصہ تک رہکر شیوجی
کی عبادت کی ہے۔ اور اوسوقت سے لیکر آج تک یہ مقام تمام
ہندوؤن کے نزدیک بہت بڑا متبرک اور مقدس سمجھا جاتا ہے۔
یہ مندر آبادی سے پچھم کیطرف گنگا کے کنارے پر واقع ہے۔ اس مین
جو پتھر کی مورت ہے اوسکا رمیشر ناتھہ نام ہے۔ رمیشر ناتھہ کے
پورے حالات برہمند پران کے اوس باب سے لکھے جاتے ہین۔

جسکو مارکنڈے رشی نے نارده منی کے سوال کے جواب مین جمع کیا
ہے - اون کا بیان ہے کہ چتر ترین - دیشیا متر رشی اور اون کے
بہت سے ہمراہی رشیون کا خاص مسکن اور عبادتگاه تھا اسی
جنگل مین - تارکا راکشس اور اوسکے ہمراہی - سبھاو اور ماریچ
نامی رہتے تھے - یہ لوگ اپنی فطرتی شرارت کے باعث ان تارک
الدنیا لوگون کو اونکی عبادت کی محویت مین بہت دق کیا کرتے
تھے - اونکی عبادتی اشیار وغیرہ کو نقصان کرتے تھے - یہ خدا
رسیده لوگ تنگ آکر آخر برہماجی کی خدمت مین پہونچے - اور اون
سے راکشس لوگون کی شکایت کی اور اونکی تکلیف دہی کی حالات
سنائے اور عرض کی کہ ہماری مدد فرمائے - برہماجی ان لوگون کو
ویشنوجی کے پاس لائے - اور اونکو ان لوگون کی مخلصی پر تعنات
کیا - ویشنوجی نے رام چندرجی - راجہ دسرت فرمانروای ریاست
اجودھیا کی شکل مین متشکل ہوکر انکی مدد فرمانیکا وعده کردیا - غرض یہ
وعده لیکر یہ خدا رسیده لوگ پھر چتر ترین مین آکر اپنی عبادت
وریاضت مین مشغول ہوگئے - مگر راکشس اپنے حرکات سے باز نہ آئے
آخرکار وشیامترجی نے راجہ دسرت سے دربار مین حاضر ہوکر
اپنی فریاد بیان کی - اوہون نے اپنے صاحبزادے رامچندرجی کو
بلاکر انکی کمک پر تعنات کیا - غرض اسطرح سے وه معنوی استمداد
ظاہری طور پر ان لوگون کو میسر ہوئی راجہ رام چندرجی یون بلکر آئے
راکشس سے مقابل ہوئے - پہلے تو رام جی کے کمان کھینچنے ہی سے
جو آواز نکلی اوس نے راکشس کے کانون کو برا کردیا - وه بہت ہی

خائف ہوا۔ مگر اوسنے خوف کو ضبط کیا۔ اور رام جی کو سامنے سے
ہٹ جانیکی دھمکی دی۔ مگر اونہون نے کوئی خیال نہین کیا۔ اور اپنے
تیر کے نشانہ سے اوس عظیم الجثہ راکشس کو جسکا قد چالیس کوس
چوڑا اور چار سو کوس اونچا بتلایا جاتا ہے۔ زمین پر مار گرایا۔ اپنی
اس فتح عظیم کے شکریہ مین۔ رام جی نے اوس مقام پر شیوجی کا
ایک مندر بنایا۔ اور عرصہ تک اوسمین شیوجی کی پرستش کرتے
رہے۔ جسکی وجہ سے وہ اسقدر خوش ہوئے کہ اونہون نے رام جی کو
باقی ماندہ راکشس لوگون کی جماعت پر غالب فرمایا۔ رامیشر جی کا
مندر رام جی کی قدیم عمارت کے خاص مقام پر بنایا گیا ہے۔
موجودہ زمانہ مین یہان اب دو مندر بنے ہوئے ہین۔ اور اونکے
منظر عموماً نہایت دلچسپ اور خوشنما ہین جو دور سے اپنی عمارتون
کی سفیدی اور قریب کے گھنے اور شاداب املی کے درختون
کی تیزی دکھلاکر اپنے منظر کی قدرتی دلچسپی کو اور زیادہ کرتے ہین
اسمین شک نہین کہ متعدد صدیون کی مدت کی وجہ سے اور دریائے
گنگا کے سیلاب کے باعث ان مقامات مین برابر انقلاب اور
تغیر پیدا ہوتے گئے ہین۔ مگر باہم ان مقامات کے سطح زمین
کی سختی۔ اون مین ٹھیکریان۔ ٹوٹے پڑے برتنون کے ٹکڑے۔ جلی ہوئی
مٹی۔ کیوقت یہان انسان کی آبادی کا کامل ثبوت پہونچاتی ہین۔
ایک بار نہین مقامات سے قدیم زمانہ کے چاول وغیرہ۔ جو اوسوقت ہوم
وغیرہ کیضرورتون سے مصرف مین لائے گئے تھے۔ پائے گئے تھے۔
گھاٹ سے دریا اوس پار والی زمین۔ اس ہین سے زیادہ سخت ہے

جہان موجودہ قلعہ کی عمارت تیار ہے - اور جس نے دریا کو ایک خاص مقام تک محدود کردیا ہے - مندر کے اسطرف جو گھاٹ ہی وہ رام ریکھا گھاٹ کے نام سے مشہور ہی اسکے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ رام جی نے یہان اپنی کمان سے ایک خط جسکو سنسکرت مین ریکھا کہتے ہین کھینچ دیا تھا - اور اوسی زمانہ سے دریا کبھی پھر یہان سے آگے نہین بڑھتا رام ریکھا گھاٹ کی یہی وجہ تسمیہ ہے - مگر فی زمانا رام ریکھا گھاٹ دونون گھاٹون کو کہتے ہین - رمیشر ناتھ رمیشر گھاٹ اور رام ریکھا گھاٹ حقیقتاً ساحل گنگا کے تمام موجودہ حصہ کو جسمین یہان کے دونون گھاٹ شامل ہین کہتے ہین - مغربی گھاٹ کی مرمت بابو رام بہجادلت چوبے کیطرف سے ہوئی ہے یہ وہ رئیس ہین جنکے خاندان نے ایام غدر مین گورمنٹ کے بہت سے خیرخواہانہ خدمات کئے ہین رمیشر گھاٹ جو پورب کیطرف واقع ہے اوسکی مرمت کا انتظام ایک جنرل کمیٹی کے متعلق کیا گیا ہی جسکے صدر انجمن عالیجناب راجہ صاحب ڈمراون ہین -

رمیشر ناتھ کے قریب پورب کیطرف ایک نالہ ہے جو برسات مین پانی سے بھر جاتا ہے - اس نالہ کی یہ حقیقت بیان کیجاتی ہے کہ جب رام جی نے تارکا رکشس کو مار ڈالا - تب اوسکی لاش کو زمین پر کھینچتے ہوئے دریا کے طرف لیگئے - اسی کے کھینچنے کیوجہ سے اوس مقام سے دریا تک ایک نالہ کے ایسا زمین مین گڑھا ہوگیا - اور اسی خصوصیت سے یہ نالہ تارکا ندی کہا جاتا ہے جو پران کی کتابون مین بالکا کے نام سے مندرج ہے -

ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ صوبہ بہار کو رامائن کے زمانہ اور اوسکی مخصوص ہیرو رام چندر جی سے اتنے خاص تعلقات حاصل تھے - اور

بیان ہو چکا ہے کہ گیا کے مقام مین راجہ رامچندر جی نے بہار کے مقام بلکسر ہی میں تنہا قیام نہین کیا ہے - بلکہ وہ اکثر گیا اور راجگیر کے مقامات مین بھی مقیم رہکر خدا کی عبادت اور پرستش کرتے رہے - اسیطرح بیجناتھ کا مندر بھی - جو گریڈیہ ریلوے اسٹشن سے قریب ہے - قریب قریب اسی زمانہ سے تعلق رکھتا ہے کہا جاتا ہے کہ راون جو فطرتاً شریر تھا - کسی مقام سے مہادیو جی کو چرا کے لئے جاتا تھا - یہان پہونچا تو اوس مورت کو زمین پر رکھکر کسی ضرورت سے چلا گیا - مہادیو جی کو چونکہ اسکے قبضہ اور صحبت مین رہنا کیسطرح گوارا نہین تھا - اسلئے وہ مورت اوس زمین مین قدرتی طور پر یہان قایم ہو گئی - پھر لاکھ راون نے آکر اوسکو جنبش دی مگر وہ تو اپنی جگہ سے نہ ہلی نہ ہلی اور آجتک وہین قائم ہے -

اگرچہ ان واقعات و حالات کو فسانجات کا لقب دیا جا سکتا ہے نہ تاریخی سوانحات مگر ان مین بھی وہ واقعات جو موجودہ زمانہ مین بھی ملکی تاریخ سے لگاو رکھتے تھے وہی سلسلہ بیان مین ترتیب دی گئے ہین - اور باقی تمام مرفوع القلم کر دے گئے ہین - ہندوستان کی ایک ہزار سال سے زاید کی تاریخی مدت انہین اقسام کے قصص و حکایات سے پر اور مملو ہین جو کیسطرح تاریخی ترتیب کے سلسلہ مین نہین لائے جا سکتے - اور یہ مدت عام طور سے ہندوستان کی تاریخ مین عام تاریکی کا زمانہ کہا جاتا ہے -

علاقہ اوڑیسہ اور ناگپور کے حالات اس زمانہ تک کچھہ نہین بتلائے جا سکتے انکی آبادیون کے متعلق جو پایا جاتا ہے وہ اسیقدر ہے کہ صوبہ بہار (مگدہ دیس) سے آگے بڑھتے بڑھتے آرین لوگون نے یہان کی سطح

زمین پر اپنی بود و باش قائم کی اور ان ایرین قومون کو دور دراز کوہستانی مقامات مین نکالدیا۔

بہرحال مہابھارتھ اور رامائن کے زمانہ کے بعد ہندوستان کی ریاستون نے اپنے جملہ امور مین زیادہ تہذیب۔ ترقی اور ترتیب سے کام کرنا شروع کیا۔ صوبہ بہار کے ملکی نظام نے بھی اسی زمانہ مین اور دیسی ریاستون کیطرح رونق پکڑی۔ ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ مہابھارتھ کے زمانہ مین جراسندھ نامی راجہ صوبہ بہار مین حکومت کرتا تھا۔ سوائے اسکے۔ اوسکے کچھ اور حالات کسی تاریخ مین مطلق پائے نہین جاتے۔ بہت بڑی تلاش کے بعد معلوم ہوا ہے کہ جراسندھ کے بعد اسوقت تک اوسکی نسل سے ۲۸ راجاؤن نے بہار مین حکومت کی۔ انہین مین سے کسی ایک کے بیٹے وجیا نے اپنے باپ سے نافرمانی کا اظہار کیا۔ جسکی پاداش مین وہ جلاوطن کیا گیا۔ مگر وجیا نے اپنی پریشانی کی حالت مین بھی حکمرانی کا خیال نچھوڑا۔ ایک بڑی فوج لیکر جزیرہ سیلون (سراندیپ) پر فوجکشی کی اور اوسپر قابض ہوگیا۔ اس اعتبار سے۔ رامائن کے زمانہ کے بعد جنوبی فتوحات مین۔ بہار کا پہلا نمبر ثابت ہوتا ہے۔

بہرحال۔ یہ ۲۸ حکمران مگدہ دیس مین حکمرانی کرتے رہے۔ مگر افسوس کہ سوائے تعداد و نام نہ انکے کوئی حال معلوم ہوتے ہین اور نہ کام ان ۲۸ حکمرانون کے بعد سیس ناگ نامی شخص نے سنہ ۶۰۰ قبل ولادت مسیح علیہ السلام کے۔ اپنا حکمرانی سلسلہ صوبہ بہار مین قائم کیا۔ اور حقیقت مین اسی سلسلہ سے بہار کے ملکی تاریخ کی بنا قائم ہوئی

سیس ناگ کا دار الحکومت مقام راجگیر مین تھا سیس ناگ سے
چوتھی پشت مین بھم بسیارہ نامی حکمران نے ۵۳۷ سنہ ق سے لیکر
۵۸۴ سنہ ق کچھہ اوپر ۴۹ برس تک بہار مین حکومت کی اسی شخص
کے ایام حکومت مین گواتم بدھا کی ولادت واقع ہوئی۔ بھم
بسارا کے بعد۔ اجیٹر وشترو ۴۸۵ سنہ ق مین حاکم ہوا۔ اسنے مشرقی بہار
کو جسکو النگا کہتے تھے۔ اور جسکا پایہ تخت قصبہ چمپا۔ قریب بھاگلپور
تھا۔ فتح کر کے اپنے حدود سلطنت مین ملا لیا۔ اسکی فتوحات مین برابر
ترقی اور وسعت ہوتی گئی۔ تھوڑے عرصہ مین اسنے اودھ کی ریاست
کو بھی جسکو کوسلا کہتے تھے۔ اپنی مملکت مین ملا لیا۔ اسی راجہ کی
ایام حکومت مین تورانیون کی ایک خانہ بدوش قوم ہمالیہ کی
راہ سے بہار مین آکر بہت آزاردہ ثابت ہوئے۔ اسلئے راجہ نے
بہار کو اونکے تصرفات سے محفوظ رکھنے کے لحاظ سے۔ شہر پاٹلی پتر
جسکو پٹنہ کہتے ہین آباد کیا اور اوسمین مستحکم قلعہ اور دروازے بنا کر
اس مقام کو اپنے فوج کا مرکز قرار دیا۔ پٹن دیبی شہر پٹنہ مین
ابھی تک اسکی یادگار ہے۔

اجٹرو کے بعد چار راجاؤن نے اور حکومت کی۔ انکا چوتھا اور
اخیر راجہ مہانندن نامی راجہ ۳۷۰ سنہ ق مین مر گیا۔ اور اسکے ساتھہ
سیس ناگ کے سلسلہ حکمرانی کا خاتمہ ہو گیا۔ مہانندن کی مرجانیکے بعد
نندا خاندان کی حکومت کا آغاز ہوا۔ اور اس سلسلہ مین حکمرانون
نے ۳۷۰ سنہ سے لیکر سنہ ق تک حکومت کی۔ انہین راجاؤن
کے آخر راجہ مہانندا کے عہد مین سکندر رومی ہندوستان

مین دریاے ستلج تک آیا - سکندر رومی کے ہندوستان پر حملات یا اوس سے اور راجہ پورن سے مقابلے کے واقعات اور فتوحات پنجاب کے حالات کو حقیقت مین ہماری تاریخ بہار سے کوئی واسطہ نہین - مگر چونکہ ہمارے بہت بڑے مشہور و معروف اور عظیم الشان حکمران راجہ چندر گپت کا نشو و نما اسی وقت سے ہوتا ہے اسلئے ہم اوسکے متعلق حالات جسقدر پاتے ہین اپنے سلسلہ بیان مین لاتے ہین -

راجہ چندر گپت بہار کا رہنے والا - پریشان حال ہوکر پنجاب مین سکندر سے ملا - فہم و فراست اور تدبر و سیاست کے آثار چونکہ اوسکی قیافہ سے ہویدا اور آشکار تھے - اسلئے سکندر نے اوسکو اپنی ملازمت مین لے لیا - یہ شاہی کیمپ مین رہنے لگا - یہ اوسوقت تک کوئی مشہور و معروف شخص تو تھا ہی نہین - معمولی حالت اور حیثیت سے رہتا تھا - مگر اپنی غائر نگاہون سے یونانیون کی جنگی اور ملکی لیاقتون کو - اور اونکی تدبیر و سیاست کے تمام طریقون کو ہر وقت دیکھتا رہتا تھا - چندر گپت - تاریخ مین اس سے پہلے ایک مجہول الاحوال شخص پایا جاتا ہے - اوسکی اصلیت بھی نہین معلوم ہوتی - مگر تاریخی مشاہد جہان تک اسکی حقیقت کو ثابت کررہے ہین وہ یہ ہین کہ راجگان خاندان نندا مین سے - جو بہار کے حکمران تھے - کسی راجہ نے ایک نیچے درجہ والی عورت - ملورا نامی سے ناجائز تعلق کرلیا - اوسکے بطن سے چندر گپت پیدا ہوا - اسلئے راجہ چندر گپت سے جو سلسلہ شروع ہوا وہ موریا کہلایا - حقیقت تو یہی تھی مگر چندر گپت نے

خاصکر اپنے آپ کو سیس ناگ کی نسل سے بتلایا ہے۔

ہم اوپر لکھ آئے ہین کہ چندر گپت سکندر کے کیمپ مین رہنے لگا۔ تھوڑے دنون مین سکندر اسکے اوضاع و رفتار سے دغا و حرفت کے آثار معلوم کر کے مشتبہ ہو گیا۔ اور اسکو اسکے مقصود تک نہ پہونچا یا اسکا کیا مقصود تھا تاریخون نے نہین بتلایا ہے مگر قرینے صاف طور سے بتلاتے ہین کہ وہ سکندر کو پنجاب سے بہار مین لا کر اپنے مخالفون کو تباہ و برباد کرانا چاہتا تھا جنکی مخالفت کیوجہ سے وہ ترک وطن کر کے بہار سے پنجاب مین آیا تھا۔ مگر سکندر کی خاص ضرورتون نے اوسکو ہندوستان مین پنجاب سے آگے بڑھنے نہ دیا۔ اسلئے چندر گپت کی ترکیب کارگر نہوئی۔ مگر حسن اتفاق اسیکو کہتے ہین سکندر کے جاتے ہی چندر گپت کی کامیابیون کے دروازے کھل گئے۔ اسنے اپنے طور پر ادھر اودھر سے اپنے پاس بہت سے آدمی جمع کر لئے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ مین اسی جمعیت سے بہار پر چڑھائی کر دی اور چینا کا نامی برہمن کو اپنی سازش مین لا کر نندا خاندان کے موجودہ حکمران پر چڑھائی کر دی اور سنہ ۳۱۵ ق م مین اونکو تباہ و برباد کر دیا۔ راجہ چندر گپت راجگیر سے اپنا دارالحکومت شہر پاٹلی پتر مین اوٹھا لایا۔ اور اسکو پھر نئے طرز پر بنایا۔ پھر تو چندر گپت نے بہار (مگدھ) کی عظمت اور قوت کا اثر تمام ہندوستان کی دیسی ریاستون پر ایسا بٹھلایا کہ پھر کسی ایک کو اوس سے مقابلہ کی جرأت نہو سکی اوسنے ریاستہائے کاشی (بنارس) کوسلا (اودھ) ویدھا (ممالک مغربی و شمالی) مغربی بہار۔ مالوہ اور راجپوتانہ۔ غرض تمام شمالی ہندوستان فتح کر لیا یہانتک کہ صوبہ پنجاب بھی۔ سلاقس ناجی۔ موجودہ فرمانروائے

رومی کے قبضہ سے نکال لیا۔ سلاقس نے اپنا ملک واپس لینے کے لئے دو تین بار کوشش کی۔ مگر وہ کامیاب نہوا۔ آخرکار وہ مگدہ دیس کا لوہامان گیا۔ چندرگپت سے صلح کرلی۔ اور اپنی لڑکی بھی اوس سے بیاہ دی۔ اور محبسطی نامی۔ بہت بڑے لائق اور قابل شخص کو اپنا سفیر بناکر راجہ چندرگپت کے دربار مین بھیجدیا۔ اسی قابل اور لائق سفیر نے چار پانچ برس تک بہار مین رہکر ہندوستان کی تاریخی حالات اور ملکی تعلقات سب سے پہلے قلمبند کئے ہین۔ اور حقیقتاً اگر وہ اپنا تاریخی کارنامہ چھوڑجاتا تو صوبہ بہار کی تاریخ اتنی بھی مرتب نہین ہوسکتی تھی۔ سلاقس نے جب اپنی لڑکی بیاہ دی تو راجہ چندرگپت سے اوسکے تعلقات اور قریب ہوگئے۔ اور آگے چل کر اوس نے پنجاب۔ کابل۔ قندہار۔ اور ہرات کے تمام ممالک بھی اپنی طرف سے اسی کے انتظام واختیار مین دیدئے بہرحال اسوقت بہار (مگدہ) کا حکمران تمام ہندوستان کا شہنشاہ تھا۔ اگرچہ اوسکی شرافت نسبی مین ضرور کلام کیا جاتا ہے مگر ظاہری طور پر اسوقت ہندوستان کے تمام صحیح النسل اور بڑے بڑے مشہور معروف خاندان۔ کورو (دلی) پنچلہ (روہیلہ) کوسلا (اودھ) کاشی (بنارس) وغیرہ وغیرہ اسکے تخت کے آگے اپنی اعزاز کے سر اور عجز ونیاز کی گردنین جھکانے کو اپنا فخر سمجھتے تھے۔ اب اس سے بڑھکر اسکے اقبال اور شوکت واجلال کی اور کیا مثال قائم کی جاسکتی ہے۔

یہان تک تو ہم نے۔ ہندوؤن کے سکندر اعظم راجہ چندرگپت کے فتوحاتی کامیابیان بیان کی ہین اب ہم ذیل مین اوسکے نظام ملکی اوسکی تدبیر وسیاست کے آئین جو محبسطی نے اپنے سفرنامہ مین مندرج کئے ہین۔

ذیل مین قلمبند کرتے ہین مجسطی نے لکھا ہے۔
مگدہ (بہار) دیس کی ریاست اسوقت ہندوستان کے تمام دیسی ریاستون سے قوی اور پرزور ہے اسکے حدود مملکت شرقی بنگال سے لیکر صوبہ پنجاب تک پھیلے ہوے ہین۔ اسکی فوج مین چھہ لاکھہ پیدل۔ تیس ہزار سوار اور نو ہزار فیل جنگی ہمیشہ تیار رہتی ہین۔ اسکا دار الحکومت شہر پاٹلی پتر ہے اس شہر کے انتظام چھہ قسمون کے لوگون کے سپرد ہین۔ پہلی جماعت کے متعلق شہر کی حرفت وصنعت کی نگرانی۔ دوسری جماعت کے حوالے مسافرون اور پردیسیون کی حفاظت تیسری جماعت پیدائش و وفات تشخیص خراج خانہاے اہل شہر (چوکیداری یا مینوسپلٹی کی نگرانی۔ چوتھی جماعت اندرونی و بیرونی جماعت کی محافظ تھی۔ پانچوین جماعت شہر کی حرفت وصنعت کی نکاسی کا انتظام کرتی تھی چھٹی جماعت تجارت کا خراج وصول کرتی تھی۔ خاص شہر پاٹلی پتر کے حدود یہ ہین۔ شمال مین گنگا۔ جنوب مین جلہ۔ غرب مین دریاے سوہن۔ شرق مین پن پن ندی۔ موجودہ زمانہ مین یون سمجھہ لینا چاہیے کہ داناپور سے لیکر فتوحہ تک اس عظیم الشان شہر کی آبادی تھی۔ اس شہر مین دو بڑے پچھم اور پورب دروازون کے (جو آجتک موجود ہین) اور باسٹھہ چھوٹے چھوٹے دروازے بنے ہوے تھے۔ قلعہ کے نیچے دریا مین دور تک پشتہ بندھا ہوا تھا ان مین سے اب کوئی آثار پائے نہین جاتے۔ سواے ان دونون بڑے دروازے یا اوس پشتہ کے نام کے۔ اور کچھہ باقی نہین ہے حال کی تاریخی محققین نے۔ مسٹر ٹاٹا۔ ایک پارسی بزرگ عالم معدنیات وغیرہ کے انتظام سے۔ شہر پاٹلی پتر قدیم

کے شاہی عمارات کا سراغ لگایا ہے ۔جہان اب قصبہ کمھراڑ۔ جو بیگم پور
اسٹیشن سے قریب ڈیڑھ میل کے پچھم واقع ہے یہان بہت عمیق زمین
کھودے جانے پر بہت ہی سنگین عمارتون کے حصّے۔ بڑے بڑے سنگین ور
پائے مربع چوکیان اور مدور اشیاء برآمد ہوئے ہین۔

اس عظیم الشان حکمران کے حالات کسیقدر تفصیل سے لکھکر۔ جسکا وعدہ
کیا گیا تھا۔ اب ہم اپنے بیان مین راجہ چندر گپت کے دوسرے صیغون
کے اون انتظامون کو لکھتے ہین۔ جسکو مجسطی نے اپنے تذکرہ ہندوستان مین
لکھا ہے۔

فوجی صیغہ بھی چھہ قسم کے افسرون کی ماتحتی مین سپرد تھا۔ پہلے گروہ کی متعلق
بحری فوج تھی۔ دوسرے کے بری۔ تیسرے کے ذمہ پیادہ فوج۔ چوتھے
کے حوالے سوار فوج۔ پانچوین کے علاقے گاڑیان چھٹے کے پاس گھوڑے
ہاتھی اور دیگر جانوران باربرداری کے انتظام۔ ناظمان (گورنر) ملکی کے
خدمات یہ تھے۔

(۱) ملکی زراعت وکاشتکاری کی دیکھہ بھال (۲) اونکی سیرابی اور پیداوار
کی جانچ پرتال (۳) زمین کی پیمایش اور بندوبست (۴) غیر مزروعہ
اور جنگلون کی آبادی (۵) سیرابی کی کرہون اور دیگر ذریعات کے
ساخت اور مرمت (۶) کاشتکارون کو تقسیم انعامات (۷) تحصیل خراج
(۸) دیہات وقصبات مین راہ عامہ کی درستی ونگرانی وغیرہ۔

ملک مین رفاہ۔ امن وامان اور عام اطمینان کے متعلق تحریر ہے۔ کہ یہانکی
قومین کاشتکاری کے بڑے جان نے نرالے سونے اور چاندی کے بڑے صناع
جواہرات کے بڑے مبصر۔ امور دنیادی کے ساتھہ مراسم دینی کے بہت

بڑے پابند - اونکی تعمیل مین سخت محتاط - چار قسم کے لوگ ملکی اقوام مین عموماً داخل ہین - علما اور راجاؤن کے وزرا اور امرا عموماً برہمن قوم کے لوگ ہوا کرتے ہین - دوم چھتری - نظام ملکی تدبیر و سیاست اور فوجی خدمات کے بجالانے والے - سوم ویش تجارت وزراعت پیشہ قوم - چہوتھے شدر تینون مرقومہ بالا قومون کی خدمت کرنیوالے یہان کے لوگ عام طور سے سچے - راستباز اپنے تمام اوضاع مین محض سیدھے سادے - دھوتی - چادر - پاؤن مین چھاتا - ہاتھ مین چھاتا اونکی اصل وضع ہے بیش قیمت سونے اور چاندی کے زیور بکثرت پہنتے ہین - ملک مین کثرت سے پیدا ہوتا ہے قحط کا کہین نام نہین جھوٹ کوئی نہین بولتا - چوری اور عام جرائم پیشگی کو کوئی نہین جانتا راجہ چندر گپت نے اس شان و شوکت سے بہار مین حکمرانی کی اور اپنی قابلیت و استعداد کو ایسے اعلیٰ پیمانہ پر دکھلایا کہ ہندوستان والے کیا غیر ممالک والے بھی اسکے دالہ و شیدا ہو گئے - چندر گپت کی مدت حکومت کامل چوبیس برس بتلائی جاتی ہے - اس نے سنہ ۲۹۷ء مین قضا کی -

راجہ بندوسرا

چندر گپت کے بعد اس کا بیٹا راجہ بندوسرا تخت نشین ہوا - اسکے تمام حالات پر بالکل پردہ ہے اسکی نسبت یہ بھی نہین معلوم ہوتا کہ آیا یہ رومی شاہزادی کے بطن سے تھا یا کسی ہندوستانی امیرزادی سے غرضکہ اسکے اندرونی اور بیرونی کوئی حالات معلوم نہین ہوتے - بڑی تلاش سے اسکا ایک خط اور اوسکا جواب جو اوسنے سلاقس کے بیٹے انیتقوس *Antiocus* ...

کو لکھا تھا - پایا جاتا ہے - یہین نہ کوئی ملکی مسئلہ کے متعلق تحریک ہے اور نہ کسی اصول سیاست کی نسبت تفتیش - جس غرض کے لئے یہ خط لکھا گیا تھا وہ صرف اسقدر تھی کہ عمدہ عمدہ انجیر بھیجدی جائے اور ایک اچھا ذی استعداد عالم - انتیقوس نے اسکے مبلغ علم وشعور کو معلوم کر کے جو جواب دیا تھا وہ یہ ہے - کہ انجیر مطلوبہ بہت جلد بھیجدی جائیگی - مگر عالم کی نسبت اوسنے لکھہ بھیجا کہ ہم خود اپنے عالمون کی قدر کرنیکے لئے اتنے مستعد اور حاضر ہین کہ اون کو نہ باہر جانیکی ضرورت ہے اور نہ ہمکو اونکے بھیجنے کی احتیاج اس سوال وجواب سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بندوسارا کو پھلون اور عالمون سے شوق تھا - مگر یہ قیاس ہی قیاس تھا کوئی ثبوت نہین ملتا - اس نے پچیس برس تک سلطنت کی - اپنی آخر عمر مین تمام سلطنت اپنے بیٹے اشوکا کو دیکر اپنی حیات کا بقیہ حصہ عیش وآرام مین کاٹدیا - اور سنہ ۶۳۲۵ مین مرگیا اشوکا - جسکو ہندوستان کا قسطنطین Constantine کہنا چاہیے - تخت سلطنت پر بیٹھا - مگر قبل اسکے کہ ہم اس ذی اقتدار اور دیندار بادشاہ بہار کے حالات کو آغاز کرین ہمکو گوتم بدھا منی کے حالات کا لکھدینا نہایت ضروری ہے - کیونکہ جب تک اس تارک الدنیا بزرگ کے حالات پوری تفصیل سے نہین معلوم ہوسکے اشوکا کے دینی یا ملکی خدمات کے اصلی جوہر نہین کھل سکتے - اشوکا

گوتم بدھا - منی - بانی بدھ مذہب

گوتم بدھا کو بہار سے اوسیقدر تعلق ہے جسقدر اشوکا کو جیسا کہ آیندہ بیانات

سے ظاہر ہوتا ہے حقیقتاً یہ دونون نمودار بہار کے ایسے بیش بہا گوہر آبدار
ثابت ہوئے ہین - جو اوسکی رونق اوسکی عظمت اور روحانی انوار
کو کرۂ ارض کے قریب قریب تمام حصون مین پہونچا دینے مین آج
تک یادگار کے قابل سمجھے جاتے ہین - یہ دونون نمودار بہار کے
مغربی اور شمالی دو جدا گانہ ریاستون کے تاجدار ثابت ہوتے ہین
بمبسارا راجہ کے زمانہ مین بدھا کی پیدایش ۵۷۰ ق م مین
اوپر لکھی جا چکی ہے - ریاست کپلوستو - نیپال کی ترائی
مین - سگولی اور بیتیا کے مضافات مین واقع تھی - اس ریاست
مین سکایا قوم کے چھتری نیم آزادانہ طور پر حکومت کرتے تھے -
گواتم بدھا کے باپ - **سدھودھن** اس ریاست کا
حکمران تھا گواتم یہین پیدا ہوا اور اسکا نام **سدھارتھا** رکھا گیا
اعلی اور شاہی تعلیم دئے جانیکے بعد - بیس برس کی عمر مین اسکی شادی
جو سادھرا **ناھی** رانی کے ساتھ کر دی گئی - اور شادی سے دس برس
بعد اسکے ہان لڑکا پیدا ہوا بدھا کے مزاج مین فطرت کیطرف
سے غور و فکر کا مادہ خاص طور پر ودیعت ہوا تھا - اور وہ ہر وقت
کسی نکسی بات کے طرف سوچا کرتا تھا - انسان کے دنیاوی مصائب
ہمیشہ اوسکے پیش نظر رہا کرتے تھے - اور وہ روحانی طریقون سے انکے
دائمی نجات کے ذریعہ سوچا کرتا تھا - اوسکو اپنی اس دھن مین اپنی
ریاست کی کوئی فکر تھی اور نہ عیش و راحت کی پرواہ وہ اپنے استغراق
مین ہمہ دم محو رہا کرتا تھا - اوسکی حکمرانی - جہانداری - عیالداری - یا
خانہ داری غرض کوئی دنیاوی تعلقات اوسکے موجودہ قلبی جذبات مین

کوئی اثر پیدا نہین کرسکتے تھے غرض اپنے جذبات سے موثر ہو کر آخرکار وہ ایکدن اپنے تمام راحت و آرام کے سامانون کو خیرباد کہکر اپنے محلات شاہی سے باہر نکل آیا۔ ترک وطن۔ مفارقت اہل وعیال۔ مصائب سفر لگاتار اوٹھاتا ہوا۔ وہ سب سے پہلے۔ مگدہ دیس (بہار) کی دارالحکومت شہر راجگیر مین پہونچا۔ جو اس زمانے مین ہر قسم کے کمالات کا مرکز مشہور تھا یہان آکر اوسنے ایک بہت بڑے برہمن عالم کی شاگردی اختیار کرلی اور اوس سے تحصیل علمی کی تکمیل شروع کردی۔ تحصیل علمی سے فراغت کرکے اوس نے برہمنون کے علم فلسفہ کو بھی کامل طور پر حاصل کیا۔ مگر سچ پوچھو تو نہ مذہبی علوم کی تحصیل سے اوسکے دل کی تسکین ہوسکی اور نہ مسائل فلسفہ کی تکمیل سے اوسکی قلبی تشفی ہوسکی۔ آخرکار اوسنے راجگیر کے قیام کو چھوڑ دیا۔ اور وہان سے گیا مین آیا۔ اور یہان آکر وہ خود ہندو درویش بنگیا۔

گوتم بدھا کا اتنا حال لکھکر ہمکو اپنے سلسلہ کلام کی مناسبت کے خیال سے یہان اون تارک الدنیا ہندو درویشون کا حال لکھدینا بھی نہایت ضروری ہے۔ جنہون نے برہمنون کے خلاف دنیا کو نجات دائمی حاصل کرنیکے دوسرے طریقے بتلائے۔ اگرچہ اس طریقہ کو گوتم کی تعلیم اور اوسکی موعظت سے بہت کچھ فروغ ہوا۔ مگر تاریخی مشاہد گوتم کو اوس طریقہ کے موجد اور بانی ہونا نہین بتلاتے۔ گوتم کی ولادت سے کہین پہلے یہ فرقہ نمودار ہوچکا تھا اس طریقہ کا نام **سنیاسی** تھا۔ اس طریقہ کے پیشوا کو برہمن۔ یا شریف النسل ہونیکی ضرورت نہین تھی۔ جس حیثیت کا آدمی چاہے۔ خدا کی رضامندی حاصل کرنے کی غرض سے اوسکو

قبول کرے - اس کے اصول صفائی قلب - تذکیہ نفس اور ترک دنیا پر محدود تھے - وہ برہمنون سے مذہبی اصول مین بالکل مختلف تھے - بہرحال - گواتم نے گیا پہونچکر اپنے لئے اسی طریقہ کو پسند کیا اور کامل چھہ برس تک دن رات اسی طریقہ کی تعلیم کے مطابق - صفائی قلب تزکیہ نفس اور ترک علائق کے لئے سخت سے سخت ریاضت کرتا رہا مگر افسوس ایسی سخت ریاضتون کے بعد بھی اوسکا قلبی اطمینان نہ ہوا اور اپنے مقام ریاضت سے اوٹھکر ایک پیپل کے درخت کے نیچے آبیٹھا اور اپنے قدیم غور و فکر کی سوچ مین محو ہو گیا - اس تنہائی اور خاموشی کے عالم مین بھی عرصہ ہو گیا - اور مدت تک یہان بھی اوسکی مشتاق آنکھین انوار حقیقت کے جلوہ سے محروم رہین - مگر سعی بیکار کسی شخص کی محنت نہین جاتی - ایکدن اسی مراقبہ مین اوسپر سچے مکاشفہ کا عالم طاری ہو گیا - اور اوسکے دل سے لوث دنیاوی کی تمام تاریکیان دور ہو کر انوار حقیقت کی روشنی پھیل گئی - پھر کیا تھا - اس حقیقت کے سچے تلاشی کی دونون آنکھین کھل گئین - مدتون سے جسکی تلاش تھی وہ دم کے دم مین مل گیا گواتم کامیاب ہو کر اوس درخت کے نیچے سے اوٹھا - اور کاشی (بنارس) پہونچا جو اوس زمانے مین تمام علما اور تارک الدنیا لوگون کا مقامی مرکز تھا - یہان پہونچکر اوس نے اپنے طریقہ کی مواعظت شروع کر دی اور تھوڑے ہی زمانہ مین اوسکی دعوت کو ایسی قبولیت ہوئی - کہ کاشی اور اودھ کے راجاؤن نے اسکے طریقہ کو اختیار کیا - اور حقیقتاً ان دونون حکمرانون کے مقلد ہو جانے سے گواتم بدھا کو مغربی شمالی ممالک اور اودھر مین اپنی شریعت کی اشاعت مین نہایت آسانی

سے ذریعہ حاصل ہو گئے۔ راجہ اجوسٹرا۔ مگدہ دیس کا راجہ بھی اوسکا مطیع
ہو گیا اور اوسکے ارا کین و رعایا نے بھی قریب قریب یہی طریقہ اختیار
کر لیا۔ گوائم نے اسی برس کے سن مین مقام کوسی نگر ۷۷ قم مین مر گیا۔
گوائم بدھا باعتبار تقدس اور مذہبی عظمت کے مگدہ دیس مین اول شخص تھا
جس کا ثانی پھر دوسرا پیدا نہ ہو سکا۔ وہ اپنی شریعت کا بہت بڑا پابند
بہت بڑا تارک الدنیا۔ بہت بڑا عابد اور بہت بڑا زاہد تھا۔ وہ اپنے
معتقدین کے لئے اپنی ذات اور صفات دونون اعتبار سے ایک
نمونہ تھا۔ اوس نے وید کی بہت سے قابل اصلاح احکام کی ترمیم
کر دی اور اون تمام سخت اور دشوار گذار مذہبی مراسم کو جو قانون
اخلاق اور انسانیت سے مخالف تھے۔ کم کر کے آسان بنا دئے
اوس نے مسئلہ ذات کی تخصیص و تفریق کو یکقلم موقوف کر کے
انسامی قومون کے عام طبقہ مین مساوات کے اصول قائم کر دئے
اوس نے بلا امتیاز قوم اور فرقہ کے عام ہمدردی کی تعلیم کی۔ اور
تذکیہ نفس۔ صفائی قلب۔ عام بخشش اور عفو تقصیرات کو بہترین
اعمال انسانی بتلایا۔ تحریر۔ تقریر اور نیز خیالات تک مین راستبازی
اور عام صداقت کی تحصیل پر علم حقیقت کی تکمیل کو محدود و موقوف
ثابت کر دیا۔ اور اسی تحصیل و تکمیل کو آدمی کی نجات کا اصلی اور حقیقی
ذریعہ بتلایا۔ اور ثابت کر دیا کہ دنیا مین رہکر بھی اپنے اعمال کی درستی
اور خوبی پیدا کرنی آدمی کے اصلی فرائض مین عموماً تمام خونریزی
کو عام اس سے کہ وہ چھوٹے سے چھوٹے اور محض بے حقیقت ہی
ذی روح کی کیون نہ ہو۔ ناقابل معافی اور دائمی گناہ بتلایا۔ اوسنے

انسانی نجات کو صرف انسان کے اعمال خوبی اور برائی پر منحصر کردیا۔ بہرحال اس خدارسیدہ اور تارک الدنیا شخص کے حالات کو بقدر ضرورت لکھکر ذیل مین اوسکے چند مفید اور حکمت خیز اقوال و ارشاد بھی قلبند کیے دیتے ہین۔

(۱) مخالفت کبھی مخالفت کرنے سے کم نہین ہوتی۔ بلکہ بجائے اوسکے محبت و الفت کرنے سے مخالفت کم ہوجایا کرتی ہے۔

(۲) جنکے قول و فعل برابر نہین ہوتے اونکی مثال اون پھولون کی ہے جنمین بو نہین ہوتی۔ صورت مین سب کچھ۔ سیرت مین کچھہ بھی نہین۔

(۳) اچھے اعمال صندل اور چمیلی کے پھولون کیطرح خوشبودار ہوتے ہین اور زیادہ خوشگوار۔

(۴) سر منڈانا۔ ننگے بدن رہنا۔ روزون پر روزے رکھنا۔ زمین پر اوندھے پڑا رہنا۔ کسی نفس کو پاک نہین کرسکتا۔ تاوقتیکہ اپنی خواہشات کو نہ مارا جائے۔

(۵) گناہ نہ کرنا۔ سب سے بھلائی اور ہمیشہ قلب کو صاف رکھنا۔ یہی بدھا کی اصل تعلیم ہے۔

(۶) دشمنون کے مجمع مین بھی ہمکو خوشی سے رہنا چاہیے۔ اور اونکے مجمع مین بھی اونکی دشمنی کی فکرون سے علیٰحدہ اور آزاد رہنا چاہیے۔

(۷) غصہ کو محبت سے۔ برائی کو اچھائی سے۔ حرص کو سخاوت اور فیاضی سے۔ اور جھوٹ کو سچائی سے ہات کرنا چاہیے۔

(۸) دوسرون کے عیب سانی سے معلوم ہوجاتے ہین۔

مگر اپنے عیب آدمی کو نہایت دشواری سے معلوم ہوتے ہین -
(۹) ایک آدمی غیر کے قصور کو تو ایسا ظاہر کرتا ہے - جیسے آنٹے سے
بھوسی جدا ہوتی ہے مگر وہ اپنی خطا کو ایسا چھپاتا ہے جیسے ایک
قمار باز اپنے بُرے پانسے کو اپنے ہاتھون سے فوراً چھپا لیتا ہے -

راجہ اشوکا

راجہ چندر گپت کے بیٹے راجہ بندوسرا کے حالات تک ہم اوپر لکھ آئے ہین - بندوسرا نے اپنے آخر وقت مین تمام کاروبار سلطنت اپنے بیٹے اشوکا کو دیکر اپنی تمام عمر گوشہ نشینی مین کاٹ دی ۲۶۰ ؁ ق مین اشوکا تخت حکومت پر بیٹھا اور اسنے اپنے ابتدائے ایام اپنے نامور وادے کے طرح فتوحات ملکی مین کاٹ دئے اور ہمین کوئی کلام نہین کہ یہ نامور - جری اور اقبال مند راجہ اپنے تمام اوصاف اور کمالات مین اپنے دادا کا ہمپایہ اور ہمشان ثابت ہوا - بلکہ خدا ترسی مذہبی پابندی اور رفاہ عام غیرہ کے خدمات کے اعتبار سے تو راجہ چندر گپت کی نمود اری اور شہرت پر بھی فوق لیگئے - اوس نے بنگال - اوڑیسہ اور آشام وغیرہ تمام شرقی ممالک اپنے حدود سلطنت مین ملا لئے - اور اپنے حدود سلطنت کو خلیج بنگال سے لیکر پنجاب تک - پورب پچھم - اور کوہ ہمالیہ سے لیکر بندھاچل تک اوتر دکھن تک بڑھا دئے - اوس کے نظام ملکی - اصول سیاست اوسکی جنگی لیاقت اور فوجی مہارت سے ہرگز کم نہین تھے - وہ ملکی مالی

اور فوجی کمالات سے بھرپور تھا۔ اور ایسا کہ اوسکے بعد۔ ہندوستان کے تخت پر اوسکے ایسا دوسرا حکمران پھر نہین پایا گیا۔ نظام ملکی کے لئے اوسنے علیحدہ افیسر مقرر کئے۔ اور ہر صیغہ کو اوسکے اعلیٰ افسر کی ماتحتی اور نگرانی مین سپرد کیا۔ اوسکے اول طبقہ کے افسر اوسکے اراکین سلطنت تھے۔ اور ان کو براہ راست سلطنت کیطرف سے نظام ملکی کے تمام اجرائے کا اختیار حاصل تھا۔ دوسرے طبقہ کے لوگ سرحدی معاملات کے محافظ تھے۔ تیسرے طبقہ مین علما اور دینی فضلا داخل تھے۔ جنکے ذمہ روحانی اور مذہبی تعلیم و اشاعت مقرر کی گئی تھی۔ چوتھے طبقہ مین تعلیم ملکی کے افیسر تھے جو عام طور سے ملکی مدرسون مین تعلیم و تدریس کے خدمات انجام دیتے ہین۔ پانچوین طبقہ مین مخبری اور عام ملکی خبر رسانی کی خدمت سپرد تھی۔ چھٹے طبقہ مین موروثی جاگیردار تھے۔

راجہ اشوکا کا قول و فعل ایک تھا۔ اوس نے عام فائدہ رسانی کی غرض سے تمام شاہراہون مین کنوئین کھدوائے۔ راستون پر درخت لگوائے۔ انسان اور جانورون کے علاج کے لئے کثرت سے شفاخانے کھلوائے۔ جانورون کی قربانی اور اونکا ذبح کیا جانا ہمیشہ کے لئے موقوف کردیا۔ ملکی تعلیم کے لئے مدرسے کھولے۔ ملکی رعایا کے طریقہ تہذیب اور اخلاق کی درستی کی ضرورت سے ایک جداگانہ صیغہ قائم کیا۔ اسیطرح اوسنے سال بھر مین چند بار دو بڑے جلسون کی

ایجاد کی جسمین تمام ممالک کے ملکی افیسر جمع ہوتے تھے اس عظیم الشان جلسہ مین پہلے قانون اور رواج ملکی کی ترمیم و اصلاح کے مسائل پیش ہوکر طے کئے جاتے تھے - اور دوسرے ملکی صنعت وحرفت کی ترقی اور فروغ یابی کی تحریک پیش ہوکر جاری کیجاتی تھی - تاریخون سے ہر پانچ برس کے بعد خاص دار السلطنت شہر پاٹلی پتر (پٹنہ) مین ایک اور بہت بڑے جلسے کا انعقاد ثابت ہوتا ہے - جسمین عام فوائد ملکی کے تمام امور طے کئے جاتے تھے - مگران کامون نے بھی اشوکا کو اتنا مشہور و معروف نہین کیا - جتنا اوسکی نیت کی نیکی - نفس کی بزرگی اور مزاج کی بھلائی نے -

ہم اوپر لکھ آئے ہین کہ اسکے مزاج مین خدا ترسی - مذہبی پابندی کثرت سے تھی - دنیا کے تمام حکمرانون کے خلاف اوسکی فطرت مین یہ جوہر کہان سے اور کیونکر آئے ؟ اس سوال کے جواب مین تاریخین اسکا قول لکھکر خود بتلا رہی ہین کہ شرقی بنگال کے سخت معرکہ مین - جانبین کی کشتون کے ڈھیر دیکھکر ایکبارگی اسکے دل مین عام ہمدردی اور خدا ترسی کے تمام آثار آپ ہی آپ پیدا ہوگئے - اگرچہ فاتح ہونیکے اعتبار سے اوسکو اس منظر سے بہت مسرور ہونا چاہتا تھا - بلکہ وہ اس خونی عالم کو مشاہدہ کرکے کچھ ایسا افسردہ اور پژمردہ خاطر ہوگیا - کہ پھر اوس نے اپنی فوج کشی کے آئندہ تمام ارادون سے دست برداری کرلی - اور ہتھیارون کے ذریعہ سے دنیا کو تسخیر کرنیکی جگہ اپنی رفتار و کردار سے

اون کو اپنا مغلوب و محبوب بنانا۔ بدرجہا بہتر سمجھا۔
راجہ اشوکا کے حالات اوسکے وقت کے پتھرون پر لکھی ہوئی کتابون سے معلوم ہوئے ہین۔ اور آجتک برابر معلوم ہوتے جاتے ہین۔ اور یہ اوس دور اندیش بادشاہ کی ہمیشہ یادگار قایم رکھنے کی ایسی اچھی تدبیر ثابت ہوتی ہے۔ جو اس تجویز مین اوسکو تمام دنیا کے تمام حکمرانون کے دائرے مین یکتا اور بے مثال ثابت کرتی ہے اوس نے اپنے تمام ملکی انتظامات اور مذہبی خدمات کو بڑے بڑے پتھرون کے ستونون پر پار کرت زبان مین لکھوا لکھوا کر اوسکو ہندوستان کے مختلف مقامات پر نصب کرایا۔ یہ سنگین الواح اسوقت بڑے بڑے کاغذی دفاتر سے قدر مین کہین زیادہ گران ثابت ہوتی ہین۔ مناسبت مقام کی خیال سے ہم بھی اوسکے چند ستونون کے حال ذیل مین قلم بند کرتے ہین وہوہذا دو ستون دلی مین۔ ایک الہ آباد مین اور ایک سانچی (بھوپال) مین ان ستونون مین اونہین چھ امور کی نسبت ہدایات درج ہین جو اوپر بیان ہوچکے ہان دلی کے ستونون مین دو امور کے اضافہ اور کیے گئے ہین وہ یہ ہین (۱) ان ستون کی عبارت عام ہدایت کے کام دیگی۔
(۲) عام صلاح ورفاہ کے خدمات اور مذہبی طریقہ سے انسانی ترقی کے فراہم کرنیکو تسخیر قلوب انسانی کا کافی ذریعہ بتلایا گیا ہے۔
اشوکا کی اشاعت مذہبی کچھہ ہندوستان کے حدود تک ہی منحصر نہین تھی بلکہ اس نے اپنے طریقہ کی دعوت کو بکٹریا (بخارا) کابل۔ قندہار۔

گجرات اور مالوہ تک پہونچادیا۔ اور شاہان شام مصر یقدونیہ۔ سیرین اور اپیرلیس اور سلون وغیرہما سے بھی اسکے متعلق خط وکتابت کا برابر سلسلہ جاری رکھا۔ کابل۔ زابل۔ سیستان۔ قندہار اور ہرات تک تو اوسکی تحریک کا سلسلہ نہایت آسانی سے پہونچگیا تھا۔ کیونکہ ان مین سے اکثر ممالک تو اسکے حدود مقبوضات مین آچکے تھے جیساکہ اوپر بیان ہوچکا ہے مگر مغربی ممالک مین البتہ اوسکی مشن کا نتیجہ صاف طور سے معلوم نہین ہوتا۔ بہرحال اگر مغرب مین اسکی کامیابیون پر پردہ پڑا ہے تو کیا بخلاف اسکے مشرقی کامیابیان ایسی وسیع ثابت ہوئی ہین اور اسوقت تک آئینہ کیطرح روشن اور قایم دکھلائی دیتی ہین۔

ممالک غیر مین بھی اشوکا کی دعوت کو ایسی ترقی ہوئی کہ بادیۂ شاہ صحرائے سائبیریا سے لیکر تبت۔ چین۔ ماچین۔ برہما۔ اسام۔ سیام انام۔ جاپان۔ جاوا۔ سلبیس۔ اور تمام مشرقی جزائر مین پھیل گئی اور ان مقام کے باشندون نے بدھ مذہب اختیار کرلیا۔ اور اسوقت تک بھی۔ اوسی عام قبولیت کے اثر سے جتنے دنیا مین اس مذہب کے آدمی پائے جاتے ہین اوتنے کسی اور مذہب کے نہین۔ چنانچہ مسٹر اسٹیل انگلستان کے موجودہ مشہور معروف مورخ ومحقق نے اشوکا کی نسبت جو رائے قائم کی ہے وہ یہ ہے۔

بدھ مذہب کی اشاعت کے اعتبار سے۔ اشوکا وہی ثابت

راجہ اشو

ہوتا ہے جو مذہب عیسائی کے لئے کانسٹینٹائن Constantine (قسطنطنین) لیکن قابل محقق آگے لکھتے ہین کہ اشوکا اس سے بھی زیادہ تھا۔ کیونکہ بخلاف مذہب عیسائی کے جس مذہب نے اشوکا کا قلبی اطمینان کر دیا تھا۔ وہ اوس وقت تک کوئی قوت یا طاقت نہین شمار کیا جاتا تھا۔ جیسا کہ دنیا مین قسطنطنین کی سیاست بذات خاص ایک قوت قرار پا چکی تھی۔ اشوکا کے وقت مین بدھ مذہب بخلاف اسکے کہ کوئی خاص قوت تسلیم کر لیجاوے صرف چند تارک الدنیا عقیدتمندون کا جوش خلوص تھا۔ اور اون چند خدا ترس اور خدا رسیدہ اشخاص کے انتہائی غور و فکر کا نتیجہ تھا۔ جنہون نے خدا کی معرفت کی تحقیق مین اپنی ذات کو فنا کر رکھا تھا۔

اس مقابلہ کو ختم کر کے ابھی ہمکو اشوکا کے متعلق ایک موازنہ کرنا اور باقی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ راجہ چندر گپت جو اوس کا دادا تھا اور خاندان موریا کا مورث اعلیٰ۔ وہ تمام محاسن اور کمال کے اعتبار سے۔ مگدہ دیس (بہار) کے تمام حکمرانون کا فخر کہلاتا ہے۔ اوسکی سیاست اوسکی فتوحاتی لیاقت۔ اوسکے نظام ملکی کی استعداد۔ غرض سب کچھ بڑے اعلیٰ پیمانہ پر بتلائی جاتی ہے۔ اور اسمین بھی کلام نہین کہ وہ اپنے ان ظاہری اوصاف سے ضرور موصوف تھا۔ اور وہ تمام امور جو ایک قابل اور لائق فرمانروا کیلئے ضرور ہوتے ہین۔ وہ سب اوسمین موجود تھے۔ مگر با این ہمہ اوسکی ذات

باطنی اوصاف سے ضرور محروم تھی۔ اوسکا دماغ جتنا روشن نہو
مگر قلب اوس کا تاریک تھا۔ اسی لیئے نہ اوسمین خداترسی کا مادہ
تھا اور نہ انسانی ہمدردی کے جذبات اوس نے رفاہ عام کے
اوتنے ہی کام کیئے۔ جتنے ایک بیدار مغز حکمران کرتے ہین۔ اوسنے
اپنے نظام ملکی کو سیاست کے معمولی اصول پر بہت بڑی بیداری اور
ہوشیاری سے چلایا۔ مگر یہ مزید ان امور کے۔ اشوکا نے اپنے
دوران حکومت مین اپنے اوصاف ظاہری کے ساتھ اپنے باطنی
محاسن کا بھی پورا اظہار کیا۔ اور اپنی حکمرانی کے اصول کو سیاست
ظاہری کے طریقہ سے پھیر کر۔ انسانی ہمدردی۔ خداترسی اور عام
نفع رسانی کی راہ پر چلایا۔ اور زور شمشیر کو اوٹھاکر۔ اپنی تحریر اور تقریر
کی قوت سے اپنے ملک اور ملکی قوم کو تسخیر کر لیا اور اون کو دنیاوی
بہبودی کیساتھ۔ رضاے معبودی اور روحانی خوشنودی کی راہ پر
لگا دیا۔ اور نہین سنجیدہ اور غیر ازاردہ تدبیرون سے اشوکا نے
ہندوستان لیا۔ غیر ممالک کے قلوب پر اپنا پورا سکہ جما لیا۔ انہین
وجوہ سے راجہ چندرگپت کے مقابلہ مین۔ اشوکا کے ترجیح دئے جانیکا
مسئلہ ضرور تسلیم کیئے جانیکے قابل سمجھا جائیگا۔

ہمارے ہمعصر اور لائق مورخ مسٹر اسٹیل نے۔ اکبر اعظم کو اشوکا کا
ہمسر اور ہم پایہ قرار دیا ہے۔ یہ اونکی خاص رائے ہے جسمین ہم کو
مداخلت کی کوئی ضرورت نہین۔ مگر دونون حکمرانون کے حالات

اور خدمات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکبر کی سلطنت مین بھی۔ خدا ترسی۔ صداقت اور انسانی ہمدردی کا اتنا عنصر نہین تھا جتنا اشوکا کی حکومت مین۔

اس عظیم الشان فرمانروا کے حالات کو تمام کر کے ہمکو اتنا لکھدینا ضروری ہے کہ مگدہ دیس (بہار) کی عظمت۔ اوسکی شہرت اور تمام نام و نمود بھی اوسکے ساتھ تمام ہوگئی۔ اشوکا کی وفات ۲۳۱ ق م مین واقع ہوئی۔ اور اسی کے ساتھ راجہ چندر گپت کے قایم کئے ہوئے خاندان موریا کا پورا خاتمہ ہوگیا۔ اسکے بعد اگرچہ اسکے چھہ ورثا یکے بادیگرے تخت نشین ہوئے۔ مگر افسوس ہی کہ اونمین کسی ایک کو بھی حکمرانی اور جہانبانی کا کوئی سلیقہ نہین تھا۔

ان چھہ حکمرانون کی حکومت کا سلسلہ ۲۳۱ سنہ سے لیکر ۱۸۳ ق م پورے چالیس برس تک۔ قائم رہا۔ سچ تو یون ہے کہ انہین ناقابل حکمرانون کے وقت مین مگدہ دیس کی ایسی عظیم الشان سلطنت مضمحل اور بالکل کمزور ہوگئی۔ یہان تک کہ اس سلسلہ کے اخیر حکمران کو اسکے وزیر پشیامتر نامی نے مار کر تخت سلطنت کو اپنے لئے خالی کر لیا۔ اور اپنی ذات سے ایک نئے سلسلہ حکومت کی بنیاد قائم کی۔ اس سلسلہ نے اگرچہ عنان حکومت اپنے قبضہ اختیار مین کر لی۔ اور ایکسو بارہ ۱۱۲ برسون تک یہ سلسلہ حکومت کرتا رہا۔ مگر وہ اپنی ملکی نظام کی کمزوری کو کسیطرح پورا نہ کر سکے۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ تمام ملک مین

وزیر باسدیو

سلسلہ اندہرا کی حکمرانی

بدامنی پھیل گئی- آخر وقت مین باسدیو نامی وزیر نے تمام اختیارات حکومت راجہ سے ضبط کر لئے- اور خود بجائے اوسکے حاکم بن بیٹھا اور آیندہ اپنے سلسلہ کو کنو اس کے نام سے مشہور کیا- باسدیو کے انتظام ابھی قیام پذیر نہین ہوئے تھے کہ دکھن سے اندہرا نامی سلسلہ نے آکر- انکے تمام مقبوضات پر قبضہ کرلیا-

سلسلہ اندہرا کی بہار مین حکومت

دکن کے سلسلہ حکمرانان مین اندہرا ایک خاص سلسلہ کا نام ہی جسطرح پنجاب- راجپوتانہ- اور تمام شمالی ہندوستان مین چھوٹی چھوٹی ریاستین قائم ہو گئی تھین- اوسیطرح دکن مین بھی- دکن مین- چیرا- چولا اور پانڈا کے نام سے مشہور تھین جنمین چیرا اور چولا تو ممالک دکن کے مشرقی اور مغربی سواحل پر واقع تھین اور پانڈا کی ریاست ان دونون کے درمیان مین تھی تھوڑے دنون کے بعد ایک اور ریاست کانچی (موجودہ کنج ورام) کے نام سے پیدا ہو گئی یہ سلطنتین دوسری صدی قبل عیسی علیہ السلام مین اندہرا کے نام سے ایک ہو کر تمام قریب قریب ممالک دکن کی مالک ہو گئین اور علاقہ ناگپور کی راہ سے آکر بہار پر حملہ آور ہوئین اور چند لڑائیون کے بعد قابض ہو گئین -

اس سلسلہ نے پورے چارسو برس تک بہار پر حکومت کی اوراس

طول وطویل مدت حکمرانی مین اپنے حدود سلطنت بحر عرب تک مغرب مین پہونچا دیے سنہ ۲۶ قم سے لیکر سنہ ۳۰ء تک انکی حکومت قائم رہی۔

راجہ کانشکا

سکندر کے بعد جہان اور ریاستین خودسر ہوگئین وہان بکٹیریا (بلخ) کی ریاست بھی خودمختار ہوگئی۔ سنہ ۱۳۰ قم سے یہان کے لوگون نے ہندوستان پر حملہ کرکے بعض شمالی مقامات پر قبضہ بھی کرلیا تھا۔ مگر شمال و مغرب سے آکر تورانیون نے اونکو فتح کرلیا۔ یہ لوگ تورانیون کے مقابلہ سے بھاگ اندرونی ہندوستان مین پھیل گئے۔ ان مین سے راجہ کانشکا نے بہت سے فتوحات حاصل کئے۔ اوسکے حدود حکومت تارقند اور کابل سے لیکر مالوہ۔ آگرہ اور گجرات تک پھیل گئے تھے یہ راجہ بدھ مذہب کا پابند تھا۔ اسنے بدھ مذہب کی تائید اور توسیع مین ایسے ایسے خدمات انجام دیے ہین جو اسکو اشوکا کے قریب قریب ثابت کرتے ہین۔ اسی کے وقت مین بدھ مذہب کا تیسرا عظیم الشان جلسہ قائم ہوا تھا۔ جسکی ہدایت کے مطابق بیرونی ممالک مین واعظین اور معلمین کی کثیر التعداد جماعت بھیجی گئی۔ کانشکا نے کشمیر کو فتح کرکے اوسکو اپنا دارالحکومت

بنایا۔ اور اسیوجہ سے بدھ مذہب کشمیر کے رستہ سے چین پہونچا
پھر چین سے کوریا اور پھر کوریا سے جاپان۔ پھر چھٹی صدی مین
چین سے کوچین چینا۔ جزیرہ فارموسا۔ منگولیا اور قریب قریب
تمام سائبریا مین پھیل گیا۔ پھر پانچوین صدی مین کشمیر سے
کابل۔ کابل سے بلخ بخارا اور تاتار تک جا پہونچا۔
انہین دنون مین۔ بدھا گوسائین نامی۔ جو بہار کا ایک مشہور
و معروف درویش تھا۔
بنگال سے سیلون اور سیلون سے برہما پہونچا اور سنہ ۴۵۰ء مین
تمام برہما بدھ مذہب کا ہو گیا۔ اور پھر برہما سے۔ سیام
جاوا اور جزیرہ سمیٹرا مین پھیل گیا۔ سنہ ۲۰۰ء مین کانشکا نے
کاشی (بنارس) اور مگدہ دیس (بہار) پر بھی اپنی فوجین
دوڑادین۔ اور ان کو بھی اپنے اثر سے کسیطرح خالی نہین چھوڑا۔
کانشکا کے بعد۔ اوسکے ورثا اور قائمقام دو مختلف نامون سے
مشہور رہوئے۔ سیاتھینس اور بساکا مگر یہ دونون سلسلہ کچھ بھی
کامیابی حاصل کر نہ سکے۔ ان کے زمانہ ہی مین گپتا خاندان
نے عروج پکڑا۔ پہلے یہ خاندان ساکا راجاؤن کا مطیع اور باتحت
تھا۔ مگر آگے چلکر پھر وہ خودسر اور خود مختار ہو گیا۔ گپت اول
حکمران سے لیکر اس سلسلہ مین دو راجہ۔ سمندر گپت اور اگند گپت
بڑے بڑے نامی اور گرامی نکلے۔

اسی راجہ کیوقت مین چین کا مشہور معروف سیاح فاحیان ہندوستان مین آیا۔ اسکی آمد سنہ ۴۰۰ء مین واقع ہوئی۔ اس نے۔ بہار کے دار الحکومت۔ شہر پاٹلی پتر (پٹنہ) مین پہونچکر۔ اسکی نسبت جو کچھہ لکھا ہے وہ یہ ہے۔

اس شہر کی عمارتون کے نقش ونگار ایسے دلکش ہین کہ وہ ہرگز انسان کے کام نہین معلوم ہوتے۔ اوسنے پٹنہ ہی کی عمارتون کو صرف نہین دیکھا ہی بلکہ۔ راجگیر۔ گیا۔ اور قصبہ چمپا کی عمارتون کے متعلق بھی اپنا ایسا ہی تعجب ظاہر کیا ہے۔

تیسرا چینی سیاح ہوئن ٹسانگ سنہ ۶۳۰ء مین ہندوستان آیا۔ اوسوقت سالدتیا نامی راجہ قنوج مین حکومت کرتا تھا۔ یہ راجہ بھی بُدہ مذہب کا آدمی تھا۔ بہرحال۔ ہمارا چینی سیاح۔ اودھ۔ مغربی اور شمالی ریاستون سے ہوتا ہوا بہار مین پہونچا۔ پاٹلی پتر کی عمارتین اسوقت مسمار اور کھنڈہر ہوچکی تھین راجگیر کی حالتین بھی خراب ہوگئی تھین۔ ان مقامات سے ہوتا ہوا اور عبرت کا پورا سبق لیتا ہوا ہمارا سیاح قصبہ گیا مین داخل ہوا۔ جو بدھ مذہب ہونیکی وجہ سے اسکی عقیدت کا اصلی مرکز تھا۔ اس نے ان مقامات کو بہت اچھی حالتون مین دیکھا۔ خصوصًا یہان کی دو چیزون کو دیکھکر وہ اوسقدر مسرور ہوا اور متاثر بھی۔ ایک تو وہ مندر۔ یا عمارت۔ جو بُدہ مذہب کے درویشون کے ٹھہرنے کیلئے بہت بڑی وسیع بنائی گئی تھی۔

دوسرا مدرسہ جسکی تفصیلی حالات اوس نے یون لکھے ہین۔
یہ بہت بڑی اور کشادہ عمارت ہی۔ سَو بڑے بڑے وسیع کمرے ہین اور ان مین سے ہر ایک کمرے مین ایک جداگانہ علم پڑھایا جاتا ہی اسی سے ملی ہوئی درویشون کے رہنے کا مکان ہے جسمین دس ہزار فقرا رہسکتے ہین۔ اور اونکے تمام ضروریات مدرسہ کیطرف سے بہم پہونچائے جاتے ہین۔ سخت اور دشوار مسائل دریافت کرنیکے لئے۔ اور نیز اپنی استعداد اور لیاقت بڑھانیکے لئے دور و دراز مقامون سے لوگ یہان آتے ہین۔ اور علم و کمال پیدا کرکے اوسکے فیض دور و دراز مقامات مین لیجاتے ہین۔ اسی دار العلوم کو بہار کہتے ہین۔ یہ لفظ اصل مین وہار تھا جسکے لغوی معنے علم کے ہین۔ کثرت استعمال سے بہار ہوگیا۔ اسی مشہور و معروف دار العلم کیوجہ سے ہمارے صوبہ کو بہار کا لقب ملا ہی۔ جو آجتک قائم ہے۔ چونکہ اس یکتا اور عدیم المثال مشرقی دار العلم کو ہمارے مدعای تالیفی سے پورا تعلق حاصل ہی۔ اسلئے ہم اسکے حالات اور زیادہ تفصیل سے قلمبند کرتے ہین۔ و ہو ہذا۔
ڈاکٹر فرگوسن لکھتے ہین کہ زمانہ متوسطہ مین جسطرح یورپ کی انسانی تہذیب کے تحصیل کا دار و مدار فرانس کے شہر کلنی اور کلیر ویکس پر تھا اوسیطرح دار العلم نالندا (بہار) ہندوستان کے تمام علوم کا چشمہ فیض تھا۔ جہان سے ملک کے تمام اندرونی مقامات

ہین علمی انوار و اثار قائم ہوئے تھے - یہ نالندا کا وہار یا دار العلم اپنے جملہ اوصاف کا مستحق اور سزاوار تھا - چار عظیم الشان سلاطین ملکر ایسکے اخراجات کو چلاتے تھے - اور اسکی ضرورتون کو پورا کرتے تھے - جب اسکی تکمیل پوری ہوگئی تھی تو اسکی تیاری کے جلسہ مین دس ہزار آدمی جمع ہوئے تھے -

انگلینڈ کے دوسرے محقق مسٹر اسٹیل لکھتے ہین کہ اس عمارت کی بنا اسطرح ہولی کہ سیلون کے راجہ کا مذہب بدھ دہرم تھا - اوسنے اپنے ملک سے چند درویشون کو اوس مقدس درخت کی زیارت کیلئے بھیجا - انمین اوسکا ایک حقیقی بھائی بھی تھا - یہ لوگ آئے اور زیارت کرکے واپس گئے تو راجہ سے شکایت کی کہ وہان جاتریون کے لئے آرام و آسایش کا کوئی مکان اور سامان نہین ہے راجہ نے اس شکایت کو بڑی توجہ سے سنا - اور اپنے دار الامارت سے ایک سفیر کو گرانمایہ تحفون کیساتھ مگدہ کے راجہ کے پاس بھیجا - یہ وہ زمانہ تھا کہ بدھ مذہب کا اقبال تمام ہوکر ہندو دہرم کے آثار قائم ہو رہے تھے - اسلئے بہار کا راجہ بھی ہندو دہرم کا آدمی تھا - بہرحال باوجود تخالف مذہبی کے راجہ نے سیلون کے سفیر کا بہت اعزاز و اکرام کیا - اوسکے ہدیون کو قبول کیا - اور پھر زمانہ کے دستور کے مطابق تابنے کی تختی پر - بودہ گیا مین عمارت مطلوبہ بنانے جانیکی اجازت لکھدی - چنانچہ ہملوے مندرجہ بالا چینی سیاح

کے آنے سے دو سو برس پہلے جو تقریباً ۴۲۰ء ہو سکتے ہین اس
عمارت کی تکمیل ہو گئی۔ مذکورہ بالا سیاح کے زمانہ مین اسکی عمارت
تین درجہ کی تھی۔ اور اسپر تین عظیم الشان برج قائم تھے۔ اور
کل عمارت مین ہزار جاتریون کے رہنے کیلئے کافی گنجایش موجود
تھی۔ عمارت کی صنعت کے متعلق ہمارے سیاح نے لکھا ہے کہ اسمین
انسان کی انتہائی صنعت صرف کیگئی ہے۔ نقش و نگار کی کثرت
سے تمام آراستہ ہے۔ اور گوتم بدھا کا جو مجسمہ نصب کیا گیا ہے۔ وہ
سونا اور چاندی مخلوط کر کے بنایا گیا ہے۔ اور اوس مین تمام
بیش بہا موتی اور دیگر جواہرات جڑے ہوئے ہین۔

بہر حال اس دار العلم بہار کے حالات ختم کر کے ہم اپنے سلسلہ بیان کو
آگے بڑھاتے ہین۔ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ ہندوستان سے قوم ھن
کے لوگون کو سمندگپت نے نکال پھینکا۔ اس فتح کے بعد اسکے سلسلہ
مین ہندوستان کی حکمرانی رہی۔ یہان تک کہ اسی سلسلہ مین ۶۰۰ء
مین راجہ وکرماجیت اعظم نے اوجین پر قبضہ کر کے اپنے آپ کو مشہور
وکرماجیت اعظم ۶۰۰ء
عالم کیا۔ سمت سال آجتک دنیا مین اوسی کا یادگار ہے۔ وکرماجیت کے
زمانہ مین پنڈت کالیداس بقید حیات تھے۔ ۵۶ء قبل عیسیٰ علیہ السلام
کے اونکا موجود رہنا غلط ہے۔ وکرماجیت کے بعد ۶۰۰ء مین سالبدیتا
اول تخت نشین ہوا۔ مگر جسطرح راجہ وکرماجیت ہندو دہرم کا موید
تھا اوسیطرح سالیدیتا بدھ مذہب کا معتقد نکلا۔ اسکے بعد ۶۰۵ء مین

راجہ وردہانا تخت نشین ہوا۔ مگر اسکو مغربی بنگال کے راجہ نے پوری ہزیمت پہونچائی۔ وردہانا کے بعد سنہ ۶۱۰ء مین سالیدت دوم حکمران ہوا۔ جسکو سری ہرشا بھی کہتے ہین۔ یہ بہت مشہور و معروف بادشاہ گذرا ہے۔ یہ بدھ مذہب کا پابند تھا۔ اسیکے وقت مین ہوئن تسانگ چینی سیاح ہندوستان مین آیا۔ جسکی کیفیت اوپر لکھی گئی ہے۔ سنہ ۶۵۰ء مین سالیدت مرگیا اسکے بعد اسکے ورثا اور قائم مقامون کے حالات معلوم نہین ہوتے۔ یہان تک کہ سو برس کے پورے وقفہ کے بعد راجہ شورما کے حالات پر پہونچنا ہوتا ہے جو سنہ ۷۱۰ء سے لیکر سنہ ۷۳۵ء تک حکمران رہا۔ مگر چونکہ طبیعت کا کمزور اور بزدل تھا۔ اسلئے کشمیر کے راجہ لالدت نے اس سے ملک خالی کرالیا۔

راجہ شورما

یہان تک ہندوستان کے تاریخی سلسلے کو ترتیب دیکر۔ ہندوستان کے تاریخی حالات مین۔ ہم پھر کامل اڑھائی سو برس تک کوئی واقعہ نہین پاتے۔ تمام مورخین نے اس زمانہ کو ہندوستان کی عام تاریکی کے ایام بتلایا ہے۔ چنانچہ آنریبل۔ ار۔ سی۔ دت۔ سی۔ آئی۔ ای یہان پہونچکر اپنی تاریخ ہندوستان مین تحریر فرماتے ہین کہ جسطرح رومیون کی سلطنت کو سنہ ۵۰۰ء مین یوروپ کی وحشی قومون نے تباہ کرڈالا اور اوسیوقت سے تمام ممالک یوروپ مین ڈارک ایج (ایام ظلمت) شروع ہوگئے اور سارا ملک پانچسو برس تک جہالت کی عام تاریکی مین پڑا رہا۔ بالکل اوسیطرح راجہ بکرماجیت

ہندوستان میں ایام ظلمت

کے بعد ہندوستان مین بھی قابلیت اور روشنی کا زمانہ ختم ہوگیا۔ اور
پھر تمام شمالی ہندوستان قریب قریب دو سو برس کے عام جہالت
اور تاریکی کی حالت مین گرفتار رہا۔ اس عالمگیر جہالت نے ملک پر
جیسا کچھ زہریلا اثر ڈالا وہ اس سے ظاہر ہے کہ ملکی تاریخ مفقود ہوگیی۔
تمام واقعات ملکی و قومی و مالی پر تاریک پردہ پڑگیا۔ شمالی ہندوستان
مین نہ کوئی اتنا بڑا با اثر اور مقتدر راجہ ہوا اور نکوئی فاضل و کامل ذی علم
گذرا۔ نہ علم و فن مین کوئی بڑی تصنیف و تالیف تیار ہوئی۔ نہ علم ہیئت
و فلسفہ کے متعلق کوئی جدید تحقیق کامل کی گیی نہ کوئی بڑی مرصع اور
قلمکار عمارت تعمیر ہوئی۔ غرض کہ کچھ بھی نہوا۔ بعوض اسکے قدیم خاندان
پرانی مشہور قومین معدوم۔ مفقود اور بالکل نیست و نابود ہوگیین۔
ہندوستان کی عظیم الشان ریاستین۔ اوجین قنوج اور مگدھ بھی بے نام
و نشان ہوگیین مگر قدرت نے ان قدیم قومون کے فنا ہو جانے
مین آیندہ قومون کی بقا پانے کے مادے اس خوبی اور سلیقہ سے
تیار کر رکھتے تھے کہ ایک کے معدوم ہونیکے بعد دوسرا موجود ہوگیا
چنانچہ قدیم سلسلون کے مٹ جانیکے بعد ایک دوسرا سلسلہ جو آگے
چلکر چھتری کہلایا۔ فوراً پیدا ہوگیا۔ اصل مین یہ قوم۔ قوم ساکا سے
نکلی ہے۔ جسکو وکرماجیت اور دیگر راجاؤن نے شکست کامل
پہونچائی تھی۔ اس نئی قوم کے لوگون نے پہلے راجپوتانہ گجرات
اور جنوبی ہندوستان کے تمام حصون پر اپنا قبضہ کر لیا۔ اور پھر

چھتری راج ۱۰۰۰ ء

رفتہ رفتہ - دہلی - اوجین اور بنارس تک اپنا فتوحاتی سلسلہ پہونچایا اور اپنے آپ کو ہندوستان کی قدیم قوم چھتری کا یادگار بتلایا۔

پال خاندان

بہر حال یہ تو ہندوستان کی اجمالی تاریخ تھی - ہمارے صوبہ بہار خاص مین کوئی سلسلہ حکمران مخصوص طور پر بتلایا نہین جاتا۔ پروفیسر مکرجی کی تاریخ سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ دسوین صدی عیسوی مین بہار پر پال خاندان کے لوگ حکمران تھے۔ انکا مذہب بُدھ تھا۔ بنگال مین سور خاندان کے راجہ حکومت کرتے تھے اوس سلسلہ کا بانی آدمی سور نامی ایک برہمن تھا۔ جس نے ہندو دہرم کو بنگال مین پھر از سر نو ایجاد کیا تھا۔

بہر حال ہم نے دسوین صدی تک ہندوستان کی تاریخ کیساتھ صوبہ بہار کی تاریخ بھی مرتب کردی اسکے بعد اسلامی فتوحات اور حکومت کے حالات شروع ہوتے ہین۔ جنکی تفصیل ہمارے آیندہ بیانات سے معلوم ہوگی۔

صوبہ اوڑیسہ کے حالات

بہار کے تاریخی حالات ختم کر کے ہمکو اپنے موجودہ ضمیمہ صوبہ اوڑیسہ کے حالات بھی اسوقت تک مرتب اور مسلسل کر دینے بہت ضروری ہین۔ کیونکہ تفریق بنگالہ کے بعد بہار اور اوڑیسہ کا چولی اور دامن کا ساتھ ہوگیا بقولیکہ ؎ ما کیم لیلا و لیلا کیست من ✣ ما دو رحیم آمدہ دریک بدن۔

ہم اوپر لکھ آئے ہین کہ بہار سے شایستہ قومین اوڑیسہ مین آکر

آباد ہوئین - اشوکا کے قبل سے بُدہ مذہب کے تارک الدنیا درویش یہان آکر کوہستانی مقامات مین گوشہ گیر ہوئے اور اونکی آمدورفت اور نیز اونکی تعلیم وتلقین نے اس تاریک حصہ دنیا مین - تہذیب وشایستگی کی بہت کچھہ روشنی پھیلائی - پھر اشوکا نے بنگال کو فتح کر کے اس صوبہ کو اپنی ہدایت کے ذریعون سے بہت قریب کر لیا اور بُدہ مذہب کے راجاؤن نے نسلاً بعد نسلاً مدت تک یہان حکمرانی کی جنکی عظمت واقتدار کے آثار - اونکے محلات شاہی کے کھنڈہر اور بڑے بڑے کتابے - اجتک کھانڈا گیری اور اودی گیری کے کھوؤن مین یادگار ہین یہان کے راجہ لومانس کے لقب سے مشہور تھے - ان لوگون نے پانچوین صدی عیسوی تک حکومت کی - پھر اسکے بعد ہندو دہرم یہان پھیل گیا - اور پھر اس دہرم والے لوگ یہان حکومت کرنے لگے ماپانی کسارینے سنہ ۴۷۶ع مین کساری خاندان (خاندان شیم) کی بنیاد ڈالی - اسکا دارالحکومت مقام بھوبنیشر تھا اس نے شیوجی کے نام سے مندر بنائے - جو ہندوستان مین ہندوؤن کی فن عمارت مین عجیب وغریب صنعت ثابت کرتے ہین - اسکے بعد ان لوگون نے اپنا دارالحکومت جج پور مین قائم کیا - اسی سلسلہ مین نرپا کساری نے شہر کٹک کو سنہ ۹۵۰ع مین آباد کیا - کساری خاندان سنہ ۱۱۳۲ع تک حکمران رہا انکے بعد گنگا خاندان والون نے یہان کی حکومت حاصل کر لی

خاندان کساری -

خاندان گنگا -

اور ۱۵۳۴ء تک یہی لوگ حکومت کرتے رہے یہ لوگ وشنو یا کرشن کو اپنا سب سے بڑا دیوتا قرار دیتے ہین اسی سلسلے کے راجہ اننگ بھیم نے ۱۱۷۴ء مین جگرناتھ جی کا موجودہ مندر طیار کرایا جسکی پوری کیفیت ہم عنقریب اپنے سلسلہ بیان مین قلمبند کرتے ہین - اس سلسلہ کے آخر حکمران - راجہ پرشوتم نے جو پندرہوین صدی عیسوی کے آخر مین حکومت کرتا تھا - اپنے فتوحات کو جنوب کیطرف بڑھایا - اور علاقہ مدراس کی ریاست کانچی کو فتح کرکے وہان کے راجہ کی بیٹی سے شادی کرلی - اس کے قائم مقام پرتاپ ناردودر کے زمانہ مین - مذہب وشنو کا بہت بڑا پیشوا اور مصلح چیتنا اوڑیسہ مین داخل ہوا -

خاندان گنگا کے تمام ہونیکے بعد - اوڑیسہ کی حکومت ایک جدید سلسلہ کے قبضۂ اختیار مین آئی اور اسکے پانچ راجاؤن نے یکے بعد دیگرے حکمرانی کرکے آخر راجہ نے اپنی حکومت مسلمانون کے جنرل فوج محمد خان عرف کالا پہاڑ کے سپرد کردی - جس نے اسکو ۱۵۶۰ء مین فتح کرکے اسلامی سلطنت کے حدود مین شامل کرلیا -

جگرناتھ کا مندر اور اوسکے حالات

اب ہم حسب الوعدہ ذیل مین جگنناتھ کے مندر کے تمام حالات قلمبند کرتے ہین اور اسکے مضامین کو سکند پران کے اوس باب سے ترجمہ کرکے بیان کرتے ہین جسکو اوتکال کھنڈ کہتے ہین - اوڑیسہ اصل مین

اودر اڈیشہ ہے۔ جسکو اوتکال بھی کہتے ہین۔ اس مقام کے مقدس ہونیکی تفصیل مین ہندو ویتھالوجی کا بیان ہے کہ ایک بار برہماجی نے نارائن سے انسانی نجات حاصل کرنیکے ذریعہ پوچھے۔ تو جواب ملا کہ مہاندی کے دکھن اور سمندر کے کنارے سے اوتر ہمارے رہنے کا خاص مقام ہے اور ایسا متبرک مقام ہے کہ جتنی برکت اور سعادت دنیا کے اور دیگر مقامات سے حاصل کیجاتی ہے وہ تنہا اس مقام کی زیارت سے دستیاب ہوجاتی ہے۔ ملوہلی اور نیلی گری پہاڑ۔ قریب ساحل کے اور کالپا کے انجیر والے درخت سے پچھم طرف ایک چشمہ ہے جسکو روہنی کہتے ہین۔ یہان اگر انسان مجھکو بظاہر دیکھ سکتا ہے اور جو اس چشمہ مین نہائے گا اوسکے تمام گناہ معاف ہوجائینگے۔ اور اوسکو میری ذات کیساتھ پاکیزگی اور طہارت مین مساوت ہوجائے گی۔

برہما یہ خطاب آسمانی سنکر اوس مقام پر پہونچے۔ اور اپنے پہلے مشاہدے مین چشمہ کے کنارے ایک گائے کو ویشنوجی کا نصف مجسمہ ہوجاتے ہوئے دیکھا۔ پرشوتم مہاتما جب سفر کرتے ہوئے اس مقام پر پہونچے۔ تو جیسا کہ وہ لکھتے ہین کہ میرے آنیکے وقت مین یہ مقام بالکل جنگل تھا۔ نیلی پہاڑی چارونطرف جنگل سے گھری تھی۔ جسکے ایکطرف انجیر کا (کالپا) درخت تھا۔ اور پچھم کیطرف روہنا کا چشمہ۔ اس چشمہ کے کنارے سنگ لاجورد کا بنا ہوا وشنو کا بُت کھڑا تھا۔

بہر حال ست جگ کے زمانہ مین عقیدتمند جاتریون نے اس مقام کی پوری حالت راجہ اندر دوینا کے دربار مین کہہ سنائی جو سوقت ریاست اواہنتی متعلقہ صوبہ مالوہ مین حکومت کرتا تھا راجہ یہ حال سُنکر کچھ ایسا شائق ہوا کہ اپنے ملک سے چلکر صوبہ اوڑیسہ مین داخل ہوا۔ یہان پہونچکر اوسے معلوم ہوا کہ وہ لاجوردی بت ریگ مین دہنس گیا۔ اوسکو اپنی محرومی پر بہت افسوس ہوا۔ مگر اوسکو وہان کے پنڈون نے بتلایا کہ اگر آپ یہان سو گھوڑون کی بھینٹ چڑہائینگے تو آپ کو دریا مین چند مورتین بہتی ہوئی ملینگی۔ جو آپ کو وہی برکت اور وہی سعادت پہونچائینگی جو آپ کو اوس وشنو والی لاجوردی مورتی کی زیارت سے حاصل ہونیوالی تھی۔ یہ سُنکر راجہ نے اپنے تمام ہمراہیون کے ساتھ وہین قیام کیا اور حسب الوعدہ سو گھوڑون کی بھینٹ چڑہائی۔ تھوڑے دن کے بعد ایک روز اوس سے کہا گیا کہ نیم کا ایک لٹھا جسپر سنکھ۔ ترسول۔ اور کنول کے پھول کا نقش بنا ہوا ہے دریا مین بہتا ہوا دکھائی دیا ہے۔ راجہ اسکو بشارت آسمانی سمجھکر خود دریا کے کنارے آیا اور اوسکو دیکھکر نکالنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ نیم کا لٹھا فوراً نکالا گیا۔ راجہ نے قرب وجوار کے مشہور بڑھیون کو بلا کر اوس لکڑی سے ایک بُت بنائے جانیکا حکم دیا۔ مگر کسی کا اوزار اوسپر کارگر نہوا۔ آخر مین ایک بوڑھا ضعیف اور بالکل گیا گذرا بڑھئی حاضر ہوا اور اوس نے اوس لکڑی سے بت بنادینے کا دعوےٰ کیا

یہ دعوے اوسکا راجہ کے دربار مین قابل مضحکہ سمجھا گیا۔ لیکن راجہ نے مصلحتاً اوسکو وہ لکڑی وبدی اوس بوڑھے بڑھی نے نہ خدمت اس شرط پر قبول کی کہ وہ اس کام کو ایک پوشیدہ اور بالکل محفوظ جگہ مین محض خود تنہا رہکر انجام کریگا۔ اور کوئی شخص اوسکے پاس نہ آویگا راجہ نے یہ شرائط منظور کر لیئے۔ وہ کاریگر ایک محفوظ کوٹھری مین اوس لکڑی کے ساتھ بٹھلا دیا گیا اور کواڑے بند کر کے اوسپر راجہ کی خاص مہر چسپان کردیگئی۔ پندرہ دن تو بلا مزاحمت بڑھی کو کام کرتے ہوئے اوس بند کوٹھری مین گذر گئے۔ مگر اب راجہ کو اوسکی کاریگری کے دیکھنے اور اوس مورت کے زیارت کرنیکا ازحد شوق پیدا ہوا۔ راجہ سے زیادہ رانی نے اصرار پر اصرار کیا۔ آخر راجہ سے صبر نہو سکا اور ایک دن اپنے محل سے بیتاب ہوکر باہر نکل آیا۔ اور کواڑ کھولکر اوس کوٹھری مین گھس پڑا تو دیکھا وہان کوئی بھی نہین ہے۔ وہ بڑھی نہ جانے کہان چلا گیا۔ تب راجہ کو اپنی غلطی اور بے صبری پر کمال افسوس ہوا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ کاریگر کوئی انسان نہین تھا بلکہ کاتب تقدیر (ویسکرما) خود اوس بڑھی کیصورت مین اس متبرک خدمت کو انجام دینے آیا تھا۔ بہرحال اوسنے غور کیا تو دیکھا کہ کاریگر نے اوس لکڑی کے تین ٹکڑے کر کے تین تصویرین جدا جدا بنائی ہین۔ یہ تینون مورتین تیاری کے قریب پہونچ چکی ہین۔ یہ مورتین جگرناتھ اونکے بھائی بلبھدر۔ اونکی بہن سوبھدر کی بنائی گئی ہین۔ مگر چونکہ

خلاف معاہدہ - وقت موعودہ سے پہلے اس خاص کام کے کئے جانے
کے وقت مداخلت کردیگئی ہے اسلئے یہ تصویرین کامل نہین ہونے
پائی ہین - بلکہ ناقص الاعضا ہین - چنانچہ سر سے لیکر کمر تک تو یہ مجسمہ
تیاری کے قریب مین مگر ہاتھ اور پاؤن کسی کے مرتب اور کامل نہین ہین
راجہ نے سمجھ لیا کہ میری نادانی سے اب ان دیوتاؤن نے ہمیشہ ناقص
رہنے کی حالتون مین رہنا پسند کر لیا ہے بہرحال راجہ نے بڑی تعظیم
وتکریم سے اون تینون مورتون کو اوٹھوا کر اور ایک مندر تعمیر کرا کے
رکھوا دیا - اور بڑی دھوم سے اونکی پوجا شروع کر دی - پھر وہ برہما
کیخدمت مین اپنے اظہار جذبات اور عرض حال کے غرض سے حاضر
ہوا اور اونکو بھی اون مورتون کی زیارت کرنیکی دعوت دی -
مگر وہ برہما کی خاص عبادت وریاضت کا زمانہ تھا - برہما نے
جوابدیا کہ تین جوگ کی کامل مدت تک تو مجھکو میرے اوراد ووظائف
سے فرصت نہین ہوگی پس تمکو تین جوگ کے زمانہ تک میری
حاضری کا انتظار کرنا ہوگا -
اب سنئے کہ راجہ اندر دومنا ادھر تو برہماجی کیخدمت مین حاضر تھے
اودھر راجہ گول مادیپ نے پہونچکر جگناتھ کے مندر پر قبضہ کر لیا -
راجہ جب واپس آیا تو دونون مین مندر کیلئے سخت تنازعہ پیش ہوا
نتیجہ یہ ہوا کہ روہنا کے مقدس چشمہ کے کچھوؤن نے زبان حال سے
راجہ اندر دومنا کے دعوے کی تصدیق کی - راجہ گومال دیپ کو

اپنے مخالفانہ قبضہ سے دست بردار ہونا ہوا۔
ان کچھوون کے متعلق بتلایا جاتا ہے کہ راجہ اندر دومنا نے اس مندر کی تعمیر کیوقت انہین کچھوون سے پتھر ڈہلوا جانیکا کام لیا تھا اس شبانہ روز محنت کرنیکی وجہ سے ان کچھوون کے دماغ اور مزاج مین ایسی دائمی گرمی پیدا ہو گئی ہے کہ یہ ہمیشہ پانی مین رہا کرتے ہین اور بغیر پانی کے کسی اور کرہ ارضی یا سماوی مین زندہ نہین رہ سکتے۔
جگناتھ کی وہ عمارت جسکا ذکر اوپر بیان ہوا آگے چلکر غارت ہو گئی اسوقت مین جو عمارت کہ موجود ہے وہ راجہ انن گھیم دیو کی بنائی ہوئی ہے۔ اس راجہ کی حکومت دریای ہوگلی سے لیکر دریائے گوداوری تک پھیلی ہوئی تھی۔ شامت اعمال سے اسنے ایک برہمن کو مار ڈالا۔ جسکے کفارے اور نجات طلبی کی غرض سے اوسنے اپنے آخر حصہ عمر مین اس مندر کی عمارت کو بناکر صفحہ دنیا پر اپنا نام یادگار چھوڑا۔ اسنے علاوہ اس مذہبی کام کرنیکے اور بھی اپنے ملک مین رفاہ عام کی نیت سے کام کئے۔ علاقہ اوڑیسہ مین دس مقامات پر دس عظیم الشان پل بند ہوائے۔ اور دریا مہاندی و دیگر دریا وندیون مین ایک سو باون ۱۵۲ گھاٹ تیار کرآے۔ کہا جاتا ہے کہ صرف جگرناتھ جی کے مندر بنانے مین اوسکا پندرہ لاکھ من سونا او جواہر خرچ ہوا ہے۔ اسکی عمارت کا کام چودہ برس مین تمام کیا

گیا اور یہ عمارت سنہ ۱۱۹۸ء مین تکمیل کو پہونچی۔
یہ مندر ساحل بحری سے ایک میل کے فاصلے پر۔ شہر پوری کے مغربی گوشہ مین شارع عام پر واقع ہے اسکی بنیاد کا ارتفاع معمولی سطح زمین سے (۲۰) فٹ اونچا ہے۔ اس مقام مرتفع کو نیلی گری کہتے ہین مندر کے موجودہ مقام پر سابق مین بدھ لوگون کی قدیم عمارت بتلائی جاتی ہی مندر کی تمام عمارت کا محیط ۶۶۵ × ۶۶۴ فیٹ مربع ہے۔ چہار دیواری ۲۴ فیٹ اونچی ہے اور اوسکے پشتہ مین باڑھ بارنے والی رند بنی ہوئی ہین۔ پہلے یہ دیوارین نیچی تھین بعد کو اونچی کیگئین ہین۔ اسکے دروازون مین مشرقی دروازہ اچھا اور خوشنما ہے۔ اسکی چھت مینار نما بنی ہے۔ جسمین کثرت سے تصویرین بنی ہین۔ اکثر اونمین آدمی کے پوری قد و قامت کے برابر ہین۔ دروازون کے چوکھٹ سیاہ پتھر کے ہین۔ اور یہ بھی نقش و نگار سے پر ہین۔ دروازون کے دونون پہلوون مین دو حملہ آور شیرون کی تصویرین نصب ہین۔ اسی سے اس دروازے کو شیر دروازہ کہتے ہین۔ شمالی دروازے پر دو ہاتھی کے مجسمے ہین۔ اور جنوبی پر دو گھوڑون کے۔ لیکن اب یہ دونون نکال لئے گئے۔ مشرقی دروازے کے آگے پچیس فیٹ کا۔ ایک ڈال کا سنگین ستون اونچا نصب ہے۔ یہ پہلدار ہے کہا جاتا ہے کہ یہ پہلے بالکل گول تھا۔ مگر دیوتاؤن اور فرشتون نے باری باری سے کاٹ کر اسمین سولہ پہل نکالدئے ہین۔ اسکی چوٹی پر ایک مندر کی تصویر ترشی ہوئی ہے اور اس مندر کی

اونچائی ملاکر اس ستون کی کل اونچائی ۴۵ فیٹ ہوجاتی ہے۔
یہ ستون اصل مین مقام کسارک کے سورج مندر مین نصب تھا۔ گذشتہ
صدی کے اوائل مین مرہٹون نے اسے وہان سے اوٹھاکر یہان
نصب کردیا۔ شیر دروازے سے بہتر جاتے ہوئے ۲۱ زینہ کی اونچائی
سے مندر کے فرش پر پہونچنا ہوتا ہے۔ اسکے آگے مہاپرشاد کی بکری
کی دوکانین لگی ہوئی ہین۔ یہان آدمیون کی کثرت سے راستہ
نہین ملتا ہے اسکی سیدہی طرف ایک چبوترہ ہے۔ جسکو اشنان
دیدی کہتے ہین۔ جسپر اشنان جاترے کے دن۔ جگرناتھ جی کی
مورتی نہلائی جاتی ہے۔ اس سے ملا ہوا ایک چھوٹا سا مکان ہی
جہان سے لچھمی جی دیوتا کے اشنان کرنیکو دیکھتی ہین۔ دروازے
کے دوسرے جانب بھی ایک مختصر سا مکان ہے جہان نہاکر جگرناتھ
جی لچھمی جی سے ملتے ہین۔ بائین جانب کسی قدر فاصلہ سے مندر کا
باورچیخانہ ہے جسمین جگرناتھ جی کے کھانے پکائے جاتے ہین اور
اس مقام سے مندر کے اندر تک سرنگ کی ایک راہ لگی ہوئی
ہے۔ یہ تمام عمارتین بیرونی احاطہ کے اندر داخل ہین اس بیرونی
احاطہ کے اندر۔ اندرونی احاطہ ہی اور اس کی دیوارین پہلے احاطہ
کی دیوارون سے نصف اونچی ہین اور اونچائی مین کل ۱۱ فیٹ ہین
اس احاطہ کے اندر مندر کی خاص عمارت اور دیگر عمارتین داخل
ہین اسمین پیپل کا بہت پرانا درخت ہی جسکی برکت سے کہاجاتا ہی

لاولد عورتون کو اولاد ملتی ہے بہت سی ہندو عورتین اپنے آنچل
پھیلائے اسکے نیچے کھڑی پائی جاتی ہین۔ اگر اوپر سے کوئی پھل
اونکے آنچل مین گر پڑا تو نہین اپنی حصول مطلب کا یقین کامل
ہو جاتا ہے۔ اور نہین تو وہ اپنے حصول مراد سے مایوس ہو جاتی ہین
کپیل سہنا مین اس درخت کے خواص کی نسبت لکھتا ہے کہ جو
شخص اس درخت کے سایہ مین آگیا وہ اپنے تمام گناہون سے عام
اس سے کہ برہمن ہی کا قتل کیون نہو معفو ہو گیا۔ جس شخص نے اسکا
طواف کیا اور اسکی پوجا کی تو ہری جی اوسکے سو پشت کے گناہ بخشدیتے
ہین۔ دیکھو انٹیکو ئیٹز آف اوڑیسہ جلد دوم صہ ۱۱۵
اس سے ملا ہوا ایک ستون پر بنا ہوا مکان ہے جسکو مُکتی منڈپ کہتے
ہین۔ جہان روز پنڈت اور شاستری لوگ شاستر کی تعلیم دیتے ہین
یہ ایک غیر معین تشبیہہ عمارت ۳۸ فیٹ مربع کی ہے اس سے
تھوڑے فاصلہ پر روہنا کا مشہور چشمہ ہے۔ جہان ایک کوا پانی پیکر
ویشنو جی کی صورت مین مشکل ہو گیا ہے۔ اس کوے کی صورت
چار ہاتھ والے مجسمہ کی شکل مین اس چشمہ کے کنارے موجود ہے
ان عمارتون کے علاوہ پچاس چھوٹے چھوٹے اور مندر بھی ہین
جنمین ویشنو۔ لکشمی۔ شیو۔ سورج۔ ہنومان۔ سیتلا۔ گنیش
اور منگلا وغیرہ کے مختلف الوضع بُت رکھے ہوئے ہین۔
خاص مندر کی عمارت مین جہان جگرناتھ جی کی مورتی رکھی ہوئی ہے

وہان کوئی نہین جا سکتا سوائے اون لوگون کے جو خاص طور پر اجازت حاصل کرتے ہین۔ پانچسو سے لیکر پانچہزار تک کے خرچ مین اجازت حاصل ہوتی ہے۔ اندر جانیکے تمام راستے صندل کے کٹھر دن سے بند ہین۔ اندر جانے والے عجیب و غریب اعجاز و کرامات بیان کرتے ہین جنکے بیان کی مجھکو مطلق ضرورت نہین ہے سامنے کے دالان سے لیکر مندر کے اندر تک تمام دیوارون مین مرد و عورت کی تصویرین پتھر مین تراشی ہوئی ہین۔ جو تین فٹ سے لیکر ۵ فٹ تک اونچی ہین جگرناتھ جی کے اصلی حالات جو کچھہ ہندو میتھلاوجی سے ظاہر ہوتے ہین وہ یہ ہین۔ وشنو جی نے اپنے ایک سیاہ اور ایک سفید بال سے کرشن جی اور اونکے بھائی بھلبھدر جی کو جو دیوکی جی کے بیٹے تھے پیدا کیا۔ کرشن اور بالبھدر ایکساتھہ جوان ہوئے۔ ان کے تمام حالات قریب قریب مساوی بتلائی جاتے ہین۔ بلبھدر نے سب سے پہلے اسور اد ہانک کو۔ جو گدہی کی صورت مین ہوکر تمام آدمیون کو آزار پہونچایا کرتا تھا۔ مار کر تمام مخلوق کو اپنا ممنون احسانات بنایا۔ بلبھدر بہت شراب پیتا تھا۔ اسلیئے اوسکو مدہو پوریا کہتے تھے۔ جسکے لغوی معنی شراب کا بیحد شایق۔ ایکبار جب وہ شراب مین مست ہو رہا تھا تو اوس نے دریای جمنا سے مخاطب ہو کر کہا کہ تو میرے پاس چلی آ کہ مین تجھہ مین آشنان کر لون۔ لیکن جمنا نے اوسکے کہنے کی پروا نہ کی۔ اوسکو غصہ اگیا اوسنے اپنا ہل اوٹھا کر جمنا مین ڈالدیا اور اوس سے دریا کو کھینچنے لگا۔ جہان جہان وہ گیا دریا کا پانی

اوسکے ساتھ ساتھ گیا - یہان تک کہ جمنا نے بلبھدر سے اپنی خطا کی معافی مانگی - اسیوجہ سے بلبھدر کو جمنا ویدہ (شگافندہ جمنا) بھی کہتے ہین - بلبھدر کرشن جی کے سامنے مقام دوارکا مین ایک بڑ کے درخت کے نیچے مرگیا - سبدہرا واسدیو کی لڑکی کرشن کی بہن اور ارجن کی بیوی تھی - بلبھدر چاہتا تھا کہ اوسے درجودہن کو دیدے - لیکن کرشن جی کے اشارے سے ارجن اوسکو دوارکا سے لیگیا - اور اسوقت کے دیکھنے سے بھی ظاہر طور پر سُبدہرا کی شکل کو جگناتھ کی صورت سے ایک مشابہت پائی جاتی ہے - غرضکہ انہین بھائی بہنونکی تصویرین اس مشہور و معروف مندر مین رکھی ہوئی ہین - اور چونکہ خالص اور ہرائی نیم کی لکڑیان ہین اسلئے وہ کیڑے وغیرہ کے نقصانات سے اسوقت تک بالکل محفوظ ہین - بلبھدر کا بت چھہ فیٹ کا اونچا ہے جگناتھ جی کا مجسمہ اس سے کچھہ نیچا ہے - سبھدر کی تصویر - بادن جو ۵۲ یا ۴½ فیٹ اونچی ہے - مندر کے اندر ان تین مورتون کے علاوہ ایک گول پتھر - طول مین چھہ فیٹ رکھا ہے جسپر خطوط متوازی کھینچے ہوئے ہین -

دن مین کئی بار مثل انسانون کے ان کو (جگناتھ کی مورت کو) کپڑے پہنائے جاتے ہین - یہ نہلائے جاتے ہین - کھانا کھلائے جاتے ہین - غرضکہ وہ تمام کام اور خدمات ایکساتھہ کئے جاتے ہین جو ایک زندہ انسان کی روزانہ معاشرت کے لئے ضروری اور لازمی

ہوتے ہین - اگر ہم ان تمام امور کو بیان کرین تو بیکار طوالت ہوتی ہی اسلئے ہم اون سے قطع نظر کر کے اس مندر کے خدام اور اونکے مختلف خدمات کو ذیل مین بیان کرتے ہین وہو ہذا-

ایک شخص جگرناتھ جی کو اونکی خوابگاہ پر لیجانیکے لئے مقرر ہی- دوسرا ان کو خواب راحت سے جگاتا ہے تیسرا مونہ دھونیکو پانی رکھتا ہی- چوتھا مسواک لاتا ہے - پانچوان کھانا کھلاتا ہے - چھٹا پانی پلاتا ہے - ساتوان پان لاتا ہے - آٹھوان کپڑے پہناتا ہے - نوان توشک خانہ پر مقرر ہے - دسوان چتر برداری پر مامور ہے - گیارہوان پوجا کرانیکی خدمات پر معین ہے - غرضکہ اسیطرح دن رات کی ہر جزوی اور کلی خدمتین مختلف لوگون پر تقسیم ہین اور یہ اسٹاف اتنا وسیع ہے کہ اسمین ۳۶ صیغے جدا جدا قائم ہین اور ۷۴ آدمی روزانہ کام کرتے ہین جنمین صرف باورچیخانہ کے متعلق بھنڈاری اس کثرت سے ہین کہ اونکے چارسو گھر علیحدہ بنے ہوئے ہین - اس اسٹاف کے علاوہ ایکسو بیس ناچنے والی جوان عورتین مقرر ہین اور یہ جماعت اپنے مقررہ اوقات پر آکر جگرناتھ جی کی مورتی کو اپنا گانا سناتی ہین اور اونکا بھجن گاتی ہین - انکے علاوہ مندر کے خاص پنڈوا شمار مین کئی ہزار ہین جو جاتری اور جاتریون کے خدمات پر مقرر ہین یہ تمام اسٹاف راجہ کھروا کے ماتحت ہے - ریاست کھروا شہر پوری کے مضافات مین ہے اور اڑیسہ مین یہ ریاست اگلے زمانہ مین ازاد اور خودمختار رہتی تھی

سنہ ۱۸۰۴ع مین گورنمنٹ انگلشیہ نے بغاوت کے جرم مین اسکو ضبط کرلیا - پھر سنہ ۱۸۶۰ع مین یہان کے راجہ کو ایک خوفناک قتل عمد کے جرم مین ماخوذ کرکے - جزیرہ اینڈمن مین بھیجدیا - گوکہ موجودہ راجہ کو بذات خاص کوئی اختیار حاصل نہین ہے - لیکن تاہم مندر کا اسٹاف ابتک اوسکو اوسکی خاندانی قدامت اور عظمت کیوجہ سے اپنا سردار سمجھتا ہے -

بہرحال ہم نے جگرناتھ جی "Lord of the world" اور اونکے مندر کے متعلق تمام حالات کو تفصیل سے اس خیال سے بیان کیا ہے کہ وہ ہمارے موجودہ صوبہ کے حدود مین داخل ہے اور تمام ہندؤن کی تعظیم و تکریم کا انتہائی مقام - اور اونکے تمام مدعا اور مراد اور حصول مقاصد کی جگہ ہے اس لئے اسوقت صوبہ بہار کو اگران عظمتون کی اعتبار سے بھی دیکھاجاوے تو ہندوستان کے اور دیگر مقامات پرستش پر ایک ترجیح اور فضیلت ضرور حاصل ہے - ہمین شک نہین کہ دوارکا متھرا - اجودھیا کروچھتر - گیگوتری ہردوار - کاشی وغیرہ پرستش کی قدیم جگہین ہین - مگر ہندو دھرم کی کتابون سے ان مقامات کی زیارتون مین وہ تازندگی اور وجود پایا نہین جو بہار کے موجودہ شہرپوری کے مشہور مندر مین اوصاف بتلائے جاتے ہین - اور جو موجودہ زمانہ مین اونکے لارڈ اف ورلڈ کا خاص الخاص مقام بتلایا جاتا ہے - انہین خصوصیات نے ہمکو اس مقام کے حالات

تفصیلوار لکھنے پر مجبور کردیا تھا۔ ورنہ حقیقتاً ان مضامین کو ہمارے تاریخی مطالب سے کوئی ایسا تعلق نہین تھا بہرحال اتنا لکھکر ہم پھر اپنے قدیم سلسلۂ بیان پر آجاتے ہین۔ ہم ہندؤن کی تاریخ کو تمام کرچکے اب ہم جو آیندہ لکھین گے وہ اسلامی فتوحات ہند کے واقعات اور خاصکر وہی جنکو خاصکر صوبہ بہار سے تعلق ہوگا۔ مگر قبل اسکے کہ ہم اپنے تجویز کردہ مضامین کو شروع کرین تاہم ہندؤن کے اون قابل اور ذی لیاقت مشہور و معروف علماٗ۔ حکماٗ۔ عقلا۔ امرا اور وزرار کے حالات بھی لکھدینا۔ ایک مورخ کی حیثیت سے اپنا ضروری فرض سمجھتے ہین۔

چنانچہ بہار کے ان نموداروں کی فہرست مین ہم سب سے پہلے گوتم بُدھا کے حالات لکھتے ہین جنکو ہمارے صوبہ سے پورا تعلق حاصل تھا۔ اگرچہ اونکا اصلی وطن کپل وستو۔ اسوقت صوبہ بہار کے حدود مین نہ داخل ہو تو کیا۔ تاہم بُدھاجی کو تحصیل علمی اور تمام انوار روحانی کی نعمتین راجگیر ہی اور گیا کے مقامات سے حاصل ہوئی ہین اور یہ دونون مقامات اسوقت کے جغرافیہ سے لیکر اسوقت تک صوبہ بہار ہی مین داخل ہین یون سمجھنا چاہیے کہ ظاہری اقتدار کے ساتھ باطنی انوار۔ دونون اون کو یہین کی سرزمین پر دستیاب ہوئے۔ لو وہ گیا مین وہ بڑ کا درخت ابھی موجود ہے۔ جسکے نیچے اس معرفت کے سچے متلاشی کو شاہد حقیقت کا جلوہ نظر آیا۔ اور وہ اپنے جذبات مسرت سے بیچین ہوکر۔ پاگیا۔ پاگیا کا نعرہ مارتا ہوا۔ اپنی مدت کی شبانہ روز خموشی کے بعد تمام دنیا کی

ہدایت کیلئے اوٹھکھڑا ہوا - اس درویش کامل کے اوصاف ایسے مشہور ہین - جو کسیطرح میرے بیان کے محتاج نہین ہین - دنیا کے تمام موجودہ مذہب والون نے باوجود اسکے کہ اوسکے قائل اور پیرو نہین ہین - مگر تاہم اس بزرگ کو ہمیشہ عزت سے یاد کیا ہے - ہندو دہرم کے محققین برہمنون نے باوجود اپنے اختلاف و انحراف کے اوسکو آخر کار ایک اوتار تسلیم کرلیا ہے یوروپین مورخین نے بھی اسکے بہت بڑے تارک الدنیا - عابد اور زاہد ہونیکی تصدیق کرلی ہے اسلام نے بھی اسکو چندان ناپسند نہین کیا ہے - ان کے اکثر علمانے اسکو اصف بلوذہر بتلایا ہے جسکے حالات ظہور اسلام سے پہلے قدیم تاریخ وسیرت کی کتابون مین لکھے ہوئے ہین - جن سے اوسکے عارف باللہ ہونے کے پورے ثبوت پہونچتے ہین -

اشوک اعظم - ہم اسکو سلاطین کی فہرست مین لکھدیتے - مگر چونکہ اسکے تمام آئین حکومت قوانین شریعت کے مطابق تھے - اور اسکا کوئی قول اور فعل حدود مذہب سے باہر نہین تھا اسلئے وہ اپنے طریقہ کا دنیاوی رہبر بھی تھا اور دینی پیشوا بھی - مگر ایسی توفیق خدا کی تائید بغیر نہین ہوسکتی اسلئے معرکہ بنگال والی سخت خونریزی سے موثر ہوکر اسنے شمشیر سے تسخیر ممالک کی قدیم تدبیرون کو بالکل چھوڑ دیا - بلکہ موعظت اور زور تقریر کے ذریعہ سے تمام دنیا کی تسخیر قلوب کی ترکیب نکالی - اور اوسمین اسکو بڑی کامیابی ہوئی - اس سے معلوم ہوگیا کہ تمام سلاطین

عالم کے خلاف جو طریقہ ملک گیری اور جہانبانی کے راجہ اشوک نے اختیار کئے وہ ضرور تائید ربانی پر شامل تھے۔ انہین وجھون سے ہم نے اشوک کو گوا تم بدھا کے بعد۔ اپنے صوبہ کے نمودارانِ روحانی کی فہرست مین جگہ دی ہے۔ یہ ترتیب تو اوسکے روحانی عظمت کے اعتبار سے اوسکو دیگئی ہے۔ دنیاوی اقتدار کے لحاظ سے اوسکو ہم اوسکے جد اعلیٰ مہاراجہ چندرگپت سے پہلے سلاطین و فرمانروایان بہار کی ذیل مین رکھین گے۔ کیونکہ راجہ چندرگپت سے کہین زیادہ اسکے سیاسی اثر دنیا کے دوسرے دور دراز ممالک تک پہونچے ہوئے تھے ہمین کوئی عذر نہین کہ راجہ چندرگپت اپنے تمام اوصاف حکمرانی سے ضرور آراستہ و پیراستہ تھا۔ مگر راجہ اشوک کے اوصاف جہانبانی کیساتھہ اوسکے کمالات روحانی اوسکو راجہ چندرگپت پر ضرور ترجیح دیتے ہین۔

سنہ ۴۷۶ء مین بہار کی علم خیز زمین نے ایک بہت بڑے ذی استعداد اور قابل حکیم اور کامل اوستاد کو پیدا کیا۔ جسنے تحقیق علمی کے دریا تمام دنیا مین بہا دئیے۔ اپنے یہ فیوض کچھہ اپنے ہی ملک تک محدود نہین رکھتے۔ بلکہ غیر ممالک کو بھی اس سے یکسان طور پر اپنا احسانمند بنایا اس حکیم کا نام آریا بھٹ تھا۔ اسی نے سب سے پہلے ثقل ارضی کی کشش تحقیق کی اور ثبوت اوسکے معلوم کر کے تمام دنیا کو پہونچائے۔ چارکا پنڈت جو علم طب کا موجد مانا جاتا

ہے۔ بہار ہی کی زمین کا جوہر اعلیٰ تھا۔ ایام متوسط مین یورپ کی تمام طبی کتابون نے اسی کی تحقیقات سے فائدہ اوٹھایا ہے
دہنتر پنڈت۔ جو پانچوین صدی عیسوی مین پیدا ہوا وہ بھی اسی معدن کا گوہر یکتا ثابت ہوتا ہے۔ اور بہار کی علمی کمال کا تیسرا نمونہ۔ یہ وہی حکیم ہے جسکی ریاضی مین اعلیٰ اور یکتا قابلیت تمام دنیا کا تسلیمی امر ہے۔ شطرنج کا موجد اسیکو بتلایا جاتا ہے۔ اسکے تصنیفات و تالیفات ہندوستان سے نوشیروان کے دربار مین پہونچائے گئے۔ اور وہان سے ترجمہ تمام مغربی دنیا مین پھیلائے گئے۔ یہ حکیم بزرجمہر وزیر نوشیروان کا ہمعصر بتلایا جاتا ہے۔
ہم علما و حکما کے سلاطین۔ اونکے وزرا، اور امرار کے حالات ذیل مین بیان کرتے ہین راجہ اشوک۔ اسکا حال اوپر قلمبند ہوچکا ہے۔ چندر گپت۔ اس کے حالات ایسے واضح اور روشن ہین کہ کسی ثبوت اور تصدیق کی محتاج نہین۔ وہ سکندر مقدونیہ کے ایسا اگر سکندر ہندوستان کہا جاوے تو بیجا نہو گا۔ اوسکی شہرت اور عظمت ہندوستان ہی مین نہین۔ بلکہ غیر ممالک مین بھی پھیلی ہوئی تھی۔ مقدونیہ کے فاتح اعظم کی نسبت تاریخین بتلاتی ہین کہ ہندوستان کی دو چیزون نے اوسکو بڑی حیرت دلائی تھی۔ ایک راجہ پورو کی شکست کھاکر بھی محکم مزاجی اور پاداری دوسری راجہ چندر گپت۔ والی بہار کے سرکش ولیعہد کی ذہانت اور اعلیٰ

ملکداری کی صلاحیت سکندر کی غایتہ آنکھیں اسکے کمالات پر اطمینان کی نہین بلکہ خوف و وحشت کی نگاہین ڈالکر ع

بسیار خوبان دیدہ ام الا تو چیزے دیگری - ،، کے مفہوم کو اچھی طرح سمجھ رہی تھین - چنانچہ اوسکے قیافہ شناسی کے جوہر اوسکے مرنے پر کھل گئے - ارض بابل مین سکندر کے مرتے ہی راجہ چندر گپت نے تمام یونانی حاکمان ہندوستان کو اپنے زیر اثر کر لیا - اور ثابت کر دیا کہ ہندوستان والے بیرونی حملات کے دفعیہ کے لئے ہمیشہ کافی ہین اگر وہ اپنے استقلال وہمت سے کام لین -

راجہ چانک چندر گپت کا وزیر تھا - وزیر چنین بادشاہی چنان - کے مطلب اگر اوسکے معنون مین سمجھے جاوین - تو اسکا اصلی مفہوم راجہ چندر گپت اور اوسکا وزیر راجہ چانک معلوم ہوتے ہین یہ اسی صاحب تدبیر والرائے کی اعلیٰ مشورت تھی جسنے چندر گپت کے ایسے گمنام کو مشہور خاص وعام کر دیا - راجہ کو بھی تیار کیا اور پھر ہندوستان کی سلطنت کو بھی اوسکے لئے تیار کر دیا - بلکہ اوسکی سطوت ہندوستان سے باہر - فارس - شام اور مصر تک پہونچادی - اوس نے راجہ کے لئے - پنجاب سے لیکر مگدہ دیس تک سفر کرنیکے لئے ایک نقشہ تیار کر دیا تھا اور اسی راہ سے راجہ اپنا لشکر پنجاب سے لیکر باسانی تمام مگدہ دیسمین چلا آیا تھا - کہا جاتا ہے کہ اس لایق مدبر نے علم سیاست مین ایک بہت بڑی بسیط کتاب لکھی تھی

مگر افسوس کہ زمانہ کی ناقدری سے نہ اوس نقشہ کا وجود کہین پایا جاتا ہے اور نہ اس کتاب کا نشان -

راجہ ایڈ ہشتر یہ بھی صوبہ بہار کا عظیم الشان حکمران مانا گیا ہے - سخت سے سخت معرکہائے جنگ مین اسکی دلیری اور ہمت - مانا ہوا مسئلہ ہے - اس نے اودہ - بنارس - مالوہ - قریب قریب تمام دیسی ریاستون کو مغلوب و مفتوح کر کے اپنے حدود ملکی مین ملا لیا تھا - راجہ اودھ نے اسکی دلیری و شجاعت پہ فریفتہ ہو کر اپنی ایک لڑکی بھی اس سے بیاہ دی -

ہم اتنے ہی مشاہیر بہار کے حالات کو قلمبند کر دینا کافی سمجھتے ہین - نہ اس خیال سے کہ بہار مین اتنے ہی مشاہیر گذرے ہین بلکہ اسوجہ سے کہ مشاہیر بہار کے حالات کا اتنا کثیر ذخیرہ ہمارے پیش نظر ہے کہ اگر ہم اون کو لکہین تو ہماری تاریخ بہار کا ملان بہار کا ایک تیار دفتر اور کامل تذکرہ ہو کر رہجائیگی اسلئے ہم مذکور الصدر لوگون کے حالات نمونہ کے طور پر لکہکر اپنے ناظرین کتاب کو باور کراتے ہین کہ صوبہ بہار کے معدن بھی - قابلیت - استعداد و جامعیت کے موتیون سے ہرگز خالی نہین تھے - قدرت نے ہندوستان کے دیگر حصون کے ایسا اسکے وسیع دامن کو بھی ان یکتا گوہرون سے مالامال پیدا کیا تھا - اسکے تخت حکومت پر بھی ایسے حکمران اور فرمانروا گذرے ہین جنکی ہیبت وسطوت سے ہندوستان ہی نہین - غیر ممالک بھی لرزان رہے ہین

اسکے دربار شاہی مین ایسے ایسے وزرا کی مسندین بچھی ہوئی ہین جنکی ناخن تدبیر نے نظام ملکی کی اون گتھیون کو سلجھایا ہے۔ اور ایسے ایسے مشکل سیاسی امور کا تار تار جدا کیا ہے۔ جنکے یکسو ہونے اور اور ترتیب پانیکی کسیکو امید باقی نہین تھی۔ اسکے وسیع زمین مین ایسے ایسے عقلا، پائے جاتے ہین جنہون نے دشوار سے دشوار مسائل علمی کو ایسا صاف کرکے بتلایا ہے کہ اوسوقت سے لیکر اسوقت تک تمام اہل علم اونہین کی تحقیق کا دم بھرتے ہین۔

بہرحال۔ بہار کے علمی مشاہدات کا ثبوت دیکر۔ ہم یہان کی قدیم ہندو ریاستون کی حالت اور اونکے نظام حکومت کو بیان کرتے ہین۔

ہندو ریاستونکے نظام مملکت

مہابہارت کے وقت سے لیکر۔ تیرہوین صدی عیسوی تک۔ بہار کے تمام ہندو راجاؤن کے نام اور اونکے نظام جدا جدا بیان کرنا جیسا کچھ دشوار ہے۔ وہ تاریخ جاننے والون پر خوب روشن ہے اسلئے ہم ان کے سلسلہ کو اپنے موجودہ بیان مین کیسطرح قائم نہین رکھ سکتے۔ ناظرین معاف فرمائینگے یہ سب ہندوؤن کی عدم تاریخ نویسی کا نقص ہے۔ ہمارا قصور نہین۔ اسلئے ہم جو کچھ اپنے موجودہ بیان مین لکھین گے۔ وہ بلاقید سال۔ عام طور سے تمام ہندو دیسی ریاستون کے حال سمجھے جائینگے۔ بہرحال ہندوؤن کی شریعت اور

سیاست۔ دونون کتابون کے دیکھنے سے جہان تک تحقیق ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ہندؤن کی حکومت مین۔ عام اس سے کہ وہ مغربی حصہ کی ہو یا مشرقی۔ شمالی صوبہ کی ہو یا جنوبی علاقہ کی۔ سب مین ارتکاب جرم کے دو درجے مقرر تھے۔ ایک تو سنگین دوسرے غیر سنگین۔ سنگین جرائم یہ تھے قتل عمد کرنا (۲) بحالت نجاست معبد مین جانا (۳) پرستش گاہ منہدم کرنا (۴) سبز و شاداب اور میوہ دار باغات کو قلم کرنا (۵) مزدور کی اُجرت نہ دینا (۶) زنا کرنا (۷) چوری کرنا (۸) چوری کا مال لینا (۹) چور کی مدد کرنا (۱۰) شراب پینا (۱۱) جوا کھیلنا (۱۲) ڈاکہ مارنا (۱۳) جھوٹی حلف لینا (۱۴) پوجیری اور عورتون کو ایذا دینا۔

غیر سنگین یا خفیف جرائم یہ تھے (۱) گالی بکنا (۲) راہ کو غلیظ کرنا (۳) بدزبانی اور سختی سے پیش آنا (۴) ڈرانا اور دہمکانا وغیرہم۔

یہ تو وہ امور تھے جو ہندو شریعت سے لیکر سیاست کے قواعد مین داخل کئے گئے۔ اب اونکی نظام حکومت کے یہ دستور پائے جاتے ہین کہ راجہ کے فرایض مین پہلا فرض یہ تھا کہ وہ اپنے جاسوسوان اور مخبرون کے ذریعہ سے ہمیشہ ملک کے چور ڈاکو اور دیگر جرائم پیشہ لوگون کی خبر لگایا کرے اور اونکی سخت سے سخت سزا کیا کرے۔ ہر استغاثہ یا اظہار دعوے کیلئے یہ دستور تھا کہ فریقین سے اظہار لئے جانیکے بعد گواہان طلب کئے جاتے تھے۔ اور بصورت نہ ہونے گواہون کے

طرفین سے قسمین لیکر حلفین اوٹھواکر۔ تنازعہ کا تصفیہ کر دیا جاتا تھا
راجہ کی ماتحتی مین ایک ملکی افسر ہوتا تھا جسکی ماتحتی مین ہزار دیہات
دیئے جاتے تھے۔ یہ ہزار دیہات بھی۔ سو سو دیہات کے حلقو مین
جسکو پرگنہ کہتے ہین تقسیم کیئے جاتے تھے۔ ہر حلقہ یا پرگنہ کا جدا جدا
افسر ہوتا تھا جسکو منڈل کہتے تھے یہ منڈل اپنے حاکم کا ماتحت
ہوتا تھا اور حاکم پرگنہ اپنے درباری امیر کا ماتحتی افیسر ہوتا تھا۔
اسی سلسلہ سے ہر حلقہ کا افسر اپنے حاکم پرگنہ کے پاس اور حاکم پرگنہ
اپنے درباری امیر کیخدمت مین۔ اور امیر دربار اپنے راجہ کی
خدمت مین۔ اپنے تمام معروضجات ملکی کو پیش کرتا تھا۔ اور یہی
افیسر سلسلہ بہ سلسلہ خراج ملکی کو تمام پرگنون سے وصول کرکے
راجہ کے خزانہ مین داخل کرتے تھے تشخیص خراج بحساب سدس
کاشتکارون پر ہوتی تھی۔ ان خدمات کے عوض مین راجہ کی
طرف سے ان افیسرون کے زر تحصیل و نیز اونکے پرگنات متعلقہ
مین حقوق استمرار و غیر استمرار قائم ہوتے تھے۔ اور ان حقوق کے
علاوہ اونکے منصب کے موافق جاگیرین اور اکثر موقعون پر خزانہ سے
براہ راست ماہانہ تنخواہین بھی ملتی تھین۔

دیہات اور اندرونی مقامات کے جھگڑون کا تصفیہ وہین کے چند
معتبر اور ممتاز لوگون کی پنچایت سے ہو جاتا تھا۔ اکثر موقعون پر
پنچ کا تقرر فریقین کے انتخاب پر چھوڑ دیا جاتا تھا۔ ضرورت کیوقت

پنچایت کو حکومت کے ملازم بھی مدد دیا کرتے تھے۔
نظام ملکی کے متعلق ہم اتنی ہی مختصر مگر مجمل تفصیل کافی سمجھتے ہین۔ اور اپنے آیندہ سلسلہ مین راجہ کے خاص طرز معاشرت کو بیان کر کے ہندو حکمرانون کی تاریخ سے رخصت ہوتے ہین۔

ایک ہندو راجہ کے روزانہ فرائض

راجہ کے اداب معاشرت مین یہ باتین اوسکے لیے ضروری لازمی تھین (۱) ملک مین ظلم و تعدی کا روکنا (۲) چور۔ ڈاکو اور جرایم پیشہ قومون کی سزا کرنا (۳) غیر ملک والون کے ساتھ بمروت پیش آنا (۴) دوستون پر شفقت کرنا۔ (۵) شرابخواری۔ شہوت پرستی اور دیگر اخلاقی کمزوریون سے بچنا۔ یہ تو اونکے منصب کے خاص فرائض تھے۔ روزانہ معاشرت کے متعلق یہ بتلایا جاتا ہے۔
راجہ کو سویرے اوٹھکر سب سے پہلے نہانا (۲) پھر پوجا پاٹ کرنا (۳) ورزش اور ریاضت جسمانی کرنا (۴) کھانا کھانا (۵) کھانیکے بعد۔ دربار خاص کرنا (۶) تمام صیغون کے امور ملکی کا اونکے افسرون کے ذریعہ سے تصفیہ کرنا (۷) پھر قریب سہ پہر محل مین جانا (۸) امور خانہ داری یا دیگر اسباب عیش و عشرت مین دل بہلانا (۹) شام کے قریب پھر دربار عام کرنا (۱۰) فوج کا جایزہ لینا۔ (۱۱) بیرونی ریاستون کے قاصدون کے مراسلات کا سننا اور جسب

ضرورت اور مطابق مصلحت جواب دینا (۱۱) اسکے بعد پھر صبح تک بقیہ اوقات کا اپنے امتزاج کے موافق کام مین لانا دربار خاص و عام مین اکثر مجلس مشورت بھی ہوتی تھی - مگر جہان تک تحقیق کیجاتی ہے ان مجلسون مین زیادہ تر حکمران یا اوسکے نظر کردہ امرا کی رایون کو ترجیح دیجاتی تھی - جو شخصی حکومت کا اصلی مدعا تھا بہت کم ایسی مثالین ملتی ہین جنمین راجہ یا وزیر کے علاوہ اور امرا اراکین یا دیگر حاضرین کی رایون کو کسی مجلس مشورت مین قائم رہنے کی عزت ملی ہو - یا اونکی آزادی قائم رکھی گئی ہو بلکہ زیادہ تر راجہ اور حکمران ہی کی رائے کو - عام اس سے کہ وہ کیسی ہی بیجا اور خلاف مصلحت کیون نہ ہو - مگر بمصداق کلام الملوک ملوک الکلام تسلیم کرنا ہوتا تھا -

بہرحال بعض عیش پسند اور ناعاقبت اندیش حکمران تو دربار شب کے بعد سے صبح تک کے بچے ہوئے وقت کو - ہزارون بداخلاقیون مین صرف کر دیتے تھے اور بعض ایسے سنجیدہ او فہمیدہ بھی ہوتے تھے - جو ان اوقات کو بھی ملکی خدمات مین صرف کرتے تھے اور اکثر سعادتمند ایسے بھی پائے جاتے ہین - جنہون نے ان اوقات مین ملکی انتظام کرنیکے بعد - اپنے علمی مذاق بھی نہایت مستعدی اور سرگرمی سے قائم برپا کئے ہین - اور اپنے اوقات کو مفید کتابون کے مطالعہ یا شعر و سخن کی مشق مین صرف فرمایا ہے -

ہندوستان مین اسلامی حکومت

سنہ ۶۰۰ء مین ایام فطرت تمام ہوگئے۔ گیارہ برس مین اسلام کی وسعت جزیرہ نمائے عرب سے بڑہتی ہوئی روم و فارس کے حدود تک پہونچگئی۔ زمانہ کی رفتار کے ساتھ ان کے عروج واقبال کا بھی قدم برابر آگے بڑھتا ہی گیا۔ یہان تک کہ دسوین صدی عیسوی مین قدیم کرۂ ارض کا کوئی حصہ ایسا نہین رہا۔ جہان اسلام کے عروج کا ہلال نما نشان اوج ہوا مین موج مارتا ہوا نہ دکھلائی دیتا ہو ٹھیک اسوقت اسلام نے ہندوستان کی کامل تسخیر کا پورا ارادہ کرلیا

اگرچہ اس سے پہلے بھی ساتوین اور آٹھوین صدی مین اسکے متعلق اسلامی کوششین اسکی ابتدا خلافت راشدہ کے دوسرے ہی زمانہ سے بتلائی جاتی ہے۔ مگر اوسکی کوئی تفصیل نہین پائی جاتی۔ خلافت ثالثہ کیوقت مین۔ غور بلکہ حدود کابل تک اسلامی مملکت مین شامل ہوچکے تھے۔ مگر یہان کی قومین اسوقت تک مسلمان نہین ہوئی تھین۔ صرف رقم جزیہ دیکر اسلامی حفاظت کے اندر آگئی تھین۔ خلافت رابعہ مین۔ غور کا تمام ملک مسلمان ہوگیا۔ اور شنسب نامی۔ خانِ غور سب سے پہلے دار الخلافت کوفہ مین حاضر ہوکر اسلام لایا۔ اور اپنی امارت کی سند بھی دربار خلافت سے حاصل کی۔ تاریخ فرشتہ کے اسناد

کے مطابق یہ فرمان اسکے سلسلہ سے ہوتا ہوا سلاطین غزنویہ کے قبضہ مین آیا۔ اور بہرام ابن مسعود ابن محمود غزنوی کے زمانہ تک یہ فرمان مقدس خزانہ سلطانی مین محفوظ رکھا تھا۔ اسکے بعد پھر اس فرمان خلافت کی حالت پر بالکل پردہ ہے۔

خلافت راشدہ کے تمام ہوجانیکے بعد۔ جب اسلامی حکومت کے اختیار سلسلہ امویہ مین سپرد ہوئے اور اس سلسلہ کا چھٹا فرمانروا سریر سلطنت پر بیٹھا۔ تو اوسوقت اوسکے فوجی جنرل حجاج ابن یوسف ثقفی کے فتوحات عالم شباب پر تھے۔ انہین فتوحات کے سلسلہ مین حجاج نے ہندوستان پر بھی حملہ کیا اسکے حملہ کرنے کا کیا باعث ہوا۔ اسکو ہم کسی اسلامی تاریخ سے نہین بلکہ اپنے ایک ہندو معاصر مورخ کی تاریخ سے ذیل مین لکھتے ہین۔

۷۱۱ء مین سیلون (لنکا) کے راجہ نے کچھ تحائف اور کچھ لوگ (شاید قدم حضرت آدمؑ کی زیارت کرنے والے جو لنکا (سراندیپ) مین گئے ہونگے) حجاج ابن یوسف ثقفی کے پاس بھیجے۔ بندرگاہ دیول مین وہ جہاز گرفتار کرلئے گئے۔ راجہ دہیر اوسوقت گجرات کا راجہ تھا۔ اور بندرگاہ دیول اوسکے حدود مملکت مین داخل تھا راجہ دہیر کے پاس حجاج نے اپنے جہاز کے واپس کردینے اور اونکے تاوان ادا کئے

جانیکے لیے لکہا - مگر راجہ نے بالکل ناقدری سے یہ بہانہ کر کے
کہ یہ بحری ڈاکون کا کام ہے سلطنت کو ہمین مداخلت کا موقع
نہین - حجاج کی درخوست پر کوئی توجہ نہین کی - ایسا خشک
جواب پاکر حجاج نے اپنی فوج کا ایک دستہ صوبہ گجرات مین
اوتار دیا - مگر ان لوگون نے ہندؤن سے ہزیمت اوٹھائی - بار
دیگر بحر عرب سے دوسرا دستہ بھیجا گیا - اسنے بھی اتفاق وقت سے
شکست کھائی - اب حجاج کو ایک نہ شد دو شد نے - ہندوستان
کی تسخیر کے طرف پورا ایثار کر دیا اوسنے ولید ابن عبد الملک موجودہ
امیر دمشق سے باقاعدہ اجازت لیکر ایک جرار فوج کو اپنے بھتیجے
محمد ابن قاسم کی ماتحتی مین روانہ کیا - دہیر اپنی متواتر - دونو کامیابیون
سے پورا مطمئن ہو بیٹھا تھا اور ساحل سے محافظ فوج بھی اوٹھالی
تھی - اور مسلمانون کے وجود کو بالکل بیکار سمجھ لیا تھا - اس لیے
عربون کی یہ تازہ دم فوج بغیر کسی مزاحمت کے بہ آسانی گجرات
مین پہونچگئی جب محمد ابن قاسم کی فوج - گجرات کے پایہ تخت
الور تک پہونچگئی - تب راجہ کی آنکھین کھلین تاہم اوسنے اپنی حریف
کا نہایت مضبوطی سے مقابلہ کیا - سخت معرکہ پڑا - بڑی لڑائی ہوئی
ہندؤن نے شکست کھائی - دہیر خود بھی میدان جنگ مین حریف
سے لڑکر مارا گیا - اسکے بعد اسکی بیوہ رانی نے اپنی پسپا فوج کو
بڑے استقلال وہمت سے سنبھالا - اور اپنے شہر - الور کی پوری محافظت

کی اور جبتک سامان اذوقہ قلعہ مین مہیا رہا۔ رانی نے مسلمانون کو شہر پر قبضہ کرنے نہین دیا جب غلہ چک گیا۔ تو اوسنے تمام قلعہ مین آگ لگاکر۔ ہندوؤن کے قدیم رسم کے مطابق آپ بھی اپنے جملہ ہمراہیون کے ساتھ اوسی مین جل گئی۔

فتح پنجاب

الور پر قبضہ کرکے مسلمان آگے بڑھے۔ اور پنجاب کو فتح کرتے ہوے ملتان تک بڑھ گئے یہان آکر ان کے فتوحات کی رفتار مین ایک غیر متوقع رکاوٹ پیدا ہوگئی۔ قاسم عرب مین بلالیا گیا اسلیے انکی رفتار دھیمی پڑگئی۔ مگر تاہم انہون نے اپنے مقامات مقبوضہ اپنے قبضہ سے جانے نہ دئے اور کامل تین سو برس تک اون پر حکمرانی کرتے رہے۔

انریبل۔ آر۔ سی۔ دت۔ تاریخ ہندوستان مین لکھتے ہین کہ ہندوستان کی آب وہوا سے جلد متاثر ہوکر۔ عرب کے تازہ حکمرانون نے بھی بہت جلد تن آسانی اور آرام پسندی اختیار کرلی۔ اور ملک و دولت کے جمع ہونے سے ان مین آثار سلف کے جوہر مٹنے لگے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہوقت تک جتنے ملک ان کے قبضہ مین آچکے تھے۔ ایک ایک کرکے ان کے قبضہ سے نکل گئے۔ اور ساحل گجرات کے چند مقامات کے علاوہ اور کوئی مقام انکے قبضہ مین باقی نہ رہا۔

بہرحال۔ ان کی مذکور الصدر سہ صد سالہ۔ تاریخ حکومت گجرات وپنجاب پر بالکل پردہ ہے اور باوجود اسکے کہ یہ عرب تھے۔ اور علم

تاریخ ان کا خاص معیار ایجاد و استعداد تسلیم ہوچکا تھا مگر افسوس بُرا ہو اس تن آسانی اور غفلت کا جسنے ان کو اپنی تاریخ نویسی کی بھی معمولی فرصت نہین دی۔

ہندو راجاؤن کی نااتفاقی

بہرحال سواحل گجرات کے چند مقامات پر مسلمانون کا قبضہ چھوڑکر ہم باقی ماندہ ہندوستان کی ملکی تاریخ لکھتے ہین۔ ہم پہلے جس تاریکی کے عالم کا ذکر اوپر کر چکے ہین۔ اوسی ظلم ظلمت مین ہندوستان اوسوقت تک گرفتار تھا۔ مشرقی ہندوستان سے لیکر مغربی۔ شمالی جنوبی غرض تمام حصون مین طائف الملو کی قائم تھی۔ چھوٹی چھوٹی کمزور ریاستون مین ملک کا اتنا بڑا وسیع رقبہ پارہ پارہ ہوکر بٹا ہوا تھا۔ کشمیر۔ پنجاب۔ گجرات۔ اجمیر مالوہ۔ میواڑ۔ کالنجر۔ قنوج۔ کاشی۔ مگدہ (بہار) اور بنگال مین جدا جدا حکومتین قائم تھین۔ مصیبت تو یہ تھی کہ ان ریاستون مین بھی اتفاق نہین تھا۔ بلکہ باہمانہ اتفاق و اتحاد کی جگہ ایک دوسرے کی تاک مین ہمیشہ لگا رہتا تھا۔ جب آپس کے نفاق کی یہ صورت ہو تو پھر بیرونی حملون سے ملک کے بچنے یا بچانے کی کیا امید کی جا سکتی ہے۔

دسوین صدی تمام ہو رہی تھی۔ اور ہندوستان نہین حالتو نمین مبتلا تھا کہ اسلامی فتوحات کی دوسری سیل شمالی سرحد سے داخل ہوئی۔ اوسکی تفصیل یہ ہے۔

الپتگین - جو شاہان سامانیہ کیطرف سے علاقہ ہرات کا گورنر تھا ۹۷۶ء مین غزنی کا بادشاہ ہوگیا راجہ جے پال حکمران پنجاب نے ہندوستان کے باقیماندہ مسلمانون کو ایذا پہونچائی اور اونکو علاقہ ملتان وغیرہ سے نکال باہر کیا۔ وہ آیندہ غزنی پر فوجکشی کے ارادے کرنے لگا۔ مگر ہمالیہ کی سخت برفریزی دیکھکر آگے بڑھنے پر جرأت نہ کرسکا۔ الپتگین کے بیٹے سبکتگین کو اسکی خبر ہوئی تو فوراً اپنی فوج کے ساتھ آکر اس کا سد راہ ہوگیا - جے پال مقابلہ پر جرأت نہ کرسکا - ایک معقول رقم سالانہ بھیجنے کے وعدے پر صلح کرلی - مگر راجہ گھر آکر ان وعدون کو بھول گیا - اسکی وعدہ فراموشی سبکتگین کو اسپر فوج کشی کا باعث ہاتھہ لگ گئی - اور وہ اسکی بدعہدی کو وجہ جنگ قرار دیکر پنجاب پر چڑھ آیا راجہ نے مقابلہ تو کیا مگر شکست کھائی اور سبکتگین نے دریاے سندہ تک تمام ملک اوسکے قبضہ سے نکال لیا۔

محمود غزن

سبکتگین ۹۹۷ء مین مرگیا۔ اوسکا بیٹا سلطان محمود غزنوی سریر آرائے سلطنت ہوا۔ اسنے سترہ متواتر حملون مین ہندوستان کی خاک اوڑادی۔ اور یہان کی لاانتہا دولت سے مالامال ہوکر غزنی کی معمولی حکومت کو دنیا کی بہت بڑی قوت بنادیا۔ چونکہ اسکے تمام حملات شمالی اور جنوبی ہندوستان تک محدود تھے اور اونمین سے کسی کا رخ بھی بھار کیطرف نہوا اسلیے ہمکو اون کے یہان کی مطلق ضرورت نہین ہے - مگر اتنا لکھدینا میرے لیے البتہ ضروری ہے

کہ محمود غزنوی نے باوجودیکہ ہندوستان پر اتنے متواتر حملے کئے اور ہر حملہ مین یہان کے راجاؤن کو مغلوب کیا۔ مگر تاہم اوسنے کبھی ہندوستان کی فرمانروائی اور بادشاہی کا قصد نکیا۔ اسکی وجہ صرف یہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ یہان کی بے انتہا اور لاتعداد دولت سے اتنا مالامال ہوگیا تھا کہ اوسکو یہان کا حکمران اور سلطان بننے کی مطلق تمنا باقی نہین تھی۔ علاقہ پنجاب چونکہ اوسکے باپ کے وقت سے اوسکے قبضہ مین تھا اسلئے اس علاقہ کا وہ حکمران بنا رہا۔ اگرچہ پنجاب کے علاوہ دوسرے علاقے اوسکے قبضہ مین نہین تھے مگر اوسکے متواتر حملات کے اثر اور ہیبت نے تمام مسلمانون کے لئے۔ پنجاب سے لیکر۔ مالوہ۔ گجرات۔ راجپوتانہ۔ قنوج۔ دلی اور بنارس تک تمام راہین کھولدین تھین۔

محمود غزنوی کیوقت سے لیکر محمد غوری کے آنے تک ڈیڑھ سوبرس گذر چکے تھے۔ اس طول وطویل مدت مین بھی چاہیے ہندو راجاؤن کی آنکھون سے غفلت کے پردے۔ نااتفاقی اور مخالفت کے طریقے اوٹھے ہون نہین۔ وہی طایف الملوکی تھی وہی فرقہ بندی۔ ہر راجہ اپنے رنگ محل مین پڑا عیش وعشرت کے مزے لے رہا تھا۔ اور خانہ جنگی کی دیبی سامنے ناچ رہی تھی۔ اسکی مختصر تفصیل ہم پروفیسر مکرجی کی تاریخ ہندوستان سے ذیل مین لکھتے ہین۔

جنوبی ہندوستان مین چالوکیا اور جدواز خاندان کے حکمران آپس مین لڑ رہے تھے - نتیجہ یہ نکلا کہ جدواز راجہ نے چالوکیا حکمران کو بے نام و نشان کر ڈالا - پھر آگے چلکر ان مین بھی تفرقہ ہو گئی اور ایک خاندان مین دو جدا جدا ریاستین قایم ہو گئین - ایک دیوگیری مین اور ایک سمدرا مین - ان دونون کے علاوہ ایک جدید ریاست اور بھی پیدا ہو گئی - جو کاکتیا کے نام سے مشہور ہوئی اور جسکا پایۂ تخت شہر وارنگال مین قایم ہوا - اڈریسہ مین گنگا خاندان کے راجہ علیحدہ حکومت کرتے تھے - شمالی ہندوستان کی اس سے بھی بُری حالت تھی - کشمیر سے لیکر انبالہ تک تمام ملک پر لوہارو - ایک تازہ حکمرانی سلسلہ نے قبضہ کر لیا تھا گجرات مین جوراز کو مورالجی اول نے مغلوب کر کے قبضہ کر لیا تھا - مگر پھر مورالجی کو شکست دیکر راجہ بھوج - مالوہ کے مشہور راجہ نے تمام گجرات کو اپنے قبضہ مین لے لیا تھا - بنگال مین بلال سین حکومت دبالے بیٹھا تھا - اور اوسنے بہار کے کمزور راجہ پال نامی کو جو مذہبا بدھ تھا مغلوب کر کے بہار پر قبضہ کر لیا تھا اور اوسکے چند اضلاع بنگال مین ملالئے تھے - بنگال مین بلال سین ہاتھ نکال رہا تھا - تو قنوج مین راٹھور خاندان کا راجہ جی چندر نامی بھی اپنی حالت سنبھال رہا تھا ادھر دہلی مین پرتھوی راج اپنی حکمرانی مین اضافات کر رہا تھا - مگر پرتھوی راج اور جے چندر مین سخت مخالفت

قائم تھی۔ اگرچہ جی چند رتمام راجاؤن کے سامنے پھر تھی راج کو اپنا داماد مان چکا تھا۔ مگر افسوس اتنی قربت اور قرابت کے بعد بھی یہ دونون دور ہی دور رہے اور المئین سے کوئی کسیکا دوست نہ بنا۔ نہ بنا۔

سلطان شہاب الدین محمد غوری

ٹھیک اسوقت مین محمد غوری موقع پاکر ہندوستان مین آدھمکا۔ اور تھانیسر مین پرتھی راج سے لڑا۔ مگر جنگ دو سردارد۔ ناکامیاب ہوکر سنہ ۱۱۹۱ء مین واپس گیا۔ پھر سنہ ۱۱۹۳ء مین تازہ دم فوج لیکر پھر آیا۔ بار دیگر تھانیسر مین لڑائی ہوئی۔ ہندؤن کو شکست ہوئی۔ پھر تھی راج گرفتار ہوکر قتل کیا گیا۔ اور اسی دن سے اسلامی حکومت کا بنیادی پتھر ہندوستان کی سرزمین پر نصب کردیا گیا۔ مسٹر اسٹوارٹ تاریخ بنگال مین لکھتے ہین کہ محمد غوری اول حاکم غور (شنصب نامی) سے۔ جو خلافت رابعہ کیوقت مین اسلام لایا۔ جیساکہ اوپر بیان ہوچکا ہے سلسلہ نسب مین تیسوان حاکم تھا۔ اور اسی خصوصیت کیوجہ سے غور کے مسلمان حکمرانون کو بمقابلہ دیگر اسلامی فرمانرواؤن کے ہمیشہ اظہار افتخار کا استحقاق حاصل تھا۔

بہرحال۔ محمد غوری نے اسکے بعد اجمیر کو فتح کیا۔ اور اپنے سپہ سالار فوج قطب الدین کو دلی کی طرف بھیجا۔ اور اوسنے دلی کو جاکر لے لیا۔ اسکے بعد محمد غوری ہندوستان مین قطب الدین کو اپنا

قائم مقام چھوڑ کر غور کیطرف واپس گیا۔ مگر دوسرے سال پھر آیا۔ اور راجپوتون کی رہی سہی قوتون کو توڑ ڈالا۔ چوہان اور راٹھور کے عظیم الشان خاندانون کو ایسا تباہ و بے نام و نشان کر ڈالا کہ وہ سب کے سب ملک چھوڑ کر دور و دراز مقامات مین نکل گئے۔

پروفیسر۔ مکرجی اور انریبل ار۔ سی۔ دت کے بیانات سے تو محمد غوری کا بنارس سے آگے بڑھنا معلوم نہین ہوتا۔ مگر چارلس اسٹوارٹ صاحب تاریخ بنگالہ مین لکھتے ہین کہ محمد غوری بنارس اور قنوج کو فتح کرتا ہوا حدود بنگالہ تک اپنے فتوحات کو بڑھا لے گیا۔

بہر حال محمد غوری نے خود بہار کو فتح کیا یا اوسکے کسی ماتحتی افسر نے مگر اسمین کوئی کلام نہین کہ ۱۱۹۷ء سے صوبہ بہار۔ فتوحات اسلامی کے حدود مین داخل ہو گیا اور تاریخون کے ثبوت سے۔ صوبہ بہار کی فتح کا سہرا۔ بختیار خلجی کے سر باندھا گیا جو قطب الدین کی طرف سے ان ممالک کی فتح کرنے پر تعنات تھا۔

بختیار خلجی نے جسطرح صوبہ بہار کو اپنے قبضہ مین کیا اوسکی کیفیت یہ ہے۔ جو حقیقتاً مسلمانون کے اقبال اور ہندؤن کے ادبار و زوال کا پورا نمونہ ثابت ہوتی ہے انگلینڈ کے قابل محقق۔ مسٹر ولفورڈ۔ اپنی نایاب تالیف۔ ایشیاٹک ریسرچز کی ۹ جلد مین۔ بہار کی فتح کو تعجب خیز اور حیرت انگیز پیرایہ مین تحریر کرتے ہین کہ ایک زمانہ دراز تک مگدہ دیس (صوبہ بہار) تمام ہندوستان

کی ریاستون مین قومی ترخیال کیا جاتا تھا۔ اور باعتبار اقتدار و اختیار کے یہان کے راجہ اور ریاستون کے شہنشاہ تسلیم کیئے جاتے تھے۔ مگر اسوقت اونکے قائمقام اور ورثا کی حالتین اتنی متغیر ہوگیئن تھین اور وہ ضعف و اضمحلال کی ان گئی گذری نتیجون تک پہونچ گئے تھے کہ مسلمانون کے وقت صوبہ بہار کا راجہ بالعوض اسکے مخالف سے مقابل ہو غنیم سے مقابلہ کرے۔ بہت بڑی بزدلی اور رسوائی کے ساتھ ملک اور رعایا کو غیر محفوظ چھوڑکر بھاگ گیا محمد بختیار خلجی نے صرف دو سو سوارون سے اتنے بڑے صوبے کو بلا مزاحمت فتح کرلیا۔

بختیار خلجی دو برس تک یہان کے انتظام مین مصروف رہا۔ اور بعد فراغت یہان سے کثیر دولت لیکر دہلی مین قطب الدین کے پاس پہونچا قطب الدین بظاہر تو اوسکے خدمات سے بہت خوش ہوا مگر باطن مین اوسکی یہ ناموریان اوسکے دلمین فوری حسد و نفسانیت پیدا کرنیکی خاص باعث ہوئین۔ چنانچہ اسی نفسانیت کیوجہ سے قطب الدین نے بختیار خلجی کو ایک مست و دیوانہ ہاتھی سے لڑواکر مار ڈالنا چاہا مگر اتفاق سے بختیار خلجی نے مقابلہ کرکے ہاتھی کو مار ڈالا۔ اب قطب الدین اپنی حرکت سے باز آیا اور بختیار کو تسخیر بنگال پر تعنات کیا ۱۲۰۳ء مین اسنے بنگال پر چڑھائی کی اور لچھمی سین بھاگ گیا اور بہار کیطرح بنگال بھی بلامزاحمت اسکے قبضہ مین آگیا۔ محمد بختیار خلجی بہر حال محمد بختیار خلجی اول اسلامی حکمران ہے جس نے صوبجات

متحدہ و بہار پر حکومت کی ہے اسنے گور کے قدیم پایہ تخت کو اپنا دار السلطنت بنایا۔ اور یہین سے دونون صوبون کے انتظام کرنے لگا۔ بنگال و بہار کو فتح کر کے اسنے کوچ بہار کے علاقہ کو بھی اپنے قبضہ مین کرلیا۔ اور علی میخ نامی ایک افسر کو وہان اپنا نائب مقرر کیا۔ اس کے آگے اوسنے بوٹان۔ تبت اور چین وغیرہ پر چڑھائی کی۔ مگر سمین اوسکو کامیابی نہین ہوئی ۱۲۰۶ء مین وہان سے واپس آکر بختیار گور مین مرگیا۔ اور بہار مین اوسکی لاش کو لاکر مدفون کیا

اغرالدین محمد شیرانی

بختیار خلجی نے اسکو علاقہ باریسال کا عامل بنایا تھا۔ بختیار کے بعد یہ خبر مشہور ہوئی کہ بختیار کی موت کا باعث علی مردان حاکم دیو کوٹ ہوا ہے۔ اسلئے شیرانی نے علی مردان کو گرفتار کے خود گور مین تخت نشین حکومت ہوا۔ اور اپنے آپ کو خودسر اور خود مختار قرار دیا علی مردان خان کسی ترکیب سے قید سے رہا ہوکر قطب الدین کی پاس جا پہونچا اور اوس سے یہ تمام ماجرا کہدیا۔ اوسنے قمر رومی اپنے ایک افسر کو جو اوسوقت صوبہ اودھ کا حاکم تھا۔ بنگال و بہار کے ترمیم نظام اور شیرانی کے انتقام کیلئے بھیجا۔

قمرخان رومی

جب قمرخان رومی بہار وبنگال مین پہونچا توسواے حسام الدین عضوض خلجی حاکم گنگوتری کے کسی امیر نے سلطانی اطاعت اختیار نہین کی بلکہ شیرانی کے ساتھ اسکے مقابلہ پر نکل آئے مگر وقت مقابلہ انمین سے کوئی امیر ثابت قدم نہ رہا سب کے سب بھاگ کر کوچ بہار کیطرف نکل گئے شیرانی اکیلا رہگیا اور میدان جنگ مین مارا گیا سارا ملک سلطانی قبضہ مین اگیا اور حسب الحکم قطب الدین قمرخان نے تمام بنگال و بہار کے صوبون کو وہان کے امرا پر تقسیم کردیا۔

سلطان علاؤالدین علی مردانخان خلجی

اسکے دلی پہونچنے تک کے حالات اوپر بیان ہوچکے ہین - چونکہ قطب الدین اون دنون یلدوزیون کی مہم پر روانہ ہورہا تھا اسلئے اوس نے علی مردان خان کو اپنے ہمراہ لیا چنانچہ محاصرہ غزنی مین ان سے اچھے خدمات ظاہر ہوئے - پہلی بار تو قطب الدین نے غزنی کو فتح کرلیا مگر پھر یلدوزیون نے اسکو قطب الدین سے خالی کرالیا۔ اسی معرکہ مین علی مردان خان مقید ہوگیا مگر امیر یلدوز نے اسکی بڑی عزت کی اور تھوڑے دنون کے بعد اسکو قطب الدین کے

پاس لاہور مین بھیجدیا۔ قطب الدین اسکے آنے سے بہت خوش ہوا اور اوس نے اسکو سنہ ۱۲۰۳ع مین بنگال و بہار کا حاکم بناکر روانہ کیا۔ اسکی آمد کی خبر سنکر حسام الدین عوض اور دیگر امرا ے خلجی اپنے تازہ حکمران کو دریاے کوسی تک استقبال کر کے لیے آئے چند روز دیوکوٹ مین رہکر علی مردان خان دارالامارت گور مین داخل ہوا سنہ ۱۲۱۰ع مین قطب الدین کی وفات کے بعد یہ خود مختار بن بیٹھا اور اپنے ماتحتی صوبجات بنگال و بہار کو دہلی کی اطاعت سے نکال لیا۔ تھوڑے ہی دلون مین غرور و نخوت نے اسکو ایسا گھیرا کہ سلاطین روم و فارس کی حقیقت اپنے آگے کچھ نہ سمجھنے لگا نتیجہ یہ ہوا کہ امرار سلطنت نے تنگ آکر اسکو مار ڈالا۔

امیر حسام الدین عوض غوری

علاؤالدین کے بعد سنہ ۱۲۱۳ع مین امرا حکومت نے حسام الدین کو امیر بنایا۔ اسنے اپنا لقب غیاث الدین اختیار کیا اور بنگال و بہار کی علاقجات متحدہ پر آزادانہ حکومت کرتا رہا۔ اور لکھنوتی (ناگور) کو اپنا دارالامارت بنایا۔ چارلس اسٹوارٹ صاحب طبقات ناصری کے اسناد سے لکھتے ہین۔

غیاث الدین شجاعت دلیری اور علمی جامعیت مین کامل تھا۔ اسنے صرف کثیر سے لکھنوتی مین بہت بڑی جامع مسجد بنائی اور بہت بڑا

کالج قوم کی تعلیم کیلیے کھولا اور اپنے نام سے بہت بڑی کشادہ کاروان
سرائے بھی تعمیر کرائی - ان تمام امور رفاہ عام کے بعد جو اوسنے سب سے
بڑا کام رعایا پروری اور عام ہمدردی کا کیا وہ یہ ہے کہ گور سے ملے
ہوئے تمام علاقے کچھہ ایسے نشیب سطح مین واقع تھے کہ جہان بارش
کے زمانہ مین چارو نطرف سے پانی جمع ہوکر وہان کے باشندون کو
پورے چار مہینون تک آمد و رفت سے مجبور و محصور کیے رکھتا تھا
ان ضرورتون کو محسوس کرکے اسنے ناگور (ضلع بیر بھوم) کے اس پار
سے لیکر - علاقہ دیوکوٹ کے اوسطرف تک جو اوسوقت مین ا-
دس روز کی مسافت تھی - تمام کانوے Causeway
بنوادی اور اوسمین شارع عام پر اینٹ اور پتھر کی پختہ جڑائی کروادی
جس سے سال بھر آمد و رفت رکھنے کا راستہ کھل گیا ضلع بیر بھوم
مین ابتک اسکے آثار نمایان ہین - تاریخ بنگال ص ۶۲ ء کلکتہ
رفاہ عام کے کامون کے علاوہ - یہ حکمران - علماً - و فضلاً اور عموماً
تمام صاحب کمال اور ذی استعداد لوگون کا بڑا قدردان اور رتبہ
شناس تھا - وہ نظام ملکی مین بڑا بیدار مغز تھا - بڑا عادل تھا اور تحفظ
رعایا مین کامل اسکے ایام مین ہندو اور مسلمانون کے امور مین ہمیشہ
مساوات کے اصول قائم رکھے جاتے تھے - امن پسندی کے خیالون
کے ساتھہ اسکا دماغ فتوحاتی کوششون اور ارادون سے بھی
خالی نہین تھا - اوس نے بنگالہ کے حدود شرقی کو علاقہ کامروپ

تک بڑھایا - اور صوبہ بہار کے رقبہ کو علاقہ ترہت پر قبضہ کر کے ہمالیہ کے دامن تک پہونچایا - ان اطراف پر قبضہ کر کے اسنے صوبہ اڑیسہ مین بھی فوج بھیجی اور اوسکے فوجی جنرل نے جگناتھ جی کے مندر تک وہ تمام علاقہ فتح کرلیا - وہان کے راجہ نے بشرط ادائے خراج اطاعت قبول کرلی - صوبہ اڑیسہ مین مسلمانون کی یہ پہلی کامیابی ہے - جسکا سہرا غیاث الدین کے سر باندھا جائیگا -

کامل دس برس تک غیاث الدین نے بڑی نموداری کے ساتھ حکومت کی - اسکے زمانہ مین بنگال وبہار کے تمام امور مین بڑی ترقی ہوتی رہی - مگر باوجود اتنی ہوشیاری اور بیدار مغزی کے بمقتضائے بشریت - اس سے ایک بہت بڑی فروگذاشت بھی ہوگئی - جسکی وجہ سے اوسکی عمر کا آخر حصہ بے لطفیون مین گذرا - اوسکی تفصیل یہ ہے کہ غیاث الدین نے اپنے زمانہ مین کبھی سلطانی خراج ادا نہین کیا - اسوقت التمش علیہ دلی کا بادشاہ تھا اوسکے فتوحات کے حالات تمام تاریخون مین درج ہین - مؤلف کو اس عظیم الشان سلطان کے عواطف شاہانہ اور مراحم خسروانہ سے جو خصوصیت حاصل ہے وہ یہ ہے کہ سادات بلگرام اور بارڑھہ کے جد اعلیٰ سید ابو الفرح صاحب مرحوم اسی فرمانروا کے عہد مین داخل ہندوستان ہو کر دربار سلطانی کے

سید ابو الفرح واسطی - حاکم عراق کی ناراضی کے باعث واسطہ سے غزنین ہوتے ہوئے ۵۹۲ھ ہجری مطابق ۱۱۹۴ء مین وارد ہندوستان ہوئے - ان کے تین صاحبزادے بھی ہمراہ آئے تھے - ایک صاحب غزنین مین رہگئے اور دو صاحب

اعلیٰ مدارج و مناصب پر مامور ہوے (پورے حالات فوٹ نوٹ مین ملاحظہ ہون -)

بہر حال - التمش کو غیاث الدین کی جب یہ فروگذشت معلوم ہوئی تو ۱۲۲۵ء مین وہ لشکر لیکر روانہ ہوا بہار کو بلا مزاحمت فتح کر لیا غیاث الدین سے بہار کی حفاظت کے متعلق کچھ نہو سکا - اوسنے بنگال کے بچ رہنے کو غنیمت سمجھا - التمش کی راہ روکدینے کے لئے دریا اور خشکی دونومین مستحکم بندوبست کی - التمش نے بھی اسوقت بہار سے آگے بڑھنے کو قرین مصلحت نہ سمجھا - بالآخر جانبین سے امور مصالحت پیش ہوے - اور یہ شرایط طے پائے کہ غیاث الدین ملک بنگال پر اس اقرار سے قابض و متصرف رہے کہ سکہ اور خطبہ مین سلطان التمش کا نام قائم کیا جاوے - اور ۳۸ زنجیر فیل - اور گران بہا نقد و جواہرات مع خراج سالانہ سابق کے ہر سال خزانہ سلطانی مین بھیجتا رہے -

جب یہ مصالحہ ہوگیا - تو التمش ملک علاءالدین کو بہار کا ناظم بناکر دہلی کو واپس گیا - التمش کا منہ پھیرنا تھا کہ غیاث الدین نے بنگال سے پہونچکر علاؤالدین کو مع تمام ملازمین شاہی کے حدود بہار سے مار بھگایا اور بہار پر ۱۲۲۶ء سے پھر غیاث الدین کا قبضہ ہوگیا -

---

ہندوستان مین ہمراہ آئے انمین سے چھوٹے صاحب کے فرزند ارجمند سید محمد المدعو بہ صغری نے - التمش کیخدمت سے فتح بلگرام (ضلع ہردوئی - ممالک اودھ) کی اجازت حاصل فرماکر ۶۱۴ھ مین اپنا تسلط فرمایا - اور خواجہ قطب الدین اوشی کاکی کے ذریعہ سے مطابق حکم شرعی - نصاب عشر (فیصدی دس روپیہ) علاقہ و پرگنہ بلگرام پر خراج سلطانی مقرر

التمش کو اس بدعہدی کی خبر ملی تو غیاث کی اس حرکت پر اوسکو سخت غصہ آیا۔ اگرچہ بڑھاپے سے مجبور اور چند اقسام کی بیماریون سے چکنا چور ہو رہا تھا۔ مگر اوسنے اودہ سے اپنی تمام فوج واپس بلا کر اپنے بیٹے ناصر الدین کے زیر فرمان دیکر بہار کیطرف روانہ کیا۔ شاہزادہ یلغارون پر یلغارین مارتا ہوا۔ دار الامارت بنگالہ کے قریب جا پہونچا۔

غیاث الدین اوسوقت بنگال کے مشرقی راجاؤن کیساتھ لڑ رہا تھا۔ شاہزادے کی خبر پاکروہ اپنے تمام ہمراہیون کیساتھ اپنے دار الامارت کیطرف جھپٹا۔ مگر اسکے یہان آنے سے پہلے۔ ناصر الدین قلعہ و شہر پر بلامزاحمت قابض ہو چکا تھا۔ غیاث الدین شہر مین جانیکی تو جرأت نہ کرسکا۔ ہان شہر کے باہر بڑا ڈالے پڑا رہا۔ ناصر الدین بھی بڑی دلیری سے اپنا لشکر قلعہ سے باہر میدان مین نکال لاکر حریف سے مقابل ہوا غیاث الدین کو کامل شکست پہونچائی۔ وہ خود بھی مارا گیا اور اوسکے بہت سے ہمراہی بھی قتل ہو گئے۔

سلطان ناصر الدین

اس عظیم الشان فتح کے صلہ مین التمش نے ناصر الدین کو ممالک بنگالہ

مقرر ہوا۔ اور اسی حساب سے پرگنہ بلگرام کا خراج اسوقت سے لیکر ابتدائے سلطنت تیموریہ تک جاری اور قائم رہا چنانچہ کتاب خلاصۃ الانساب سادات بلگرام مین۔ مرحوم سید محمد رضا صاحب بلگرامی تحریر فرماتے ہین۔ سید محمد صغری بعد از قتال و جدال ہندوان ابوبلیہ خواجہ قطب الدین اوشی کاکی فرمان عشر از بادشاہ حاصل کردہ۔ تا زمان سکندر خان

و بہار کی متحدہ سلطنتون کا حکمران بنایا اور جملہ لوازم و سامان شاہی عنایت فرمائے۔ ناصر الدین نے نہایت خوبی سے دونون صوبون کا انتظام کیا۔ طبقات ناصری اسی کیوقت مین لکھی گئی ۲۹ سنہ ۱۲ع مین مرگیا۔ اور لکھنوتی (گور) مین مدفون ہوا ناصر الدین کی وفات کے بعد۔ خلجی اُمرا نے نظام سلطنت مین انواع اقسام کے فساد اور خلل ڈالے اسکی خبر التمش کو ہوئی تو اوس نے باوجودیکہ جوانہ مرگ بیٹے کے غم مین مبتلا تھا۔ فوج لیکر بنگالہ مین آیا اور یہان کے خلجیون کو سر کر کے۔ اور نظام ملکی درست کر کے۔ امیر علاؤ الدین کو حاکم بنگال و بہار بنایا اور خود دہلی واپس آیا۔ علاء الدین چار برس کل حکومت کر کے مرگیا تو سیف الدین حاکم ہوا۔ تین برس کے بعد یہ بھی زہر دیکر مار ڈالا گیا۔

طغان خان

سیف الدین کیوقت ہی سے طغان خان اوسکی نیابت کا کام صوبہ بہار مین کرتا تھا۔ سیف الدین کے بعد دونون صوبون کا حکمران ہوگیا سنہ ۱۲۴۱ع مین اسنے بہت سے بیش قیمت اور یکتا جواہرات

لودی معمول ماند۔ اما از عہد بابر شاہ در آن معمول تغیر یافت۔ فرمان محمود شاہ بن محمد شاہ ابن فیروز شاہ۔ مولف بچشم خود دیدہ۔ ''

عہد بابریہ۔ نصاب شرعیہ وحساب عشر منسوخ ہوکر۔ عام ملکی خراج اس پرگنہ پر بھی قائم ہوگیا۔ اور بابر شاہ کے بعد ہمایون شاہ کے دربار مین سید صدر جہان صاحب

وتحفے سلطانہ رضیہ بیگم کی خدمت مین بھیجے جسکے صلے مین وہ کچھ اپنے صوبون کی حکومت ہی پر بحال نہین رکھا گیا۔ بلکہ اوسکے مدارج ومناصب مین پہلے سے بھی زیادہ اضافے فرمائے گئے۔

بہار مین ترہت کے راجہ نے خلجیون کے فساد سے بہت کچھ نفع اوٹھایا تھا۔ سرکشی اور خود مختاری اختیار کر لی تھی طغان خان اوسکی سرکوبی کیلئے فوج لیکر بہار مین جا پہونچا۔ اوسکو مغلوب کرکے بہت سی رقم اوس سے وصول کی اور اوسکو پھر سلطنت کا مطیع بنایا۔ سلطانہ رضیہ کے بعد مسعود شاہ کی کمزور سلطنت مین جہان اور ملکی امرا نے خود مختاری اختیار کی۔ وہان طغان خان بھی بنگال و بہار کا خود سر حاکم بنگیا۔ اوس نے اسی پر اکتفا نہین کی بلکہ گڑہ مانکپور (قریب الہ آباد) کے حاکم کو ضعیف پاکر چڑھائی کردی اور اوسکے علاقہ پر بلا مزاحمت قبضہ کرلیا۔ سال بھر مین وہان کے انتظام درست کرکے بنگال کو واپس آیا۔

انکی عدم موجودگی کے ایام مین صوبہ اوڑیسہ کے راجہ نے سرتابی کی۔ ۱۲۴۵ء مین اُنہون نے واپس آکر اوسپر چڑھائی کردی۔ مگر

---

(۱) سید بیکھہ صاحب سادات بلگرامی نے منصب اعلیٰ پر ممتاز ہوکر معارک شیر شاہی مین بہت بڑے بڑے محاسن خدمات دکھلائے۔ انہین خدمات کے صلہ مین منصب چودیہ بلگرام کی سند دربار ہمایونی سے سید صدر جہان بلگرامی کے نام عطا ہوئی۔ اکبر شاہ کے زمانہ مین سید عبد الواحد صاحب بلگرامی کو جو اوسوقت کمالات معرفت اور علوم حقیقت مین اپنا ثانی نہین رکھتے تھے۔ پچاس بیگہہ زمین اونکی مدد

اتفاق سے اونکی یہ کوشش انکے خلاف ہوئی - اور راجہ کی فوج نے
اونکو چارونطرف سے محصور کر کے کچھ ایسا مجبور کر دیا کہ ان کے بنائے
کچھ نہ بنی - بالآخر اُنہون نے شاہ دہلی سے کمک مانگی انکی مجبوری
سے منتفع ہو کر راجہ نے بنگالہ پر چڑھائی کر دی - یہ دیکھکر طغان خان
کسی نہ کسی طرح اپنی مخلصی کی فکر کر کے بنگالہ مین پہونچا - اور راجہ کو
اپنے دارالامارت گور (لکھنوتی) پر قبضہ نکرنے دیا - راجہ یہان سے
محاصرہ اوٹھا کر دیوکوٹ (بیر بھوم) پہونچا وہان کا عامل مقابل ہوا - مگر
مار اگیا - راجہ کا دیوکوٹ پر قبضہ ہو گیا اور شہر خوب لوٹا گیا - اتنے مین
تیمور خان دلی سے کمک لیکر پہونچ گیا - راجہ مال غنیمت لے لیکر مع
اپنی فوج کے اوڑیسہ کیطرف واپس گیا - تیمور خان نے سال بھر بنگال
مین قیام کیا اور یہان کے تمام امور کو درست کر لیا - اس کے بعد
دونون امیرون مین امر حکومت کیلئے نزاع ہو گئی - طغان خان
بحیثیت موجودہ اپنی امارت کا دعویدار تھا - اور تیمور خان فرمان شاہی
کے اعتبار پر اپنی امارت کے استحقاق دکھلاتا تھا - آخر جانبین سے
مقابلہ کی نوبت آئی - رعایا نے کسی کا ساتھ نہ دیا - آخر کار تاریخ

معاش مین عنایت فرمائی گئی تاریخ بدایونی مین سید صاحب کا ذکر موجود ہے -
عہد شیر شاہی مین - اگرچہ ابتدا رفاقت ہمایونی کے باعث سے افغانی حکومت نے
سادات بلگرام پر کوئی توجہ نہین کی - مگر زان بعد - پھر انکی شرافت وقابلیت کا مشاہدہ
کر کے انکو مثل سابق کے مناصب اعلیٰ پر ممتاز فرمایا - ان بزرگوارون مین سید عبدالقادر
بلگرامی و سید قریش و سید بدلے بلگرامی بہت بڑے صاحب اقتدار اور ذی اعتبار

طبقات ناصری کے نے بمعیت چند بہی خواہان دولت جانبین کو اس مصالحہ پر راضی کر لیا کہ طغان اپنا سب مال و اسباب اور اہل و عیال لیکر بنگال سے چلا جاوے اور تیمور خان حکم شاہی کے مطابق بنگال و بہار کا حکمران تسلیم کیا جاوے۔ چنانچہ طغان خان اپنی تمام مال و دولت لیکر چلا گیا اور تیمور خان اوسکی جگہ قائم ہوا۔

تیمور خان قِمران

تیمور خان نے اس کوشش سے بنگال و بہار کی حکومت تو حاصل کی۔ مگر اس سے کچھ بھی منتفع نہوا۔ دو برس کے بعد مر گیا اور اوسکی لاش اوسکی وصیت کے مطابق دار الامارت اودھ مین لیجاکر اوسکے مقابل طغان کے پہلو مین دفن کی گئی۔ یہ عجیب اتفاق ہی۔ بنگال سے اوٹھکر طغان اودھ مین۔ جہان وہ پہلے حاکم تھا پہونچا۔ مگر اتفاق سے دو برس کے بعد اوسی دن جس دن تیمور خان بنگال مین مرا تھا یہ بھی مر گیا۔

(بقیہ صفحہ ۱۲) گذرے ہین۔ ملاقات اجمیر کے انتظامات مین۔ سادات بلگرام کے اہتمام مین جو شیر شاہ نے رعایت او حمایت شریعت قایم رکھی ہی۔ وہ بالتفصیل تاریخ ہندوستان مولفہ شمس العلماء پروفیسر ذکاء اللہ صاحب مین درج ہی۔ عہد جہانگیری مین۔ سید منتجب و سید امیر حیدر بلگرامی وغیرہ امثالہم دربار سلطانی کے ممتاز اعیان و ارکان مین شمار ہوتے تھے اسیطرح دورہ شاہجہانی مین۔ سید خیر اللہ۔ سید خوب اللہ۔ سید میر وزیر علی بلگرامی بہت بڑے بڑے ملکی اور فوجی عہدونپر سرفراز ہوکر خدمات سلطانی انجام دیتے رہے ہین۔ لاہور مین سید خیر اللہ کے بعد اونکی اولاد و اعقاب بھی ایک عرصہ تک ملکی خدمات انجام

سیف الدین خان

تیمور خان کے بعد اوسکا غلام ترکی سیف الدین امیر بنایا گیا۔ اور سات برس تک بنگال و بہار پر حکومت کرتا رہا۔ پھر مر گیا۔

طغرل خان ملک اوزبک

سیف الدین کے بعد طغرل خان بنگال و بہار کا حکمران ہوا۔ یہ دلیر اور جہاندیدہ شخص بھی سلطان شمس الدین التمش کے غلامون مین تھا اور اوسکے بعد مسعود ابن بہرام شاہ تک تمام بادشاہونکی ماموری اور معزولی کے امور مین شریک و دخیل تھا۔ چنانچہ مسعود کی تخت نشینی کیوقت یہ انہین جوڑ بندیون کیوجہ سے قید بھی کر دئے گئے تھے۔ مگر پھر اوسی وقت مین بعد چندے مسعود شاہ کے حکم سے رہا بھی ہو گئے۔

(بقیہ صفحہ ۱۲۲) دیتے ہین۔ علامہ سید احمد صاحب بلگرامی پہلے امرائے داراشکوہی مین شامل تھے مگر اپنے آقا کے ناگفتہ بہ معاملات کو اپنی نظرون سے دیکھکر انہون نے اوضاع سلطنت کو پسند نہ کیا۔ اور صوبۂ دکن مین کچھ دنون تک تعلقات حاصل فرمائے۔ اپنی ضعف پیری کے وقت مین بلگرام واپس آئے اور اپنی جگہ اپنے صاحبزادے علامہ سید عبد الجلیل بلگرامی کو بھیجدیا۔ سید صاحب اوسوقت سے لیکر محمد شاہی عہد حکومت تک ان خدمات پر قایم رہے۔ علامہ عبد الجلیل بلگرامی کو دربار عالمگیری میں عزت اور عظمت حاصل تھی۔ جو فیضی اور ابو الفضل کو دربار اکبری مین۔ قیام دکن کے زمانہ مین۔ شاہی خلوت دجلوت کی کوئی صحبت سید صاحب مرحوم کی حضوری سے خالی نہین تھی اکثر شاہزادون کی تربیت اور اتالیقی کا منصب بھی آپکے سپرد تھا۔ خصوصاً سلیمان

سرہند کے عامل بنائے گئے۔ سرہند کے بعد لاہور کا صوبہ عنایت ہوا
وہان پہونچکر ان کے اطوار سے خودسری کے آثار نمایان ہوئے۔
اسلئے دہلی واپس بلائے گئے۔ کچھ دنون بیکاری مین گذرے تھے
کہ امرائے کہہ سُنکر بادشاہ سے انکی خطا معاف کرادی۔ معافی
کے بعد پہلے قنوج کے عامل ہوئے پھر ترقی کر کے تمام اودھ کے
صوبہ دار ہوگئے۔ اسیطرح سلسلہ بسلسلہ ہوتے ہوئے ۱۲۵۳ھ مین بنگال
وبہار کے حکمران مقرر ہوئے۔
اختیار سلطنت ہاتھہ مین لیتے ہی اُنہون نے صوبہ اوڑیسہ کی
بدنظمی کیطرف توجہ کی اور ۱۲۵۴ھ مین اپنی تمام فوج کے ساتھہ
اوڑیسہ پر چڑھائی کردی۔ دو لڑائیون مین کامیابی حاصل کی مگر
تیسری لڑائی مین ایسی شکست پائی کہ بہت سا اپنا مال و اسباب
بھی دشمن کے حوالہ کردیا۔ اوڑیسہ سے ناکامیاب آکر سلہٹ پر
چڑھائی کردی راجہ مقابلہ پر جرأت نہ کرسکا۔ اِن کو اوسکا تمام

(بقیہ صفحہ ۱۱۴) شکوہ کی ولایت گجرات کے ایام مین شاہزادے کی دیکھہ بھال مخصوص
انہین کے سپرد کیگئی تھی۔ علامہ مرحوم نے اپنی ان خدمات شاہی کی تفصیل نظم و نثر
کے دونون طریقون مین مندرج فرمائی ہے۔ جو اسوقت تک بلگرامیون کی فنی استعداد کی
کا اعلا نمونہ ثابت ہوتی ہے۔ محمد شاہ کے بعد۔ بوجہ پیرانہ سالی کے اپنی خدمات کو
ترک فرماکر آپ خانہ نشین ہوئے تھے۔ اور اپنی جگہ پر اپنے صاحبزادے محمد سعید
صاحب بلگرامی کو بھیجدیا تھا۔ مگر آپ فرخ سیر کے زمانہ تک ضرور زندہ تھے۔
فرخ سیر کی شادی کے حالات مین آپنے ایک پوری مثنوی تصنیف فرمائی

مال و اسباب اور دولت و خزانہ بلا مزاحمت ہاتھ لگ گیا اور اسطرح اوڑیسہ کا تاوان بہت جلد پورا ہوگیا - اس فتح کی خوشی مین ایسا پھولے کہ شاہان دہلی کی آیندہ متابعت کو بیضرورت سمجھ کر علی الاعلان خودسر اور خودمختار بن بیٹھے -

جب ان کی خودمختاری کی خبر دلی مین پہونچی تو بادشاہ بہت برہم ہوا - اور امین خان کو اودھ سے بلواکر طغرل کی تنبیہ کیلئے بھیجا - طغرل پہلے ہی سے نتیجہ کو سمجھے ہوئے تھا - اوسنے حدود بنگال پر پہلے ہی سے اپنا پڑاؤ ڈال رکھا تھا - جب امین خان فوج لیکر پہونچا تو اوسنے مقابلہ سے پہلے ہی امین خان کے سردار فوج کو اپنی طرف ملالیا - اوس بے وفانے مقابلہ کے وقت کچھ ایسی غفلت اور سستی سے کام لیا کہ امین خان کو پوری شکست ہوئی -

بادشاہ کو جب اسکی خبر ہوئی تو اوسنے امین خان کو بلواکر اپنے سامنے

ہے - جو آپ کی کمالات شاعری کا اعلیٰ نمونہ ہے - آپکے بعد علامہ سید محمد بلگرامی علاقہ دکن مین مدت تک قیام فرما رہکر اپنے فرایض منصبی کو انجام دیتے رہے ہین - یہ بزرگ بھی اخیر عمر مین اپنے بھانجے سید غلام علی آزاد بلگرامی المخاطب بہ حسان الہند کو اپنا قائم مقام بناکر خانہ نشین ہو رہے - آزاد بلگرامی نے جس خودداری اور ذی اقتداری کیساتھ اپنی گرانمایہ عمر کے زمانہ کو صرف فرمایا ہے - وہ ہرگز کسی کے لکھنے کا محتاج نہین - اونکی تصانیف کثیرہ - خزانہ عامرہ - ماثر الکرام - تاریخ بلگرام (مطبوعہ لکھنو و مطبوعہ حیدر آباد دکن) و رطب العرب وغیرہ وغیرہ سے ظاہر و آشکار ہے - یہ بزرگ غالباً عالمگیر ثانی کے زمانہ حیات تک زندہ رہے ہین - انہین حضرات پر موقوف و منحصر نہین - یہ بزرگوار تو وہ تھے جو صرف علاقہ

پھانسی دلوادی۔ اور ترمتی خان کو بنگال و بہار مین بھیجا۔ مگر چالاک اور ہوشیار طغرل نے اس سادہ لوح امیر سے بھی کچھ ایسی سانٹ باز کی کہ ایکی بار بھی سلطانی فوج کو کامیابی حاصل نہوئی۔ اس دو بارہ ناکامیابی نے بادشاہ کو اپنے آپ مین نرکھا۔ وہ اپنے بیٹے بغرا خان کو ساتھ لیکر بہت بڑے لشکر کے ہمراہ خود بنگال و بہار کی درستی امور کیلئے روانہ ہوا۔ اور حدود بہار مین پہونچکر اوسنے طغرل کے تمام انتظام کو درہم و برہم کردیا اور وہان سے جھپٹ کر سرحد بنگالہ مین آپہونچا۔ طغرل پہلے سے مقابلہ کے لئے تیار تھا بادشاہ سے مقابل تو ضرور ہوا مگر اسکے ساتھ ہی۔ ہیبت و جلال سلطانی کے اصلی مشاہدے نے اسکے پاؤن مین لغزش پیدا کردی

(بقیہ صفحہ ۱۶) دکن کے متعلق خدمات شاہی بجالاتے رہے۔ بلکہ انہین کے اور اعزہ واقربا مثل چودھری سید محمد فیض صاحب۔ مولوی حکیم سید فضل رسول صاحب سید عبد القادر صاحب و سید عبد الحمید صاحب۔ اس زمانہ مین بہت بڑے عمدہ روزگار اور ذی اقتدار بزرگوار گذرے ہین۔ اور خاص دربار دہلی اور اودھ کے مقتدر اُمرا و ارا کین مین شمار ہوئے ہین۔ سید عبد الحمید صاحب کے صاحبزادے سید محمد سعید بلگرامی نے حکومت اودھ مین بڑے بڑے کارہائے نمایان انجام دیے ہین۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے سید محمد محسن بلگرامی نے۔ نواب برہان الملک صوبہ دار اودھ کی رفاقت خاص مین جیسے جیسے محاسن خدمات انجام دئے ہین وہ آپکی شرافت۔ وفاداری اور جان نثاری کے اعلیٰ ثبوت ہین۔ یہانتک کہ انہین کوششون مین اس شریف النسل سید نے۔ نادر شاہ کے مقابلہ کیوقت نواب کی رفاقت مین اپنے برادران بلگرام کی ایک معتد بہ جماعت کے ساتھ

اُسنے آیندہ جرأت نہ کی۔ اوسوقت اپنا تمام مال و دولت لیکر جج پور (اوڑیسہ) کا رستہ لیا اسطرح بنگال و بہار بے مزاحمت سلطان غیاث الدین بلبن کے قبضہ مین پھر آگیا۔ اوسنے امیر حسام الدین کو حکومت بنگال و بہار عنایت فرمائی اور خود طغرل کی تلاش مین گے۔ طغرل کی تلاش اوزبک خان کے سپرد ہوئی۔ اور بڑی جستجو اور تکلیف و تردد کے بعد محمد خان نامی ایک فوجی عہدہ دار شاہی نے اوسکو قتل کیا۔ اوسکا سر اور تمام مال و متاع لیکر خدمت سلطانی مین بھیجا بلبن نے اوسکے تمام اولاد و اعقاب کو گروا ڈالا۔ اور اسمین کلام نہین کہ اوسکی یہ سزا نہایت ظالمانہ اور وحشیانہ طریقہ سے جاری ہوئی۔ چنانچہ مسٹر ہسٹورٹ اپنی تاریخ مین لکھتے ہین

(بقیہ صفحہ ۱۱۱) اپنی جان دیدی۔ یہ واقعہ مقام سرہند ۱۲۴۷ء مین واقع ہوا۔ سید صاحب مرحوم کی قبر وہین ہے۔ اور سید شہید کے مزار کے لقب سے آجتک مرجع خاص و عام ہے۔ نواب سید نور الحسن خان بلگرامی انہین کے صاحبزادے تھے۔ جنکا حال ہمارے آیندہ مضامین مین اپنے مقام پر بالتفصیل بیان کیا جائے گا۔ انشاء اللہ ہمارے اس مختصر نوٹ سے باسانی سمجھ لیا جایگا کہ سادات بلگرام ہمیشہ سے دربار سلطانی مین اعلیٰ اعلیٰ مدارج و مناسب پر ممتاز رہتے چلے آئے ہین۔ چنانچہ ہم اون کے اس سلسلہ کو اسلامی سلطنت سے لیکر اسوقت تک برابر دکھلاتے جائینگے۔

المولف
سید اولاد حیدر بلگرامی

کہ یہ پہلا واقعہ ہے۔ ہندوستان کی تاریخ مین جسمیں ایک اسلامی حکمران نے اپنے ماتحتی اور زیر فرمان برادر ایمانی کی سزا و تنبیہ مین اس سختی سے کام لیا ہے۔ صاحب طبقات ناصری کا بھی یہی خیال ہے۔

سلطان ناصر الدین بغرا خان

سلطان غیاث الدین بلبن کی قابلیت اور جامعیت سے کسی طرح انکار نہین کیا جاسکتا۔ وہ بہت بڑا بہادر تھا۔ بڑا مدبر اور بڑا منتظم۔ اوسنے بہار کے علاوہ اپنے قلیل قیام کے زمانہ مین بنگال کا کامل انتظام کرلیا۔ اور اپنے بیٹے بغرا خان کو خطاب سلطان اور لقب ناصر الدین عطا کر۔ صوبہ متحدہ بنگال و بہار کا حکمران بنایا۔ اور دہلی کیطرف واپس ہوا۔ چلتے وقت بیٹے کو معاملات ملکی کی نسبت بہت سے مفید نصائح تحریری اور تقریری ذریعون سے بتلائے منجملہ ذیل کی نصیحتین مشہور ہین۔

سلاطین دہلی پر کبھی اعتبار نہ کرنا۔ عام اس سے کہ وہ تم سے کتنا ہی قریب اور عزیز کیون نہو۔ کبھی اون سے اختلاف و انحراف کا قصد نکرنا۔ بلکہ ہمیشہ اون کو راضی و خوشنود کرنا۔ اونکے راضی و خوشنود رکھنے کی نہایت آسان ترکیب یہی ہے کہ دستور قدیم کے مطابق جو معمولی خراج مقرر ہو اون کے

خزانہ مین برابر پہونچتا رہے -

بہرحال سلطان بغرا خان عرصہ تک یہان نہایت خوبی سے حکمرانی کرتا رہا ۔ ۱۲۸۶ء مین اوسکا بھائی محمد ملتانکی لڑائی مین مارا گیا - بلبن نے اسکو اپنے پاس بلالیا - مگر چھ مہینہ کے بعد - باپ کی ولیعہدی کے ملتے ہوئے اعزاز کو چھوڑ کر - شکار کے بہانہ سے یہ پھر اپنے ملک بنگال مین چلا آیا - بغرا خان کی یہ طفلانہ حرکت نہایت بری معلوم ہوئی - اوسنے اسکے چلے جانیکے دوسرے ہی دن اوسکے بڑے بھائی محمد کے بیٹے - کیخسرو کو اپنا ولیعہد کردیا - مگر بلبن چند روز دن کے بعد خود مر گیا - بلبن کے مرنے کے بعد امرائے سلطنت نے کیخسرو کی ولیعہدی کا کوئی خیال نہین کیا - اوسکی جگہ - ناصر الدین بغرا خان کے بیٹے کیقباد کو تخت نشین کیا - جس کا سن اوسوقت تک کل اٹھارہ برس کا تھا - زمانہ کے عجیب تصرفات ہین اور عجیب تغیرات - باپ بنگال و بہار کی صوبہ داری کے اعتبار سے بیٹے کا مطیع - ماتحت اور فرمانبردار ہے - کیونکہ وہ اسوقت جلوہ آرائے تخت سلطانی ہے -

بہرحال کیقباد - کمسن - خام عقل اور ناتجربہ کار تو تھا ہی تخت حکومت پر بیٹھتے ہی عیش و عشرت مین ہمہ تن مصروف ہوگیا - اور مملکت کے تمام کاروبار اپنے وزیر ملک نظام الدین کے اختیار مین

چھوڑ دیئے۔ وزیر نظام الدین ناصر الدین بغرا خان حاکم بنگالہ وبہار کے طرف سے ہمیشہ مخدوش ومشکوک رہتا تھا اسلئے کہ حقیقتاً تخت حکومت کا اصلی وارث وہی تھا۔ اسلئے اوسنے باپ بیٹون مین (بغرا خان اور کیقباد کے درمیان) جوڑ توڑ کر لگاکر سخت سے سخت نفاق کے اصول قائم کر دیئے اور اس ترکیب سے ناصر الدین کی قوت کو توڑنا چاہا۔ احکام دیگر سلطانی پروانجات نہایت سخت اور ناسزاوار الفاظ مین دہلی سے اوسکے نام بھیجے جانے لگے۔ مگر ناصر الدین نے ہمیشہ اون کا جواب اپنی طرف سے ملائم اور نرم الفاظ مین دیا۔ اور اپنے باپ بلبن کی نصیحت و وصیت کے مطابق سلطان دہلی کو عام اس سے کہ وہ اپنا باپ یا بیٹا ہی کیون نہو۔ ناراض کرنا نچاہا۔ ناصر الدین نے اسکے علاوہ بیٹے کو خانگی طور پر بھی بہت سے شفقت خیز اور محبت انگیز خطوط لکھے۔ اور اومین بیٹے کو اوسکی وزیر کی برہمزن اور نفاق انگیز حرکات سے آگاہ بھی کیا۔ مگر کیقباد نے وزیر کی اشتعال کیوجہ سے اون پر کوئی توجہ نہین کی۔ آخر کار وزیر کی مخالفانہ کوششون نے کیقباد کو باپ کی تباہی وبربادی پر آمادہ و مستعد کر کے بنگال وبہار پر فوج کے ساتھ بھیجدیا۔ اور خود بھی ہمرکاب ہوا۔

ناصر الدین کو جب بیٹے کے آنیکی خبر ملی تو وہ محبت پدری کے تقاضہ سے بیچین ہو گیا۔ اوسنے کیقباد کو لکھا کہ میری اون حسرتون کا جو تمہارے دیدار فرحت آثار کے متعلق مین نہ کوئی انتہا ہے نہ شمار اور اب مجھ مین

واقعی تاب مفارقت باقی نہین ہے - یقین جانو کہ جناب یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کے جمال جہان آرا کے دیکھنے کا اتنا اشتیاق نہوگا - جتنا مجھکو تمہارے دیکھنے کا شوق ہی مجھکو امید ہے کہ تم میری حسرتون کو نکلنے دو گے - میری تمناؤن کو پورا ہونے دو گے - مین تمہین باورکراتا ہون کہ مین تمہارے پاس آکر تمہارے کسی امور ملکی مین حارج نہونگا - اوران امور مین کبھی تمہاری تجویز و تدبیر سے اختلاف و انحراف نکرونگا -

طبقات ناصری

اس خط کے پڑھتے ہی - آخر بیٹا ہی تھا - کیقباد کے دل مین ایک غیر متحمل بیہوشی پیدا ہوگئی - اور اوسیوقت وہ تن تنہا باپ کی خدمت مین حاضر ہوجانے پر بالکل آمادہ ہوگیا - مگر افسوس - اگر اوسوقت اپنے آپ اختیار مین ہوتا تو جیسا اوسنے سوچا تھا ضرور کرلیتا اور پھر باپ بیٹون کی تنہا مشورت سے جانبین کی بے بنیاد اور محض بے اصل شکایتون کی صفائی ہوجاتی - اوراسمین کسی بیرونی مداخلت کی کوئی ضرورت نہوتی - مگر حقیقتاً وہ تو وزیر کے ہاتھ مین تھا - اپنی تجویز پر عمل کرتا تو کیسے ؟ بہرحال اپنی سادہ لوحی سے کیقباد نے باپ کی یہ تحریر بھی وزیر کو دکھلادی اوراپنا قصد بھی ظاہر کردیا وہ ایسا کیا تھا جو اوسکو اسطرح چلے جانے کی اجازت دیدیتا -

اوسنے اوسکے اسطور پر چلے جانے کو عام اس سے کہ وہ اخلاقی اصول کے اعتبار پر کیسے ہی عقیدت اور خلوص پر مبنی کیون نہو۔ داب شاہی اور سطوت شاہی کے بالکل خلاف سمجھا۔ کیقباد نے سمجھ تو لیا۔ مگر وہ اپنے دلی جذبات سے بے چین ضرور رہا۔ آخر کار اوسنے اپنی دوسرے اراکین سلطنت کی معرفت وزیر سے یہ انتظام کرائے کہ دونون لشکرون کے درمیان بارگاہ سلطانی قائم کیجاوے۔ اور اوسمین ناصر الدین ایک صوبہ دار کی معمولی طریق پر حاضر ہوکر قدمبوس خدمت ہو۔ جب یہ شرایط ناصر الدین کو لکھکر بھیجے گئے تو اوسنے عام اس سے کہ اوسکے حقوق پدری کے کیسی ہی پامالی اور بربادی کیون نہوتی ہوان کو قبول کر لئے غرض حسب قرار داد دونون لشکرون کے درمیان خیمہ دربار سلطانی بڑی شان وشوکت سے آراستہ وپیراستہ کیا گیا۔ ناصر الدین بغرا خان ابن سلطان بلبن اپنے تمام امرا و افسران فوجی وملکی ومالی کے ہمراہ داخل دربار ہوا۔ کیقباد اوسوقت دلی کے شہنشاہ ہونے کی پوری حیثیت اور شان مین اپنے تمام جلوس اور درباریون کے ساتھ تخت سلطانی پر بیٹھا تھا۔ ظاہری طور پر تو وہ اپنے شاہی اقتدار کی لگام کو اپنے دست اختیار مین لئے تھا۔ مگر باطنی محسوسات کے اعتبار سے اوس کا مٹھی بھر کا دل اس منظر کو دیکھ دیکھکر عبرت اور حسرت کی چشمک زنی سے پانی پانی ہوا جاتا تھا۔ مگر تاہم وہ نہایت سختی اور استقلال سے

اون پر ضبط کیے جاتا تھا - تااینکہ بوڑھا ناصر الدین اوسکا ضعیف باپ صوبہ دار بنگالہ و بہار کی محض معمولی حیثیت سے لایا گیا اور وہ بدستور قدیم اول مجراگاہ پر پہونچکر اداب عقیدت بجالایا اور آئین سلطانی کے مطابق آہستہ آہستہ آگے بڑھکر دوسری مجراگاہ پر پہونچا اور پھر اوسیطرح اداب عقیدت بجالایا - یہان سے آگے بڑھکر جب تیسری مجراگاہ پر پہونچا تو ابھی تک کیقباد اپنے دلی جذبات کو تھامے تھا - مگر جب اوسکا کمر خمیدہ باپ اوسکے تخت شاہی کے بالکل قریب پہونچگیا اور کیقباد کی نظر ایک بار اپنے باپ کے چہرے پر جو ہین پڑی جس سے اسوقت تک آثار جلالت و عظمت ہویدا و آشکار تھے تو اوسکا دل اپنے اختیار سے بیساختہ باہر ہوگیا - اور وہ اپنے تخت سے بیقرار ہوکر باپ کیطرف دوڑ پڑا - اوسکے قدمون پر اپنا سر جھکادیا - شفیق اور مضطرب القلب باپ نے بیٹے کا سر اوٹھاکر اپنی چھاتی سے لگالیا - اور باپ بیٹے گلے مل مل کر رونے لگے - یہ ایسا عبرت خیز اور حسرت انگیز منظر تھا کہ سارے درباری ڈھاڑین مار مار کر رونے لگے - کیقباد باپ کا ہاتھ تھامے ہوئے اوسکو اوسی تخت شاہی پر لے آیا جسکے آگے وہ ابھی ابھی فرق عقیدت جھکائے کھڑا تھا - بیٹے نے باپ کو بڑی تعظیم سے اپنے پہلو مین تخت پر بٹھایا -

یہ وقعہ ہندوستان کی تاریخ مین ایسا پراثر اور عبرت خیز گذرا

ہے جسکو چھوٹے بڑے تمام مورخین نے عام اس سے کہ ہندوستانی ہون یا یوروپین یا کوئی اور۔ اپنی اپنی تالیفات مین مندرج کیا ہی ہندوستان کے سعدی۔ امیر خسرو دہلوی نے اس پورے قصہ کو قران السعدین اپنی مشہور عالم مثنوی مین اس خوبی سے نظم فرمایا ہے کہ اسوقت اوسکی مثال اور نظیر پیدا کرنی نہایت دشوار ہے
بہرحال کیقباد سفر بنگال سے واپس آکر پھر اپنے قدیم عیش عشرت کے مشاغل مین مصروف ہو گیا یہان تک کہ ۱۲۸۹ء مین فیروز خان خلجی نے۔ جو اوسکے غلامون مین اوسوقت اوسکی ناک کا بال ہو رہا۔ اوسکو قتل کر ڈالا۔ اور سطرح دلی کا تخت اپنے لیے خالی کرالیا۔ مگر اس بیرحم نے اتنا ضرور کیا کہ ناصرالدین کو حکومت بنگالہ و بہار پر قایم رکھا۔
حقیقت مین ناصرالدین کی ایسی سلامت روی۔ صبر و تحمل اور امن پسندی دنیا کے کارنامہ مین بہت کم پائی جائیگی۔ باوجودیکہ ابتدا ہی سے اوسکو تخت شاہی کا جیسا حق پہونچتا تھا ویسا کسی دوسرے کو نہین۔ مگر اوس نے نہ ابتدا مین اسکی طرف کوئی توجہ کی اور نہ اعتنا۔ بلکہ اسوقت تک تو انتہا کردی کہ اپنے بیٹے کے بیرحم و بیدرد قاتل کی محض غاصبانہ حکومت و امارت کو بھی تسلیم کرلیا اور کچھہ نہ کیا۔ بعض محرور المزاج اسکو ناصرالدین کی بزدلی اور سرد طبعی کہینگے مگر عاقبت اندیش اور امن پسند

اوسکے ان امور کو اوسکی سچی جرأت اور اصلی دلیری یقین کرین گے۔

ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔

بہرحال فیروز نے تخت حکومت پر بیٹھکر اپنا لقب جلال الدین مقرر کیا۔ سات برس تک حکومت کرتا رہا۔ آخر مین اپنے کئے کا نتیجہ پایا۔ اسکے بھتیجے ہی علاؤالدین خلجی نے اسکو مار ڈالا۔

علاؤالدین خلجی ۲۹۶ھ مین حکمران ہوا۔ تو اسکے ہیبت و جلال کی خبر پاکر ناصرالدین نے بوڑھا تو ہو ہی گیا تھا۔ حکومت بنگالہ و بہار سے استعفا دیدیا۔ علاؤالدین نے منظور کرلیا اور اسکو اسکے جاگیر علاقہ لکھنوتی مین چلے جانے کی اجازت بھی عنایت فرمائی غریب ناصرالدین نہایت خوشی کیساتھ اپنے علاقہ پر چلا گیا۔

بہادر خان

ناصرالدین کے مستعفی ہونیکے بعد۔ علاؤالدین نے بہادر خان کو بنگال و بہار کا حکمران بنایا۔ اوسوقت بنگال دو حصون مین تقسیم ہو گیا۔ مغربی حصہ مین بہادر خان حاکم تھا اور مشرقی حصہ مین ناصرالدین اپنی جاگیر کے استحقاق سے قابض تھا۔ علاؤالدین کے زمانہ حکومت تک تو بہادر خان اپنی حالت پر قائم رہا مگر اوسکے بعد اوس نے خود سری اور آزادی حاصل کرلی۔ جب غیاث الدین تغلق کی حکومت کا زمانہ آیا تو اوس نے

بہادر خان کی بدعہدی کے حالات سنکر سنہ ۱۳۱۷ء مین ایک فوج جرار کیساتھہ بنگال پر چڑھائی کردی۔ جب بہار کے علاقہ ترہت مین پہونچا تو بوڑھا ناصرالدین یہان آکر غیاث الدین سے ملا۔ اور بہت سے جواہرات نذرانہ مین پیش کیئے۔ بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اور اوسکو اپنی طرف سے نقارہ طبل و علم غرض جملہ اسباب شاہی دیکر علاقہ لکھنوتی۔ اضلاع مشرقی بنگال کو اوسکی دائمی جاگیر دمدو معاش مین عنایت فرمایا۔ غریب ناصرالدین اس عطیہ سلطانی پر قناعت کرکے سنہ ۱۳۲۵ء مین انتقال کر گیا۔

ناصرالدین کے ذاتی اوصاف اور محاسن جیسا کہ اوپر لکھے گئے ہین بتلا رہے ہین کہ وہ امراو سلاطین اسلامی مین اپنے صبر و استقلال صلاحیت مزاج اور امن پسندی کے خاص کمالات مین بے نظیر اور عدیم المثال ثابت ہوتا ہے۔

ناصرالدین کے بعد اضلاع مشرقی کی حکومت قدر خان کو سپرد کی گئی۔ بہادر شاہ۔ تغلق شاہ سے مقابلہ کی جرأت نہ کرسکا۔ خود حاضر ہوگیا۔ بادشاہ نے اوسکے تمام مال و اسباب خزانہ اور جملہ خدم وحشم کو ضبط کرلیا اور اوسکو بھی اپنے ہمراہ دہلی لیتا گیا۔ اور اپنے فوجی افسر بہرام خان کو تاتار خان کا خطاب دیکر حکومت بنگالہ پر مقرر کیا۔

تاتار خان

اس جدید انتظام کے روسے بنگال مین دو مستقل حکمران حکومت کرنے لگے - تاتار خان مغربی حصہ مین اور قدر خان مشرقی حصہ مین - مگر اس خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ دونون حکمرانون نے کامل ۱۴ برس تک حکومت کی کہ ایک کو دوسرے کیساتھ کبھی کسی شکایت کا کوئی موقع نہین ملا - تاتار خان ۷۵۳ھ مین مرگیا محمد شاہ تغلق اوسوقت علاقہ گجرات کی ترتیب مین مصروف تھا - یہ موقع پاکر تاتار خان کے سلحدار فخرالدین نامی نے مغربی بنگال پر قبضہ کرلیا - اور بالکل خودمختار ہوکر اپنا لقب سکندر شاہ مقرر کیا -

سکندر شاہ

محمد شاہ کو اسکی خبر ملی - اوسنے قدر خان کو سکندر کی گوشمالی کیلئے لکھ بھیجا - قدر خان نے حکم شاہی کی تعمیل کی سکندر شاہ کو پہلے مقابلہ مین مار بھگایا - اور تمام انتظام آپ کرلیا - جب ملک مین تمام تسلط ہوگیا - تو قدر خان نے خراج سلطانی جو مدت سے دہلی نہین بھیجا گیا تھا جمع کر کے روانہ کیا - فخرالدین سکندر شاہ نے یہ سنکر فوج بنگالہ کو اپنی سازش مین لیکر اوس خزانہ کو لوٹ لیا - اور فوج والون نے قدر خان کو مار کر سکندر شاہ کو اپنا حاکم مان لیا - وہ قدم

سنہ ۱۳۴۱ء مین ہوا اور اسیوقت سے پھر سکندر شاہ بنگالہ کی حکومت کرنے لگا دہلی کی حالت خود کمزور ہو رہی تھی۔ محمد شاہ سے درستی ملک کے کوئی سامان نہین ہو سکتے تھے۔ غرضکہ بنگال و بہار کوئی کامل ۵۴ برس کی مدت تک بالکل خودسر اور خود مختار بنا رہا۔ اور ان دونون ملکون پر سکندر کی اولاد حکومت کرتی رہی۔ محمد کی کمزوریون سے منتفع ہوکر اوسکے وزیر نے قنوج سے لیکر بنارس تک اور بنارس سے لیکر بہار کے ضلاع شاہ آباد اور سارن تک اپنے قبضہ مین کر لیا۔ اسطرف بنگال مین سلطان شمس الدین محمود بھنگڑہ نے صوبہ بہار کے علاقہ ترہت کو فتح کر کے حدود بنگال مین ملا لیا۔ اس کا اصلی نام حاجی الیاس تھا۔ موجودہ قصبہ حاجی پور جو فی الحال ضلع مظفر پور کا سب ڈویزن ہے۔ اسیکا آباد کیا ہوا ہے۔ حاجی الیاس کی بنائی ہوئی ایک مسجد ابتک وہان موجود ہی جو بالکل لب دریا واقع ہی۔ بہر حال تاریخون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صوبہ بہار مین اسوقت طائف الملوکی تھی۔ اسکے بڑے بڑے حصہ مغربی وجنوبی جونپور و بنگالہ کی ریاستون مین داخل ہوگئے تھے جو باقی رہے تھے وہ امرا اور افسران فوج کی جاگیر و نمین دبے ہوئے تھے = یا چھوٹے چھوٹے راجہ اور زمیندار اونپر اونپر قابض تھے سنہ ۱۴۲۱ء مین محمود خلجی مر گیا۔ دولت خان

تخت پر بیٹھا۔ سید خضر خان گورنر پنجاب اوسکے سر پر آدھمکا اور ۱۴۱۴ء میں دلی خالی کرالی۔ سلسلہ سادات کے آخر حکمران کو بہلول لودی گورنر پنجاب نے تخت سے اوتار دیا۔ بہلول لودی نے لڑبھڑ کر حکمران جونپور کو سر کر کے وہ تمام علاقہ پر دلی کا میطع کرلیا بہلول کے بیٹے سکندر لودی نے صوبہ بہار کو بھی از سر نو فتح کر لیا۔ اوسکے بعد اوسکا بیٹا ابراہیم تخت نشین ہوا۔ یہ بالکل نا قابل حکومت ثابت ہوا۔ دولت خان لودی۔ جو بابر کیطرف سے صوبہ پنجاب و ملتان کا حاکم تھا۔ ابراہیم کو ہمیشہ تنفر کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اوسنے ابراہیم کے اوضاع و اطوار کو دیکھکر۔ بابر شاہ کو فتح ہندوستان کے لئے بلایا۔ بابر اوسکی طلبی پر فوراً آگیا اور ۱۵۲۶ء میں مقام پانی پت مین ابراہیم کو شکست دیکر دلی کا حکمران ہو گیا۔ بابر کے آنے کیوقت ہمارا صوبہ بہار۔ لوہانی پٹھانون کے قبضہ مین تھا۔ اور وہ موجودہ طائف الملوکی سے منتفع ہو کر بہار پر خودمختارانہ حکومت کر رہے تھے۔ دریا خان الملقب بہ محمد شاہ اسوقت بہار کا حکمران تھا۔ اسنے پٹنہ کو اپنا دارالحکومت بنایا تھا۔ شیر شاہ نے ۱۵۲۵ء مین اسکی ملازمت اختیار کر لی تھی۔

دریا خان الملقب بہ محمد شاہ

بہار کے اسی حکمران کے زمانہ مین بابر شاہ داخل ہندوستان ہوا۔ اوسنے جونپور اور بنارس کو فتح کر کے بہار کیطرف رخ تو ضرور کیا مگر محمد شاہ

تک نہ پہونچ سکا۔ صرف بنارس کے قریب علاقون کو تاخت و تاراج کر کے واپس گیا۔ اور ۱۵۳۰ء مین مر گیا۔ تھوڑے دنون کے بعد محمد شاہ بھی انتقال کر گیا۔

جلال خان

محمد کے بعد اوسکا بیٹا جلال خان بہار کے تخت پر بیٹھا۔ اگرچہ شیر شاہ کے ایسے لایق اور قابل شخص اوسکا اتالیق تھا مگر افسوس شیر شاہ کی تربیت و تعلیم جلال شاہ کے دلپر اپنا کوئی اثر پیدا نہین کر سکی۔ وہ بخلاف اپنے باپ کے بالکل متلون مزاج اور خفیف الحرکات نکلا۔ اپنے خوشامدی درباریون کے قابو مین کچھہ ایسا آیا کہ اپنی آبائی عزت و تمکنت کے ساتھہ اپنا تمام ملک و دولت بھی ہاتھون سے کھو دیا۔ جسکی تفصیل یہ ہے۔

بہار مین اسوقت دو قبیلہ یا خیل کے پٹھان سربرآوردہ اور مشہور تھے تمام ملکی کاروبار اونہین کے اختیار مین تھے۔ ایک لودی دوسرے لوہانی پٹھان۔ چونکہ شیر خان محمد شاہ کے وقت ہی سے بہار کے امراے ذی اقتدار و اختیار شمار ہوتا تھا۔ اسلئے لوہانی خیل کے پٹھان سب اسکے مطیع تھے۔ شیر خان نے محمد شاہ اور شیر جلال خان سے بڑی بڑی جاگیرین ان لوگون کو دلوادی تھین۔ اور اونکو متمول ہونے کی وجہ سے اپنے لودی بھائیون پر ضرور ترجیح ہو گئی تھی۔ جلال خان مین

اتنا دماغ کہان کہ وہ شیرشاہ کی ان مدبرانہ چالون کو سمجھتا۔ برخلاف ان کے لودی پٹھانون کے پاس وہی سرمایہ تھا جو ان کے اگلے بادشاہون کے وقت مین ملا تھا۔

بہر حال جب جلال خان کی خفیف الحرکاتی ملک و رعایا کے لئے زوال کا باعث ہونے لگی تو نہین لوہانی پٹھانون نے اوسکے خلاف کوشش کی۔ لودی پٹھانون نے جلال خان کا ساتھ دیا مگر اپنے ضعف کیوجہ سے لوہانی پٹھانون سے سر بر نہو سکے۔ جلال خان بھاگ کر محمود شاہ بھنگیڑہ حاکم بنگالہ کے پاس چلا گیا اور اوس سے مدد مانگی محمود شاہ ایک فوج جرار کیساتھ آکر لوہانیون سے مقابل ہوا۔ شیرشاہ نے اس معرکہ مین کچھ ایسی بے نظیر اور یکتا شجاعت دکھلائی کہ محمود شاہ کی فوج نے منہ کی کھائی۔ اور ایسی شکست فاش اوٹھائی کہ پھر کبھی بہار کا رُخ بھی نہین کیا۔ اسیوقت سے بہار پر شیرشاہ کا پورا انتساط قایم ہوگیا۔ اور جونپور کی ماتحتی سے نکلکر یہ صوبہ خودسر اور خودمختار ہوگیا۔ آیندہ اب جو واقعات اس صوبہ مین پیش آئے وہ شیرشاہ کے حالات مین حسب تفصیل ذیل قلمبند کئے جائینگے۔

فرید خان الملقب بہ شیرشاہ

یہ اقبالمند بادشاہ چونکہ ہمارے خاص صوبہ بلکہ ہمارے خاص ضلع اور ہمارے خاص سب ڈویزن کا متوطن تھا۔ علاوہ اسکے جملہ ذاتی

اور صفاتی کمالات مین کامل تھا۔ اسلئے اسکے حالات مین اگر طوالت سے کام لیا جاوے تو کبھی غیر مناسب نہو گا۔

حسن خان شیرشاہ کے باپ

شیر خان کا اصلی نام فرید خان تھا۔ ان کے باپ حسن خان اور دادا ابراہیم خان لوہانی پٹھان کی سوری شاخ مین تھے اور ان کے سلسلہ کو سلاطین غوریہ سے قرابت تھی۔ سلطان لودی کے زمانہ مین ابراہیم خان ناداری کیوجہ سے ہندوستان مین آئے یہان پر اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہین کہ بتلاش معاش آئے اور بعض کہتے ہین گھوڑون کی تجارت کرنے آئے۔ مگر حقیقت تو یہ کہنی ہے کہ نہ وہ تجارت کرنے آیا تھا اور نہ ملازمت کرنے۔ بلکہ نظام تقدیر نے تو اوسکو اوسکے پوتے شیر خان کی سلطنت کرنیکے ابتدائی اسباب فراہم کرنیکو یہان پہونچادیا تھا بہر حال ابراہیم خان کی بہلول شاہ نے بڑی قدر کی۔ حصار فیروزہ اور توابع نارنول وغیرہ کی امارت مفوضہ نے اوسکو چندروز مین مالامال کردیا۔ ابراہیم نے انتقال کیا تو اون کے بیٹے حسن خان نے پہلے بہلول لودی کی ملازمت اختیار کی مگر پھر بادشاہ کے مزاج کو غیر موزون پاکر جمال خان حاکم جونپور کے پاس چلا آیا جمال خان نے اسکا بڑا اعزاز کیا۔ اور پانصد سواری کا منصب عطا کرکے پرگنات شہسرام ببرم پور۔ خواص پور ٹانڈہ اور رہتاس وغیرہ اسکی جاگیر مین دیدئے۔

حسن خان نے اسیوقت سے شہسرام کی سکونت اختیار کی اور اوسکے عروج واقبال کے عین شباب مین فرید خان (شیرشاہ) کی ایسا

نمودار اور ذی اقتدار اپنے باپ دادا کا افتخار بیٹا ۱۴۷۳ء مین بمقام شہسرام مین پیدا ہوا۔

شیرخان کی ابتدائی حالت

حسن خان کی دو شادیان تھین ایک قبیلہ کی عورت تھی۔ دوسری غیر قبیلہ کی۔ فرید خان اور اوسکے چھوٹے بھائی نظام خان۔ قبیلہ کی لڑکی سے تھے باقی رہے احمد اور سلیمان وغیرہ غیر قبیلہ کی لڑکی سے تھے جسکو بعضون نے لونڈی بتلایا ہے اور بعضون نے معمولی عورت۔

بہرحال فرید خان کے بچپن کے متعلق جو کچھ پایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ فرید خان ایک دن پانچ برس کے سن مین اپنے باپ حسن خان سے پیسے مانگ رہا تھا۔ باپ اپنے اوسوقت کی مشغولیت کیوجہ سے بیٹے کی درخواست پر کوئی توجہ نہین کرتا تھا۔ اتنے مین ایک بزرگ جنکو مکاشفہ مین بھی کمال تھا۔ حسن خان کے پاس آئے۔ اور باپ بیٹے کے انکار واصرار کے منظر کو اپنی باطنی نگاہون سے دیکھکر فرمانے لگے۔
صاحبزادے سبحان اللہ۔ بادشاہ ہندوستان ہوکر پیسہ مانگتے ہو یہ کہا اور وہان سے چلے آئے۔

حسن خان اس بزرگ کے قول کو اپنے ہونہار بچے کے لئے فال نیک سمجھکر ازحد مسرور ہوا بہرحال فرید خان اپنے والدین کے سایہ اشفاق مین پرورش پاتا رہا۔ اور کمسنی ہی سے ہر امر مین اپنی ظاہری و باطنی کمالات کو بتلاتا رہا اور دکھلاتا رہا۔

مگر افسوس حسن خان نے اپنے غیر قبیلہ عورت کے دلفریب جال مین

پھنسکر اپنے ایسے ہونہار اور باعث افتخار بچہ کی تعلیم کیطرف کسی توجہ اور التفات سے کام نہ لیا اور اس ناقص العقل عورت کی باتون مین پڑکر فرید خان اور نظام خان کی تعلیم و تربیت کیطرف سے بالکل غافل رہا کیا۔ اس شاطر عورت نے اس ترکیب سے فرید خان وغیرہ کو جاہل رکھوایا اور اپنے بیٹون کو قابل اور علمی حیثیت مین کامل بنوایا۔ اور اس ذریعہ سے اون بھائیون پر انکو ترجیح دئے جانے کی نہایت آسان اور عام فہم تدبیر پیدا کر لی۔ جسکو حسن خان بھی مطلق نہ سمجھا مگر فرید خان اسکی تہ کو پہونچگیا۔ اور فوراً شہسرام سے جونپور چلا آیا۔ تھا تو ابتدا ہی سے مدبر۔ جمال خان صوبہ دار جونپور کیخدمت مین حاضر ہوا۔ مگر ترک وطن کے اصلی باعث کو نہ جمال خان سے بیان کیا اور نہ کسی سے۔ اوس نے جمال خان کی ملازمت اختیار کر لی۔ مگر چونکہ تحصیل علمی کی ضرورتون کو بھی از حد محسوس کر رہا تھا اس لئے اوسنے ملازمت کو ترک کر کے تحصیل علمی کیطرف فوراً توجہ کی حسن خان نے جمال خان کو لکھا کہ فرید خان کو فہمایش کر کے بھیجدیجئے۔ جمال خان نے سمجھایا مگر یہ نہ گیا اور اوسی طرح تحصیل مین ہمہ دم مصروف رہا۔ جمال خان نے حسن خان کو اپنی مجبوری لکھ بھیجی۔ فرید خان نے دو برس تک جونپور مین رہکر فارسی مین پوری مہارت پیدا کر لی اور عربی کی ابتدائی کو بھی پڑھ لیا۔ ان سے فراغت کر کے عروض و تواریخ سے بھی معرفت بہم پہونچائی۔ تحصیل علمی کے ظاہری

شوق کے ساتھ اوسکو باطنی کمالات کی تکمیل کا بھی ولولہ پیدا ہوا علماء و فضلاء اور تمامی بزرگان جونپور کیخدمات مین برابر حاضر ہوتا رہا - اور اون کے فیضان صحبت سے مستفیض ہوتا رہا -

فرید خان تحصیل سے فارغ ہو چکا تھا کہ اسکا باپ حسن خان سوری جونپور مین آیا بیٹے کو بلوا کر گلے لگایا اور اوسیوقت پرگنہ شہسرام مین اپنا نائب بنا کر بھیجدیا دانشمند اور زمانہ شناس بیٹے نے اوسیوقت اپنے باپ سے کہدیا کہ آپ مجھے اپنی قائمقامی اور نیابت کا اعزاز تو عنایت فرماتے ہین مگر یہ ملحوظ خاطر عالی رہے کہ مین اپنے جملہ نظام مین عدالت اور مساوات کے اصول نہایت سختی سے قائم رکھونگا اسلیئے میرے اعزہ و اقارب جو آپ کی بیجا عدالت اور رعایت کے خوگر ہو رہے ہین آپ سے میرے آئین نظام کی شکایت کرینگے - اور وہ آپ کی آزردگی طبع کا باعث ہوگا - باپ نے ہونہار بیٹے کی تقریر سُنکر کچھ جواب نہ دیا - فرید خان نے بھی کوئی اصرار نہین کیا اور چلا آیا - شہسرام کے علاقہ مین پہونچکر جب اوس نے ریاست و امارت کے اختیار اپنے ہاتھ مین لئے تو تھوڑے ہی دنون مین اپنی اصابت رائے حسن تدبیر اور خوش نظمی کے ایسے اعلیٰ نمونہ دکھلائے کہ ارباب بینش و اصحاب دانش کی آنکھین حیرت مین آگئین - سال ہی دو سال مین علاقہ آباد - رعایا خوشحال اور ملکی زراعت شاداب ہوگئی - کوہستانی علاقہ کے زمیندار جو بڑی شدارتون

بھائیون سے نااتفاقی-

سے خراج دیا کرتے تھے۔ پہلے فرید خان سے بھی وہی سرتابی کھلانے لگے - یہ صورت دیکھکر اوسنے اپنے علاقہ کے اچھے اچھے اور قوی لوگون کو ادھر اودھر سے جمع کیا اور ان کو ایک فوج کی معمولی طریقون مین ترتیب و ترکیب دیکر ان پر چڑھائی کردی - جانبین سے کشت و خون ہوا - مگر زمینداروں نے ہزیمت اوٹھائی اور فرید خان نے اون پر فتح پائی پھر کیا تھا - تمام اطراف و جوار مین فرید خان کا نام کا ڈنکا بجگیا - جتنے سرکش زمیندار تھے مطیع و فرمانبردار ہوگئے - ان کے سر ہوجانے سے سالانہ آمدنی مین کامل اضافہ ہوگیا -

مگر افسوس خانہ جنگی - حسد اور نفسانیت کسی زمانہ مین بند نہین ہوئی ہے - اسکی عظمت اور شوکت دیکھکر اسکے سوتیلے بھائی اس سے خار کھانے لگے مگر یہ اونکی مخالفت کو عرصہ تک حیلۃ الوقتی سے ٹالتا گیا - اور اپنی طرف سے محاسن سلوک دکھلا کر اونکی غیر مناسب پرجوشیون کو روکتا گیا -

اسی اثنا مین حسن خان جونپور سے شہسرام مین واپس آیا - اور فرید خان کی خوش انتظامی کو دیکھکر عشعش کرنے لگا - مگر پھر اپنی دوسری بی بی کے کہنے سے فرید خان سے اختیارات لیکر اوسکے سوتیلے بھائی سلیمان نامی کو سپرد کیے - فرید خان اوسکے مدعا کو سمجھ گیا - کچھ نبولا - کاروبار امارت سے علیحدہ ہوگیا - یہ اوسکے کمال استغنا اور حسن اداب کا ثبوت ہے -

شیر خان کی دولت خان کی ملازمت۔

مگر تھوڑے دنون کے بعد وہ اپنے چھوٹے بھائی نظام خان کی ساتھہ آگرہ چلا آیا۔ اور دولت خان لودی کا ملازم ہوا۔ جو ابراہیم شاہ لودی کیطرف سے یہان کا صوبہ دار تھا اسکی ماتحتی مین فرید خان نے بڑے بڑے کار نمایان انجام کئے۔ اور دولت خان کو از حد راضی و خوشنود کیا۔ فرید خان نے دولت خان کو ذریعہ بنا کر باپکی جاگیر اپنے نام کرانا چاہی دولت خان نے اسکی خاطر سے اسکی استدعا خدمت سلطانی مین عرض بھی کی مگر بادشاہ نے جواب دیا کہ جو شخص باپ کی زندگی مین اوسکے انتزاع اختیارات کی کوشش کرتا ہے وہ اچھا آدمی معلوم نہین ہوتا۔ دولت خان کو فرید خانکی محرومی پر ملال ہوا۔ مگر اوس نے اسکے منصب مین اضافہ کر کے اوسکی وقتی دلجوئی کر دی۔

شیر خان نے سند جاگیر موروثی حاصل کی۔

اسی اثنا مین حسن خان شہسرام مین مر گیا۔ دولت خان کو موقع ملگیا اوسنے دربار سلطانی سے سند جاگیر اسکے نام سے کرادی۔ فرید خان اپنے محسن کا شکریہ ادا کرتا ہوا اپنے جملہ خدم و حشم کے ساتھہ اپنی موروثی جاگیر مین آگیا۔ سلیمان نے تاب مقابلہ نہ لا کر کوئی مزاحمت نہین کی۔ فرید خان اطمینان سے حکومت کرتا رہا۔ سلیمان ریاست کی ہوا مین اوڑتا ہو شہسرام سے جونپور پہنچا اور محمد خان موجودہ حاکم جونپور سے عرض حال کی۔ اوسنے جواب دیا کہ تم اطمینان رکھو مین بادشاہ سے کہکر

سند جاگیر تبدیل کرادون گا- مگر وہ بے چین ہو رہا تھا- اتنا ضبط نہ کرسکا محمد خان نے سلیمان کی نسبت فرید خان کو خط لکھا- اوس نے جواب دیا کہ باپ کی جائداد منقولہ مین حصہ لگا دیئے جانیکے لئے مجھے کوئی عذر نہین ہے- جو کچھہ موجود ہے حاضر ہے- بے تکلف از روئے سہام شرعیہ تقسیم ہوجاوے- باقی رہی ریاست وہ اب باپ کی ریاست نہین ہے- بلکہ اقطاع ملکیت سلطانی ہے- اوسکی طرف سے فی الحال یہ ملک مجھے عنایت ہوا ہے- مین اوسمین کسی متنفس کو بلا رضای سلطانی شریک نہین کرسکتا-

محمد خان کو یہ جواب صاف بہت ناگوار گذرا- مگر وہ ضبط کر گیا سلیمان سے کہدیا کہ چندے اور تامل کرو- اب فرید خان سے تمہارے باپ کی ریاست بزور شمشیر دلوائی جائیگی اسی اثنا مین سلطان ابراہیم لودی پانی پت مین مارا گیا-

فرید خان کو سخت تردد ہوا- وہ اپنی جانی حفاظت کی خیال سے اپنی ریاست کے کاروبار اپنے ایک نائب کے سپرد کرکے خود محمد شاہ- حاکم بہار کیخدمت مین- جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے چلا آیا- اسکا اصلی نام بہادر خان ہے سنہ ۱۵۲۰ء مین یہ خود سر ہوکر بہار مین حکومت کرنے لگا اور اپنا لقب محمد شاہ رکھا- الغرض فرید خان نے محمد شاہ حکمران بہار کی ماتحتی مین بہت سے

کارہائے نمایان انجام کیے ایک دن بادشاہ کے ساتھ شکار مین گیا۔ جنگل کے کسی گوشہ سے ایک آدم خور شیر نکل پڑا فرید خان اپنی فطرتی دلیری اور ہمت کے تقاضہ سے اوس شیر پر جا ہی تو پڑا۔ اور اوسکے دونون ہاتھ پکڑ کر زمین پہ دے مارا۔ پھر تلوار سے اوس کا سر کاٹ کر بادشاہ کیخدمت مین نذر گذرانا۔ محمد شاہ اوسکی یہ لاجواب دلیری دیکھکر حیران رہگیا۔ اسکو بہت سا انعام دیا اور شیر خان کا لقب عنایت فرمایا۔ اسیوقت سے فرید خان شیر خان ہو گیا۔ چند دنونکے بعد شیر خان بادشاہ سے رخصت لیکر شہسرام مین چلا آیا اور یہان آکر اپنی ریاست کے پیچیدہ مسئلون مین عرصہ تک اولجھا رہا اور بادشاہ کی خدمت مین حاضر نہو سکا۔ اسی اثنا مین محمد خان حاکم جونپور بھی محمد شاہ کے پاس پٹنہ مین پہونچا۔ ایکدن شیر خان کا ذکر آیا تو معلوم ہوا کہ وہ ابھی تک رخصت سے واپس نہین آیا ہے محمد خان حاکم جونپور نے جو سلیمان کا معاون تھا۔ اتنا اشارہ پاتے ہی شیر خان کو بادشاہ کے آگے باغی سرکش۔ مغرور اور خدا جانے کیا کیا ثابت کیا۔ اور آخر تقریر مین یہ نتیجہ نکالا کہ ایسے مخدوش اور مشکوک شخص کی جگہ اوسکی موروثی جاگیر اوسکے بھائی سلیمان کو جو حاضر حضور ہے۔ ملنی چاہئے۔ یہ کہکر سلیمان کو حاضر بھی کر دیا۔ بادشاہ کے دلپر ابھی شیر خان کی خدمات کا اثر باقی تھا۔ اوسنے سلیمان کو پوری جاگیر تو دی نہین۔ البتہ دونون بھائیون مین نصفا نصف تقسیم کر دی۔ محمد خان اور سلیمان کا دعوی

اس سے قوی ہوگیا اوسنے اپنا لشکر سلیمان کی کمک مین ہمراہ کردیا
شیرخان اوسوقت شہسرام مین موجود نہین تھا بلکہ اپنی ریاست کے
کسی کوہستانی علاقہ مین مقیم تھا - اوسکا نائب ملک بکھہ خان سلیمان سے
مقابلہ مین سربر نہو سکا - مارا گیا اور سلیمان نے آدھاکیا سارا علاقہ اپنے
قبضہ مین کرلیا شیرخان اس شکست کا حال سنکر ساکت ہو رہا - اپنے جانی
نظام خان سے مشورہ کیا تو اوسنے محمد شاہ حکمران کے پاس جانیکی
صلاح دی مگر شیرخان نے یہ کہکر اوسکی رائے کو کاٹدیا کہ جب تک
کہ محمد خان حاکم جونپور اوسکے پاس موجود ہے ہمکو اپنی کامیابی کی
کوئی امید نہین کرنی چاہیے - آخر کار - شیرخان - سلطان جنید برلاس
کے پاس - جو بابر شاہ کا قریب رشتہ دار اور کڑہ مانکپور مضافات
الہ آباد مین صوبہ دار تھا چلا آیا - اور بہت سے نادر اور گران بہا تحفے
سلطان کیخدمت مین پیش کرکے اوسکا ملازم ہوا - اور اوسکی
ماتحتی مین بہت سے محاسن خدمات بجالایا -

شیرخان اور سلطان جنید کی ملازمت -

سنہ ۱۵۲۷ء مین سلطان جنید سے مدد لیکر حاکم جونپور پر چڑھ آیا محمد
خان قلعہ رہتاس مین پوشیدہ ہوگیا - اوس کے تمام علاقون کو
لیتا ہوا شہسرام کیطرف بڑھا اور اوسکو بھی اپنے قبضہ مین کرلیا -
پھر اطمینان سے اپنے ہمراہی فوج والونکی بڑی خاطر و مدارات کی
اوسکے رفقا اور احباب جو ادھر اودھر پریشان ہورہے تھے پھر اوسکے
پاس جمع ہوگئے - اسلئے اوسکی جمعیت مین بڑا اضافہ ہوگیا -

حاکم جونپور جو ابھی تک قلعہ رہتاس مین گوشہ گیر تھا۔ شیر خان نے سبقت کرکے خود اوسکو خط لکھا۔ اور اقرار کیا کہ آپ میرے چچا ہین مین سوائے تعظیم و تکریم کے اور کوئی امر خلاف آپکی نسبت نہین کر سکتا مین آپکا تمام علاقہ مفتوحہ آپ کو واپس دیتا ہون۔ آپ بلا خوف و اندیشہ اپنے دار الحکومت جونپور کو چلے جائیے اور قلعہ رہتاس کو خالی کر دیجئے۔ محمد خان نے اسکو غنیمت جانا۔ اور قلعہ خالی کرکے بآرام تمام جونپور چلا گیا حقیقتاً یہ واقعہ شیر خان کی عالی ہمتی اور حسن اخلاق کا اعلیٰ نمونہ ثابت ہوتا ہے۔

حاکم جونپور کی سبقت دوستانہ ۔ شیر خان کی بالا دستی ۔

۱۵۲۸ء مین شیر خان سلطان جنید کے پاس واپس گیا۔ بہت سے ہدیے اور تحفے پیش کرکے اوسکی استمداد و اعانت کے شکریہ ادا کیے۔ پھر سلطان جنید کے ذریعہ سے وہ بابر شاہ کیخدمت مین ملازم ہوا۔ اور معرکہ چندیری مین بڑے بڑے خدمات بجالایا۔ مگر واپسی کے بعد مزاج سلطانی شیر خان سے برگشتہ ہو گیا۔ اور وہ اسیوقت راتارات اپنی جاگیر شہسرام کو واپس گیا۔ اسکے چھپ کر چلے آنیکی بہت سی وجہین بیان کیگئی ہین۔ مگر ہم اسکو شیر خان کی مصلحت بینی قرار دیتے ہین۔ اور کچھہ نہین بہر حال۔ شیر خان چلا تو آیا۔ مگر اوسکو سلطان برلاس کی آزردگی کا البتہ خیال ہوا اوسنے سلطان کو یہ حیلہ لکھہ بھیجا کہ مین نے یہ سنکر کہ سلیمان نے پھر میرے علاقون پر حملہ کر دیا ہے۔ چونکہ وقت تنگ تھا۔ مین نے آپ حضرات کو اسکی اطلاع نہین دی اور چلا آیا

شیر خان زمرہ ملازمین مغلیہ مین ۔ ۱۵۲۸ء ۔

مگر باوجود اسکے اسوقت تک مین خدمت سلطانی مین فرمانبرداری اور جان نثاری کے خدمات بجالانیکے لئے حاضر ہون۔

بہرحال یہ خط لکھکر شیرخان محمد شاہ حکمران بہار کے پاس پھر چلا آیا اور اس نے اوسکو اپنے بیٹے جلال خان کی اتالیقی سپرد کردی چند روزون کے بعد محمد شاہ مرگیا جلال شاہ تخت نشین ہوا۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ قرینہ بتلا رہا ہے کہ جلال شاہ نے شیرخان کے ذریعہ سے بابر شاہ کی متابعت اختیار کرلی تھی۔

اسی اثنا مین سلطان محمود حاکم بنگالہ اپنے عامل حاجی پور مخدوم عالم نامی سے جو شیرخان کا بڑا دوست تھا۔ ناراض ہو گیا۔ اور اوسکی سرتابی کو شیرخان کا اشارہ سمجھا محمود نے قطب خان حاکم مونگیر کو اوسکی تنبیہ کیلئے روانہ کیا۔ شیرخان نے پہلے تو صلاح فیمابین کی بڑی کوشش کی مگر اتفاق سے کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ آخر جانبین سے مقابلہ ہو ہی گیا۔ شیرخان نے مخدوم عالم کا ساتھ نچھوڑا۔ بڑی لڑائی ہوئی۔ قطب عالم حاکم مونگیر مارا گیا۔ اوسکا تمام مال و اسباب کروڑون کا مال شیرخان کے ہاتھ لگا۔

اب شیرخان اور بھی شیر ہو گیا۔ اسی اثنا مین جلال خان کی مان ملکہ لاڈو بھی مرگئی جو تمام امور ملکی مین دخیل تھی۔ اب شیرشاہ تن تنہا تمام صوبہ بہار کا سربراہکار ہو گیا کیونکہ جلال شاہ بن جیسی کچھہ ذاتی قابلیت تھی وہ دنیا کو معلوم ہے۔ اسکے بعد ہی نتیجہ یہ ہوا کہ لودیون نے

جلال شاہ کو اوبھار کر محمود شاہ بہنگڑہ کے پاس پہونچایا محمود شاہ نے جلال شاہ کی استمداد مین ابراہیم پسر قطب عالم حاکم مونگیر کو بھیجدیا - جلال شاہ ابراہیم کو لیکر بہار مین آیا - شیر خان سے مقابل ہوا - ابراہیم تو میدان جنگ مین جان ہی سے مارا گیا مگر جلال شاہ کی بھی ایک ٹانگ لے لی گیئ فوج تمام بھاگ گیئ - جلال شاہ اپنی پاشکستگی کی موجودہ ذلت کے ساتھ بنگالہ مین افتان وخیزان پہونچا اور مر گیا -

صوبہ بہار پر قبضہ

شیر خان کو جلال شاہ کا تمام مال واسباب شاہی بلا مزاحمت ملگیا - غرضکہ پہلے سے بھی زیادہ غنیمت ہاتھہ لگی اور غنیمت کیساتھ کے ساتھہ بہار کی حکومت بھی - اکثر مورخین کا خیال ہے کہ اسیوقت سے شیر خان بہار کا مستقل حکمران ہوگیا -

اسکے بعد چنار گڈھہ کی فتح نے اوسکے آیندہ ارادون مین اور قوت اور آسانی پیدا کر لی - چنار گڈھہ کی فتح کا قصہ بہت طول ہے - شیر خان نے اسکے لینے مین اتنی کوشش کی ہے کہ اوسکی ایک ایک تدبیر بجائے خود ایک تیار دفتر ہے - مگر اونمین سب سے زیادہ جو قیمتی اور قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ تاج خان قلعہ دار چنار کی لی بی - جو محمد خان عرف کالا پہاڑ - سابق فاتح صوبہ اوڑیسہ اور جلال صوبہ دار اودھ کی بیٹی تھی - شیر خان کے نکاح مین آگیئ - اسلئے قلعہ کی تمام دولت وخزانہ بلا تردد شیر خان کے ہاتھہ لگ گیا -

صوبہ بہار مین بدنظمی

منجملہ اور بیشمار دولت کے تین سو من سونا خالص کا ملنا تمام تاریخون سے ثابت ہوتا ہے - ہمارے موجودہ وقت کی ناظرین کتاب اس واقعہ پر سخت تعجب کرینگے کہ کبھی ہمارے غریب ہندوستان مین اتنی دولت پائی جاتی تھی - مگر یہ اونکا خیال غلط ہے - یہ کیا ہے اس سے بڑی بڑی قیمتین اور بیشمار دولتین ہمیشہ تمام گوشہائے ہندوستان سے برابر اور ہمیشہ نکلا کی ہین چنار گڈھ کے معاملات نے شیر خان کو بہار کی حکومت کیطرف سے کسیقدر بے پروا کر دیا - اوسکی تفصیل یہ ہے کہ وہ ادھر ان امور مین مبتلا رہا ادھر بہار کے لودی پٹھانون نے جو شیر خان کی طرف سے ہمیشہ کبیدہ اور کشیدہ خاطر رہا کرتے تھے - اسکی حکومت کے استیصال پر کمر باندھ لی - غضب یہ ہوگیا کہ لوہانی پٹھان بھی جو پہلے شیر خان کے طرفدار تھے - زمانہ کا رنگ دیکھکر لودیون کے ساتھ ہو گئے - اور محمود شاہ لودی ابراہیم شاہ لودی کے چھوٹے بھائی کو جو بابر کے خوف سے علاقہ چتور مین روپوش تھا بلوا کر ۱۵۲۹ء مین تخت نشین کر دیا - اس انقلاب کی خبر پاکر شیر خان جھپٹ کر بہار مین پہونچا تو مگر شکار حریف کے منہ مین جا چکا تھا - اسلئے مصلحت وقت نے تھوڑے عرصہ تک اوسکو بلی بنکر رہنے اور محمود شاہ کی ملازمت کر لینے پر مجبور کر دیا محمود شاہ نے تمام علاقہ بہار - امراکو جاگیر مین

دیدیا - شیر خان اس انتظام کو نہایت پیچ و تاب سے دیکھتا رہا مگر زمانہ
خلاف تھا کچھ نہ کر سکا - افغانون نے شیر کے میلے تیور دیکھکر
ایک پارۂ مملکت اوسکے آگے ہی رکھدیا - اور یہ قول و قرار کیا
کہ جونپور فتح ہونیکے بعد پھر صوبہ بہار مسلّم تمکو دیدیا جائیگا - کی فتح
اس قول و قرار کے بعد شیر خان شہسرام چلا آیا - محمود شاہ نے
چند روز و دن کے بعد جونپور پر چڑھائی کا قصد کیا - شیر خان کو
بلا بھیجا - اس نے جواب دیا کہ مین ترتیب فوج کا انتظام کر رہا ہون
اب روانہ ہون - مین ترتیب لشکر کر کے راہ مین ملجاؤن گا
مخالفین شیر خان نے بادشاہ کے آگے اسکو اوسکا حیلہ اور
دفع الوقتی ثابت کیا - اِسلیے شاہی لشکر شہسرام ہوتا ہوا جونپور
چلا - جب محمود شاہ نواح شہسرام مین پہونچا تو شیر شاہ اپنی ہمراہی
جمعیت کیساتھ حاضر ہو گیا - محمود کو کامل اطمینان ہو گیا -
محمود شاہ نے بہمراہی شیر خان پہلے گڑہ مانکپور کا علاقہ پر
جونپور کا صوبہ فتح کیا - اور آگے بڑھتا ہوا اودھ تک کا تمام ملک کی فتح
خالی کرا لیا - ہمایون اوس وقت تک قلعہ کالنجر کی فتح مین مصروف
تھا - جب اوسکو فراغت ہوئی - تو وہ پٹھانون کی سرکوبی کیلیے
تیار ہو گیا - الہ آباد مین طرفین سے مقابلہ ہونیکو تھا کہ یکایک شیر
خان کو اپنے پہلو کے دشمن سے بایزید اور بٹن جو محمود کی ناک کے
بال ہو رہے تھے سخت مخالفت پیش آئی - بادشاہ کا مزاج اُنہین

کے ہاتھ مین دیکھکر شیرخان نے اپنے حفظان جان و آبرو پر خیال کر کے - ہندو بیگ کے ذریعہ سے ہمایون کی ملازمت اختیار کر لی -

ہمایون کی فوج کا طلیعہ دیکھتے ہی بایزید اور بتن دونون سردار فوج میدان جنگ سے بھاگ گئے - ادھر ہمایون کی فوج نے محمود کی بقیہ فوج کو مار بھگایا - محمود بڑی مشکل سے اپنی جان بچا سکا - دریائے سون پار ہوکر بہار کے جنوبی حصہ پر قابض ہو گیا - مگر کچھ ایسا شکستہ دل ہو رہا تھا کہ وہان بھی قدم جما نہ سکا - اوڑیسہ جا کر گوشہ نشین ہو گیا اور اسی حالت مین مر گیا -

صوبہ بہار … قبضہ ک…

بہرحال اس لڑائی کے بعد صوبہ بہار پھر شیرخان کے قبضہ مین آ گیا چنار پہلے ہی سے اسکے قبضہ مین تھا - اب دونون صوبون پر حکمرانی کرنے لگا - مگر جونپور - مانکپور اور اودھ وغیرہ کی فتح کے بعد ہمایون کو چنار گڈھ لینے کی بھی حرص ہوئی تو اوسنے ہندو بیگ کی معرفت شیرخان کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ تم قلعہ چنار اپنی طرف سے مجھے دیدو - شیرخان نے عذر کیا - ہندو بیگ واپس آیا ۱۵۳۲ء مین ہمایون خود فوج لیکر چنار کیطرف بڑھا - اپنی روانگی سے پہلے اپنے چند امرا کو تسخیر قلعہ کیضرورت سے روانہ کر دیا تھا - ان لوگون نے آتے ہی قلعہ کا محاصرہ کر لیا - رنگ بیرنگ دیکھکر شیرخان نے اپنے بیٹے قطب خان کو پانچسو سوارون کے ساتھ بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر یہ عرض کی کہ ہم عہد بابری سے سلطانی

متابعت و ملازمت پر قائم ہین - اور ابتک شرایط وفاداری جانثاری ادا کرتے آئے ہین - اگر قلعہ چنار میری محافظت مین قائم رکھا جاے تو بندہ زادہ قطب خان اپنے موجودہ رسالہ کے ساتھہ ہمیشہ لشکر ظفر پیکر مین موجود رہیگا -

ادھر شیر خان کی یہ عرضی پہونچی - اودھر بہادر شاہ گجراتی کی مخالفانہ حرکت صوبجات سلطانی مین معلوم ہوئی - ہمایون نے شیر خان کی اصلاح کو اسقدر ضروری نہ سمجھا جسقدر گجراتی کی خفیف الحرکاتی کو شیر خان کی استدعا کو بالفعل منظور کر لیا - اور قطب خان کو ہمراہ لیکر گجرات کیطرف روانہ ہوا - قطب خان اپنی جمعیت کیساتھہ گجرات سے بھاگ آیا - ادہر شیر خان نے بھی ہمایون کے انداز طبیعت کو پاکر اپنی ترتیب لشکر کی فکر کی - اور تھوڑے دنون کے بعد بنگالہ پر چڑھائی کر دی - صاحبگنج گجرویٹا مین ایک مہینہ تک نصیب شاہ حاکم بنگالہ سے لڑا کیا - آخر کار اوسکو بھگا کر کے قلعہ ناگور کا محاصرہ کیا - ہنوز اس محاصرہ سے فراغت نہین ہوئی تھی کہ بہار مین زمینداروں کی سرتابی کی خبر آئی - خواص خان کو محاصرہ کے کام سپرد کر کے خود بہار کی اصلاح کیلئے چلا آیا جب محاصرہ کی تنگی سے صاحبگنج مین قحط پڑا تو نصیب شاہ بھاگ کر حاجی پور چلا آیا - شیر خان حاجی پور پہونچا اور نصیب شاہ کو حدود بہار سے نکالدیا - وہ زخمی ہو کر ہمایون کے پاس پناہ گزین ہوا جب

ہمایون کو گجرات اور اپنے بھائی کامران کی مخالفت سے فراغت ہوئی - تو اوسنے شیر خان کی تنبیہ کا خیال پیدا کیا -

چنار گڈھ شیر شاہ کے قبضہ سے نکل گیا -

ہمایون ۱۵۳۶ئمین چنار گڈھ پر چڑھ گیا - شیر خان نے محاصرہ کا انتظام رومی خان کے سپرد کیا تھا اور وہ روزانہ مخالف کو کلہ بکلہ جواب دیا کرتا تھا - شیر خان اوسوقت جھارکھنڈ مین تھا - جلال خان کو - جو چنار کا حاکم تھا - شیر خان نے کسی ضرورت سے بلا لیا - وہ غازی خان کو اپنا قایمقام کرکے باپ کے پاس چلا گیا غازی خان نے اپنے اداے خدمات مین کوئی کمی نہیں کی - مگر غلہ کی کمیابی اور انقطاع رسد کیوجہ سے قلعہ کو زیادہ سنبھال نہ سکا ہمایون نے قلعہ فتح کرلیا - قلعہ والون نے مجبور ہوکر اپنے ہتھیار ڈالدیے ان لوگون مین صرف تین سو گولہ انداز تھے ہمایون نے ان سب کے ہاتھ کٹوا ڈالکر ان کو بیکار کردیا - اور چنار گڈھ کا انتظام دولت بیگ کو حوالہ کرکے تسخیر بنگالہ کیطرف روانہ ہوا - پٹنہ کے قریب پہونچکر حاکم بنگال سابق کو اپنے ہمراہ لیا اور رصا جگنج پہونچکر ہمایون نے اپنے لشکر کو دو حصون پر تقسیم کردیا - پہلے حصہ فوج کو حاکم بنگال اور جہانگیر قلی بیگ کی ماتحتی مین آگے روانہ کیا - اور دوسرے حصہ کو اپنی رکاب مین لیکر عقب سے روانہ ہوا - سکری گلی کے درہ کو (جو بنگال و بہار کی مشرقی حد فاصل ہے) جلال خان و خواص خان وغیرہ نے پہلے ہی سے مستحکم کر رکھا تھا - فوج کے

پہلے حصہ سے تو ان لوگون نے پورا مقابلہ کر کے اوسکو پسپا کر دیا مگر پھر یہ سنکر کہ ہمایون تازہ دم فوج کے ساتھہ پیچھے سے آرہا ہے آیندہ مقابلہ پر یہ لوگ مطلق جرأت نہ کر سکے - اور درہ کو خالی کیے بھارکھنڈ مین شیر خان سے مل گئے - اور خزانہ و مال و اسباب کو قلعہ رُہتاس مین رکھہ گئے -

جب ہمایون قلعہ سکری گلی مین داخل ہوا تو کچھہ نپایا سخت ملول ہوا - وہان سے بڑہتا ہوا - بلا مزاحمت دار السلطنت بنگالہ تک پہونچگیا - یہان پہونچکر اوسنے تمام امرائے شیر خانی کو قتل کرا دیا اور خود مطمئن ہو کر اپنے عیش و عشرت مین مصروف ہوگیا شیر کو شکار کے خیال مین نیند کہان - وہ تو دمبدم حریف کی خبر منگاتا رہتا تھا اور بھارکھنڈ کی کمین گاہ مین پوری تاک لگائے بیٹھا تھا - جب اوسکو ہمایون کی غفلت اور محو عشرت ہونیکی خبر ملگئی تو اوسنے اپنی جمعیت کیساتھہ حرکت کی - پہلے قلعہ رُہتاس کو وہان کے قلعہ دار سے ایک چلتا فقرہ دیکر خالی کرا لیا - اور اوسکو چنار گڈھ کا نعم البدل سمجھکر آگے بڑھا - اتنے مین آگرہ - اجمیر اور دہلی وغیرہ مین بد عملی کی خبر سنکر ہمایون اوسطرف روانہ ہوا - اور جہانگیر قلی بیگ کو بنگالہ کی حکومت سپرد کر دی -

ادھر ہمایون روانہ ہوا - اودھر شیر خان رُہتاس سے بنگالہ پر

ہمایون نے گوڑ دارالسلطنت بنگال لیا -

شیر شاہ نے قلعہ رہتاس پر قبضہ کر لیا -

جھپٹ پڑا۔ رہتاس سے چنار سے جونپور تک پھر اپنے قبضہ مین کرلیا۔ اور آگرہ سے بہار تک ہمایون کی تمام راہ روک دی۔ بہار سے بنگال پہونچا اور اسکو بھی فتح کرلیا اودھر جونپور سے اوسکے امرائے فوجی نے قنوج تک کا علاقہ قبضہ کرلیا۔ غرضکہ سال ہی بھر کے عرصہ مین شیرخان کے فتوحاتی سیلاب نے بنگال سے لیکر حدود اودھ و مغربی و شمالی تک اپنی طغیانی پہونچادی مورخین کا بیان ہے کہ راج محل سے بھاگلپور پہونچکر شیرخان کو ہمایون کے خدمت مین ایک عرضداشت لکھی جسکا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ قوم افغان مدت سے در دولت کی نمک پروردہ ہے۔ مگر فی الحال مفلوک الحال اور نادار اور بالکل پریشان روزگار اور دو از کار اسلئے مستدعی ہین کہ انکی جاگیرین جو ضبط سرکار ہوگئی ہین انکو واپس دیجائین۔ یہ خیرخواہ دولت اسوقت تک ان سب کو روکے رہا مگراب انکی موجودہ افلاس و ناداری انکے پائے وفاداری مین لغزش پیدا کررہی ہے جو آیندہ اگر شرف بمراحم سلطانی نہوئی تو مضرت دولت کا باعث ہوگی۔

مورخین نے اسکو شیرخان کی صرف عرضداشت سمجھا ہے۔ مگر ہم اسکو اوسکا کھلے الٹی میٹم Altimatum اور صاف صاف اعلان جنگ قرار دیتے ہین۔ ہمایون نے اوسکا مدعا سمجھکر کوئی جواب نہ دیا۔

شیرشاہ نے جونپور سے لیکر قنوج تک فتح کر لیا۔

ہمایون کو عرضداشت لکھی۔

ہمایون ابھی ملی بھی نہین پہونچا تھا - حدود مونگیر مین پڑاو ڈالے پڑا تھا - جب ہمایون کا کوئی جواب نہ ملا - تو شیر خان نے قشون خان کو لیکر سلطانی پر شبخون مارنے کی غرض سے بھیجا قشون خان نے مضافات مونگیر مین فوج سلطانی پر رات کو چھاپہ مارا - اور کامیاب ہوا - شیر خان کا دل اور بھی بڑھگیا - اور اب وہ کھلا کھلا ہمایونکا جانی دشمن ہو گیا - شیر خان چارون طرف سے ہمایون کی راہ روک کر - جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے - اوسکو اپنے محاصرہ مین لیلیا تھا ایک برسات کا زمانہ دوسرے اتنا بڑا دور و دراز سفر - ہمایون بنگالہ سے تکلیف سفر اوٹھاتا ہوا - افتان وخیزان کسی نہ کسی طرح بکسر تک پہونچا شیر خان خود اسوقت جونپور مین تھا - ہمایون کے یہان تک پہونچ جانے کی خبر پاکر وہ فوراً جھپٹا اور ایک دن مین چالیس کوس کا سفر طے کیا - اور بکسر کے قریب پہونچکر اپنی فوج کیساتھ اوترپڑا شیر خان نے رات ہی بھر مین اپنی فرودگاہ کے چارون طرف خندق تیار کرالی صبح کو ہمایون اوٹھا تو شیر خان کی یہ پھرتی اور خوش نظمی دیکھکر حیران ہو گیا - اور اوسنے اوسیوقت ملا عزیز کو شیر خان کے پاس مصالحہ کے لئے بھیجا - ملا عزیز جب شیر خان کے پاس آئے تو خود اسکو کداری ہاتھہ مین لئے خندق پر کام کرتے ہوئے دیکھا - شیر خان بڑا خوش اخلاق اور مردم شناس تھا - اوسنے ملا کی بڑی قدر و تعظیم کی - اونکو شامیانہ مین مسند پر بٹھلایا - اور خود

اون کے سامنے دو زانو ہوکر ننگی زمین پر بیٹھ گیا - بادشاہ کا پیام سُنا - جواب دیا کہ خدمت سلطانی مین عرض کر دیا جاوے کہ خود بدولت لڑائی کرنا چاہتے ہین مگر یہ خادم نہین چاہتا - اسیطرح حضور کا لشکر لڑائی کرنا نہین چاہتا مگر میری فوج ہمیشہ مقابلہ و مقاتلہ پر امادہ اور مستعد ہے - مُلا عزیز شیر خان کے مقصد کو سمجھکر واپس آیا - ہمایون بھی شیر خان کے ارادون سے واقف ہوکر ہوشیار ہوگیا - ہمایون نے بھی اپنی لشکر گاہ کے چارون طرف خندق کھدوائی اور دریاے کرم ناسہ پر - چوسا (ضلع آرہ شاہ آباد) کے قریب پل باندھے جانیکا حکم دیا - ان سب انتظامون مین کامل تین مہینہ صرف ہوگئے - جب یہ پل قریب تیاری کے پہونچگیا تو یکایک شیر خان اپنے لشکر مین بیکار لوگون کو چھوڑکر باقی تمام فوج کو اپنے ساتھ لیکر ایک دوسری راہ سے - ہمایون کی نگاہون سے بالکل پوشیدہ پل کے قریب پہونچا - نصف فوج کو تو پل کے توڑنے پر مقرر کر دیا - اور نصف فوج سے بادشاہی لشکر پر یکایک حملہ کر دیا - ہمایون کی فوج اس بلائے ناگہانی سے گھبرا اوٹھی تلاطم مچگیا شیر خان کی پھرتیون نے ہمایون کے سپاہیون کو دست بقبضہ ہونیکی بھی فرصت نہین دی - اور پے در پے حملات کر کے ان کو اپنی تلوارون کے نیچے رکھ لیا - غریبون نے بے دیکھے بوجھے اپنے آپ کو دریا مین ڈالدیا - پل ٹوٹ چکا تھا - جسقدر فوج اوسپر پہونچ چلی تھی وہ سب غرقاب ہوگئی - جو بچی تھی وہ بھی دریا کے اندر گئی - سیکڑون

کیا ہزارون جانین دریا بُرد ہوگئین - محمدؐ زمان - ہمایون کا بہنوئی بھی اسی معرکہ مین مارا گیا - ہمایون کی ۱۰ ہزار سپاہیون مین ۸ ہزار تباہ و برباد ہو گئے ہمایون کی آپ جان نظام سقہ کی مدد سے بچی - جسکو اوسنے اوسکی استدعا کے مطابق صرف دو گھنٹہ کیلئے ہندوستان کی سلطنت دیدی تھی - اسی لئے آجتک اوس کے یادگار مین ”سقہ کی دو پہر کی بادشاہت“ آجتک ہندوستان کی مشہور ضرب المثل چلی آتی ہے -

شیر خان نے اس عظیم الشان فتح کی پر جوشیون مین جو شعر یادگار چھوڑا ہے وہ یہ ہے

فرید حسن را تو شاہی دہی سپاہ ہمایون بماہی دہی

اس قیامت خیز ہنگامہ مین بادشاہ کی خاص محل حاجی بیگم قید مین آئین - شیر خان نے بڑی شرافت اور انسانیت کو راہ دیکر اون کو اپنے خاص ناموس مین بڑی تعظیم و تکریم سے رکھا -

اس عرصہ مین جہانگیر قلی بیگ سابق صوبہ دار بنگال نے پھر ملک پر قبضہ کرلیا - شیر خان مقام بکسر کے اولجھا دے تک تو اسکے طرف متوجہ نہوا - مگر اسکے بعد وہ فوراً بنگالہ پر حملہ آور ہوا - اور جہانگیر قلی کو نکال پھر تمام ملک اپنے قبضہ مین کرلیا - اور اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کرایا - اپنی خود مختارانہ حکومت کا تمام اعلان کرآیا - اور شیر خان سے شیر شاہ ہوگیا -

پھر دو بنگال واپس لیا -

ساحل گنگا کے شہرون پر قبضہ -

ہمایون اُفتان و خیزان آگرہ مین پہونچا - آیندہ امور کیلیے مجلس مشورت قائم کی - مگر امرا ، و ارا کین سلطنت مین ایسا نفاق و نفسانیت پھیلی ہوئی تھی کہ کسی خاص تجویز پر اتفاق نہوا یہ نفاق شیر شاہ کے مدعا کیلیے اور مفید ثابت ہوا - اوسنے مہم بنگالہ سے فارغ ہوکر اپنے بڑے بیٹے قطب خان کو بڑی فوج کیساتھ اون علاقون کے سر کرنیکے لئے بھیجا - جو سلطان مرزا کے انتظام مین تھے اور خود ساحل گنگا کے تمام شہرون پر قبضہ کرتا ہوا آگے بڑھا - قطب خان نے سلطان مرزا کو مار بھگایا - وہ ہمایون کے پاس آگرہ چلا آیا - ہمایون نے سلطان حسین قاسم اور سکندر مرزا کو ایک فوج جرار کے ساتھ قطب خان کے مقابلہ کے لئے بھیجا - کالپی مین جانبین سے مقابلہ ہوا - قطب خان مارا گیا - فوج شیر شاہی کی شکست ہوئی -

کالپی کی لڑائی - قطب خان شیر خان کا بیٹا مارا گیا -

اسکے بعد ۱۵۴۰ء مین ہمایون ایک لاکھ فوج اور شیر شاہ پچاس ہزار کا لشکر لیکر چلا - قنوج مین دونون سے مقابلہ ہوا تین مہینہ تک برسات کیوجہ سے طرفین نے جنگ کو ملتوی رکھا ہمایون کی فوج نشیب مین تھی - اسلیے اوسکو پانی کی طغیانی سے بہت نقصان اور تکلیف کا سامنا ہوا خیمون مین پانی بھر گیا - تمام فرش فروش - مال اسباب پانی پر تیرنے لگا - شیر شاہ تو ایسے موقعون کے تاک ہی مین لگا رہتا تھا - اوسنے ہمایون کو لکھ بھیجا -

قنوج کی لڑائی

کہ مین آپکی تکلیف اور زحمت کو دیکھکر بہت افسوس کرتا ہون - یا تو آپ اپنے مقام سے دور ہٹ جائین اور مین آپ کے مقام پر آجاؤن - یا مجھے لکھ بھیجئے کہ مین اپنے مقام سے دور ہٹ جاؤن اور آپ میری جگہ پر چلے آئے ہمایون نے اپنے مقام کو چھوڑنا داب سلطانی کے خلاف سمجھا - اور شیرشاہ کو ہٹ جانیکے لئے لکھ بھیجا - شیرشاہ نے بکمال رغبت قبول کرلیا - اور اپنے مقام سے دو تین کوس اور ہٹ گیا اور اس ترکیب سے اپنے مدعا پر فایز ہوگیا - ہمایون ابھی اپنے نئے فرودگاہ مین قیام کے انتظام بھی پوریطور سے نہین کرچکا تھا کہ یکایک شیرشاہ اپنا لشکر لیکر سر پر آدھمکا - ہمایونکی تمام فوج پھر پہلے کیطرح لشکر شیرشاہی کے تلاطم مین گرفتار ہو گئی - شیرشاہ کے دلیرانہ حملات نے ہمایون کی جمعیت مین قیامت برپا کردی ہزارون جان نثار اپنی شرط نمک سے ادا ہوگئے - ہمایونکی رفاقت مین سادات بلگرام نے جیسی جیسی خدمتین انجام دی ہین وہ تاریخون مین درج ہین - اور ہمنے اون کو فوٹ نوٹ مین بھی لکھدیا ہے - اگرچہ ہمایون کی فوج نے بھی جیون تیون کرکے مخالف سے مقابلہ کیا مگر پھر فوراً منتشر ہوگئی - ابکی بار بھی اوسکی فوج کا بہت بڑا حصہ گنگا کے نذر ہوگیا - ہمایون بڑا سخت جان تھا - اور کیون نہوتا - اوسکو تو یہ تمام مصیبتین جھیل کر پھر ہندوستان کا بادشاہ بنا تھا ابکی بار وہ گھوڑے پر تھا - اتفاق سے تعاقب کرنیوالون نے اوسکے گھوڑے کو

زخمی کرکے بالکل بیکار کردیا۔ گھوڑے کو چھوڑ کر یہ قریب کے ایک ہاتھی پر سوار ہوگیا۔ دریا جوشش پر تھا فیلبان نے دریا مین ہاتھی کو ڈالنے سے انکار کیا۔ یہ دیکھکر ہمایون نے فیلبان کو ہٹاکر اوسکی جگہ اپنے ایک خواجہ سرا کو بٹھلادیا۔ اور ہاتھی کو ؏ دل فگندم بہ بحر غم الالے ناخدا دستے۔ کہکر دریا مین ڈال دیا۔ ہاتھی دریا کی طغیانی اور موج طوفانی کی مصیبتین جھیلتا۔ پانی کو ریلتا کنارے قریب پہونچا۔ ہمایون یہ خیال کرکے کہ کنارے پر پانی کم ہوگا۔ ہاتھی سے کود پڑا۔ مگر نیچے آتے ہی اوسکو اپنی غلط فہمی معلوم ہوئی۔ پانی وہان بھی بہت عمیق تھا۔ کنارے کو دیکھا تو بہت ہی اونچا غرضکہ ہمایون کو اوسوقت بھی اپنی جان سے بالکل مایوسی ہوگئی۔ قریب تھا کہ وہ ڈوب جائے مگر سے

پل مارنے کی ہوئی جو دیری سبحان اللہ شان تیری

ہمایون سے پہلے دو سپاہی اوپر کنارے پر پہونچ چکے تھے جنمین سے

فوٹ نوٹ۔ یہ سید صدر جہان و سید بکھیہ بلگرامی۔ جو ابتدائے سلطنت سے امرائے ہمایون مین داخل تھے۔ اسوقت اپنے جملہ برادران بلگرامی کے ساتھ رکاب سلطانی مین حاضر تھے۔ ان شریف النسل بزرگوارون نے اپنی شرط وفاداری و جانثاری دکھلاکر شیر شاہی لشکر سے جیسا مقابلہ و مقاتلہ کیا۔ وہ لڑائی کے بعد بھی مدت تک مخالف کو یاد رہا چنانچہ بعد معاودت سلطانی جب یہ سادات واپس ہوکر بلگرام آئے جو میدان جنگ سے صرف چھ میل شمال کیجانب تھا۔ تو سب سے پہلے فوج شیر شاہی نے انہین کا تعاقب کیا۔ امرائے شیر شاہی مین سے علی زمان خان اپنے رسالہ کیساتھ سادات کے پیچھے پھر گیا۔ خلاصہ یہ کہ رفاقت ہمایونی کے وجہ سے سادات بلگرام کو سخت مصائب اوٹھانے ہوئے۔ سید صدر جہان و سید بکھیہ کا گھر گھیر لیا گیا اور یہ گرفتار

ایک تو شمس الدین محمد غزنوی تھا اور ایک کوئی اور اوسکی خوش قسمتی سے اندونون کی نظر جا پڑی۔ اور آخر کار ان لوگون نے اپنی پگڑیان دریا مین پھینک کر ہمایون کو صحیح وسلامت نکالا۔

ہمایون آگرہ پہونچا۔ شیر شاہ بھی برابر دباتا عقب مین چلا گیا۔ ہمایون نے اپنی فوج کو پھر درست کرنا چاہا مگر بداقبالی نے کچھہ بھی کرنے نہین دیا۔ آخر کار وہ تمام خزانہ اور جملہ جواہرات وغیرہ لیکر لاہور کیطرف چلا گیا اور ۱۵۴۷ء سے ہندوستان کا تخت شیر شاہ کے لئے خالی کر گیا۔ شیر شاہ آگرہ مین پہونچکر تخت حکمرانی پر جلوہ فرما ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ اوسنے اپنے سکہ مین یہ شعر لکھوایا تھا ؎

شد اللہ باقی تا باد دائم   یمان شیر شہ بن حسن سور قائم

افسوس سکہ کے اس شعر مین کوئی لطف پایا نہین جاتا۔ بہر حال نظام قدرت نے شیر شاہ کو ہندوستان کا بادشاہ بنا ہی دیا

کر لئے گئے۔ جو گرفتاری سے بچ کر بھاگ گئے اونکو تعاقب کرکے دریائے گانگرا کے کنارے مقام سانڈھی مین جو بلگرام سے ۱۲ میل ہے قتل کر ڈالا اور اس خاندان سادات مین سوائے سید رفیع الدین عرف سید بدلے بلگرامی کے کوئی دوسرا باقی نہ رہا۔

علاقہ چندیری۔ پورنمل کی سرکشی کیوجہ سے نکال لیا گیا تھا اور امیر حیدر نامی ایک امرائے شاہی کی ماتحتی مین ہمایون نے سپرد کیا تھا۔ اس جدید ناظم کے ماتحتی مین بہت سے سادات بلگرام ملازم تھے۔ تاریخون سے اوس علاقہ مین بلگرامیون کی آبادی دیسی ثابت ہوتی ہے جیسی اسوقت حیدر آباد دکن مین پائی جاتی ہے۔ فساد شیر شاہی سے منتفع ہو کر پورنمل نے ناظم پر چڑھائی کر دی اور جنگ مغلوبہ کرکے اوسکو علاقہ چندیری سے بیدخل کر دیا۔ ملازمین سلطانی کو نکال دیا۔ ان

اور پھر تو روز بروز اوسکی شوکت اور اقبال کو ترقی کے عرش الکمال تک پہونچایا
شیر شاہ نے خواص خان کو اپنا امیر الامرا بنایا اور خود ہمایون کی تعاقب
مین پنجاب کو فتح کرتا ہوا بلوچستان کے مشرقی حصہ کو بھی اپنا مطیع بنایا۔
اور شیر گڈھ کو اپنے نام سے آباد کیا۔ وہان بہت بڑا قلعہ بنایا۔ اوسکو یہین
خضر خان حاکم بنگالہ کی سرکشی کی خبر ملی۔ وہ فوراً بنگالہ کیطرف روانہ ہوا۔
وہان پہونچا تو خضر خان خفیف سے مقابلہ کے بعد مارا گیا۔ قاضی خان کو
بنگال کا حاکم بنایا۔ اور امین الملک کا خطاب دیا پھر وہان سے پلٹ کر
گوالیار کو فتح کیا۔ پھر مالوہ پر قبضہ کیا۔ ملو خان غلام خلجی کے بعد مالوہ
کی حکومت حاجی سلطان کو سپرد کی۔ مالوہ کے بعد قلعہ رنتنبھور
کو لے لیا۔ بلوچیون نے سرکشی کی۔ فتح خان نے اونکو پسپا کر دیا۔

تمام لوگون مین بلگرامی سادات جو بال بچے لیکر وہان عرصہ سے آباد تھے۔ تلوارون
کے نیچے رکھہ لئے گئے قتل کیئے گئے۔ اور ذلت و رسوائی کے اوس درجہ پر پہونچائی
جسکا ذکر ناگفتہ بہ ہے غرضکہ ان مظالم کیساتھ پورنمل
پھر علاقہ پر مسلط ہو گیا۔ جب ہمایون کے امور سے شیرشاہ کو فراغت ہوئی تو اوسنے
چندیری پر جیساکہ بیان ہوا چڑھائی کر دی۔ محاصرے سے عاجز آکر مصالحت کی
شرط پر پورنمل راضی ہوا۔ شرائط طے ہوئے اور صلحنامہ مرتب ہو رہا تھا کہ ایک دن
ایک مسلمان بوڑھی عورت نے شیرشاہ کی باگ پکڑ او سے سخت اعتراض کیا۔ او
اور پورنمل سے ظالم اور مسلمان کش راجہ سے صلح کرنے کو حمیت اسلام کے مخالف
بتلایا۔ شیرشاہ کو بڑی غیرت آئی۔ اوسنے علمائے سے مشورت کی۔ تو
انہون نے بھی اوس پیرزن کی تصدیق کی۔ شیرشاہ نے شرائط صلح نامنظور
کر دئے۔ اور پھر آیندہ جو واقع ہوا وہ اوپر بیان کیا گیا۔

المولف سید اولاد حیدر

اس خدمت کے صلے مین ہمایون آعظم کا خطاب دیا۔ اسکے بعد راجہ پورنمل راجہ چندیری کا واقعہ پیش آیا۔ محاصرہ کی شدت سے عاجز آکر پورنمل مع اپنے اہل وعیال اور چار ہزار راجپوتون کے ساتھ قلعہ سے نکل کر خیمہ شیرشاہی مین حاضر ہوگیا۔ (فوٹ نوٹ مین سادات بلگرام اور راجہ پورنمل کی زیادتی اور مظالم ملاحظہ ہون) مصالحت کے شرائط طے ہوگئے مگر اس مصالحت کو علمائے دولت اور فضلائے شریعت خصوصًا علامہ سید رفیع الدین صفوی محدث اکبرآبادی نے کسیطرح جائز نہ کیا۔ اور مخالف شریعت قرار دیا۔ مگر چونکہ شیرشاہ کو دونون پہلو بچانے منظور تھے۔ آئین سیاست کی پابندی بھی اور حدود شریعت کی متابعت بھی۔ اسلیے وہ یہان کے انتظام اپنے بیٹے کے سپرد کرکے خود موقع سے ٹل گیا۔ مگر فوج کو بار دیگر محاصرہ قلعہ کا حکم دے گیا۔ راجہ کو اسکی خبر ملی تو وہ پھر قلعہ بند ہوگیا۔ طرفین سے مقابلہ ہوا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تمام راجپوت ایک ایک کرکے پٹھانون کے ہاتھ سے مارے گئے۔ پٹھانون نے جوش انتقام مین ہندؤن کی بھی ویسی ہی ذلت کی جو اس سے قبل ہندو مسلمانون کی ذلت کرچکے تھے۔

اسکے بعد شیرشاہ آگرہ آکر سخت بیمار پڑا۔ اچھا ہوا تو اوسنے تمام راجپوتانہ کے فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ اور سب سے پہلے اسّی ہزار فوج کے ساتھ۔ مارواڑ کے راجہ پر۔ جو مارواڑ۔ ناگور۔ میرٹھہ۔ جودھپور اور اجمیر وغیرہ پر حکمران تھا۔ چڑھائی کردی۔ اور اوسپر بڑی حکمت عملی سے فتح پائی۔ اسکے بعد چتور پہونچا۔ وہان کے راجہ نے صلح کرلی۔ اور مطیع ہوگیا۔ اسکے بعد شیرشاہ

شیر شاہ کی خوش اخلاقی۔

دلی آیا تو اوسکو معلوم ہوا کہ ہمایون ایران سے مدد لیکر کابل تک پہونچگیا ہے۔ تو اوس نے حاجی بیگم۔ زوجہ ہمایون کو۔ جو جنگ بکسر کیوقت سے اسکی حراست وحفاظت مین تھی بہت بڑی پردہ داری اور لحاظ و پاسداری کے ساتھ ہمایون کے پاس کابل مین بھیجدیا۔ اسمین شک نہین کہ شیر شاہ کی یہ خوش اخلاقی دنیا کے کارنامے مین عدیم المثال پائی جاتی ہے۔

کالنجر کا محاصرہ

۱۵۴۵ء مین کالنجر کی تسخیر کو روانہ ہوا۔ راجہ قلعہ بند ہوگیا۔ شیر شاہ نے نہایت مضبوطی سے قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ شیر شاہ نے طول محاصرہ دیکھکر راجہ سے مصالحت کرنی چاہی تو راجہ نے یہ کہلا بھیجا کہ پورنمل کیساتھ کیا وفا کی گئی جو میرے ساتھ وفا کی جائیگی۔ شیر شاہ کو یہ جواب نہایت بُرا معلوم ہوا۔ اوس نے سرنگ اور نفت وغیرہ کے ذریعہ سے قلعہ کی دیوارون مین بہت سے رخنہ بھی پیدا کردئے۔ اور قلعہ کی چارون طرف سے لڑائی شروع کردی۔ ایک دن انہین سرنگومین سے ایک سرنگ پر وہ ایک دن انتظام مین مشغول تھا۔ کہ یکایک سرنگ کے خزانہ مین آگ لگ گئی۔ بہت سے آدمی جل گئے۔ انمین شیخ محمد خلیل معظم۔

شیر شاہ کی وفات

ملا نظام الدین دانشمند خان اور دریا خان از سرتا پا بھن گئے۔ لوگون نے شیر شاہ کو اوٹھایا۔ اور ایک علیحدہ خیمہ مین اوسکو لیجا کر رکھا۔ اطبائے سلطانی نے صندل وگلاب کے ضماد سے علاج شروع کیا۔ مگر چونکہ آگ کی سوزش اوسکے اعضائے اندرونی تک اثر کرچکی تھی۔ اس لئے مفید کار نہوا۔ دن بھر کسی نہ کسی طرح کٹا۔ شام کو کالنجر کا قلعہ فتح ہوگیا

اور اسکی خوشخبری نیم جان شیر شاہ - شاہ ہندوستان کو پہونچائی گئی - وہ مزاج کا جتنا مستقل اور متحمل تھا - سب کو معلوم ہے - اپنی فتحیابی کا مژدہ سُنکر اوسنے زبان سے الحمد للہ - کہا اور فوراً مر گیا - اوسکی وفات ۱۲ ربیع الثانی ۹۵۲ھ مطابق ۲۲ مئی ۱۵۴۵ء شام کیوقت واقع ہوئی مرنیکے وقت شیر شاہ کا سن بہتر ۷۲ برس کا تھا - ذیل کے قطعہ سے اوسکے انتقال کا سال نکلتا ہے ؎

شیر شہ آنکہ از مہابت او — شیر و بز آب را بہم می خورد

از جہان رفت و گفت پیر خرد — سال تاریخ او - ز آتش مرد ۹۵۲ھ

مشہور ہے کہ اوسکی لاش کو مقام شہسرام (سب ڈویزن شہسرام ضلع آرہ شاہ آباد) اوسکے وطن مین لاکر - اوس عالیشان مقبرہ مین مدفون کیا - جسکو وہ اپنے زمانہ حیات سے تعمیر کرا رہا تھا - اور جسکی تکمیل اوسکے بیٹے سلیم شاہ کے زمانہ حکومت مین ہوئی -

قصبہ شہسرام مین یہ قدیم عمارت اور اسلامی تعمیرات کی یہ عجیب غریب صنعت آجتک اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ قایم ہے - شیر شاہ نے اپنے مقبرہ کے ساتھ ہی اپنے باپ حسن خان کا مقبرہ بھی بنوایا ہے اور وہ بھی مسلمانون کے فنون عمارت مین اعلیٰ دستکاری اور صنعت کا سچا نمونہ ہے - سلیم شاہ نے بھی باپ کی تقلید مین اپنا مقبرہ اوسی پیمانہ پر بنوانا چاہا تھا - مگر چونکہ اوسکے سلسلہ حکومت مین بہت جلد زوال آگیا - اسلئے وہ تعمیر تکمیل تک نہ پہونچنے پائی - علاء الدین -

سہسرام مین شیر شاہ کا مقبرہ

وزیر شیر شاہی نے بھی اپنے مقبرے کی بنیاد ڈالی تھی - اور عمدہ اور نفیس پتھر اوسکے لیے بہم پہونچائے تھے - مگر وہ بھی ناتمام رہ گئی سوائے شیر شاہ کے ان لوگون مین اور کوئی اپنے ارادہ مین کامیاب نہو سکا -

مسٹر اسٹیل - ہندوستان کی تاریخ جدید کے انگلش مولف نے اپنی تالیف مین وہ پوری نظم نقل کردی ہے - جو کسی جادو نگار - یوروپین شاعر نے - شیر شاہ کے مقبرہ کی فضا اور شان و شوکت کے متعلق لکھی ہے افسوس کہ بخوف طوالت ہم اوسکو یہان لکھ نہین سکتے - ایک مدت تک یہ عمارتین ناپرسانی کیحالتون مین افتادہ رہکر - زبان حال سے یہ درد انگیز شعر پڑہتی رہین ؎

بر مزار ما غریبان نے چراغے نہ گلے
نہ پر پروانہ سوزد نہ صدائے بلبلے

مگر عالیجناب پورٹامسن صاحب - سابق لفٹنٹ گورنر بنگال نے گورنمنٹ کیطرف سے اسکی مرمت کرادی - پھر دربار دہلی سے واپس آکر - ہز اکزیلنسی - لارڈ کرزن آف کدلسٹن - سابق گورنر جنرل و وایسرائے کشور ہند نے دربار دہلی سے واپس آکر اسکو اپنے ملاحظہ سے رونق بخشی اور شہسرام ناصر الحکام کے موجودہ اعزاز مین ایک خاص اضافہ فرمایا چونکہ جناب ممدوح الیہ کو آثار قدیمہ سے خاص طور پہ دلچسپی ہے اسلئے اسکو بھی سرکاری حفاظت کے جدید انتظام مین لے لیا - اب یہان ایک سرکاری خادم ہمیشہ رہتا ہے اور اسکی نگرانی اور صفائی وغیرہ اوسکے متعلق ہے

بہرحال شیرشاہ پانچ برس سے کچھ زائد۔ حکومت کرکے قضا کر گیا۔ یہ اولے العزم مستقل مزاج فرمان روا۔ ضرور اس قابل ہے کہ ہندوستان کے منتخب اور چیدہ حکمرانون مین خصوصیت کیساتھ شمار کیا جائے۔ تدبیر اور سیاست مین کامل رعایا پروری عام ہمدردی شفقت اور مروت وغیرہ مین بھرپور۔ بہادر تھا تو انتہا درجہ کا۔ شجاع تھا تو پلہ سرے کا۔ ملکداری اور جہانبانی مین یکتا تھا۔ تو انصاف پروری اور عام فیض رسانی مین بے ہمتا۔ شوکت و اقبال کا پتلا تھا تو جاہ و جلال کا پیکر مجسمہ۔ مگر بااین ہمہ دولت و سطوت۔ جفاکش تھا اور محنت کا عادی وقت پر ادنے سے ادنے کام اپنے ہاتھون سے کر لیتا تھا۔ ملا عزیز سا مقتدر امیر ہمایونی جب پیام مصالحت لیکر آیا۔ تو اوسکو خندق پہ اپنے ہاتھون سے کداری چلاتے پایا۔ عدالت و مساوات کا تو ایسا پابند تھا کہ ہندوستان کے حکمرانون مین مشکل سے اوسکی مثال پائی جا سکتی ہے۔ مسٹر الفنسٹن صاحب اپنی تاریخ مین ذیل کا عجیب و غریب واقعہ اوسکی عدالت کے متعلق لکھتے ہین اسکا مجھلا لڑکا۔ عادل خان۔ ہاتھی پر سوار۔ آگرہ کی کسی گلی سے گذرا کسی مہاجن کی عورت جو حسین و قبول صورت تھی۔ اپنے گھر کے آنگن مین نہا رہی تھی۔ چونکہ صحن کی چار دیواری نیچی تھی اور عادل خان کا ہاتھی اونچا۔ اسلئے عادل خان نے اوسکو پورے طور سے دیکھ لیا۔ اور اپنے ہاتھ ایک پان کا بیڑا پھینک کر اوسکو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا

عورت تھی پارسا اور صاحب حیا۔ نامحرم کے دیکھ لینے سے
خصوصًا بے پردگی کے عالم مین۔ اوسپر غیرت اور شرم کا ایسا
گہرا اثر پڑا کہ وہ فورًا خودکشی پر تیار ہوگئی۔ ہرچند اوسکے اعزہ اور
اقارب نے اوسکو سمجھایا اور باز رکھنا چاہا لیکن وہ نہ سمجھی۔
اسی اثنا مین اوسکا شوہر آیا۔ اوسکی کیفیت سنکر کسی نہ کسیطرح
اوسکو جان دینے سے باز رکھا۔ مگر وہ پان کا بیڑا لیکر فورًا دربار
کی راہ لی۔ اور عام مستغیثون کیطرح خدمت سلطانی مین
حاضر ہوگیا۔ شیرشاہ اوسوقت دربار عام مین فریادیون کی
نالشین سن رہا تھا۔ اسنے بھی پابوس خدمت ہوکر اپنی روداد
عرض کی شیرشاہ اس واقعہ کو سنکر سخت متاثر ہوا۔ دیر تک
افسوس کرتا رہا۔ پھر جو حکم نافذ فرمایا وہ یہ تھا کہ یہ مہاجن اسی
ہاتھی پر سوار ہوکر عادل خان کی ڈیوڑھی پر لایا جائے۔ اور
عادل خان کی بی بی اوسی صورت اور اوسی ہیئت مین اسکے
سامنے لائی جائے اور یہ اوسی طرح پان کا بیڑہ اپنے ہاتھون سے
پھینک کر اوسکو اپنی طرف مخاطب کرے۔ اسکا یہ حکم سنکر
دربار کا دربار کانپ اوٹھا۔ امرا و ارکین دولت نے شیرشاہ
کیخدمت مین عادل خان کے حفظان ناموس کیلئے سفارش کی
تو شیرشاہ نے نہایت متانت سے جواب دیا کہ مین ایسے موقع پر
کسیکی سفارش کو ہرگز قبول کرنا نہین چاہتا۔ میری نگاہ مین میری

اولاد اور رعایا دونون مساوی ہین میری اولاد ایسی خفیف الحرکاتی کرے اور مین اوسکو روا رکھون - مجھ سے نہین ہوسکتا - مہاجن کھڑا سنتا تھا - فوراً بادشاہ کے قدمون پر گر پڑا - اور چلا چلا کر کہنے لگا - کہ مین اپنے مدعا کو پہونچگیا جو کچھ حکم سلطانی ہوتا ہے - وہ عدالت خسروانی کا خاص منشا ہے - مگر فدوی پر بھی آداب و لحاظ سلطانی واجبات سے ہی - اسلئے مین اپنے دعوون سے دست بردار ہوتا ہون یہ عام رعایا کے ساتھ اوسکی عدالت کے برتاؤ تھے - اب اپنے ہمپایہ اور ہمسر کیساتھ اوسکے حسن اخلاق کے طریقہ قائم رکھے - وہ اُسکے ان صفات وکمالات کو اور اعلیٰ ثابت کرتے ہین - جسکے ثبوت مین محمد خان حاکم جونپور کا ایک واقعہ کافی ہے - اور وہ یہ ہے کہ محمد خان حاکم جونپور کا تمام ملک لیکر پھر اوسکو واپس کر دینا - قلعہ رہتاس کے محاصرہ سے اوسکے اہل و عیال کو پوری حفاظت وحراست کے ساتھ باآرام تمام اوسکے پاس جونپور مین بھجوا دینا اور اپنی طرف سے محمد خان کے پاس معذرت نامہ لکھنا اوسمین اپنی عقیدت کا اظہار کرنا - اور اسوقت تک اوسکو اپنے چچا کی جگہ سمجھنا - اسیطرح ہمایون کی بی بی - حاجی بیگم کا - جو بکسر کی لڑائی مین پیچھے رہگئی تھین - بکمال لحاظ و آداب اپنی خاص نگرانی مین لینا اور برابر اپنے ناموس سے زیادہ اونکی عزت و عظمت

کرنا - پھر فارس سے ہمایون کے لوٹ آنے پر کابل مین آگرہ سے اونکو بھیجوا دینا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے - یہ تمام امور اوسکی عالی ظرفی - خوش اخلاقی اور مردم شناسی کی لاجواب مثالین ثابت کرتے ہین - اور بتلاتے ہین کہ وہ مرتبہ دان تھا اور شریف شناس تغیرات اور مقدرات کے طلسمات اوسکے پیش نظر رہتے تھے - وہ اپنے ظاہری اقتدار و اختیار کے اعتبار پر اپنے باطنی آثار کو ضائع کرنا نہین چاہتا تھا - اور حقیقتاً ایسے موقع پر ظاہری معاملات پر عمل کرنیوالے ایسے یکتا اور عدیم المثال اخلاق کے اظہار سے قاصر رہجاتے ہین - اور باطنی جذبات سے کام لینے والے - اپنے اندرونی محسوسات کے ذریعہ سے محاسن سلوک اور حسن اخلاق کی ایسی مثالین قائم کرجاتے ہین - جو پھر عرصہ تک دوسرون کے لئے ناممکن خیال کیجاتی ہین - شیرشاہ مین یہ اوصاف زیادہ تر اوسکے صاحب علم اور شریعت کے پابند ہونیکی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے - وہ اسلامی طریقہ کے مطابق حدود شریعت کے اندر صوم و صلوٰۃ اور جملہ اعمال فرائض و سنن کا سخت پابند تھا - خیرات و حسنات کا بڑا عامل - فقرا - علما - اور فضلا کا خادم ملک العلماشاہ برہن صاحب کا مرید - عربی اور فارسی سے آشنا تھا - کبھی کبھی شعر بھی کہہ لیتا تھا چنانچہ ملّو خان غلام خلجی کے بھاگ جانے پر اوسنے ایک حدیث کے پورے متن کی تضمین اپنے ایک شعر مین کی ہے - اور حقیقتاً بہت ہی خوب تضمین کی ہے وہ یہ ہے

با ماچہ کرد دیدی ملو غلام گیدی   تولیت مصطفیٰ را لاخیر فی عبید

بہرحال۔ شیر شاہ صاحب سواد بھی تھا اور اہل استعداد بھی۔ نظم ونسق ملکی مین طاق تھا اور شہرہ آفاق۔ چورون ڈاکوون کا استیصال۔ راستے کی صفائی۔ پہرہ چوکی کا انتظام تو جیسا اسکے وقت مین ہوا ویسا کسیکے وقت مین نہین۔ اوسکے تمام نظام ملکی حدود شرعی کے اندر تھے۔ خراج ملکی بھی نصاب شرعیہ کے مطابق۔ دس روپیہ کی بچت پر ایک روپیہ کے حساب سے لیا جاتا تھا۔ اسوجہ سے ملک آباد اور رعایا مرفہ الحال تھی۔ اوس نے اپنے کل پنجسالہ مدت حکومت مین اتنے بڑے بڑے کام کیے۔ جو دوسرے حکمرانان ہندوستان سے پچاس پچاس برس کی سلطنتون مین بھی نہ ہو سکے۔ ہمین کوئی شک نہین کہ اوسکو اپنے زمانہ حکومت کی قلت کا ہمیشہ افسوس رہا۔ اوسنے آئینہ مین ایک دن اپنا ایک بال سفید دیکھکر نہایت حسرت سے کہا کہ "افسوس ہے مجھکو سلطنت ملی بھی تو شام کیوقت"، یعنی جب شباب اور ترقی کے دن تمام ہو رہے تھے۔ اوسکا یہ حسرت آمیز خطاب بتلا رہا ہے۔ کہ وہ اپنے پرجوش اور حوصلہ مند دل مین بہت سے مفید ارادے ایسے رکھتا ہے۔ جسکو وہ اپنی موجودہ قلیل الوقتی اور عدیم الفرصتی کیوجہ سے پورا نہین کر سکتا۔

لیکن با این ہمہ اوسنے ہندوستان مین بہت سی یادگار اپنے بعد ایسی چھوڑی ہین جو آجتک اوسکو زندہ اور قائم رکھے ہین۔ اور اوسکی

اولی العزمی کو بتلا رہی ہین تخت نشینی کے بعد ہی گنگا کے کنارے بہت
بڑا شہر بسایا جو آجتک اوسکے خاص نام سے شیر گڈھ کر کے موسوم ہو
اور فی الحال ضلع فرخ آباد مین داخل ہے اسیطرح شمس آباد کے
مقابل سول پور آباد کیا - جو قصبہ مئو ضلع فرخ آباد کے قریب واقع ہو
پرانی دلی کے باہر تین کوس کے فاصلہ سے بہت بڑا طول وطویل
تین میل تک شہر بسایا - اور اوسکا نام فیروز آباد رکھا - اسمین قلعہ بھی
نہایت مرتفع اور مستحکم بنوایا - شیر گڈھ کا شہر اور قلعہ اسی کا بنوایا ہوا
ہے - ایک اور قلعہ اس نے اپنے وطن کے قلعہ رہتاس کے جواب مین
بالناتھ پہاڑ پر بنوایا ہے - جو دریائے جھلم کے اوس پار واقع ہو - اسکو
اپنے بیٹے سلیم خان کے نام سے سلیمگڈھ موسوم کیا - اور دامن کوہ مین
ایک شہر بسا کر اوسکا سلیم پور نام رکھا - ان تمام ملکی منفعت کے کامون
کے علاوہ شیر شاہ نے سب سے بڑا رفاہ عام کا جو کام کیا ہے وہ دو
پختہ سڑکین ہین - ادن مین سے ایک ساڑھے چار سو کوس لمبی ہے اور وہ
آگرہ سے لیکر مانڈو علاقہ مدراس تک جاتی ہے اور ایک پنجاب کے قلعہ
جدید رہتاس سے لیکر ستار گانون - دار الامارۃ بنگالہ تک جاتی ہے اور
یہ سڑک طوالت مین پندرہ سو میل ہے - ان دونون سڑکون کو کچھ بنا کر
چھوڑ نہین دیا - بلکہ ان کو برابر آباد رکھا - دو طرفہ سایہ دار درخت لگائے
اونکے پھلون کو مسافرین کیلئے وقف کر دیا - پنجاب مدراس سے لیکر آگرہ
اور ستار گانون تک ان دونون سڑکون پر ہر تین کوس کے بعد سرائے

پختہ بنوائی - اوس مین دو باورچیخانہ رکھے - ایک مسلمانون کے لئے اور ایک ہندوؤن کے لئے - اور حکم عام دیدیا کہ بلا خیال مذہب ہر مسافر کی مہمانداری خزانہ سرکاری سے کی جائے - ہر سرائے مین مسافرون کی حفاظت جان و مال کی ضرورت سے پولس کا انتظام کردیا - اور راہ مین راہدارون اور رہرکارون کا بھی تمام انتظام کردیا - جس کا فائدہ یہ ہوا کہ بنگالہ سے پنجاب تک اور مدراس سے آگرہ تک کی روزانہ خبر بادشاہ کو پہونچ جاتی تھی - علاوہ ان انتظامون کے ہر سرائے کے دروازے پر ایک نقارہ رکھا تھا - حکم تھا کہ جس وقت ہم کھانا کھانے بیٹھین اوسیوقت تمام مسافرون کو بھی تمام سراؤن مین کھانا پہونچا دیا جائے اور آگرہ سے بنگالہ تک تمام نقارے ایک دوسری کی آواز سنکر بجائے جایا کرین - تاکہ ہمکو معلوم ہوجائے کہ ہم تنہا ہندوستان کی ایوان شاہی سے نہین محظوظ ہوتے ہین - بلکہ ہمارے ساتھ ہماری یہ دیسی اور غریب رعایا بھی خدا کی عنایت کی ہوئی نعمت مین شریک ہے -

حقیقتاً شیر شاہ کے ان کارنامون کو پڑھکر اوسکی عالی ظرفی - عالی دماغی اور عالی ہمتی کے پورے ثبوت ہوتے ہین - اور پھر ایسے کہ دوسرے بادشاہون مین اوسکی مثال نہین ملتی - ہر شخص تعجب سے خیال کرتا ہے کہ وہ کیا تھا اور کیا ہوگیا - مگر غور سے دیکھنے والے حضرات جب غور سے دیکھتے ہین تو اونکو معلوم ہوجاتا ہے کہ اوسمین سب کچھ تھا - اور

وہ سب کچھ کر سکتا تھا - ہندوستان مین محمود بھی آئے اور محمد بھی - (غزنوی اور غوری) تیمور بھی آئے اور بابر بھی - غرض مسلمانون مین کون کون نہین آیا - مگر شیر شاہ - نہ کہین سے آیا نہ کہین گیا - شہسرام مین پیدا ہوا - جونپور مین پڑھا لکھا - مگر اتنے ہی تھوڑی مسافت دنیا کی طے کر کے - امور سیاست و ملکداری کے جتنے دور و دراز میدان اسنے طے کئے اور ملک و رعایا کی رفاہ مین جتنے کام اسکے دست و بازو سے نکلے - وہ نہ محمود کی لیاقت سے ہو سکے اور نہ محمدؒ کی قابلیت سے - نہ تیمور کی شہرت اوسکو پورا کر سکی اور نہ بابر کی سطوت و قوت اوسکو کامل کر سکی معلوم ہوتا ہے کہ یہ نظام قدرت نے اسی کے لئے چھوڑ رکھے تھے جب اسکا وقت آیا - اسنے ارادہ مشیت کے مطابق اوسکو انجام تک پہونچا دیا -

شیر شاہ آخر انسان تھا - لغزش خطا اور نسیان اسکے اجزائے ترکیب مین داخل تھے محفوظ الخطا تو تھا ہی نہین - دو ایک امور مین اگر اوس سے کوئی لغزش ہو گئی - تو اون سے اوسکے تمام اعلیٰ صفات اور محاسن خدمات پر داغ نہین لگایا جا سکتا - دو امر کے لئے اوسپر خاص طور سے الزام لگایا جاتا ہے - ایک تو راجہ پورنمل سے صلح کا معاہدہ کر کے عہد شکنی کرنا دوسرے ہمایون سے زبردستی ملک چھین لینا بتلایا جاتا ہے - روڈ (Grand Trunk Road)

راجہ پورنمل کے واقعہ پر - ہندو تاریخین عموماً بہت غل مچاتی ہین

چنانچہ ہمارے لائق آنربل مسٹر-آر سی - دت کو بھی بہت جوش اگیا ہے
مگر ہم اونکے خدمت مین نہایت آہستگی سے عرض کرتے ہین کہ وہ اس
واقعہ مین شیر شاہ کی تنہا بدعہدی پر متوجہ نہون - بلکہ چشم انصاف
کی دونون نگاہون سے جانبین کے واقعات کو تاریخ کے آئینہ مین
ملاحظہ فرمائین - تو اون کو معلوم ہو جاوے کہ پہلی لبسم اللہ - پورنمل
کیطرف سے شروع ہوئی ہے - اوس نے فساد شیر شاہی کی ابتدائی
بدنظمیون سے منتفع ہوکر - غریب مسلمانون کے جان ومال کی بربادی
اور ذلت ورسوائی کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا پھر شیر شاہ نے
اوسکے بعد اوسکے ساتھہ جو کچھہ کیا وہ ترکی بہ ترکی جواب دئے جانیکے
سوا - کچھہ نہین کہا جا سکتا - باقی رہا قول وقرار کرکے پھر جانا - تو
اسمین کوئی کلام نہین کہ وہ صلح کرلینے کی زبان دیچکا تھا - مگر یہ
سب معاہدے اور قول وقرار حدود سیاست کے اندر ہی اندر تھے
مگر جب اوسکے ارباب شریعت نے اوسکے معاہدے کو خلاف شریعت
قرار دیدیا تو وہ اپنے حدود شرعیہ کے آگے اپنے نظام ملکی کو کیسطرح
ترجیح نہ دے سکا - جو بالکلیہ قانون فطرت کے خلاف تھا کیونکہ مذہب
(شریعت) ہی کی قوت اکیلی - تمام دنیا کی قوتون مین ایسی پر زور
ثابت ہوتی ہے - جسکے آگے تمام ملکون کی سیاسی قوتین متابعت
کی گردنین جھکائے ہین -

اب رہا ہمایون کا معاملہ وہ البتہ پیچیدہ ہے - اسکے تصفیہ کے لئے

جنبہ داری وغیرہ کے خیال سے دست بردار ہوکر انصاف کا عدالی طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ ہمین کوئی کلام نہین کہ اگر شیر شاہ کیطرف سے ہمایون پر زیادتی ہوئی۔ تو قصور معاف! ہمایون کیطرف سے بھی شیر شاہ کے متعلق کم توجہی اور بے التفاتی ثابت ہوتی ہے۔ فروگذاشت جانبین سے ہوئی۔ اعتدال اور مساوات کے حدود سے دونون باہر ہو گئے۔ اب ان حدود تک پہونچکر یہ رائے قایم کرلینا کہ شیر شاہ۔ ہمایون کے مقابلہ مین۔ اسلئے کہ وہ ہندوستان کا رہنے والا تھا۔ حکمرانی کا زیادہ مستحق تھا۔ سراسر یکطرفہ فیصلہ دینا اور انصاف کا خون اپنے سر لینا ہے۔ اگر یہی رائے صحیح ہے تو ہندؤن کے مقابلہ مین۔ محمود۔ محمّد۔ تیمور۔ بابر۔ غرض تمام فاتحان اسلامی کو ہندوستان کے فتح کرنے کا کوئی استحقاق حاصل نہین تھا۔ کیونکہ ہندو یہان کے باشندے تھے اور اس اصول کے مطابق وہی اسکے حکمران ہو سکتے تھے۔ دوسرا نہین۔ یہ رائے اصول سیاست کے بالکل خلاف ہے۔ بلکہ اسکو یون سمجھنا چاہیے کہ ارباب سیاست کے نزدیک یہ امور بالکل ناگزیر ہین۔ اور وہ اپنی تدبیرون مین بالکل آزاد رکھے گئے ہین نظام عالم پر غور کیا جاوے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ آجکل کی انتہائی روشنی۔ ترقی اور عام امن پسندی کے موجودہ زمانے مین بھی کوئی مہذب سے مہذب قوم اور کوئی امن پسند سے امن پسند فرمانروا اپنی قناعت اور استغنا کو

توسیع ملکی کی تجویزدن کے مقابلہ مین ہرگز قایم نہین رکھہ سکتا۔ اسی اصول سیاست اور ملک گیری کے عام قانون کے مطابق۔ شیرشاہ نے بھی بلا استحقاق ہمایون کو ضعیف پاکر یا نپاکر اوس سے انتزاع ملک کرالیا۔ تو کیا بیجا کیا۔ اوس سے پہلے بھی حکمران ایسا کرتے آئے ہین اور آجتک بھی برابر کرتے جاتے ہین۔

اسی لئے شیرشاہ کے یہ امور نہ خلاف دستور کہے جاسکتے ہین اور نہ خلاف جمہور بلکہ ؎ ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش کردند " کے قدیم اصول سیاسی کے بالکل مطابق نہین توجیہات پر نظر کرکے اسلامی مورخین کے علاوہ۔ غیر اسلامی مورخین و محققین نے بھی شیرشاہ کو اچھے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ آنریبل۔ آر۔ سی۔ دت صاحب لکھتے ہین۔

شیرشاہ بہت بڑا قابل۔ عادل اور بہادر حکمران گذرا ہے۔ اوسنے اپنی حکومت کے قلیل زمانہ مین تمام ملک کو اپنے قرار واقعی انتظام مین لے لیا اور اوسمین نمایان ترقی پیدا کی۔ اوسکے ارادے اوسکی لیاقت کے برابر تھے۔ افسوس ہے کہ بعض اوقات وہ اپنے مقاصد و مطالب کے پورا کرنے مین حیلہ اور بدعہدی کر جاتا تھا۔ جو اوسکے ایسے نمودار حکمران کے شایان نہین تھا۔ اوسکے بہت سے مفید اور رفاہ عامہ کے کامون مین۔ گرینڈ ٹرنک

آجتک یادگار ہے۔ جو ممالک پنجاب و شمالی و مغربی سے ہوتی ہوئی بنگال تک تیار ہے۔ اوراوسکے ملکی خدمات کے دلی جذبات کو بتلا رہی ہے

مسجدین کاروان سرائے۔ اور اون مین ہر قومون کے لئے خادم اور کام کرنے والے۔ برابر ہندو اور مسلمانونکی خدمت کرنیکو موجود رہتے تھے۔

سلیمان خان

افسوس ہے کہ شیرشاہ کے قائمقام اوسکی کوئی قابلیت پیدا نہ کرسکے اگرچہ اوسکے بعد اوسکی نسل سے تین بادشاہ دلی کے تخت پر بیٹھے۔ مگر اون مین سے کوئی بھی لایق حکومت نہ ثابت ہوا۔ سلیم شاہ اوسکے بیٹے نے اوسکے بعد حکمران سلطنت ہوکر اپنے ایک قریب کے عزیز محمد خان کو بنگال کی حکومت عنایت کی۔ اور سلیمان خان کررانی کو صوبہ بہار کی امارت تفویض فرمائی۔ محمد خان اسوقت سے لیکر آغاز حکومت عادل شاہ تک شرط اطاعت پر قائم اور باقی رہا۔ مگر عادل شاہ کی پاجی پرستی۔ عزیز کشی دیکھکر وہ اوسکی حرکتون سے سخت ناراض ہوا خود سر ہوکر بنگال مین سکہ و خطبہ اپنے نام سے جاری کرایا ۱۵۵۵ء مین جونپور پر چڑھائی کر کے اوسپر قابض ہوگیا۔ عادل شاہ نے اپنے وزیر ہیمون بقال کو اوسکی سرکوبی کیلئے روانہ کیا۔ طرفین سے کالپی کے مقام مین لڑائی ہوئی۔ محمد خان مارا گیا۔ اوسکی مفرورہ فوج نے الہ آباد مین اوسکے بیٹے خضر خان کو اپنا امیر بنایا۔ خضر خان نے اپنا لقب بہادر شاہ اختیار کیا۔ اس اثنا مین شہباز خان نے حکومت بنگال دبالی۔ محمد خان کے خون کا بدلہ لینا بہادر شاہ کیلئے

اگرچہ بہت ضرور تھا مگر وہ مصلحت وقت کے خیال سے بنگالہ کیطرف لوٹ آیا۔ شکست کالپی کی خبر سنکر شہباز خان بنگالہ مین بہت قوی ہوگیا تھا۔ مگر بہادر شاہ نے بنگالہ مین پہونچکر اوسکی قوتون کو توڑ ڈالا اوسکے انتظام کو درہم وبرہم کردیا۔ ابھی اس سے اوسکو فراغت ہوئی تھی کہ خبر ملی کہ عادل شاہ اپنی فوج لیکر اوسکی طرف چلا آرہا ہے۔ بہادر شاہ بھی یہ سُنکر فوراً ابڑھا۔ اور قصبہ مونگیر مین جانبین سے مقابلہ ہوا۔ سخت لڑائی ہوئی اور بڑی خونریزی ہی۔ بہادر شاہ کی فتح ہوئی اور عادل شاہ مارا گیا۔ اس لڑائی مین سلیمان خان کررانی کی پوری مدد کی۔ سلیمان بہادر شاہ کیوقت سے لیکر اوسکے بیٹے جلال شاہ اور اوسکے بعد اوسکے نابالغ بیٹے کی حکومت تک سلطنت بنگال کا رفیق اور شریک بنارہا۔ مگر جب غیاث الدین نے اوس پسر نابالغ کو قتل کرڈالا اور آپ اوسکی جگہ حاکم بنگیا تو اوسکی یہ ظالمانہ حرکت سلیمان سے نہین دیکھی گئی۔ اوسنے اپنے بھائی تاج خان غیاث الدین کی تنبیہ کے لئے بنگالہ مین بھیجدیا۔ تاج خان نے بنگالہ مین پہونچکر غیاث الدین کو شکست دی اور اوسکو بنگال سے نکالدیا۔ سلیمان نے بھائی کو بنگال مین اپنا قایمقام چھوڑکر خود اپنے قدیم صوبہ بہار مین چلا آیا۔ تاریخ ہندوستان مین یہ پہلا موقع شاید ہوگا کہ صوبہ بنگال صوبہ بہار کا مطیع اور باجگذار ثابت ہوتا ہے۔ بہرحال تاج خان ۱۵۶۵ء مین بمقام ٹانڈہ مرگیا۔ بھائی کے مرجانے سے

اوسنے بہار مین رہنا مصلحت نہ سمجھا اور بنگال چلا آیا۔ مگر تاہم وہ بہار کے ضروری امور کیطرف سے غافل نہین ہوا سلیمان انے زمانہ کی مصلحت پر دور اندیشی کی نظر ڈالکر اکبر شاہ کی اطاعت خود بخود اختیار کر لی۔ ادھر اوسنے اطاعت سلطانی کا اعزاز حاصل کیا۔ اودھر صوبہ بہار کے مشہور و معروف قلعہ رہتاس پر چڑھائی کردی چھ مہینہ کامل قلعہ کے محاصرہ مین گذر گئے۔ اس اثنا مین جونپور مین اکبر شاہ کے آنیکی خبر پاکر فتح خان قلعہ دار رہتاس نے خدمت سلطانی مین ایک عرضی اس مضمون کی لکھی کہ اگر کوئی امیر خدمت سلطانی سے اسوقت میرے پاس بھیجدیا جائے تو مین اس قلعہ کی کنجی اوسکے حوالہ کردون۔ اکبر شاہ فتح خان کا ایسا خط پاکر پھولا نہ سمایا۔ اوسکے خط کو آسمانی بشارت سمجھا۔ اوس نے اپنے ایک امیر کے ہمراہ تھوڑی سی فوج فتح خان کے پاس بھیجدی۔ سلیمان کو جب اسکی خبر لگی تو وہ محاصرہ چھوڑکر فوراً بنگال کی طرف واپس آیا۔

اکبر پوالیسی کا پتلا تھا۔ اوس نے رہتاس کے مفت مین مل جانے سے دل مین یہ خوف کیا کہ کہین اسکے باعث سے سلیمان خودسر نہ ہوجائے تو بنگال و بہار کی حکومت جو پہلے مفت مل چکی ہے ہاتھ سے چلی جائے۔ اسلیئے اوسنے سلیمان کی مخالفت کو مد نظر رکھکر راجہ اوڑیسہ سے اس شرط پر مصالحہ کرلیا کہ اگر سلیمان اظہار

بغاوت کرے تو راجہ اپنی فوج بنگال مین بھیجکر اوسکی پوری تنبیہ کردے سلیمان خان بھی تدابیر ملکی مین اکبر شاہ سے کم نہین تھا وہ اکبر کی چالون کو خوب سمجھ گیا۔ چند روز دن تک خاموش رہا۔ جب اکبر پنجاب کے معاملات مین پھنس گیا اور ایسا کہ دم مارنے کی بھی اوسکو فرصت نہ ملی۔ تب اوس نے یکایک اوڑیسہ کے راجہ پر چڑھائی کردی۔ اور چشم زدن مین سلیمان نے سارا ملک راجہ سے خالی کرالیا۔

اس فتح کی ناموری کے ساتھ اوسنے ایک بہت بڑی بدنامی بھی اوٹھائی۔ وہ یہ تھی کہ اوس نے سلطان ابراہیم کو جو مدت سے یہان پناہ گزین تھا۔ اپنے گھر بلا کر دغا سے مار ڈالا۔ تاریخون نے اسکی کوئی وجہ نہین بتلائی۔ اسلئے اوسکی اس حرکت پر کوئی رائے قائم نہین کیجا سکتی۔

اوڑیسہ کے بعد اوسنے کوچ بہار کے علاقہ پر فوجکشی کی اور اوسپر بھی قبضہ کرلیا۔ کوچ بہار کا پورا بندوبست کرکے وہ ٹانڈہ دارالامارت بنگال مین واپس آیا۔ اسی اثنا مین اوڑیسہ کا علاقہ پھر باغی ہوگیا اوسنے اپنے ایک امیر کو باغیون کی سرکوبی کے لئے بھیجدیا۔ اور اوسنے وہان پہونچکر تمام شکایتون کی قرار واقعی اصلاح کردی۔

چونکہ سلیمان بہت ضعیف ہوچکا تھا۔ اسلئے اوسنے حکمرانی کی آیندہ خواہشون کو چھوڑ دیا۔ اور جو کچھ قوت بازو سے حاصل کرچکا تھا اوسی پر قناعت کر بیٹھا۔ وہ بڑا دور اندیش تھا اور کامل مدبر اکبر اوسکو

جیسا سمجھتا ہو مگر وہ اکبر کو ہمیشہ اپنا فرمانروا سمجھتا رہا - اور ہر سال خراج مقررہ سلطانی دہلی مین بلاناغہ بھیجتا رہا - اکبر کا یہ ہم ہی وہم تھا - وہ کسی وقت مین خود سر اور خودمختار نہین ہوا - اور اسی امن پسندی کے طریقہ پر قائم رہکر ۱۵۷۲ء مین مرگیا - اسمین کوئی کلام نہین کہ سلیمان خان کے ایسے حاکم بنگال وبہار کے علاقہ مین بہت کم گذرے ہین -

بایزید خان

سلیمان کا بڑا لڑکا - بایزید باپ کے مرنیکے بعد تخت حکومت پر بیٹھا - اور بنگال وبہار کا حاکم ہوا - مگر امرائے درباری نے بہت جلد اوسکو مار ڈالا -

داؤد خان

سلیمان کا چھوٹا لڑکا - داؤد خان - بڑے لڑکے بایزید خان کے بعد تخت نشین ہوا - یہ جوان سال - نوعمر - خام عقل - شرابی - ضدی اور ہٹ دہرم تھا - اپنے ابتدائے حکومت مین اپنے اظہار لیاقت کے خیال سے - ہر ایک امر کی دیکھہ بھال اور جانچ پڑتال تو ضرور شروع کردی - مگر اس سے اچھا نتیجہ نکالنے کی جگہ بُرے عنوان تمام کاروبار مین پیدا کر دئے - سب سے پہلے خزانہ کا جائزہ لیا - تو اوسکو

نقد و جواہرات سے مالامال پایا۔ اسیطرح فوج کا معائنہ کیا تو چالیس ہزار سوار۔ ایک لاکھ چالیس ہزار پیدل۔ چھوٹی بڑی توپین تین ہزار کوہ پیکر جنگی فیل چھتیس ہزار موجود پائے۔ یہ دیکھنا تھا کہ اوسکا دماغ اوسکی نخوت اور اوسکی تمکنت آسمان پر پہونچ گئی۔ اوسیوقت سے اوس نے سمجھ لیا کہ ان سامانون کے ہوتے ہوئے کسی غیر کا مطیع رہنا۔ مردانگی سے خلاف ہے۔ وہ فوراً خود سر اور خود مختار ہو گیا۔ خطبہ اور سکہ مین اپنا نام درج کرا کے بنگال و بہار کا خود مختار تاجدار بن بیٹھا اسپر بھی بس نہین کی فوج لیکر ممالک شاہی پر چڑھ دوڑا۔ اور قلعہ زمانیہ کو جو فے الحال ضلع غازیپور مین تحصیل کا مقام ہے فتح کر لیا۔ اس قلعہ کو خان زمان نے۔ ممالک شاہی کی سرحدی حفاظت کے خیال سے بنایا تھا۔ اکبر شاہ اوس وقت گجرات مین تھا۔ داؤد کی حرکت سُنی تو اوس نے منعم خان حاکم جونپور کو لکھ بھیجا کہ وہ صوبہ بہار کو بنگال سے علیحدہ کر دے۔ حکم کی دیر تھی فوج سلطانی دوڑ پڑی اور نواح پٹنہ تک پہونچگئی۔ لودی خان جو داؤد خان کا وزیر تھا۔ یہان سدراہ ہوا چند چھوٹی چھوٹی لڑائیون کے بعد جانبین سے ان شرائط پر صلح ہو گئی کہ فوج سلطانی بہار سے واپس جائے اور داؤد شاہ مطیع بادشاہ ہو کر دو لاکھ روپیہ سالانہ خراج ہمیشہ پہونچایا کرے۔ خراج کے علاوہ ایک لاکھ روپیہ سالانہ کے تحایف بھی ضروری اور واجب الادا تھے۔ بہر حال۔ منعم خان نے صلح تو کر لی۔ مگر حسن اتفاق سے نہ ہکو اکبر ہی نے

پسند کیا اور نہ داؤد خان نے اکبر عاقل تھا اور عاقبت اندیش اور
داؤد خان جاہل تھا اور کینہ پرور۔ اکبر نے منعم خان سے کوئی باز پرس
نہین کی۔ مگر بخلاف اسکے داؤد نے لودی خان کو مار ڈالا۔ اکبر نے
منعم خان کی جگہ راجہ تودڑمل کو بہار و بنگال کی مہم پر تعنات کیا۔
راجہ کی تقرری کی خبر پاکر منعم خان چونکہ اکبر کا مدت سے مزاجدان
تھا۔ اپنی ہمراہی فوج لیکر پھر جونپور سے روانہ ہوا۔ غرض دونون لشکر
پٹنہ مین پہونچگئی۔ داؤد خان اپنی تمام فوج لیکر آ پہونچا۔ مگر سلطانی
فوج کی متفقہ قوت سے مقابلہ نہ کرسکا۔ پٹنہ کی قلعہ مین قلعہ بند
ہوگیا راجہ تودڑمل اور منعم خان نے ہر چند زور لگائے مگر پٹنہ کا قلعہ
داؤد کے پنجہ سے نہ نکلا۔ داؤد ظاہر مین تو لوہے سے بھی زیادہ سخت
تھا۔ مگر باطن مین موم سے بھی زیادہ نرم ثابت ہوا۔ اکبر بھی اپنے
فوجی افسرون کی کمک مین پٹنہ پہونچا۔ اور محاصرہ کے معاملات مین
مصروف ہوا۔ محاصرہ مین طول ہوا۔ طوالت کا یہ سبب دریافت
ہوا کہ فتح خان حاکم حاجی پور محصورین قلعہ کو مدد پہونچایا کرتا ہے
یہ معلوم کرکے اوسنے خان عالم کو فتح خان کے فتح کرنیکے لیے بھیجدیا
اور خود دوربین لگاکر پنچ پہاڑی پر اپنی فوج کے محاسن خدمات دیکھنے
کی غرض سے بیٹھ گیا۔ خان عالم کے ساتھ گجپتی سپاہی زمیندار بھی
مدد مین گیا تھا فوج سلطانی سے فتح خان نے دلیرانہ مقابلہ کیا۔
اور ایسا کہ قریب تھا کہ خان عالم وغیرہ کو شکست ہوجائے یہ عالم دیکھکر

اکبر نے اپنی فوج سے ایک تازہ دم دستہ اوسکی کمک مین بھیجا۔ فوج کے پہونچتے ہی۔ خان عالم دلیر ہوگیا اور اسکے سپاہی شیر۔ دم کے دم مین حاجی پور فتح ہوگیا۔ فتح خان مارا گیا۔ اوسکا تمام مال و اسباب ضبط کر کے اکبر کیخدمت مین حاضر کیا گیا۔ اوسکی فوج کے تمام امرا و افسر جو مقید کر کے آئے تھے۔ قتل کر دے گئے۔ اون کے سرون کو اکبر نے داؤد کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ ایکدن تمہارا نتیجہ بھی ایسا ہی ہونیوالا ہے ان سرون کے دیکھتے ہی داؤد خان کے ہاتھ پاؤن بالکل پھول گئے۔ داؤد خان فطرتاً دل کا نرم اور بودا تھا۔ ایسا ہراسان اور خوف زدہ ہو کر بھاگا کہ پھر موبہ پھیر کر نہ دیکھا۔ فوج سلطانی نے دریا پور تک تعاقب کیا۔ اس پریشانی مین داؤد خان نے جو جو تکلیفین اوٹھائین۔ وہ بیان سے باہر ہین۔ خصوصاً گنگا کے پل ٹوٹ جانے سے ان شکستہ بختون کی جو نوبت پہونچی وہ ہرگز تفصیل کے قابل نہین۔

مقام دریا پور مین اکبر شاہ نے چھہ روز تک قیام کیا۔ منعم خان کو بہار و بنگال کی متحدہ حکومت تفویض فرما کر خانخانان کا گرانمایہ لقب عنایت فرمایا۔ اس معرکہ مین اکبر شاہ کو بیشمار دولت ہاتھ لگی جسمین صرف چار سو جنگی فیل تھے منعم خان کو اکبر نے چلتے وقت وہ تمام مال و اسباب جو آگرہ سے اوسکے پاس آیا تھا۔ انعام مین دیدیا۔ اور اوسکو داؤد خان کے استخراج ملک کا حکم دیکر آپ آگرہ

کی طرف روانہ ہوا۔ مگر مزید اطمینان کے خیال سے راجہ ٹوڈرمل کو بھی ایک ہزار فوج کے ساتھ۔ خان خانان کی مدد مین چھوڑ گیا۔

منعم خان خانخانان

منعم خان اپنی تمام جمعیت کیساتھ داؤد کے تعاقب مین روانہ ہوا۔ جب حدود بنگالہ تک پہونچگیا۔ اور اسکی خبر داؤد کو ملی تو وہ اپنا تمام خزانہ اور مال واسباب لے دیکر اوڑیسہ کیطرف چلا گیا۔ خان خانان بڑی تیزی سے دارالامارت بنگال مین پہونچکر قابض ہو گیا اور بلامزاحمت ۱۵۷۴ء مین بنگال و بہار کی وسیع سلطنت حاصل کر لی۔ یہ اکبر کا اقبال تھا۔

بہرحال منعم خان نے بنگال مین انتظام کر کے راجہ ٹوڈرمل کو داؤد کے تعاقب مین بھیجا۔ مدنی پور کے قریب فریقین سے مقابلہ ہوا۔ داؤد کی بد اقبالی تھی۔ برابر شکست پاتا گیا منعم خان بھی فوج لئے پیچھے سے پہونچگیا۔ داؤد خان مین کوئی حلاوت باقی نہین رہی تھی۔ ہان اسکا چچازاد بھائی۔ جنید کرپانی البتہ بہت بڑا دلیر اور قوی دل تھا۔ دونون فوجین اوڑیسہ کے دارالحکومت شہر کٹک مین پہونچ گیئن داؤد خان چارون طرف سے مایوس ہو کر ایک دن خود منعم خان کے پاس پہونچگیا اور یہ درخواست کی کہ مجھکو ملک و سلطنت سے کوئی واسطہ نہین۔ گذران اوقات

کے لیے بادشاہ سے کچھہ دلوادیا جاوے۔ مین جبتک زندہ رہونگا بادشاہ کا بندہ رہون گا۔ منعم خان نے اسے قبول کرلیا۔ جانبین سے نوشت وخواند ہوکر دستخط ہوگئے۔ منعم خان نے صوبہ اڑیسہ بادشاہ کیطرف سے داؤد خان کی بسراوقات کیلئے چھوڑ دیا اور سات پارچہ کا خلعت بھی مع شمشیر مرصع کار کے عنایت فرمایا ان امور کو خاطرخواہ انجام کرکے منعم خان بنگالہ مین واپس آیا۔ مگر ٹانڈہ۔ دارالامارت بنگالہ کی آب وہوا کچھہ ایسی بگڑی کہ ہزارون جانین ہلاک ہوگئین۔ منعم خان نے اگرچہ فوج اور عملہ کو ٹانڈہ سے گور مین بھیجدیا اور اونہین کے ساتھہ خود بھی چلا آیا۔ مگر چونکہ اوسکا وعدۂ حیات پورا ہوچکا تھا سنہ ۱۵۷۵ء مین رحلت کرگیا۔

حسین قلی خان خانجہان

منعم خان کے مرجانے سے اکبر کو نہایت افسوس ہوا۔ اوس نے پنجاب کے صوبہ دار حسین قلی خان کو امارت بنگال وبہار پر مقرر کرکے بھیجا۔ مگر اسکے آنے مین دیر ہوئی کیونکہ اسکا سارا عملہ اور لشکر اوسوقت تک پنجاب مین تھا۔ اس اثنا مین بنگال مین پٹھانون نے بدعملی کردی۔ اور عملہ شاہی کو ملک مال سے بیدخل کرکے خود حاکم بنگئے۔ شاہم خان جلائری جو خانخانان مرحوم کی جگہ پر کام کررہا تھا۔ مجبور ہوکر حاکم حاجی پور کے پاس پناہ گزین ہوا۔

اور پھر وہان سے پٹنہ چلا آیا- ادہر نا عاقبت اندیش داؤد نے بدعہدی کرکے پٹھانون کا ساتھ دیا- داؤد خان کے پاس اسوقت تیس ہزار فوج موجود تھی- اور یہی اوسکے مجنون بنا دینے کے لئے کافی تھی- داؤد خان اپنی دھن مین تھا کہ حسین قلی خان اپنی جمعیت کے ساتھ صوبہ بہار مین داخل ہو گیا- اوسکے ساتھ پریشان اور خستہ حال عملہ شاہی جمع ہو گئے- وہ ان سب کو لیتا دیتا- تیلیا گڈھی کو توڑتا حدود بنگالہ مین داخل ہو گیا- داؤد خان بھی اپنے لشکر کے ساتھ پورے مقابلہ کیلئے نکل آیا راج محل مین مقابلہ ہوا- پٹھانون نے بھی جی کھولکر جنگ کی- آگرہ سے تازہ کمک عین وقت پر پہونچگئی- جنید کرانی- جو داؤد خان کی کیا تمام پٹھانون کی جان تھا- مارا گیا اوسکے مرتے ہی پٹھانون کی فوج کے قدم اوکھڑ گئے- اور وہ فوراً شکست کھا کر ادھر ادھر میدان مین منتشر ہو گئے داؤد خان گرفتار ہوا- قتل کیا گیا- اوس کا تمام مال و اسباب آگرہ روانہ کیا گیا- خان جہان نے مظفر خان کو ایک دستہ فوج دیکر اون پٹھانون کے تعاقب مین روانہ کیا جو جنوبی حصہ بہار مین جا کر پوشیدہ ہو گئے تھے مظفر خان نے اس خدمت کو بڑی دلیری سے ادا کیا- قلعہ رہتاس کو پھر ۱۵۷۶ء مین محاصرہ کرکے لیلیا- داؤد خان کے خزانہ کی خبر اوڑیسہ مین لگی- وہ بھی ایک امیر کے ذریعہ سے ضبط کرا لیا گیا- اسکے بعد راجہ کوچ بہار جو داؤد خان کے فساد سے منقطع ہو کر باغی ہو گیا تھا- مطیع کر لیا گیا اور اس سے حاصل

باقی تمام خزانہ سرکاری کوڑی کوڑی کر کے وصول کر لیا گیا۔ اسی سال کے اخیر مین حسین قلی خان جہان نے ٹانڈہ مین انتقال کیا۔

مظفر خان تربتی

خان جہان کے بعد اکبر نے مظفر خان فاتح رہتاس کو صوبجات بنگالہ و بہار و اوڑیسہ کا سپہ سالار اور ناظم مقرر کیا مگر ساتھ ہی اسکے سیاست مین اسکو ناکامل سمجھکر رائے پتمبرداس اور میر ادہم کو سلطنت کا بخشی اور رضوی خان کو فوج کا بخشی اور میر ابو الفتح شیرازی کو تمام ممالک کا مفتی مقرر کیا۔ مگر افسوس اس اصول نظام نے تمام مملکت بنگالہ مین بدنظمی پھیلا دی کیونکہ حکومت کی متحدہ قوت پارہ پارہ ہو جانے سے ہر امیر اپنے معاملات مین آزاد اور مختار ہو گیا ان غلط فہمیون نے جاگیر یافتہ پٹھانون کے دماغ مین سرکشی اور بغاوت کے خیالات پھر از سر نو پیدا کر دے پہلے یہ بدنظمی بنگالہ مین پھیلی۔ پھر بہار مین۔ بہار مین عملہ تحصیل ملا طیب کشمیری اور نرکھو بخشی بنا کر بھیجے گئے۔ ان لوگون نے بڑی سختی سے خراج وصول کئے۔ اور حد سے زیادہ رعایا کو تباہ و برباد کیا۔ زیادہ زبردستی اور مردم آزاری کا نتیجہ ہمیشہ بُرا ہوا کرتا ہے۔ پہلے بہار کی فوج پھر تمام ملک کی رعایا بگڑ گئی۔ محمد معصوم خان کابلی جسکی جاگیر ضبط ہو گئی تھی۔ باغیون کا سردار بنا۔ اور رعایا اور فوج کو لیکر بنگالہ پر چڑھ دوڑا

سیکری گلی مین مقابلہ ہوا - مظفر خان مارا گیا اور معصوم خان بنگال پہونچکر دہان کے باغیون سے جا ملا -

راجہ ٹوڈر مل

جب اس بدنظمی کی خبر اکبر کو ملی تو اوس نے راجہ تو ڈر مل کو بہار و بنگال اوڑیسہ کا حکمران بنا کر بھیجا اور حکم دیا کہ اگرہ سے لیکر بنگال تک تمام حاکمون - ناظمون - قلعہ دارون - جاگیر دارون اور زمیندارون سے مدد لیتا ہوا چلا جائے - چنانچہ سب سے پہلے محمد معصوم فرچندی اپنی فوج لیکر راجہ کے ہمراہ ہوگیا - غرض اسیطرح راجہ اپنی قوت بڑھاتا ہوا آخر ۱۵۸۰ء مین بھاگلپور تک پہونچگیا - یہان باغیونکی تیس ہزار فوج پڑی ہوئی تھی - راجہ مونگیر مین ہٹ آیا - اور مونگیر کے استحکام و حفاظت کے سامان کرنے لگا - اوس نے کسی چھیڑ چھاڑ کو مناسب نہ سمجھا - خموش رہا - راجہ نے غنیم کی رسد روک دینے کی فکر کی جب یون کام چلتا نہ دیکھا تو پھر تو ڑون کا مونہ کھولدیا - اتفاق سے روپیہ کم ہوگیا تو اگرہ سے پانچ لاکھ روپیہ منگا کر اس خرچ مین اوٹھایا راجہ ٹوڈر مل کو ہم مذہب ہونیکی وجہ سے ہندو رعایا نے بہت مدد پہونچائی - روپیہ دے دیکر رسد رسانون کا تمام غلہ راجہ کی فوج مین خرید لیا گیا - اسوجہ سے رسد کا سلسلہ غنیم کیطرف کم ہوگیا - اسی اثنا مین بابا خان جو باغیون کا سر برآوردہ سردار تھا مار اگیا - اوسکے

مرتے ہی باغیون کی جمعیت تر بتر ہوگئی۔ معصوم خان کابلی بہار کو واپس گیا۔ جیا مردی خان کسگالانی۔ جو افواج بنگالہ کا سپہ سالار تھا۔ اپنے ہمراہیون کیساتھہ بنگالہ مین چلا آیا عرب بہادر پٹنہ مین لوٹ مار کرنے کے خیال سے اوسطرف روانہ ہوا۔ پٹنہ مین تن تنہا اوسوقت تک ملازمان شاہی کا مطیع تھا۔ راجہ تو ڈرمل نے اونکی نااتفاقی سے منتفع ہوکر ایک امیر سلطانی کو پٹنہ کی حفاظت کی لئے بھیجدیا۔ اوسنے نہایت دلیری سے باغیون کو مزاحمت سے روکا۔ شہر کی کامل حفاظت کی اور قلعہ کی مرمت اور استحکام وغیرہ کرکے بنگال مین واپس ہوا۔ اسلئے بہار پر تو راجہ ٹودرمل کا بغیر لڑے بھڑے پورا تسلط ہوگیا۔

اب سنئے بادشاہ نے معصوم فرچندی کو جونپور کے عوض لکھنو کی حکومت دیدی اور منصور کو جس نے معاملات بہار مین مدد پہونچائی تھی۔ جونپور کی ریاست عنایت کی۔ منصور نے بمشورت معصوم فرچندی حاکم لکھنو۔ حاجی پور مین ایک تازہ فساد پیدا کیا۔ یہ خبر پاتے ہی راجہ ٹوڈرمل نے ان لوگون کے تمام حرکات بادشاہ کی خدمت مین لکھہ بھیجے۔ اکبر نے معصوم فرچندی کو پھر جونپور واپس جانے اور منصور کو آگرہ مین چلے آنیکا حکم دیدیا۔

عظیم خان برلاسی خان اعظم

بنگال و بہار کی ان متواتر بدنظمیون کو دیکھکر اکبر کو اپنی سیاسی غلطیونکا پورا یقین ہو گیا تو اوسے عظیم خان کو خان اعظم کا خطاب دیکر بہار۔ بنگال اور اوڑیسہ کا حاکم بنایا۔ محاصرہ کابل سے جتنی فوج واپس آئی تھی۔ سب اوسکے ہمراہ کردی۔ الغرض خان اعظم نے بنگال و بہار مین پہونچکر مقابلہ و مقاتلہ سے زیادہ۔ اپنی چرب زبانی اور رشوت ستانی سے کام نکالا۔ اور بنگال و بہار کے تمام امور درست کر لئے۔ اوڑیسہ مین اوسکو قتلو خان کیساتھہ مدت تک دست و گریبان رہنا پڑا۔ قتلو خان۔ خان اعظم سے مردانہ وار لڑکر اور شکست کھاکر جنگلون مین چھپ گیا۔ خان اعظم نے اوسکے تعاقب کا قصد کیا مگر فوج نے انکار کردیا۔ خان اعظم کو سخت ناگوار گذرا۔ اسلئے اوس نے ۱۵۸۴ء مین منصب حکومت سے استعفا دیدیا اور آگرہ مین اپنی جاگیر پر چلا آیا۔

شہباز خان

اکبر نے شہباز خان کو بنگال وغیرہ کی حکومت عنایت کی اسنے وہان کی دشواریون پر غور کر کے انکار کیا۔ اکبر کو ناگوار ہوا۔ اوسنے لکھ بھیجا کہ اگر تم وہان نہ جاؤ گے تو عقوبت سلطانی مین پھنس جاؤ گے۔ چار و ناچار شہباز خان بنگال و بہار و اوڑیسہ مین آیا۔ مگر اوسنے اپنی موجودہ

برخاستگی خاطر کیوجہ سے پٹھانون سے دب دب کر یہان کے امور کو طے کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس انتظام سے حکومت کا کوئی داب قایم نہین رہا۔ بنگال و بہار کا یہ حال کیا۔ صوبہ اوڑیسہ قتلو خان کو اس شرط پر تمام و کمال دیدیا کہ وہ اوڑیسہ سے بنگال مین اکبر پٹھانون کو مدد نہ پہونچایا کرے بادشاہ کو جب اسکی خبر لگی تو اوس نے وزیر خان ہروی کو اوسکی جگہ پر مقرر کیا اور اوسکو آگرہ مین واپس بلا کر بیس برس تک قید کیا۔

وزیر خان ہروی

سنہ ۱۵۹۷ء مین بہار و بنگال کا صوبہ دار ہوا۔ مگر تھوڑے ہی دنون کے بعد۔ قصبہ ٹانڈہ دار الحکومت بنگال مین مر گیا۔

راجہ مان سنگھ

وزیر خان کے مرنے کی خبر پاکر اکبر شاہ نے راجہ مان سنگھ کو بہار و بنگال و اوڑیسہ کی صوبہ داری عنایت کی راجہ مان سنگھ کی بہن شاہزادہ سلیم (جہانگیر) کو بیاہی تھی۔ راجہ چونکہ کابل کی مہم پر تعنات تھا اسلئے اکبر نے یا واپسی راجہ سید خان فوجدار پٹنہ کو۔ اوسکی جگہ کار نیابت کرنیکی اجازت دی سنہ ۱۵۹۸ء مین راجہ مان سنگھ اپنی جمعیت کے ساتھ پٹنہ مین داخل ہو گیا۔ اوسکو پہونچتے ہی سب سے پہلے جو دقت پیش آئی وہ پورنمل زمیندار حاجی پور کی بغاوت اور سرکشی کی تھی۔

راجہ نے صعوبت سفر کا بھی خیال نہ کیا اور فوراً پورنمل کے سر پر چڑھ دوڑا۔ اوسکے حواس ٹھنڈے ہو گئے۔ اوسنے اپنا تمام مال و اسباب ہاتھی گھوڑے وغیرہ لے دیکر اپنی جان بچالی۔ راجہ نے خطا معاف کر کے اوسکی زمینداری اوسیکو دیدی۔

بہار کے امور خاطر خواہ انجام دیکر راجہ مان سنگھ بنگال کی ترتیب امور کیطرف مشغول و مصروف ہو گیا گھوڑا گھاٹ ضلع جسور مین بغاوت کی خبر لگی۔ راجہ نے اپنے بیٹے جگت سنگھ کو اونکی سرکوبی کیلئے بھیجا۔ باغی تاب مقابلہ نہ لائے۔ مال اسباب چھوڑکر چلدئے اونکے چون۵۴ ہاتھی پکڑکر آگرہ بھیجدئے گئے۔

بنگال کی آب و ہوا اور وہان کے لوگون کی رفتار و کردار سے راجہ مان سنگھ کو کوئی دلچسپی نہین ہوئی۔ اوس نے سید خان فوجدار پٹنہ کو بنگالہ مین نائب کیا اور خود پٹنہ چلا آیا۔

قلعہ رہتاس واقع سب ڈویزن سہسرام ضلع آرہ

قلعہ رہتاس (سب ڈویزن سہسرام ضلع آرہ) کی قدرتی خوش منظری اور سکے مستحکم عمارت کی کاریگری دیکھکر راجہ مان سنگھ اوسکا فریفتہ ہو گیا۔ اوس نے اوسکی مرمت کا فوراً حکم دیا۔ اوسکی دیوار اور فصیل درست کر کے بہت بڑا اونچا اور عالیشان دروازہ بنوایا۔ عمارات قلعہ کے اندر راجہ نے اپنے رہنے کے لئے متعدد مکانات بنوائے۔ دربار

تمام کا کمرہ بڑا طویل و عریض تعمیر کرایا ان تمام مکانات کو قیمتی اور
نفیس سامانون سے سجدیا - غرضکہ ہر طرح راجہ مان سنگھ نے قلعہ رہتاس
کی قدرتی منظر مین اپنی خوش پسندی اور حسن انتظامی سے بہت کچھ
قابل قدر اضافات کر کے اسکی شان کو اعلا اور اسکی قدر کو دو بالا
کر دیا - جو آج تک راجہ کے نام کو دنیا کی زبان پر قایم رکھے ہے
اسمین کوئی کلام نہین کہ اس قلعہ کے آثار قدیمہ مین جو کچھ باقی رہگیا ہے
اور اسوقت تک پایا جاتا ہے وہ بالکل راجہ مان سنگھ کی یادگار ہے -
زمیندار تلوتھو - جو رہتاس سے تقریباً دس میل کے فاصلہ پر ہے - اوسی
قدیم سلسلہ مین بتلایا جاتا ہے - جسکو راجہ نے کلید برداری کا عہدہ
عنایت فرمایا تھا - فے الحال رئیس کمسن ہے - ریاست کے کاروبار
ریاست کے کارکن انجام دیتے ہین - راجہ سون پورہ - فی الحال
واقع ضلع پلامون کو بھی رہتاس کی قلعہ داری کا دعوے ہے - اسمین
کوئی عذر نہین کہ دونون خاندانون کو اس قلعہ سے تعلق رکھنا صحیح
ہو سکتا ہے - گورمنٹ انگلشیہ آجتک دونون ریاستون کو اعزاز کی
نظر سے دیکھتی ہے راجہ مان سنگھ نے قصبہ اکبر پور جو قلعہ سے
تین میل کے فاصلہ پر - دامن کوہ مین واقع ہے - اکبر شاہ کے نام
پر آباد کیا - اس بستی مین معزز پٹھانون کے قدیم سلسلہ آباد ہین -
قرینہ غالب ہے کہ ان کو یا تو شیر شاہی ایام سے تعلق ہے - یا اکبر
اور راجہ کی فوجی سلطانی سے -

راجہ نے قلعہ رہتاس کی درستی سے فراغت کر کے صوبہ اوڑیسہ
کی ترتیب کیطرف توجہ کی - اور ناگپور اور جھار کھنڈ کے راستہ سے
براہ راست اوڑیسہ مین اوتر گیا - اوسنے سید خان نائب
بنگالہ کو لکھ بھیجا کہ وہ اپنی فوج لیکر اوس سے ملجاوے - مگر نائب نے
جواب دیا کہ برسات آگئی - بنگال سے لیکر اوڑیسہ تک تمام راہین
خراب ہوگیئن - مناسب ہے کہ تا اختتام برسات لڑائی اور
چڑھائی موقوف رکھی جاوے بعد برسات مین اپنی فوج لیکر آپکی
خدمت مین حاضر ہوجاونگا - اور اطمینان سے اوڑیسہ پر قبضہ
کرنیکی کوشش کیجائے گی -

راجہ کو سید خان کا یہ جواب اگرچہ تشفی بخش نہ معلوم ہوا - مگر تاہم
اوسنے خموشی اختیار کی اور اپنی فوج کو بنگال کیطرف پھیر کر
بردوان کے رستہ سے کلکتہ کے قریب لایا - اور یہین قیام
کی جگہ کو مناسب خیال کر کے فوج کے پڑاو ڈالدئے - اور چارون
طرف خندق کھدوائی - کلکتہ ڈچ *Calcutta Ditch*
کے متعلق تاریخون سے یہ پہلی ڈچ (خندق) ثابت ہوتی ہے
جو سب سے پہلے راجہ مان سنگھ کے حکم سے بنوائی گئی -

اوڑیسہ مین قتلو خان کی حکمرانی تھی - اوسکو اسکی خبر لگی تو اوسنے
پٹھانون کی ایک دستہ فوج کو راجہ کے کیمپ پر حملہ کرنیکی
نیت سے بھیجدیا - راجہ نے اپنے بیٹے جگت سنگھ کو اونکی مدافعت

کیلئے بھیجدیا۔ پٹھانون نے دغا کرکے جگت سنگھ کو قید کرلیا۔ اور اوس کے ہمراہیون کو مار ڈالا۔ خیریت ہوگئی کہ اس واقعہ کے تھوڑے ہی دنون کے بعد۔ قتلو خان خود مرگیا۔ وہ نہ مرتا تو خدا جانے اور کیا کرتا۔ قتلو خان کے لڑکے کمسن تھے۔ اوسکا وزیر خواجہ عیسیٰ بڑا عاقل اور دور اندیش تھا۔ اوس نے کمال عاقبت بینی اور مصلحت اندیشی کو مدنظر رکھکر راجہ کے مقید بیٹے جگت سنگھ کے ہمراہ قتلو خان کے بیٹون کو بسنت پور مین۔ راجہ مان سنگھ کے پاس حاضر کردیا۔ راجہ نے بیٹے کی مخلصی کو غنیمت سمجھا اوسنے قتلو خان کے بیٹون کو بڑی تعظیم اور اخلاق سے مہمان کیا۔ اون کی درخواستون کو قبول کرکے اوڑیسہ کی امارت اون کے نام پر بحال کردی۔ مگر جگرناتھ جی کا مندر اور اوسکے متعلقات اپنے خالصہ مین لیلئے۔

ہرچند یہ شرایط اکبر کو پسند نہوئے مگر اوسنے صرف راجہ کی خاطر سے قبول کرلیا۔ دو برس کے بعد جب خواجہ عیسیٰ مرگیا تو پٹھانون نے بدعہدی کرکے راجہ کے خالصہ پر قبضہ مخالفانہ کرلیا راجہ کو اسکی خبر لگی تو اوسنے اوڑیسہ کا صلحنامہ توڑ دیا۔ اور بہار کی تمام فوج کو جمع کرکے جھارکھنڈ کے راستہ سے روانہ کیا۔ سید خان حاکم بنگالہ کو لشکر لیکر دریا کے راستہ سے بُلا بھیجا غرض بہار و بنگال کی فوجین بہم ہوگئین۔ دریائے سپرنکا پر جانبین سے مقابلہ ہوا۔

پٹھانون کو شکست ہوئی - راجہ نے تعاقب کیا - سید خان تو بنگالہ واپس
آیا - مگر راجہ نے تعاقب نچھوڑا - پٹھانون نے کٹک کے راجہ
رام چند نامی کے پاس پناہ لی - یہ راجہ ابتدا سے لیکر اسوقت
تک برابر خود سر تھا راجہ نے اوسکے قلعہ کا محاصرہ کرکے اپنی
فوج کے افسرون کو سپرد کردیا اور خود جگنا تھہ جی کے درشن
کو چلا گیا - وہان سے واپس آیا تو محاصرہ کے کامون مین کوئی
ایسی کامیابی نہین دیکھی - لہذا اوسنے محاصرہ مین سختی کرنی
شروع کردی - اتنے ہی مین راجہ اور مفرور پٹھان دونون
ڈھیلے ہوگئے - آخر کار پٹھانون نے خود بھی اور راجہ کو بھی جو
بیچارہ آجتک کسی کا مطیع و فرمانبردار نہین ہوا تھا - اپنے
ساتھہ اکبر شاہ کا مطیع و فرمانبردار بنایا پھر کیا تھا - راجہ مان
سنگھہ نے رام چند سے اوڑیسہ اور کٹک دونون کے خراج کی
ادا کاری کا معاہدہ لکھوا کر مصالحت کرلی -
اوڑیسہ کے تمام امور طے کرکے راجہ مان سنگھہ بہار مین واپس
آیا - اور ان تمام امور کی اطلاع ایک سو بیس جنگی ہاتھیون
کے ہمراہ بادشاہ کے خدمت مین بھیجدی - اکبی بار وہ سید خان
سے مشکوک ہو گیا - اوسنے سید خان کو بنگال سے واپس
بلا کر وہان کی حکومت اپنے بیٹے جگت سنگھہ کو عنایت کی اور
راج محل مین جہان داؤد کررانی نے عمارتین بنوائی تھین وہین اپنی

ضرورت کیلئے محل اور قصر امیرانہ بنوائے قلعہ اور فصیل وغیرہ کی بھی مرمت پوری مضبوطی سے کردی۔
راجہ کٹک نے پٹھانون کے اغوا سے پھر شورش اوٹھائی۔ مان سنگھہ کو چار و ناچار پھر جانا ہوا۔ جب راجہ فوج لیکر پہونچگیا تو پٹھانون نے حاضر ہوکر اپنی اپنی جاگیرون پر واپس چلے جانے کی اجازت مانگی۔ راجہ نے منظور کرلی۔ کٹک کے راجہ رام چند نے بھی معافی مانگی۔ مان سنگھہ نے معاف کردیا۔ غرضکہ اوڑیسہ کے معاملات بگڑنے کو تھے مگر راجہ مان سنگھہ کی بیداری اور ہوشیاری سے بہت جلد سنبھل گئے۔ ۱۵۹۴ء مین راجہ نے سید خان کو اوسکے سابق عہدہ پر۔ سپہ سالاری صوبہ بہار۔ دیکر پٹنہ مین بھیجدیا اسی سال سلطان خسرو پیدا ہوا۔
راجہ مان سنگھہ اس تقریب کی مبارکباد کیلئے آستانہ سلطانی پر حاضر ہوا۔ بادشاہ نے غایت محبت سے صوبہ اوڑیسہ کی نام نہاد حکومت بطور اعزاز شاہزادے کو تفویض فرمائی۔ اور اوسکے حاصلات سے پانچ ہزار فوج کا خرچ نکالکر۔ باقی اوڑیسہ کا تمام محاصل شاہزادے کے نام نکالدیا۔ اور راجہ کو (جو شاہزادے کا ماموں ہوتا تھا) شاہزادے کا نائب مقرر کیا۔ اور پھر اعزاز و اکرام کیساتھہ راجہ کو بہار کیطرف رخصت کردیا ۱۵۹۹ء مین راجہ پھر آگرہ گیا۔ اسکی غیبت مین پھر پٹھانون نے

ہاتھہ پاؤن نکالے - یہ خبر پاکر اکبر نے مان سنگھہ کو فوراً بہار کی طرف بھیجدیا - راجہ پٹھانون کے سر پر پہونچگیا - عثمان خان پسر قتلو خان سے مقابلہ ہوا پٹھانون کو حسب دستور قدیم پھر شکست ہوئی بنگال وبہار کے امور درست کرکے راجہ پھر بادشاہ کیخدمت مین حاضر ہوا - ابکی بار اکبر اسکے محاسن خدمات سے ایسا خوشنود ہوا - کہ اوسنے راجہ مان سنگھہ کو ہفت ہزاری منصب عطا فرمایا اور یہ وہ منصب تھا جو آجتک کسی دوسرے امیر کو نہین ملا تھا -

بہر حال سنہ ۱۶۰۰ئہ مین راجہ بہار مین واپس ہوا اور پھر سنہ ۱۶۰۴ء تک نظم ونسق ملکی نہایت بیداری اور ہوشیاری سے انجام دیتا رہا - حقیقتاً بہار و بنگال مین جس خوش نظمی سے راجہ مان سنگھہ نے حکومت کی ویسی کسی دوسرے نے نہین -

سنہ ۱۶۰۴ء کے آخر مین راجہ مان سنگھہ اپنے موجودہ منصب حکومت بہار و بنگال واوڑیسہ سے مستعفی ہوکر آگرہ چلے گئے - ایسی عظیم الشان حکومت سے مستعفی ہونیکی بہت سی وجہین بیان کیجاتی ہین - ہمین سب سے زیادہ صحیح اور قوی یہی ہے کہ بادشاہ کی خوفناک علالت - جو حقیقتاً اوسکا مرض الموت تھا سُنکر راجہ مان سنگھہ - شاہزادہ سلیم (جہانگیر) کے خلاف - اوسکے بیٹے - اپنے بھانجے - شاہزادہ خسرو کی تخت نشینی کی کوششون

کے لئے چلا گیا تھا۔ وہان پہونچکر اوس نے وزیر سلطنت کو بھی اپنا ہمخیال بنا لیا تھا۔ مگر اتفاق وقت سے نہ راجہ کی چلی اور نہ وزیر کی۔ نظام قدرت نے اکبر کے بعد سلیم (جہانگیر) کو سلطنت دلوادی اکبر نے ۱۶۰۵ء مین انتقال کیا۔

مان سنگھ کے مستعفی ہونیکے بعد۔ اکبر نے آصف خان کو بنگال و بہار و اوڑیسہ کی حکومت عطا کی تھی مگر جہانگیر نے تخت سلطنت پر بیٹھتے ہی پھر مان سنگھ کو اوسکے قدیم منصب پر بھیجدیا۔ راجہ مان سنگھ بلا عذر چلا گیا۔ آٹھ مہینون کے بعد۔ دکن کے معاملات پیش ہوئے۔ جہانگیر نے راجہ مان سنگھ کو بہار سے بلوا کر دکن مین بھیجدیا۔ آٹھ برسون تک قریب قریب راجہ وہان کے ملکی اور فوجی امور کو نہایت خوش نظمی سے انجام دیتا رہا۔ آخر کار ۱۶۱۵ء مین کسی مہم مین مارا گیا۔

قطب الدین خان کوکلتاش

راجہ مان سنگھ کے واپس بلانیکے بعد جہانگیر نے قطب الدین خان کوکلتاش کو جو اوسکے دائی کا شوہر تھا۔ بہار بنگال اور اوڑیسہ کی حکومت عنایت فرمائی۔ یہ قطب الدین ہی تھا جسکے ذریعہ سے نور جہان (مہر النسا) کی ایسی حسن و جمال کی دیوی۔ جہانگیر کے ہاتھ لگی جسکا قصہ بہت طویل ہے۔ اور بہار کی جگہ اوسکو بنگال کی تاریخ سے پورا تعلق ہے۔ اسلئے ہم اوسکو قلمبند کرنا نہین چاہتے۔

قطب الدین کی حیات ہی مین جہانگیر نے صوبہ بہار کو بنگال سے علحدہ کرلیا تھا - اور جہانگیر قلی خان کو صوبہ بہار کی علیحدہ حکومت عنایت فرمائی تھی -

جہانگیر قلی خان

جہان گیر قلی خان بہت بڑا مدبر لائق اور متدین امیر تھا اوسکی ذاتی لیاقت استعداد و قابلیت نے اوسکو راجہ مان سنگھ کا مقابل کامل ثابت کردیا تھا ۱۵۱۶ء مین جب قطب الدین مرگیا تو جہانگیر نے - جہانگیر قلی خان کو بنگال کی حکومت عنایت فرمائی اور افضل خان کو بہار کا حاکم بنایا - مگر جہانگیر قلیخان کو بہار کی مفارقت کا ایسا صدمہ ہوا کہ وہ بنگال پہونچکر تھوڑے ہی دنون کے بعد مرگیا -

افضل خان

افضل خان کے زمانہ کا بہت بڑا واقعہ یہ ہے کہ ایک روہیلہ افغان - جو شاہزادہ خسرو کا ہم شبیہ تھا - بہار مین آیا - اور اپنے آپکو خسرو بتلایا - افضل خان اون دنون غازیپور مین تھا مصنوعی شاہزادے نے بہار کے اطراف وجوانب کے بہت سے بیکار اور پریشان روزگار لوگون کو اپنی طرف ملالیا - اوراچھی خاصی جمعیت تیار کرلی - تمام زمینداروں سے خراج بھی لینا شروع کردیا -

افضل خان کو واپس آکران امور کی اطلاع ملی - تو وہ فوراً مصنوعی شہزادے سے مقابل ہوا - اوسکی جمعیت کو منتشر کر کے افضل خان نے اوسکو گرفتار کیا - اوس روہیلہ پٹھان نے اپنی شرارت اور فریب دہی کا اقرار کیا -

صوبہ بہار مین انگریزونکی آمد

افضل خان کے زمانہ حکومت کا دوسرا بہت بڑا واقعہ صوبہ بہار مین انگریزون کا آنا ہے اگرچہ چند سال پیشتر سے ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازمین - تجارت کے ذریعہ سے ہندوستان مین قیام پذیر ہو چکے تھے - مگر چونکہ اونکا قیام بمبئی اور مدراس مین تھا اسلئے اونکے اس ذکر کو ہماری تاریخ سے کوئی تعلق نہین ہے -

بہرحال افضل خان کے زمانہ حکومت مین - ایسٹ انڈیا کمپنی کے دو انگریز (ملازم) مقام بندرگاہ سورت سے انگریزی تجارت کی لئے پٹنہ مین آئے - انگریزی تجارتگاہ بمبئی کے افسرون نے ان دونون انگریزون کو مشرقی ہندوستان کے خریدنے کی غرض سے یہان بھیجا تھا - چنانچہ ۱۶۲۰ء سے ان لوگون نے بہار مین اپنا تجارتی کاروبار اور بیوپار شروع کر دیا - اور مال خریدکر کے بندرگاہ سورت مین روانہ کیا - حکومت کیطرف سے کوئی مزاحمت نہین کیگئی مگر سال بھر کے بعد - جب بہار سے بمبئی تک بار برداری کی مصارف

جوڑے گئے۔ تو اشیار خرید کردہ کی قیمت ان مصارف کے بڑھلانے سے دوگنی سہ گونی ہوگئی اسلئے منتظمان کمپنی نے صریح خسارہ دیکھکر بہار کی تجارت کا سلسلہ منقطع کردیا اور اپنے عملے پٹنہ سے واپس بلا لئے۔ افسوس ہے کہ مولف تاریخ بنگال۔ ان سب سے پہلے بہار مین آنیوالے انگریزون کے نام نہین لکھے۔

بہر حال زمانہ کی رفتار نہ کبھی ایک حالت پر رہی ہے اور نہ رہیگی خدا خدا کرکے بہار و بنگال کے نظام ملکی مین کچھ سکون پیدا ہوا تھا کہ یکایک زمانہ نے پھر کروٹ بدلی۔ جہانگیر کی صحت خراب ہوئی۔ زیادتی اور روزانہ بداحتیاطی سے اوسکے تمام اعضاے رئیسہ مین ضعف اور اضمحلال پیدا ہوگیا۔ نورجہان بیگم جو ہمیشہ شاہجہان کے خلاف۔ شہریار کی سلطنت جمانے کی فکر مین لگی رہتی تھی۔ شاہجہان کو قندہار کی مہم پر بھیجدئے جانیکے لئے جہانگیر سے اصرار کرنے لگی جہانگیر تو اوسکا بندۂ بیدام تھا۔ فوراً اوسکی تحریک پر راضی ہوگیا۔ شاہجہان کو قندہار جانیکا پروانہ دیدیا۔ شاہجہان بھی زمانہ کی چالون کو برابر غور سے دیکھ رہا تھا اوسنے باپ کے حکم سے انحراف تو کیا نہین۔ مگر اپنے قندہار جانیکے اتنے شرایط باپ سے منظور کرانے چاہے۔ گویا جہانگیر کو تمام ملکی اور فوجی کاروبار سے سبکدوش کرنا مقصود تھا۔ جہانگیر کے سمجھانے والے بھی بہت تھے اونہون نے شاہجہان کے اصلی مدعا کو

پوری تفصیل کے ساتھہ - بادشاہ کی خدمت مین دکھلادیا - جہانگیر نے اصلی مطلب سمجھکر شاہجہان پر اظہار عتاب کیا - شاہجہان اسوقت دکن مین تھا اور ہمیشہ ان امور کی دیکھہ بھال سے ہوشیار - اسکی خبر پاتے ہی دکن سے چلتا ہوا اور جھارکھنڈ کی راہ سے صوبہ اوڑیسہ مین آدھمکا - احمد بیگ جو ناظم بنگالہ کیطرف سے یہان کا نائب تھا - شاہجہان سے مقابلہ کا کوئی سامان نہ کرسکا - آخرکار وہ اپنا تمام مال و اسباب لیکر چلا گیا اور اوڑیسہ کا علاقہ شاہجہان کے لئے خالی کر گیا -

اوڑیسہ کا قرار واقعی انتظام کر کے شاہجہان نے بنگالہ کا رخ کیا - اور راستہ ہی سے تمام بیگار اور سپاہی پیشہ مغل اور افغانون کو اپنا ملازم کرلیا - غرض سب سے پہلے اوس نے بردوان کا محاصرہ کیا اور دو تین روز ون مین اوسپر قبضہ کر کے نظام ملکی مین مصروف ہوا - پرتگال کے گورنر میشل راڈ گریوز Machael Rodgues سطوت شاہجہانی سے گھبراکر حاضر دربار ہوا پرچوگیز Portugees قومین اس اطراف مین عرصہ سے تجارت کے کاروبار پھیلائے تھین پورچوگیز گورنر نے حاضر ہوکر پہلے تو فوجی امداد وغیرہ کے شاہجہان سے بہت کچھہ وعدے وعید کئے مگر پیچھے جب اوسکو لوگون نے جہانگیر کے عتاب سے ڈرایا تو وہ اپنے وعدون سے پھر گیا - شاہجہان اس سے حسب قرارداد امداد مانگتا رہا - مگر اوسنے بالکل سکوت اختیار کرلیا

اور کوئی جواب نہین دیا شاہجہان اسوقت توخموش ہو رہا۔ مگر آگے چلکر اوس نے اپنے زمانہ حکومت مین پرتگیزیون سے بد عہدی کا پورا معاوضہ لے لیا۔

بہرحال۔ جب فتح بردوان کی خبر۔ ابراہیم خان فتح جنگ موجودہ ناظم بنگالہ کو معلوم ہوئی تو وہ بہت گھبرایا۔ اسلئے کہ اوس کے پاس فوج بہت کم رہگئی تھی۔ اوسکی تین حصہ فوج چٹگانون مین مگھ قوم کے باغیون سے لڑ رہی تھی۔ اور بقیہ فوج تحصیل کے کامون مین بھی باہر نکلی ہوئی تھی مگر با این ہمہ ابراہیم نے شاہجہان سے مقابلہ کا پورا سامان کیا۔ مگر راج محل۔ موجودہ دارالامارت کو نامستحکم خیال کر کے وہ اپنی تمام جمعیت کیساتھ بتلیاگڈہی مین جو بنگال و بہار کی حد فاصل ہے۔ چلا آیا یہان کے قلعہ مین توپخانہ کا بڑا وسیع انتظام کیا۔ جنکے محافظ یوروپین قومون کے مختلف لوگ تھے اور وہ تھوڑے عرصہ سے ناظم بنگالہ کے ملازم ہو گئے تھے۔ توپخانہ کے انتظام درست کر کے گنگا کے اوس پار چلا آیا۔ اسنے شاہجہان کی راہ روک دینے کے لئے بھی پورے سامان کر دئے کوسون تک کشتیون کو دریا سے نکلوا دیا۔ گھاٹون کو بند کرا دیا پلون کو توڑوا دیا مگر افسوس جسکے لئے مقدر نے راہ کھولدی ہو اوسکے لئے ابراہیم کی کوششین کیا کر سکتی تھین شاہجہان جب یہان پہونچا تو یہ انتظام دیکھکر وہ ضرور گھبرایا۔ اوس نے ابراہیم

خان کو اپنی طرف سے ایک خط بھی لکھا جسمین اوسنے اوسکی بہت کچھ دلجوئی اور تشفی کی - اور اوسکو آیندہ بہت کچھ امید بھی دلائی - مگر ابراہیم کی عقیدت کسیطرح لغزش مین نہ آئی - اوس نے صاف صاف لفظون مین شاہجہان کو لکھ بھیجا کہ مین نے اپنی تمام عمر بادشاہ کی متابعت مین صرف کردی تھوڑی سی رہگئی ہے جسکا تمام ہوجانا اونہین کامون مین سب سے بہتر معلوم ہوتا ہے -

ایسا مایوسانہ جواب پاکر شاہجہان ابراہیم کیطرف سے تو بالکل خاموش ہوگیا - مگر دوسرے طرف سے اوسکے حصول مدعا کے لئے فتح الباب ہوگیا - دریا خان نے جو فوجی امرا مین داخل تھا اطراف بھاگلپور کے زمینداروں کو کچھ ایسا دبایا کہ اونہون نے بہت سی کشتیان شاہجہان کے لئے جمع کردین - شاہجہان اس امداد غیبی کے ذریعہ سے گنگا پار ہوگیا - ابراہیم جب اپنی فوج لیکر مقابلہ پر آیا پہلے احمد بیگ کو فوج شاہجہانی پر حملہ کرنے کا حکم دیا - احمد بیگ نے اپنی کوشش کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا - مگر افسوس کہ پسپا ہوا - پھر خاص ابراہیم کی فوج مقابل ہوئی اُسنے بھی شاہجہان کے لشکر سے مردانہ مقابلہ کیا اور معرکہ کارزار مین بذات خاص اتنی کوشش کی کہ وہ بذات خاص زخمون سے چور اور آیندہ اوٹھا خدمات سے مجبور ہوگیا - مگر تاہم اوسنے اس مرنے کی حالت مین بھی اپنی ثابت قدمی قائم رکھی - شاہجہان کی فوج مین دہنس پڑا - اور

بڑی دلیری دکھلاکر مارا گیا۔ ابراہیم کے مرتے ہی اوسکی تمام فوج
ماری گئی جو بچی وہ بھاگ گئی۔ یہ تو گنگا کے اس پار والی لڑائی کا
حال ہوا۔ تیلیا گڈھی کے محاصرہ ومقابلہ کی یہ نوبت ہوئی کہ رومی
خان نے سُرنگ لگاکر اسکے گرد وپیش کی دیوارون کو گرادیا۔ اوسکی
ہمراہی فوج نے قلعہ والون کو نکالدیا۔ بہرحال انہین دو خفیف
مقابلون مین شاہجہان کو جہانگیر کی زندگی ہی مین بنگال وبہار
واوڑیسہ کی حکومت بلامزاحمت حاصل ہوگئی۔
بنگال کے بعد شاہجہان بہار مین داخل ہوا۔ مخلص خان سے جو
شاہزادہ پرویز کیطرف سے یہان اوسکی جاگیرون کا منتظم تھا۔
کسیقدر مزاحمت کا شبہ ہوتا تھا۔ مگر وہ کچھ بھی وقت پر نہ کرسکا
اور شاہجہان کی موجودہ سطوت سے ایسا ڈرا کہ یکبارگی الہ آباد کی
طرف چلتا ہوا۔ اسلئے بہار مین تو ایک قطرہ بھی خون کا نہ گرا اور سارا
صوبہ کا صوبہ شاہجہان کے قبضہ مین آگیا۔ شاہجہان نے پٹنہ مین
شاہی عمارات وقلعہ پر قبضہ کرکے اپنی سکونت اختیار کی۔ اور
تمام زمینداران اطراف وجوار کو دربار عام مین بلواکر ہر ایک سے
اپنی اطاعت وفرمانبرداری کے قول واقرار لئے۔ اسی اثنا مین
سید مبارک قلعہ دار رہتاس نے آپ سے حاضر ہوکر قلعہ کی کنجی
شاہجہان کے دربار مین نذر گذرانی۔ حقیقتاً یہ تمام باتین شاہجہان
کی خوش اقبالی پر منحصر تھین ورنہ ان تمام حکومتون کا یون آسانی سے

ملجانا ممکن نہین تھا اوسنے اپنی تمام مستورات کو رہتاس مین بھیجدیا
شاہزادہ مرادبخش قلعہ رہتاس ہی مین پیدا ہوا - شاہجہان کی
خوش اقبالی کا زمانہ ابھی کچھہ باقی تھا - بنگال وبہار کی حکومت
پاکردہ اور جری ہوگیا - دریاخان نے جونپور اور شاہجہان نے بذات
خاص بنارس تک فتح کرلیا - مگر جب یہان سے کڑہ مانکپور کی
طرف بڑہا تو اوسکو فوج سلطانی کی آمد بماتحتی شاہزادہ پرویز و
مہابت خان علوم ہولی - یہ خبر پاکر شاہجہان رک گیا - مقام جوسی
قریب الہ آباد مین جانبین سے لڑائی ہوئی - شاہجہان کو شکست
ہوئی یہین سے اوسکی بداقبالی کا زمانہ آغاز ہوا - شاہجہان شکست
کھاکر بہار مین واپس آیا - اور رہتاس مین قیام کرکے اپنی جمعیت کو
پھر درست کرلیا - اور اوسکو لیکر پٹنہ مین چلا آیا - اور راستہ ہی سے
اپنے گورنر بنگالہ - نواب دراب خان کو مع فوج پٹنہ مین فوراً چلے
آنے کا حکمنامہ لکھا - مگر اس بے وفا نے عین وقت پر دغا کی - نہ خود
آیا نہ فوج بھیجی - شاہجہان بالکل سر آسیمہ ہوکر رہگیا - ابھی شاہجہان
اسی حالت مین تھا کہ سلطانی فوج پٹنہ مین داخل ہوگئی -
شاہجہان تو پٹنہ کو غیر محفوظ اور نامستحکم سمجھکر راج محل تک لوٹ آیا -
مگر جب مہابت خان وہان فوج لیکر پہونچا تو شاہجہان وہان بھی
اپنے قدم نہ جما سکا - اور اخر کار جس راستہ سے آیا تھا اوسی راستہ سے
پھر دکن کو چلا گیا -

بے وفائی اور محسن کشی ایسے سخت اخلاقی جرم ہین جنکا خمیازہ نہایت بُری طور سے آدمی کو اوٹھانا پڑتا ہے - شاہجہان کی واپسی کے بعد داراب خان خوش خوش پرویز کی خدمت مین حاضر ہوا اور پرویز نے بھی اوسکے خدمات و رعایات پر نظر کر کے اوسکی سفارش اور استحقاق جہانگیر کے خدمت مین لکھ بھیجے - مگر نہین معلوم کہ جہانگیر کو داراب کیطرف سے کون سی کد تھی کہ اوسنے ایک بھی نہ سنی اور آخر کار داراب کا سر کٹوا کر آگرہ مین منگوا ہی چھوڑا -

خانہ زاد خان

جب بنگال و بہار شاہجہان کے فساد سے خالی ہو گیا - تو جہانگیر نے مہابت خان کو یہان کی حکومت عنایت کی - مگر چونکہ ابھی اوسکو اپنے امور منصبی سے پوری فراغت نہین ہوئی تھی اسلئے اوسنے اپنے بیٹے خانہ زاد خان کو اپنی جگہ پر بھیجدیا -

خانہ زاد خان کی حکومت کا زمانہ ایسی خموشی مین گذرا ہے کہ اوسکے متعلق کوئی واقعہ تاریخون مین قابل اندراج پایا نہین جاتا - سوائے اسکے کہ اوسنے دو کروڑ بائیس لاکھ روپیہ بنگال و بہار سے وصول کر کے خزانہ شاہی مین یہ سمجھکر بھیجی کہ یہ ساری دولت اوسکے باپ مہابت خان کے ہاتھ لگے گی - کیونکہ اون دنون بادشاہی اوسکی تھی - جہانگیر تو فرضی شطرنج کا بادشاہ تھا - مگر اوسکی تمنائین نکلے

خلاف یہ تمام وکمال دولت دربار کے دیگر امرا او بہی اوپر اور بڑے اور مہابت خان کو ایک حبہ نہ ملا۔

جب خانہ زاد خان کو اسکی خبر ملی تو اوسکو سخت صدمہ ہوا۔ نورجہان کی مخالفت۔ شاہجہان کی مخاصمت وغیرہ کے روزانہ اخبار سُنکر اوسکی طبیعت گھبرا گئی۔ اوسنے ملازمت شاہی سے استعفا دے دیا اور دلی چلا آیا۔

مکرم خان

جہانگیر نے خانہ زاد خان کا استعفا منظور کر کے مکرم خان کو بنگال و بہار و اوڑیسہ کا حاکم و ناظم بنایا۔ مگر ایک ہی سال کے بعد مکرم خان دریا مین گر کر مر گیا۔ تو بادشاہ نے فدائی خان کو بنگال کی حکومت دی اور مرزا رستم صفوی کو تفویض فرمائی۔

مرزا رستم صفوی

یہ بزرگ سلسلہ صفویہ سے تھے۔ اور بڑے مدبر اور متدین انکے زمانہ حکومت مین جہانگیر نے انتقال کیا۔ اور تمام دعویداران سلطنت کے مقابلہ مین ناظمان قدرت نے ہندوستان کی حکمرانی کا تاج شاہجہان کے سر پر رکھدیا۔

شاہجہان نے فدائی خان کو معزول کر کے۔ قاسم خان کو بنگال کا

ناظم بنایا۔ اوسکو پرتگالیون کی بدعہدی یاد تھی۔ قاسم خان کو تعنات کر کے اون کو خارج البلد کرادیا اور اونکے تمام کاروبار کو خراب و مسمار کرادیا۔ ہمکو ان واقعات کی تفصیل اسلئے ضروری نہین ہے کہ یہ حالات بہار کی تاریخ سے کوئی تعلق نہین رکھتے۔

عظیم خان

قاسم خان نے ڈھاکہ مین سنہ ۱۶۳۴ء مین وفات پائی۔ شاہجہان نے عظیم خان کو اوسکی جگہ پر بنگال کی حکومت عنایت فرمائی۔ ہمکو اس افسر کے حالات قلمبند کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہین تھی۔ مگر چونکہ ہماری موجودہ فرمانروا قوم (انگریز) پہلے پہل اسی ناظم کے زمانہ حکومت مین اجازت سلطانی حاصل کر کے بنگال مین قیام پذیر ہوئین۔ اسلئے اپنے سلسلہ واقعات قائم رکھنے کی غرض سے۔ انکی حکومت کے واقعات سے صرف ان کے خاص حالات کا قلمبند کردینا ہمارے لئے ضروری ہے۔ مسٹر اسٹورٹ تاریخ بنگال مین لکھتے ہین کہ عظیم خان کے دوران حکومت مین ایسٹ انڈیا کمپنی کو دربار شاہجہانی سے ممالک بنگال مین کاروبار تجارت کرنے کی اجازت حسب فرمان سلطانی مورخہ ۲ فروری سنہ ۱۶۳۴ء عنایت کی گئی۔ مگر چونکہ یورپین قومون مین سے اہل پرتگال نے شاہجہان کے ساتھ بدعہدی کی تھی اسلئے

وہ تمام بیرونی قومون سے خائف اور مشکوک ہو گیا تھا۔ جیساکہ مسٹر اسٹورٹ صاحب مسٹر بروس صاحب کی کتاب انیلس او۔ ایسٹ انڈیا کمپنی Annals of East India Co کے حوالہ سے لکھتے ہین۔ کہ فرمان شاہجہانی مین یہ شرط بھی ضرور درج تھی ۔ کہ غیر قومون کے جہاز خلیج بنگال کے ساحل کے کسی اور بندرگاہ مین سوائے بندرگاہ پپلی کے نہ آنے پائین۔ بندرگاہ پپلی ضلع بالاسور مین داخل ہے۔ یہ شرط صرف اسلئے لکھی گئی تھی کہ اہل پرتگال نے گنگا مین جہاز لالاکر اور ہوگلی کے اطراف و جوانب مین اپنے اپنے آثار و اقتدار پھیلاکر۔ جو طوفان بے تمیزی اوٹھا رکھے تھے وہ سب بادشاہ کے پیش نظر تھے اور وہ پہلے سے بیدار و ہوشیار ہو چکا تھا۔

اسلام خان مشہدی

عظیم خان چند روز کے بعد اگرہ بلا لیا گیا اور اوسکی جگہ پر اسلام خان مشہدی بھیجا گیا ہمکو اس افسر کے حالات بیان کرنے کی بھی ضرورت نہین تھی۔ مگر چونکہ بھوجپور کے زمانہ بغاوت کا انسداد کسیقدر ان سے تعلق تھا۔ اسلئے ان کا ذکر کر دینا ہمارے لئے ضروری ہو گیا ہے کیفیت یہ ہے کہ مرزا رستم صفوی صوبہ دار بہار کسی ضرورت سے اگرہ چلے گئے تھے۔ بہار کی صوبہ داری خالی تھی۔ اہلکاران نظامت کام کرتے تھے۔ زمیندار بھوجپور کو یہ اچھا موقع ہاتھ لگ گیا۔

اوس نے آس پاس کے راجپوتون کو سازش مین لاکر چارونطرف
بغاوت اور بدامنی پھیلادی - اور اپنی خودسری اور خودمختاری کاڈنکا
بجادیا؛ دربار اگرہ مین جب خبر پہونچی - تو مرزا رستم صفوی کیجگہ عبداللہ
خان صوبہ دار بہار مقرر ہوکر بھیجا گیا - یہ جب تک آئین آئین - وہان
تک اسلام خان مشہدی اپنی فوج لیکر چلا آیا اسکے بعد عبداللہ خان بھی
پہونچگیا - زمیندار بھوجپور تو اپنی گڑہی مین چھپ گیا - عبداللہ خان نے
اوسیوقت بھوجپور کی گڑھی کا محاصرہ کیرلیا -

عبداللہ خان

عبداللہ خان نے اس محاصرہ مین بڑی کوشش کی - بھوجپور
کی گڑہی مستحکم ضرور تھی - اسلئے اوسکے انتظام مین ضرورت سے زاید
وقت صرف ہوگیا - مگر آخر کار عبداللہ خان نے اپنی فوج کے حملہ کیلئے
راہ پیدا ہی کرلی - اور فوج کو اندر گھسنے کا حکم عام دیدیا اب مینداا
بھوجپور کی آنکھیں کھلین - جان بخشی کی کوئی صورت نہین دیکھی -
آخر کار مایوس ہوا - اپنے تمام بال بچون کو لیکر عبداللہ خان کی
خدمت مین حاضر ہوگیا - اور اپنے گناہونکی معافی مانگ لی -:

شاہزادہ شجاع

عبداللہ خان کے بعد - شاہجہان نے ۱۰۳۹ھ مین شاہزادہ

شجاع کو بنگال کی صوبہ داری عنایت کی۔

نواب شایستہ خان

اور نواب شایستہ خان اپنے وزیر الممالک آصف خان کے بیٹے اور نور جہان بیگم کے بھتیجے کو بہار کا ناظم مقرر کیا۔ اگرچہ شاہزادہ شجاع صوبہ بنگال کا حاکم تھا مگر تاہم صوبہ بہار اوسکی حکومت کے اثر سے خالی نہین تھا۔ راج محل مین شاہزادہ نے راجہ تو ڈرمل کی بنائی ہوئی تعمیر کی تکمیل کو پورا کیا اور اوسکی آرایش اور زینت مین کافی اضافہ فرمایا۔ بنگال کے بعد اوسکی مہربانی اور قدردانی نے صوبہ بہار کیطرف توجہ کی اور ایک عرصہ تک پٹنہ مین رہکر اسکی درستی اور مرمت مین صرف کثیر کیا پٹنہ کا کہنہ اور شکستہ قلعہ بار دیگر اسیکے وقت مین بنایا گیا۔

جعفر خان

شایستہ خان آگرہ بلائے گئے۔ اونکی جگہ جعفر خان صوبہ دار بہار مقرر کئے گئے۔ انہین کے نام سے باغ جعفر خان آج تک یادگار ہے

سیف خان

جعفر خان کے بعد سیف خان کو بہار کی صوبہ داری ملی۔ انکی

یادگار ایک بہت بڑا مدرسہ تھا جسکا نام تک اب باقی نہین ہے مگر ہان جہان مدرسہ تھا وہ جگہ البتہ آجتک مدرسہ کے نام سے مشہور ہے
شاہزادہ شجاع کے دوران حکومت مین ہمکو کچھہ لکھنا ضروری ہے اور وہ انگریزون کے خاص حالات ہین - چونکہ بنگال وبہار مین انکے تمام حالات کا سلسلہ وار ترتیب دینا ہماری موجودہ تالیف کا مقصد اعلیٰ قرار پاچکا ہے - لسلئے اونکے حالات کی تفصیل ذیل مین قلمبند کیجاتی ہے -

شاہزادہ شجاع کے زمانہ مین انگریزونکے حالات

اوپر بیان ہوچکا ہے کہ افضل خان کیوقت فرمان شاہی مورخہ ۱۲ فروری ۱۶۳۴ء کے روسے ایسٹ انڈیا کمپنی کو بنگال مین صرف بندرگاہ پپلی تک جہاز لانے کی اجازت ملی - اور تجارت کیلیے تمام مملکت بنگال مین ماذون ہو گئے -
شاہجہان نے کیون اجازت دی ؟ اسکا باعث اور اسکا جواب اگرچہ ہندوستان کی تاریخ سے پورا تعلق رکھتے ہین مگر ہم اپنے ناظرین کے مزید طمینان کیلئے بطور اختصار یہان بھی لکھے دیتے ہین قصہ یہ ہوا کہ شاہجہان کی بڑی صاحبزادی - روشن آرا بیگم اتفاق سے جل گیئن اور بہت جل گیئن نواب سلیم خان کے ذریعہ سے بندرگاہ سورت کے انگریزی ڈاکٹر بروٹن صاحب جو انگریزی جہاز

ہوپ نامی پر ملازم تھے۔ بلائے گئے وہ تشریف لائے اور
شاہزادی اونہین کے علاج سے اچھی ہوگئی۔ غسل صحت کی
تقریب مین بادشاہ نے ڈاکٹر صاحب کو بڑے بڑے انعام دینے
چاہے۔ مگر اس قوم کی فدائی نے اپنی سیر چشمی اور استغنا سے اوس
گرانمایہ عطایای سلطانی پر کوئی توجہ نہ فرمائی۔ اور بادشاہ کی بارگاہ
مین عرض کی کہ انعام و اکرام کے معاوضہ مین صرف میری قوم
کو ممالک بنگال مین تجارت کرنے کی اجازت دیدی جائے۔
بادشاہ نے قبول کر لیا اور مندرجہ بالا فرمان صادر فرما دیا۔
اسکے بعد شاہزادہ شجاع کے محل مین درد پہلو کی شکایت شروع
ہوئی۔ اطبار دربار نے ہرچند تدبیر کی مفید نہوئی۔ ڈاکٹر برونٹن
صاحب اتفاق وقت سے بنگال ہی مین موجود تھے اور فرمان
مندرجہ کے عمل درآمد کی کوششین شاہزادہ شجاع کے دربار
مین کر رہے تھے۔ شاہزادہ اپنی بہن کے علاج کے حالات سُن
چکا تھا اوسنے فوراً ڈاکٹر صاحب سے اپنی بی بی کا علاج رجوع کر دیا
اور اونہین کے علاج سے شاہزادیکی بیگم کو صحت کلی ہوگئی۔
اس موقع پر بھی مسٹر برونٹن نے اپنے استغنا اور سیر چشمی کی
دوسری اعلیٰ مثال کھلا دکھلا شاہزادے کے تمام انعامات سے
انکار کر دیا۔ اور صرف اوسی فرمان شاہی کے نفاذ اور اجرا کے
لئے شجاع سے استدعا کی۔ جو ممالک بنگال مین انگریزون کو

انگریزون کو فرمان تجارت عنایت ہوا۔

تجارت کرنیکے متعلق نافذ ہو چکا تھا۔ شجاع نے نہایت مسرت سے اونکی استدعا کو قبول و منظور کر لیا۔ اور بنگال مین تجارت کرنیکی اجازت انگریزی کمپنی کو دیدی۔ مسٹر اسٹورٹ لکھتے ہین کہ اگر ڈاکٹر بروٹن صاحب اس موقع کو ہاتھ سے جانے دیتے تو پھر دربار بنگال کے عملے فعلے۔ اس فرمان شاہی کی تعمیل کو لاپروائی اور غفلت کے بستے مین ڈالدیتے اور نتیجہ یہ ہوتا کہ اونکی تمام کوششین مفت مفت بیکار چلی جاتین۔

افسوس ایسے بیش بہا قومی خدمات بجالانیکے بعد تھوڑے ہی عرصہ مین مسٹر بروٹن نے قضا کی۔ شجاع کو ڈاکٹر صاحب کے مرنے کا سخت صدمہ ہوا مگر تاہم ان کے بعد بھی شاہزادہ شجاع نے انگریزون کیساتھ اپنی خوش اخلاقی اور محاسن سلوک کے تمام برتاو اوسی طرح قایم رکھے۔

شجاع کے متعلق ہمکو اتنا ہی لکھنا تھا۔ جو اوسکی خوش اقبالی اور ذی اقتداری کے وقعات تھے۔ اب اسکی بداقبالی اور ادبار کی متعلق باپ کے وقت سے لیکر عالمگیر کی تخت نشینی تک جو کچھ اس غریب مصیبت نصیب کے سر گذرا۔ وہ سب ہندوستان کی تاریخ کے متعلق ہین یا بنگال کے واقعات ہین۔ بہار کو اون سے کوئی سروکار نہین معلوم ہوتا۔ مگر ہم بہ حیثیت مولف اتنا لکھدینے کے ضرور مجاز ہو سکتے ہین کہ شجاع کے واقعات کم و بیش ایسے اور اتنے ضرور گذرے

ہین - جن سے دنیا اور دنیا والے - روزانہ تغیرات اور تصرفات پر غور کرکے عبرت کا پورا سبق حاصل کر سکتے ہین -

بہر حال شجاع کی بداقبالی کے زمانہ مین بنگال و بہار وغیرہ کی حالت عجب کشمکش مین تھی ہمیشہ ناظم اور حاکم تبدیل ہوتے تھے - یکے ہمی رود و دیگرے ہمی آید - کا عالم ہمیشہ بنا رہتا تھا -

نواب اعتقاد خان

شجاع کی معزولی کے زمانہ مین نواب اعتقاد خان بھی چند دنون کے لئے بنگال کی حکومت پر آئے تھے - مگر چونکہ یہ عیش پسند اور آرام طلب تھے - اسلئے اونکی طبیعت نظام ملکی کی صعوبتون کو برداشت نہ کر سکی - اور وہ اپنے موجودہ تعلقات سے دست بردار ہو کر آگرہ کو واپس گئے -

عمدۃ الملک میر جملہ

شجاع کے تمام واقعات ختم ہو جانیکے بعد - میر جملہ جسکی بدولت عالمگیر کو تمام مشرقی ہندوستان کی حکومت ملی تھی - بنگال پر مامور ہوا - اسمین شک نہین کہ اسنے بنگال - بہار - کوچ بہار عالمگیر کی سلطنت کا پورہ تسلط قائم کر دیا - انکی حکومت کے زمانہ مین جو کچھ انگریزونکے حالات و واقعات گذرے وہ یہ ہین -

میر جملہ اور انگریز

شجاع کے تعاقب کے وقت میر جملہ نے انگریزی کمپنی کی شورے لدی ہوئی تجارتی کشتیاں راج محل مین رکوا دین اور ایسے ہی پٹنہ مین بھی انکی تجارت مین مداخلت کر کے سخت صدمہ پہونچایا - اسکے معاوضہ مین انگریزی کمپنی کے اہلکارون نے بھی میر جملہ کی ایک کشتی دریا مین روکدی - جب یہ خبر میر جملہ کو پہونچی تو وہ بہت خفا ہوا اور اوسنے اوسیوقت انگریزون کو دھمکی دی کہ مین تمکو اپنے مملکت کے حدود محروسہ سے باہر نکالدون گا - انگریزون نے زیادہ اصرار کو مناسب وقت نہ سمجھا معاملہ کو طول نہ دیا - نواب کی کشتی چھوڑدی اور معافی مانگ لی - نواب نے بھی مصلحت وقت سمجھکر معاف کر دیا - اور پھر اپنی بقیہ زمانہ حکومت تک انگریزون کے معاملات مین ہمیشہ لحاظ و رعایت کی برتاؤ قائم رکھے -

نواب شایستہ خان بار دیگر

میر جملہ کے بعد نواب شایستہ خان پھر بنگال و بہار کی حکومت پر مقرر کئے گئے - مگر چونکہ انکا زخم ابھی پورے طور سے اچھا نہین ہوا تھا اسلئے داؤد خان ان کی نیابت مین کام کرتے تھے ۱۶۶۴ء مین شایستہ خان نے آکر بنگال و بہار کی حکومت کا چارج لیلیا - انکی

حکومت کے زمانہ مین کوئی واقعہ ایسا نہین ہے جو بہار کی تاریخ
مین مندرج کئے جانے کی خاص ضرورت رکھتا ہو ایسٹ انڈیا
کمپنی کے ساتھ بھی اسنے کوئی خصومت نہین برتی۔ شایستہ خان نے
اپنی حکومت مین جو کچھ جدّت کی وہ اہل پرتگال کے ساتھ مخصوص
رعایت تھی۔ حالانکہ تھوڑے دن ہوئے شاہجہان نے اونکو مخالف
سلطنت سمجھکر۔ اون کو خارج البلدی کے قریب پہونچا دیا تھا۔
شایستہ خان نے اونکے ساتھ موافقت ہی نہین کرلی۔ بلکہ اونکو
اپنی ملازمت مین لے لیا اور فوجی صیغہ مین بڑے بڑے عہدے بھی
عنایت کئے۔ اوران کو بھی بنگال وبہار مین آزادی سے
تجارت کرنے کی اجازت دیدی۔

اہل پرتگال ہی کے ساتھ تنہا یہ محاسن سلوک قایم نہین رکھے گئے
بلکہ ڈینس اور اہل فرانس کے ساتھ بھی یہی رعایتین برتی گئین
اوران لوگون کو بھی ایسٹ انڈیا کمپنی کیطرح ملک مین آزادانہ
تجارت کرنیکی اجازت دیدیگئی۔ چنانچہ ان قومون نے چنسورا۔ (ہوگلی)
چندرنگر۔ بہرام پور مین اپنے اپنے تجارتی کارخانے کھولدئے۔ جو روز
بروز ترقی کرتے گئے۔ ان کے خلاف انگریزون کے کارخانے شہر
ہوگلی کے وسط مین پہلے سے کھلے ہوئے تھے۔ شہر کے باشندے
ان کارخانون کی شکایت کرتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزون کو شہر کی
سکونت ترک کرنی ہوئی۔

نوّاب فدائی خان

شائستہ خان سنہ ۱۶۶۶ء مین ۲۵ رمئی کو مستعفی ہوے اونکی جگہ نواب فدائی خان مقرر ہوئے۔ ان سے اور حاجی شفیع خان دیوان شاہی سے نہین بنی۔ آپس مین سخت فتنہ و فساد ہونیوالے تھے۔ کہ ۲۵ رمئی سنہ ۱۶۷۸ء کو فدائی خان نے انتقال کیا۔

فدائی خان کے بعد حاجی شفیع نے چارج لیا تو انگریزون سے بحساب ساڑھے تین آنہ فیصدی۔ غرض وہ رقم جو سرکار سورت مین انگریزون سے لیجاتی تھی طلب کی۔

شاہزادہ سلطان محمد اعظم

جن دنون فدائی خان بنگال مین حکومت کرتا تھا شاہزادہ سلطان محمد اعظم بہار مین حکمران تھا شاہزادے کیوقت مین بہار کے متعلق کوئی ایسا واقعہ نہین پایا جاتا جو قابل ذکر ہو۔ فدائی خان کے بعد عالمگیر نے شاہزادہ محمد اعظم کو بنگال کی حکومت سپرد کی۔ شاہزادہ کی حکومت بنگالہ کے متعلق جو بہت بڑا اور قابل ذکر واقعہ گذرا ہے۔ وہ یہ ہے کہ شاہزادے کو خزانے اور توپخانے دونون مین اضافات کی سخت ضرورت پیش آئی۔ چونکہ یوروپین قومین اوسوقت گولہ اندازی مین نہایت مشہور

معروف تھین - جو آجتک ثابت ہی اسلیئے شاہزادے نے ہوگلی اور اوسکے قرب وجوار سے انگریز ڈچ وغیرہ یوروپین قومون کے ممیزین کو اپنے دربار مین طلب فرمایا - اور اون کے کافی اعزاز واکرام فرما کر اپنا مطلب اور مدعا اون سے دہرایا - مگر دونون قومون کے افسرون نے فوجی مدد دینے سے انکار کیا - مگر انگریزی ایجنٹ نے اکیس ہزار روپیہ دیدے جسکے معاوضہ مین شاہزادہ نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو بلا محصول صوبہ بنگال مین تجارت کرنے کی اجازت دیدی اور اپنے اس فرمان کے اعلان کیضرورت سے ایک نشان خاص عنایت فرمایا - جو کسی اہل کار شاہی کے مطالبہ محصول کے وقت دکھلا کر کمپنی کے استحقاق استثنا محفوظ رکھے جاتے تھے - دیکھو سٹوورٹس میری وبنگال ص۲۳۴

نواب شائستہ خان بار دیگر

عالمگیر نے شاہزادہ محمد اعظم کو راجپوتانہ کی مہم پر بلالیا - اور اوسکی جگہ پر پھر نواب شائستہ خان کو حاکم مقرر کر کے بھیجدیا - یہ وہ زمانہ تھا کہ عالمگیر نے مخالف اسلام قومون سے جزیہ لئے جانیکا تمام ملک مین حکم عام دیدیا تھا - نواب نے بنگال مین پہونچتے ہی بڑی سختی سے اس حکم سلطانی کی تعمیل وتکمیل شروع کردی - غریب ہندون پہ ایسکے باعث جو بیتی سو بیتی - غریب یوروپین قومین بھی اس سے نہ بچ سکین پہلے تو ڈچ اور انگریز - دونون قومون نے انکار کیا - مگر پھر بڑے رد

کمپنی سے شایستہ خان کی مخالفت

وقبول کے بعدیہ طے پایا کہ ہندؤن سے جسکی آمدنی ایک ہزار روپیہ ہو چھ آنہ فیصدی وصول کیئے جاوین اور یوروپین قومون سے ساڑھے چار آنہ کے حساب سے مگر جب انگریزون نے کسیطرح روپیہ دینا قبول نہین کیا تو آخر اسپر تصفیہ ہو گیا کہ اوس رقم کے معاوضہ مین ایسٹ انڈیا کمپنی - عربی اور فارسی گھوڑے اصطبل شاہی کی ضرورت کیلیے بہم پہونچایا کرے - بہر حال اتنے امور کے عارضی طور پر طے ہو جانے پر بھی شایستہ خان نے انگریزون کے ساتھ کسی امر کو شایستہ طور پر صاف نہین رکھا - جہانتک تاریخون سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ انگریزون سے ہمیشہ مشکوک رہے - اور انگریز بھی اپنی مال اندیشی سے ہمیشہ انکے مقصود کو غور کی نگاہون سے دیکھتے اور سمجھتے رہے - یہانتک کہ روزانہ پیچیدگیون کے باعث فیمابین معاملت کیصورت دگرگون ہوتی چلی گئی - کمپنی کی تجارت اسقدر درہم وبرہم ہو گئی - کہ اونکا ایک پورا جہاز جو مال تجارت لینے آیا تھا - مال نہ لے سکا اور خالی واپس گیا اور انگریزی کمپنی اسکا کوئی انسداد یا انتظام نہ کر سکی -

نواب شایستہ خان نے ان معاملات کو کچھہ ایسا نون مرچ لگا کر لکھا کہ عالمگیر کا مزاج بھی انگریزون کیطرف سے پھر گیا - آخرکار ایسٹ انڈیا کمپنی کو سوائے ان دو باتون کے اختیار کر لینے کی حقیقتاً اور کوئی چارہ نہین رہا - یا تو بنگال وبہار سے تجارت کے

تمام کاروبار اوٹھا لئے جاوین - یا مسلح ہوکر سلطنت سے اپنے استحقاق اب منت وسماجت کی جگہ - تاب طاقت کے ذریعہ سے طلب کئے جاوین - بنگال وبہار کے امور چونکہ اسوقت انگریزی منتظمین مدراس کے ماتحتی مین دئے گئے تھے - اسلئے یہ مفصل کیفیت اونکی خدمات مین پیش کی گئی - اور وہان آپس کی مشورۃً سے یہ طے پایا کہ بادشاہ سے تجدید فرمان کے لئے استدعا کی جاوے یا کم سے کم دریاے گنگا مین بندرگاہ انجیلی مین آزادانہ طور پر قبضہ کرنے اور تجارت کرنے کی اجازت طلب کیجاوے - تاکہ نواب بنگال کی دست بُرد سے کمپنی کے امور کو آیندہ کسی دوسرے گزند کا احتمال باقی نہ رہے - مگر اس صورت مین بھی انگریزون کی کامیابی کی کوئی امید نہین تھی چونکہ ان تمام معاملات کی خبر برابر انگلینڈ مین پہونچا کرتی تھی اسلئے شاہ جیمس دوم نے کمپنی کو حکومت ہندوستان سے اپنے تمام نقصانات کے معاوضہ لینے کی اجازت دیکر مجاز کردیا - اور ابتداے سنہ ۱۶۸۶ء مین چھہ سو فوج انگریزی بماتحتی وایس ایڈمیرل نکالسن - *Mr. Nicolson Vice Admiral* بلا پہلے پہل ہندوستان کے ساحل پر اوتاری گئی اور مدراس کی فوج کی تعداد ایک ہزار تک پہونچائی گئی - ان فوجون کی خدمات کا یہ دستور العمل بنایا گیا - کہ جہاز انگریزی بندرگاہ بالاشور مین مقیم ہو - اور وہان سے چٹگانگ وغیرہ خلیج بنگال کے تمام ساحلی شہرون پر قبضہ کرلیا جاوے - اسی

غرض سے دو سو کشتیان بھی فراہم کی گئین - مسٹر نکلسن کو ہدایت کیگئی -
کہ وہ راجہ ارکان سے بخلاف حاکم بنگال مصالحت کرکے اوسکو اپنا
شریک اور معین بنالے - اور راجہ ارکان کے علاوہ اندرونی حصہ مملکت
مین بھی ہندو رئیسون اور زمیندارون سے بھی اتحاد قایم کیا جاوے
کیونکہ بوجہ جزیہ کے ہندو قومین اسلامی حکومت سے بیدل ہو رہی تھین
یہ تجویز کیا گیا تھا کہ مقامات ساحل پر قبضہ ہو جانیکے باعث نواب خود
ڈھاکہ چھوڑ دینے پر مجبور ہو جائیگا آخر کار مصلحت درپیش ہو گی - ان
شرایط پر مصالحت قبول کیجائیگی -

(۱) شہر چٹاگانگ انگریزون کو دیدیا جاوے (۲) مصارف جنگ جو کچھ
ہون وہ خزانہ نظامت بنگالہ سے انگریزون کو واپس دئے جائین -
(۳) انگریزی کمپنی اپنے خاص سکہ شہر چٹاگانگ مین ڈھالا کرے -
اور اوسکے سکّے بلامزاحمت مملکت بنگالہ مین رائج کئے جاوین -
(۴) اس مصالحت پر بادشاہ ہندوستان کے خاص ور پریسیڈنٹ
مقام سورت کے دستخط ہون گے -

مدبران انگلشیہ نے سوچا تو سب کچھ مگر کیا کچھ بھی نہین - اونکی بحری
فوج کو ہوائے مخالفت کیوجہ سے سخت نقصان پہونچا اور وہ بجائے
اسکے کہ بندرگاہ چٹاگانگ مین آئین - بندرگاہ ہوگلی مین پہونچ گئے
ادھر مدراس والی فوج بھی پہونچگئی - اگرچہ انگریزون کے موجودہ انتظام
کی ابتری سے کسی کامیابی کی کوئی امید نہین معلوم ہوتی تھی لیکن اونکی

ایکبارگی اتنی بڑی جمعیت نے نواب شایستہ خان کو متردد ضرور کر دیا اونہون نے ثالثی کے ذریعہ سے ان امور کو طے کر دئے جانیکی مستعدی دکھلائی - تا تصفیہ معاملات انگریزی فوج کو شہر مین رہنے کی اجازت دیگئی اب سینئے ٢٨ر اکتوبر ١٦٨٦ء کو انگریزی اور نوابی سپاہیون مین تکرار ہوگئی - مقابلہ کی نوبت آگئی طرفین آپسمین اولجھ گئے - انگریزونکی تعداد معلوم نہین - ہندوستانی فوج نظامت کے سپاہی ٦٠ نفر مارے گئے اور کثرت سے زخمی ہوئے - یہان یہ ہورہا تھا کہ مسٹر نکالسن نے اودھر دریا کے طرف جاکر شہر ہوگلی پر گولہ باری کر دی - اور پانچ سو گھرون کو جلاکر خاک سیاہ کر دیا - اسمین انگریزون کے تجارتی کارخانہ کی عمارت بھی شامل تھی اور بمصداق آنکہ ؎ ما از چراغ خویش در خانہ سوختیم - کمپنی کا ایک لاکھ پاونڈ کا نقصان ہوگیا - اسلئے مسٹر نکالسن کی یہ کاروائی منفعت انگیز کہان تک ہوگی بلکہ مضرت خیز ثابت ہونگی -

فوجدار ہوگلی نے گھبراکر انگریزون سے ان شرائط پر فوراً مصالحہ کر لیا کہ انگریزون کے شورے سے لدے ہوئے تجارتی جہاز بندرگاہ ہوگلی سے بلا مزاحمت وصحیح وسلامت نکال لیئے جاوین - اور تاوقتیکہ انگریزی کمپنی جدید فرمان سلطانی نہ حاصل کرے - اونکے تمام حقوق تجارتی ممالک بنگال مین اوسیطرح محفوظ سمجھے جائین - جسطرح سابق مین تسلیم کئے جاتے تھے - جانبین سے اس مصالحت پر دستخط ہوکر تمام علاقہ مین امن ہوگیا - مگر جب ان واقعات کی خبر شایستہ خان کو

بنگال مین کمپنی کے اقتدار

ہوئی تو اوس نے فوراً انگریزون کی تجارت گاہ واقع پٹنہ - مالدہ اور
قاسم بازار کی ضبطی کر لی - اور اوسیوقت ایک بڑی جرار فوج ہوگلی
سے انگریزون کو نکالدینے کے لئے بھیجدی جب ان تیاریون کی خبر
انگریزون کو ملی تو وہ مصلحت اور اپنی کمی تعداد پر خیال کر کے خود ہوگلی سے
مقام سوتانتی (جو اوسوقت کلکتہ کا ایک حصہ تھا) چلے آئے -
دوست پھر جائین تو دشمن کی شکایت کیا ہے - فرانس اور ڈچ لوگون
نے انگریزون کی پریشانی اور غیر اطمینانی سے خود منتفع ہونیکا پورا
موقع پالیا - اور نواب نے بھی اونکی سازش کو اپنے لئے مفید سمجھکر
منظور کر لیا اس وجہ سے فرانس اور ڈچ لوگون کی تجارت بنگال
و بہار مین بڑھ گئی - بخلاف ان کے انگریزون کی حالت اوسوقت
بہت نازک ہو رہی تھی - اوسوقت بہمراہی ایڈمیرل نکالسن تمام
اہل کاران کمپنی کی یہ رائے ہوئی کہ اوسوقت مقابلہ و مقاتلہ کے تمام
تجویزین اوٹھا دی جائین یا کم سے کم وقت مناسب تک موقوف
رکھی جائین - کیونکہ نہ بحری فوج مین قوت ہے اور نہ بری لشکر مین
حلاوت - بلکہ ان تجویزون کی جگہ سلطنت تیموریہ کیساتھ منت و سماجت
کے قدیم آسان اور سہل طریقے برتے جائین حقیقتاً انگریز اوسوقت
بہت مضطرب الحال ہو رہے تھے - گورمنٹ مدراس نے فوراً
دربار سلطانی مین اپنی طرف سے معذرت - عفو تقصیر اور استحکام
فرامین سابق کے لئے استدعا کر دی -

انگریزون کی اس استدعا پر عالمگیر نے کوئی ایسی توجہ نہین کی
اور اگر کی بھی تو وہ محض دفع الوقتی کہی جائے گی - کیونکہ معاہدہ ہوگئی
جو ابھی ابھی فوجدار شاہی کیطرف سے لکھا گیا تھا - مرفوع القلم
کردیا گیا اتنے مین انگریزون کو شائستہ خان کے آنیکی خبر ملی تو مسٹر
چارنارک Mr. Charnock تمام انگریزی فوج کو لیکر
سوتانتی سے جزیرہ انجیلی مین چلے گئے - یہ جزیرہ خلیج بنگال مین گنگا کے
عین القتال پر واقع ہے - اسکا مغربی حصہ ایک تنگ چشمہ کے ذریعہ
سے حصہ زمین سے جدا ہوگیا ہے اس جزیرہ کا رقبہ لمبی لمبی گھانس
اور جھاڑیون سے پوشیدہ ہے - جسمین عموماً مردم خوار جانور رہتے
ہین اور پینے کے لئے کہین بھی خوشگوار پانی نہین ملتا - اس لئے
یہ جزیرہ کبھی انسانی بودوباش کے قابل نہین کہا جا سکتا - مگر مرتا
کیا نہ کرتا - بیچارے مسٹر چارناک نے مجبور ہوکر یہین پڑاؤ ڈالدئے جہاز کو
وسط دریا مین رکھکر غنیم کی راہ روکدی - اور خود مع ہمراہیون کے
چھولداریان لگاکر جزیرہ انجیلی کی مضر صحت زمین پر بستر لگادئے
عبدالصمد خان افسر نظامت جو انکے تعاقب اور سراغ رسانی پر
تعنات یہان پہونچا تو ضرور مگر یہان کی آب ہوا صحت انسانی کے
لئے مضر اور غیر مفید پاکر ٹھہر نہ سکا - اور مخالف کو اونکی خاص حالتون پہ
چھوڑکر - جدھر سے آیا تھا اوسیطرف چلا گیا -
عبدالصمد خان کے واپس جانیکے بعد انگریزون کی جانون پر بن آئی -

وہان کی زہریلی آب و ہوا نے اون مین ایسا اثر کیا کہ تین ہی مہینہ کے عرصہ مین انگریزون کی آدھی جمعیت مر گئی جو بچ گئی وہ فوج کے ہمراہی اسپتال مین پڑے پڑے خون تھوکنے لگے ایسے نازک وقت مین نواب شایستہ خان کی خوب بن آئی اونہون نے جیسا چاہا۔ انگریزون سے دبا دبا کر لکھوا لیا۔ مسٹر چارناک نے ان تمام ضروری اور غیر ضروری شرایط کو منظور کر کے خود اور اپنے ہمراہیون کو موت کے پنجہ سے باہر نکال لیا۔

لیکن ع پل مارنے کی ہوئی جو دیری ہے سبحان اللہ شان تیری

نظام قدرت کی کسیکو خبر نہین ہوتی۔ نظام ملکی کو سب جانتے ہین۔ تھوڑے عرصہ کے بعد۔ زمانہ کا رنگ بدلا۔ نظام عالم کیا سے کیا ہو گیا۔ انگریزون کی کسی تحریک۔ عرض و معروض کی بھی ضرورت نہین ہوئی۔ خود شایستہ خان نے انگریزون کو بلا کر مصالحت کر لی جسکے رو سے وہ اپنے تمام سابق مقامات ہوگلی بنگال و بہار مین تجارت کرنیکے مجاز ہو گئے۔ اور ساڑھے تین آنہ والا ٹیکس بھی یکقلم اوٹھا دیا گیا۔ اور وہ ہوگلی سے تین کوس اور ہٹ کر مقام الوبیریا مین میگزین اور جہاز کا ڈاک یارد Dock yard بنانے کے مجاز ہو گئے۔ یہ تمام امور تو کمپنی کے حسب خواہ طے پا گئے۔ ایک امر نظامت بنگال کی مدعا کے مطابق بھی لکھا گیا۔ اور وہ یہ تھا کہ انگریزی کمپنی اپنا کوئی بحری جہاز ہوگلی یا ہوگلی کے

قریب لائے - اور اسوقت تک انگریزونکی کشتیان جو گرفتار کر لی گئی ہین وہ سب واپس دیدی جائین - یہ معاہدہ جانبین سے تحریر ہو کر مکمل ہو گیا -

ہمارے ناظرین کتاب زمانہ کے ان تغیرات کو نہایت استعجاب سے دیکھتے ہونگے اور اسکے اصلی سبب کو معلوم کرنیکے لئے نہایت بیچینی سے انتظار کرتے ہون گے - ہم اونکو انتظار کی زاید تکلیف نہین دینگے اور اپنے مفصلہ ذیل بیان مین اُس راز سربستہ کی پوری حقیقت کھولدینگے - وہ یہ ہے -

اس مصیبتناک واقعہ اور مسٹر چارناک اور اونکے ہمراہیون کی تباہی کی خبر - جو جزیرہ انجلی مین واقع ہوئی - جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے - انگلینڈ مین پہونچی اوسوقت مسٹر نکالسن بھی اپنے جہاز کی مرمت کیضرورت سے انگلینڈ مین پہونچگیا - مدبران انگلشیہ نے بنگال کیا ہندوستان کے تمام دیگر مقامات سے کاروبار تجارت اوٹھا لئے جانیکی تجویز ٹھہرالی - مگر عالمگیر نے مدراس اور بمبئی کے علاقون مین انگریزون کی مخالفت کرنیکی وجہ سے جسقدر نقصانات اوٹھائے تھے وہ ایسے نہین تھے جنپر سیاسی مصلحت کی نظر نہ ڈالی جاتی - عالمگیر نے ان مجبوریون پر غور کیا اور ان مشکلات کو سونچا تو سوائے اسکے کہ انگریزون کے ساتھ پھر اتحاد کے ضوابط قایم کئے جائین اور کوئی دوسری راہ

نہین دیکھی - اسلئے اوس نے بلاتحریک انگریزون کو پھر اون کے قدیم حقوق واپس دیدئے اور انکی نسبت تمام مملکت ہندوستانمین حکم عام دیدیا

ابراہیم خان

شایستہ خان کے بعد بنگالہ کی حکومت ابراہیم خان کو ملی - اس حکم کے مطابق ابراہیم خان نے مسٹر چارناک کو جو مدراس چلے گئے تھے خط لکھکر بنگال مین واپس بلانا چاہا - مسٹر چارناک نے جواباً لکھا کہ تاوقتیکہ شاہی فرمان جدید سابق دستور بنگال وبہار مین تجارت کرنیکے لئے نہین دیا جائیگا - ہم لوگ اپنے قدم آپکے مملکت مین نہین دھر سکتے اور نہ اپنے کاروبار شروع کرسکتے ہین کیونکہ گذشتہ زمانہ نظامت مین ہملوگون کے ساتھہ جو بدعنوانی اور بداخلاقی برتی گئی - وہ سب کو معلوم ہے - ہم سابق فرمانروایان ہند کے فرامین دکھلاتے رہے - لیکن تاہم ہمارے معروضجات پر کوئی توجہ نہین کی گئی - اور ہمارے تمامی حقوق ضبط کرلئے گئے -

یہ جواب پاکر ابراہیم خان نے پھر لکھا کہ ہم نے آپ لوگون کے جدید فرمان عطا کئے جانیکے لئے دربار شاہی مین استدعا کردی ہے - جو بہت جلد حسب دلخواہ منظور ہوکر آجاتی ہے - مگر آپ بلے خوف واندیشہ یہان آکر اپنے قدیم کاروبار تجارت شروع کردین - نظامت کیطرف سے کسی مزاحمت یا مخالفت کا کوئی شک اور شبہ نہ کرین -

اس خط کو پاکر انگریزی جماعت پھر مقام سوتانتی (قریب کلکتہ) چلی آئی اور حسب الحکم نظامت فوجدار دہلی نے نہایت گرمجوشی سے انکا استقبال کیا۔ تھوڑے عرصہ مین ابراہیم خان نے دربار دہلی سے کمپنی کے لئے فرمان جدید منگوا دیا۔ یہ فرمان سنہ ۱۶۹۲ء مین عنایت کیا گیا تھا۔ اس مین انکے سارے حقوق محفوظ رکھے گئے تھے۔ صرف ایک ہزار روپیہ سالانہ کی پیشکش کی شرط مندرج کیگئی تھی۔

غرض اس فرمان سے انگریزون کو حقوق تجارت تو ویسے کے ویسے ہی مل گئے۔ مگر گماشتگان کمپنی کی حفاظت جانی کے لئے جو مملکت کے اندرونی مقامات مین جا جا کر کاروبار تجارت کرتے تھے۔ کوئی بندوبست نہ ہوسکا۔ کیونکہ فرمان شاہی کے حاصل ہوجانے پر بھی۔ اہلکاران نظامت ملازمان کمپنی کی کوئی ہستی یا وجود نہین سمجھتے تھے اور اپنے لینے دینے کے لئے ان لوگون پر بڑا تشدد کیا کرتے تھے۔ اکثر کی جانین تلف کردیجاتی تھین۔ کمپنی نے اس ضرورت کو نہایت غور کی نگاہون سے دیکھا۔ اوران مفسدون کی روک تھام ضروری سمجھی۔ اسلئے اونھون نے سوتانتی مین مدراس وغیرہ کیطرح مضبوطی سے اپنی تجارت گاہ کا انتظام کرنا چاہا۔

ابھی انگریزون کے قدم اچھی طرح جمے بھی نہین تھے۔ کہ عالمگیر کی تغیر پذیر مزاج اور اوسکی تلون طبعی نے پھر رنگ بدلا۔ خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ بادشاہ نے پھر مخالف اسلام اور غیر قومون سے حقوق تجارت واپس

لے لئے جانے کا حکم عام دیدیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ڈچ اور فرانسیس تو بنگال سے چلتے ہوئے مگر انگریزی کمپنی ابراہیم خان کی خاص رعایت اور موافقت کی امیدون پر قایم رہگئے۔ انگریزون کا حال ابھی ایسا ہی تھا کہ ابراہیم خان کی حکومت پر زوال آگیا۔ صوبہ سنگھ نے تمام بنگال مین بلوہ اور عام فتنہ و فساد مچادیا اور رفتہ رفتہ اسقدر ترقی کی کہ قریب قریب تمام بنگال شاہی قبضہ سے نکل گیا۔ ابراہیم خان معزول ہوکر بیٹھ رہے اونکی جگہ پر شاہزادہ عظیم الشان بھیجے گئے۔

شاہزادہ عظیم الشان

چونکہ شاہزادہ معاملات دکن مین مصروف تھا۔ اس لئے عالمگیر نے زبردست خان۔ ابراہیم خان کے بیٹے کو حکومت بنگال عنایت فرمائی۔ اس جوانمرد اور دلیر نوجوان ناظم بنگال نے شاہزادے کے آنیکے قبل ہی قریب قریب تمام شاہی مقبوضات باغیونکے ہاتھہ سے نکال لئے۔ اور اپنے تمام حسن خدمات کو ۵ اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ کا مصداق ثابت کیا۔ اس فتنہ و فساد کے زمانہ مین انگریزون نے نظامت کی برابر مدد کی اور فوجدار ہوگلی کی درخواست پر اپنا تمام توپخانہ بھیجدیا۔ اسکے صلہ مین انگریزون کو مقام سوتانتی مین اپنی تجارت گاہ کی حفاظت کیلئے قلعہ بنانیکی اجازت مل گئی جو مدت سے اونکا دلی مقصود تھا۔

سنہ ۱۶۹۷ء مین شاہزادہ عظیم الشان پٹنہ مین تشریف لائے - اور پہلے بہار کے نظام ملکی درست کرکے بنگالہ مین چلے گئے - افسوس ہی کہ شاہزادے نے زبردست خان کے محاسن خدمات کی کوئی قدر نہین کی بلکہ اون کو حسد اور نفسانیت کی نگاہون سے دیکھا جس سے اس ہونہار اور لائق کار افسر ملکی کی بڑی دلشکنی ہوئی اور وہ بالکل برخاستہ خاطر ہوکر شاہزادے کی ملازمت سے علیٰحدہ ہوگیا - اُسکے ساتھ اُسکے ایکہزار رفیقون نے بھی ملازمت سلطانی ترک کردی -

باغیان بنگالہ کو خوب موقع مل گیا - زبردست خان کے جاتے ہی ان کے پاؤن نکل آئے اور اُنھون نے اپنی جماعت کیساتھ شاہزادہ کو ایکباری ایسا دبالیا اور شاہزادہ بھی انکے محض اچانک حملات سے کچھ ایسا سراسیمہ ہوگیا کہ اگر حمید خان - ایک عربی النسل فوجی افسر وقت پر نہ پہونچ جاتا - تو شاہزادہ کی خیریت نہین تھی -

بہرحال - عظیم الشان کے دوران حکومت مین جو کچھ انگریزون کے ساتھ معاملات پیش آئے - ہم اونکو ذیل مین قلمبند کرتے ہین -

بردوان کے زمانہ قیام مین ڈچ قومون کا افسر اعلیٰ حاضر ہوکر شاہزادہ کا قدمبوس ہوا - اور اوسنے اپنی استدعا مین ظاہر کیا کہ ہماری ہمسایہ یورپین قوم انگریزون سے صرف تین ہزار سالانہ کی خفیف رقم لیجاتی ہے تو پھر ہمسے ساڑھے تین آنہ فیصدی کی کثیر جمع کیون لیجاتی ہے - شاہزادہ نے کوئی جواب نہین دیا - اس امر کو زیر تجویز رکھا -

انگریزون کو بھی اسکی خبر لگی تو ان لوگون نے بھی زمانہ کی رفتار اور نیز شاہزادہ صاحب کے موجودہ اطوار سے سمجھ لیا کہ شاہزادیکی نازکدماغی دونون قومون کے ملکی دبیشی خراج کی اصلی وجہ کے دریافت تک نہین پہونچ سکتی اور شاہزادیصاحب بھی اسوقت جدھر رقم تیار پائینگے - اوسی طرف اپنی توجہ کی نظر فرمائینگے - پس ڈچ لوگون کے مقابلہ مین مالی حیثیت سے زک اوٹھانی ایسٹ-انڈیا-کمپنی کی موجودہ ذی اقتداریکے شایان نہین تھی انہین اسباب پر نظر فرماکر انگلش مدبرین نے مسٹر والش کو شاہزادے کی خدمت مین بمقابلہ ڈچ لوگون کے کوشش کرنیکے لئے بھیجا - اور اسی کے ساتھ - مقامات - سوتانتی - گوبندپور اور کلکتہ عطا کئے جانیکی لئے اور وہ اسباب کمپنی کا جو زبردست خان نے راج محل مین ضبط کرلیا تھا واپس دئے جانے کی بھی درخوست کی - اور کمپنی کو جدید نشان - علامت آزادی تجارت و معافی محصول و نیز عطائے فرمان جدید کی استدعا پیش کی - مسٹر والش اگرچہ شروع جنوری ہی مین پہونچگئے تھے مگر چونکہ شاہزادہ اور ملکی معاملات مین مصروف تھا اسلئے ماہ جولائی تک مسٹر والش نے کسی تحریک کو مناسب نہ سمجھا - جولائی کے مہینہ کے بعد ایک گرانمایہ رقم شاہزادے کے خدمت مین پیش کیگئی - جسکے وجہ سے اونکی تمام درخواستین منظور کی گیئن مگر چونکہ اس حکم پر صرف شاہزادے کے دستخط تھے اور دیوان کے دستخط نہین تھے - اسلئے زمینداران مقامات سوتانتی وغیرہ نے کمپنی کو قبضہ کرنے نہین دیا -

انگریزون کی ضرورت -

انگریزی کمپنی اور زمینداری سوتانتی کی علاقہ و گوبندپور وغیرہ کی بات ہوئی -

ابھی یہ معاملات ایسے کی ایسے ہی تھے کہ اسی اثنا مین انگریزون کی ایک نئی کمپنی بنگال مین قائم ہوئی۔ اور قدیم و جدید۔ دونون کمپنیون مین چوٹ چلنے لگی۔ تھوڑے دنون بعد انگریزون نے دیوان صاحب کے دستخط بھی حاصل کر لئے۔ اور کسی نہ کسی طرح اپنا مدعا حاصل کر لیا۔ قدیم و جدید کمپنی کی باہمی مقابلہ سے شاہزادہ کی خوب بن آئی۔ سولہ ہزار کی رقم قدیم کمپنی سے اور چودہ ہزار کی جدید سے پیشکش مین وصول کیگئی۔ خدامی دہاند خدامی دہد دیکھو اسٹوٹ تاریخ بنگال صفحہ ۳۸۷۔

چند دنون تک عظیم الشّان نظام ملکی کی ترتیب مین مصروف رہا جب فرصت ہوئی تو دریا کی راہ سے شاہزادہ بردوان مین داخل ہوا۔ یہان پہونچکر امرا نے انگریزون کی ترقی تجارت دکھلا کر شاہزادے کو بھی تجارت کا شوق دلایا۔ شاہزادے نے کمپنی سے ممالک بیرونی کے اشیار کو بکفایت خرید کر کے عام لیسی داگرون کے ہاتھ زیادہ قیمت پر بیچنے کی ترکیب نکالی۔ مگر تھوڑے دنون کے بعد اوسکے یہ کاروبار چل کر بند ہوگئے۔

اسکے بعد عظیم الشّان کو ایک سخت مشکل سے سامنا ہوا۔ اوسکی تفصیل یون ہے کہ شاہزادہ عظیم الشّان تو حاکم بنگالہ تھے اور نواب مرشد قلی خان دیوان بنگالہ شاہزادے نے ان کو صوبہ بہار کی حکومت بھی عنایت فرمائی۔ اسلئے یہ دیوانی اور نظامت صوبہ بہار

کے دونون خدمات بیکوقت انجام دیتے تھے۔ مرشد قلی خان اپنے
ذاتی کمال اور جامعیت کے اعتبار سے بہت بڑے مشہور و معروف
تھے۔ عالمگیر کے ایسا دوربین اور قیافہ شناس شخص بھی
اونکو ہمیشہ عزت اور وقعت کی نگاہون سے دیکھتا تھا۔ سوئے اتفاق
سے عظیم الشان اور مرشد قلی خان مین اُن بن ہو گئی۔
جسکی خبر بادشاہ کو بھی ملگئی۔ عالمگیر نے نہایت سختی سے شاہزادہ
کو لکھ بھیجا کہ اب اگر آیندہ مرشد قلی خان کے خلاف تمہاری
کوئی حرکت مسموع ہوئی تو تمہاری شاہزادگی کا ہرگز خیال نہین
کیا جائے گا۔

دادا کا عتاب آمیز فرمان پڑھکر عظیم الشان کے تلوون سے لگ گئی
اوس نے مرشد قلیخان کو بنگالہ کی دیوانی دیکر بہار سے دور نکال
پھینکا۔ اور خود پٹنہ چلا آیا۔ شاہزادے اور نواب کی باہمی
مخالفت کے بہت سے وجوہ بیان کیے جاتے ہین۔ مگر اصلی
باعث یہ ہے کہ نظم و نسق روزگار کے ساتھ ملکدار کو اپنے ذاتی
اقتدار و اعتبار کی حفاظت بھی ضروری ہے۔ نواب شاہزادے
کے ان اوصاف کے قایم رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔ اور
شاہزادے صاحب انہین میٹے دیتے تھے۔

بہرحال ؎ عیب جو گوئی ہنرش ہم بگو۔ بنگال مین عظیم الشان
کی عظمت جیسی کچھ ہو اوس سے ہمکو چندان سروکار نہین ہے

مگر اوسکے تشریف لانے سے پٹنہ کی شان کچھ ایسی دوبالا ہوگئی۔ کہ آج تک عظیم آباد اوسی کے نام سے مشہور ہے۔ شاہزادے نے اپنے قیام کے ایام مین پٹنہ کے قلعہ کو از سر نو مرمت کرایا اور اوسکی اندرونی عمارتون کی بھی قرار واقعی درستی کرکے اپنی مستورات کو اوسی مین رکھا۔

نواب سید حسین علیخان بہادر

شاہزادے نے اس شریف النسل اور قدیم امیر کبیر کو۔ جسنے عالمگیر کیساتھ کئی معرکون مین اپنے حسن رفاقت کے جوہر دکھلائے تھے۔ بہار کا صوبہ دار بنایا۔ انکی صوبہ داری اور شاہزادے کی عملداری کے زمانہ مین صوبہ بہار کو جیسی رونق ہوئی ویسی اور کیسو وقت مین نہین۔ خصوصاً نواب سید حسین علی خان بہادر کی رعایا اور عام طبقائے رعایا کے ساتھ۔ ہمدردی رعایات اور مروت کچھ ایسی تھین کہ تمام خلایق شاد و آباد تھی۔ اور کسی گوشہ ملکی سے کسی قسم کی کوئی شکایت نہین سُنی جاتی تھی۔ تاریخین ثابت کررہی ہین کہ جسطرح اس زمانہ مین غریبون بیکسون مظلومون اور عام مستغیثون کی دادرسی فرمائی گئی اونکے تمام حقوق کی حفاظت کیگئی ویسی کسی دوسرے ناظم یا حاکم کے زمانہ مین نہین۔

شاہزادہ عظیم الشان۔ عالمگیر کی تقلید پر بہت چلتا تھا۔ اوسنے خاص عظیم آباد مین جسقدر یادگارین اپنے بعد باقی چھوڑی ہین وہ یہ ہین کہ اوسنے شہر کی باردیگر آبادی کے وقت ہر فرقہ اور ہر گروہ کے محلے

جداگانہ بنائے۔ متصدیان دفتر شاہی کے لئے دیوان محلہ آباد کیا۔ اور امرائے فوج کے لئے لودیگڑہ بسایا۔ مغلون کے رہنے کیلئے مغلپورہ شاہزادون اور امراء کے لئے محلہ کیوان شکوہ (جواب کوّاکھوہ) آباد کیا۔ عظیم الشان کا قصد تھا۔ کہ عظیم آباد کو دوسری دلی کر دکھلائے مگر زمانہ نے ہمیشہ فرصت اور اطمینان کسکو دیا ہے۔ ۱۷۰۷ء مین عالمگیر کی بیماری کا حال معلوم ہوا۔ عظیم الشان عیادت کیلئے روانہ ہوا اور تاریخ بنگالہ کی سند کے مطابق ۸ کرور روپیہ یہان کے خزانہ سے لیکر رخصت ہوا۔ اور نواب سید حسین علیخان کو بہار مین اپنا نائب چھوڑا۔ بعد چندے عالمگیر کی رحلت ہوگئی۔ عظیم الشان کے باپ معظم شاہ نے سلطنت پائی۔ اور بہادر شاہ کا لقب اختیار کیا۔ جب بہادر شاہ نے بھی لاہور مین انتقال کیا تو عظیم الشان اور اوسکے بھائیون مین سلطنت کے لئے جھگڑا ہوا۔ عظیم الشان اس معرکہ مین ضرور کامیاب ہوتا۔ مگر بدقسمتی سے اوسکی سواری کا ہاتھی۔ عین لڑائی مین بدمست ہوکر کچھ ایسا بھاگا کہ شاہزادے کو لئے دریائے راوی مین گر پڑا اور پھر آجتک نہ شاہزادے کا نشان ملا اور نہ اوسکے ہاتھی کا پتا۔ غریب عظیم الشان کی جان یون مفت مین جاتی رہی۔ اور بادشاہ ہندوستان کہلانیکی تمنا اور ارمان دل مین بسنے کے بنے رہگئے۔

ہم اس مقتدر شاہزادے کی حالات مین اپنی طرف سے کچھ لکھنا نہین چاہتے۔ مگر ساتھ ہی اسکے۔ اسکے ذکر خیر سے اپنی کتاب کے صفحات کو

خالی چھوڑنا بھی نہین چاہتے - اس لئے ایک غیر قوم کے لائق محقق اور قابل مورخ کی اوس تحریر کو ترجمہ کرکے ذیل مین قلمبند کرتے ہین - جو اونہون نے مرحوم عظیم الشان کے حالات مین لکھی ہے - وہو ہذا
عظیم الشان نے گیارہ بارہ برس تک بنگال وبہار کی متحدہ حکومت پر انصاف واعتدال کے ساتھ حکمرانی کی - اور اوسکے یہی طرز حکومت جسوقت ہم اوسکے سابق معاصرین سے ملاتے ہین تو اوسکے یہی خصوصیات اوسکے نظام ملکی کو سب سے زیادہ پسندیدہ ثابت کرتے ہین - نہین امور پر غور کرنے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ سلسلہ تیموریہ کے سلاطین ہندوستان نے اپنی حکمرانی کا طریقہ ایسے تحمل اور آسانی کے ساتھ اختیار کیا ہے جو کبھی اون خیالون کیساتھ نہین مل سکتے - جو غیر قومون کو - تاتاری سلسلہ مین ہونیکے باعث انکے ساتھ لگے رہتے ہین - ظالم - خودمختار بادشاہ کا خطاب - اس خاندان کے کسی فرد واحد کے لئے موزون نہین ہوسکتا باوجودیکہ اورنگ زیب متعصب بھی تھا - اور اوس نے ہندو قومون کو آزار بھی پہونچایا - مگر تاہم اوسکے فطرتی ظالم ہونے مین ابتک شبہ اور کلام ہے - یہان تک کہ بھائیون کے قتل وہلاکت کو اوسکے ہموطن مورخ اوسکی ملکداری اور حفاظت خود اختیاری بتلاتے ہین - چنانچہ سفرنامہ ابی طالب خان ملتانی مین تو یہان تک کھل کھل کر لکھا پایا گیا ہے کہ سلاطین ان اقسام کے امور کیلئے ملزم اور ماخوذ نہین کئے جاسکتے (Mr. Steeds' History of India بحوالہ)

اتنا لکھکر ہم اپنے قدیم سلسلہ بیان پر آجاتے ہین۔ غرضکہ بہادر شاہ کے ایام حکومت مین نواب مرشد قلیخان ناظم بنگال اور نواب سید حسین علیخان ناظم صوبہ بہار ہے۔ ہم ان دونون لایق اور مشہور و معروف امرا ے شاہی کے مختصر حالات ذیل مین قلمبند کرتے ہین۔

نواب مرشد قلیخان بہادر

مرشد قلیخان باعتبار اصالت کے ایک برہمن زادے تھے اور نہایت مفلوک الحال۔ حاجی شفیع ایک تاجر اصفہانی نے انکو اپنی خدمت مین لیا۔ اور اپنے وطن اصفہان مین لیجاکر جو اوسوقت علوم مشرقیہ کا مرکز تھا ان کو تعلیم دلوائی۔ حاجی صاحب کے بعد ان سے اور حاجی صاحب کے بیٹون سے نہ بنی۔ مرشد قلیخان ہندوستان مین واپس آئے اور دکن کے علاقہ برار مین دیوان ہوے۔ جب عالمگیر نے برار کو فتح کیا تو اس ہونہار نوجوان کے قیافہ سے کارگذاری اور فرمانبرداری کے آثار نمایان و آشکار پاکر ان کو ان کے قدیم منصب پر بحال رکھا اور کارطلب خان کے خطاب کا اوسپر اضافہ فرمایا۔ پھر تو عالمگیر کے دہ سالہ قیام دکن کے زمانہ مین کارطلب خان نے اپنے حسن خدمات کی وہ اعلیٰ اور بیش بہا مثالین دکھلائین کہ بادشاہ بہت ہی خوش ہوا۔ اور روز بروز ان کے اعزاز و مناسب مین اضافہ فرماتا گیا۔ یہان تک کہ شاہزادے کے ساتھ۔ جیساکہ

اوپر بیان ہوا - بنگالہ وبہار کی دیوانی عطا فرمائی - اور پھر ۱۷۰۴ء مین موتمن الملک علاؤ الدولہ نواب مرشد قلی جعفر خان نثاری ناصر جنگ کا گرانمایہ خطاب عنایت فرمایا -

نواب سید حسین علیخان بہادر

یہ بزرگ ہاشمی النسل - واسطی الاصل - سید ابولفرح واسطی کے سلسلہ مین - سادات بلگرام کے ہمجد ہین - مرحوم سید ابوالفرح واسطی سلطان التمش کے وقت مین - واسط سے غزنی ہوتے ہوئے ہندوستان مین تشریف لائے - اور اوسیوقت سے وہ اور اونکی لائق اولاد دربار دہلی کے اعلے عہدون پر ہمیشہ سرفراز وممتاز رہا کیے - سید عمر صاحب اور سید عبداللہ صاحب مرحوم مین سلطنت تیموریہ کے ممتاز ارکین مین شمار ہوتے ہین سید عمر صاحب کے ملکی خدمات ایسے ہی قابل قدر گذرے ہین کہ قصبہ جانسیٹھ ضلع مظفر نگر مین انکے مقبرہ کی مرمت خاص گورمنٹ کے طرف سے کیگئی ہے -

بہرحال - اسی خاندان اعلا اور دودمان والا کے چشم وچراغ نواب سید حسین علیخان بہادر تھے - ان کے بہت جلد حالات سلسلہ بیان مین درج کیے جائینگے - ان کے خاندان مین اسوقت نواب مظفر علی خان صاحب رئیس قصبہ جانسیٹھہ موجود ہین - اپنے ضلع کے بہت بڑے - ذی اثر اور ذی اقتدار تعلقہ دار ہماری قدردان گورمنٹ بھی آجتک اونکی قدیم

وجاہت کی رتبہ شناس ہے۔ مولف کو اون سے نیاز کا شرف حاصل ہے۔ سید صاحب علمی مذاق کے بزرگ ہین۔ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے معزز ممبر ہین۔ اور آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے پیسہ فنڈ کے سکرٹری۔

نواب حسین علیخان اور فرخ سیر

بہادر شاہ کی پنجسالہ حکومت تمام ہوگیی۔ عظیم الشان کے حال مین بیان ہوچکا ہے کہ بہادر شاہ کی تینون لڑائیون مین جہاندار شاہ کی بن آئی۔ اور آخر مین یہی ہندوستان کا بادشاہ بنا یا گیا عظیم الشان کے دو بیٹے تھے۔ کریم الدین اور فرخ سیر۔ کریم الدین باپ کیساتھ لاہور کی لڑائی مین مارا گیا۔ فرخ سیر اپنے بال بچون سمیت بنگالہ مین چلا آیا۔ جہاندار شاہ کو خبر لگی تو اوسنے فرخ سیر کی طلبی مین مرشد قلیخان کو خط پر خط لکھے۔ مگر مرشد قلیخان کی لیاقت فرخ سیر کے قاتل کہلانے کی ذلت کو گوارا نہ کرسکی۔ یہان تک کہ جہاندار نے نہایت عتاب مین اسکو تاکید لکھی۔ تو مرشد قلیخان مجبور ہوا۔ ایک دن اپنی خلوت مین فرخ سیر کو بلوا بھیجا۔ اور ایک ایک کرکے جہاندار کے تمام خطوط دکھلادئے اور نہایت افسوس سے کہا کہ میری ہرگز یہ خواہش نہین ہے کہ میری وجہ سے آپکی جان ضائع جائے۔ اس لئے مصلحت وقت یہی ہے کہ آپ میرے

حدود ملک سے باہر چلے جائین - فرخ سیر آنکھین نیچی کے نواب کے کلام سنتا رہا اور کچھ نہ کہا - زمانہ کسی کا بھی نہین ہے - ابھی اسی بنگال مین فرخ سیر کے باپ عظیم الشان کی کیا شان تھی اور وہین آج اوسکے بیٹے کی کیا حالت زار - فاعتبروا یا اولی الابصار ؎ کیسکی رہی ہے جو تیری رہیگی -

بہرحال - فرخ سیر نے جیساکہ اوپر لکھا گیا ہے - مرشد قلیخان کی باتون کا کوئی جواب نہ دیا - سُنکر چلا آیا اوسکے دوسرے ہی دن بنگال سے بہار کیطرف روانہ ہوگیا - اور عظیم آباد مین داخل ہوا - جہاندار نے حسین علیخان کو بھی اسکی گرفتاری کا حکم پہلے ہی دے رکھا تھا حسین علیخان بھی شاہزادے کا داخلہ سُنکر سخت متردد ہوئے ہے - جہاندار کے حکم سلطانی کا خیال جدا تھا - اور عظیم الشان کے محاسن سلوک اور مہربانی کے خیال جدا - ابھی نواب اسی کشمکش مین تھے کہ جہاندار کو فرخ سیر کے بہار مین آجانے کی خبر لگ گئی - فوراً حسین علیخان کو تاکیدی حکمنامہ اس مضمون کا لکھا گیا کہ فرخ سیر کو گرفتار کرکے فوراً دہلی بھیجدو - ورنہ خیریت نہین ہے -

بہرحال - المامور معذور - سید صاحب فرخ سیر کے پاس گئے جہاندار کے تمام تاکیدی حکمنامے دکھلا دئے فرخ سیر تمام سے پریشان ہوکر بنگال مین آیا تھا - اور وہان سے بھی مایوس ہوکر بہار مین

چلا آرہا تھا اور آخر مین اب عظیم آبادہی اوسکی تمام تمناؤن کا مرکز تھا - کیونکہ یہ مقام اور کچھہ نہین تو اوسکے باپ کے نام سے تو موسوم و مشہور ضرور تھا - مگر افسوس اوسکی بدقسمتی نے یہان بھی اوسکو اپنے قدم جمانے نہین دئے - وہ غریب اپنی حسرت و ناکامی کی موجودہ حالت دیکھکر اسوقت اور کیا کرتا - پھوٹ پھوٹ کر اپنی محرومی - مایوسی اور بدقسمتی پر رونے لگا - اور بے اختیار ہو کر نواب حسین علیخان سے کہنے لگا کہ مین تو ہر چہار طرف سے مایوس ہو کر صرف آپکی شرافت و نجابت کے اعتماد پر یہان تک چلا آیا ہون - جب آپ بھی مجھکو اپنے آبائے طاہرین کے خلق عظیم سے مستفیض نہین فرماتے - تو اب مین اپنے ان ننھے ننھے بچون کو لیکر کہان جاؤن اور کیا کرون حقیقتاً اسوقت فرخ سیر پر ایسا ہی وقت آلگا تھا - جو کسی سے دیکھا نہین جاتا تھا - نواب حسین علیخان بہادر خود اوسکی مایوسی - عبرت اور مصیبت سے ایسا موثر ہوئے تھے کہ کوئی جواب نہین دیسکتے تھے - اسی اثنا مین اوسکی چھوٹی سی کم عمر لڑکی جسکی عمر پانچ برس سے زیادہ کی نہین تھی - خیمہ سے باہر نکل آئی اور بیساختہ نواب کی گود مین آبیٹھی اور عجیب مایوسانہ لہجے مین کہنے لگی سید صاحب! آپ خاندان رسالت سے ہین - دنیا مین آپ لوگون کے اخلاق مشہور و معروف ہین - میرے غریب - در بدر پدر کو اپنے پاس سے محروم و مایوس

نہ ٹالئے - اور ناحق دشمنون کے پنجہ عقوبت مین نہ ڈالئے ۔"
اس خرد سال لڑکی کی تقریر دلخراش کے ساتھ پس پردہ سے شاہزادے کی اور خواتین نے بھی ایسی ہی مایوسی اور حسرت کی نالہ و فریاد بلند کی اور منت وسماجت شروع کردی۔ حقیقتاً بقول صاحب سیرۃ المتاخرین یہ منظر ایسا مصیبتناک اور پراثر تھا۔ جسکے مشاہدے کی تاب نواب کسی طرح نہ لا سکے۔ اور بے اختیار ہوکر فرمانے لگے کہ " خادم کے پاس بجز اس سر کے اور کوئی چیز نہین ہے جو بادشاہ ہندوستان (جہاندارشاہ) کے مقابلہ کیوقت حاضر کرے اگر جان نثاری ہی مین مصلحت سمجھی جاتی ہے تو مین نے اپنی جان اسیوقت سے آپ کی نذر کردی ہے ۔"
یہ سُننا تھا کہ فرخ سیر کو گویا سلطنت اوسیوقت مِل گئی۔ جیسا کہ آگے چلکر ہمارے سلسلہ بیان سے ظاہر ہوگا فرخ سیر نے اپنی جگہ سے اوٹھکر نواب کی کمر سے اپنی تلوار باندھ دی حسین علی خان بہادر نے بھی ہمت مردان مدد خدا کہکر اوسیوقت سے فرخ سیر کی اعانت پر اپنی کمر ہمت باندھ لی۔

صوبہ بہار مین فرخ سیر کی تخت نشینی

حسین علیخان نے سب سے پہلے یہ کاروائی کی کہ دوسرے دن

اچھی ساعت دیکھکر فرخ سیر کی رسم تخت نشینی۔ اچھی شان و شوکت سے جیسی کہ اوسوقت میسر ہو سکی ادا کی۔ اور تمام رؤسا و امرا راجگان و زمیندار ان بہار کو حاضر دربار کرادیا۔ سب لوگون نے فرخ سیر کی اطاعت اور حکومت کو تسلیم کرلیا۔

نواب صاحب فرخ سیر کو بادشاہ بناکر اور آپ اوسکے پیشدست بنکر پٹنہ مین بیٹھے رہے۔ نواب نے ایسا نہین کیا وہ بڑے بیدارمغز اور دور اندیش امیر تھے اوسیوقت سے فوج سلطانی کے مقابلہ کی تدبیرین اون کے مدنظر تھین۔ اونہون نے اسیوقت سے اسکا کام بھی شروع کردیا تھا۔ اور اپنے بڑے بھائی قطب الملک سید عبداللہ خان صوبہ دار الہ آباد کو اپنی اس جرأت وہمت کی پوری تفصیل لکھکر دہلی کے تمام امور کا سدِ راہ بنادیا اور بھائی بھی اپنے بھائی کی رائے سے متفق ہوکر اپنے پورے سامانون کیساتھ مستعد ہو گیا۔ اور حسین علیخان نے بھی کمی خزانہ ہونے کی وجہ سے شہر کے دولتمند مہاجنون اور دیگر بیرونی ذریعون سے مصارف جنگ کی ضرورت سے بقدر ضرورت اپنے پاس سرمایہ جمع کرلیا۔ یہانتک کہ جب تک جہاندار شاہ کیطرف سے دہلی مین فرخ سیر کے مقابلہ کی تیاریان شروع ہون۔ نواب نے عظیم آباد پٹنہ مین تمام سامان درست کرلئے۔

بہرحال جانبین سے آگرہ مین مقابلہ ہوا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فرخ سیر کے

مقابلہ مین جہاندار شاہ نے شکست اوٹھائی نواب حسین علیخان نے
فتح پائی۔ سیدون کی پھر تو بن آئی۔ اور پھر ایسی کہ ع
نخیرہ ماند دران دیدۂ اولے الابصار۔ سادات کے عروج وادبار
کی تفصیل جسکو دیکھنا ہو وہ ہندوستان کی تاریخون مین دیکھ لے۔
بہرحال نواب حسین علیخان بہادر۔ صوبہ بہار سے فرخ سیر کے
ہمراہ دہلی پہونچے۔ فرخ سیر کی تخت نشینی کے مراسم یہان بھی
ادا ہوئے۔ نواب کو امیر الامراء کا گرانمایہ خطاب عنایت ہوا۔
اور وزارت وصدارت کے منصب پر بحال ہوئے تو اُنہون نے
اپنے ایک عزیز قریب سید نصرت یار خان کو اپنی طرف سے صوبہ
بہار کا ناظم بناکر بھیجدیا۔ سید صاحب اپنی سیدھی سادی روش
پہ اپنے خدمات انجام دیتے تھے کہ دربار فرخ سیری کے امرا مین
سے ایک صاحب جنکا خطاب میر جملہ تھا۔ سید صاحب کے بڑے
مخالف نکلے۔ سید حسین علیخان پر موقوف نہین۔ کل سادات
موجودۂ دربار دہلی ان سے ہوشیار ہو گئے اور ان لوگون نے
اپنی متفقہ قوت تدبیر سے میر جملہ کو صوبہ بہار کی نظامت پر
بھجوادیا۔ اور سید نصرت یار خان کو وہان سے واپس بلوالیا
غرضکہ اس حُسن تدبیر سے اس ہر وقت کے خار کو اپنے پہلو سے
نکال پھینکا۔

میر جملہ

میر جملہ کے آتے ہی صوبہ بہار مین تباہی و بربادی آگئی
تمام صوبہ بہار مین یہ عموماً دیہی - درباری - سروکاری - اور
غیر سروکاری لوگون سے جوڑ توڑ ملانے لگے - انتظام تو خاک
نہ کیا - بدنظمیون کے ڈھیر لگادئے - رفتہ رفتہ یہ نتیجہ ہوا کہ تمام
بہار مین طائف الملوکی ہوگئی - چھوٹے چھوٹے زمیندار تک
ناظم صوبہ پر چڑھ دوڑے - اور اس بزدل سے کسی ایک کے
سامنے بھی پاؤن جملے نہ گئے آخر کار بہزار ذلت و خواری
زنانی سواری مین سوار ہو کر راتون رات پٹنہ سے دہلی بھاگ
گیا - غرضکہ صوبہ مین کچھ عرصہ تک طائف الملوکی قائم رہی اور
کوئی نظم ملکی درست ہونے نہین پایا - یہانتک کہ ۱۷۲۲ء
مین سادات نے فرخ سیر کو معزول کر کے محمد شاہ کو تخت
سلطنت پر بٹھلایا - اور نواب فخر الدولہ کو جو نواب روشن الدولہ
کے چھوٹے بھائی تھے بہار کی صوبہ داری عنایت فرمائی -

نواب فخر الدولہ

نواب فخر الدولہ نے اپنے ایام حکومت مین اگرچہ صوبہ بہار کی
بالکل جڑ کاٹ دی - تمام بدنظمیون کو علاقہ سے اوٹھا دیا - مگر

تاہم اون کے نظام ظلم عام کی شکایتون سے خالی نہ رہے۔
اونہون نے اپنے جابرانہ تشدد کے خیالون مین یہ قیامت کی
کہ قصور بے قصور۔ شریف اور غیر شریف کی بھی تمیز باقی
نہین چھوڑی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے شریف اور رئیس
خاندان۔ جو حقیقتاً بالکل بیقصور تھے۔ ذرا سے شبہ پر تباہ و برباد
کردیے گئے۔ اور وہ غریب ان کے ظلم و ستم اوٹھا اوٹھا کر
جلا وطن ہو گئے۔
ہمارے ہمعصر بزرگ قوم صاحب تاریخ صوبہ بہار تحریر فرماتے
ہین کہ اس عام ایذا رسانی کے باعث۔ مرحوم سید رستم علی
صاحب ہوئے۔ جو ہمارے مؤلف ممدوح کے بزرگون مین تھے
یہ بزرگ بھی اسی عام ایذا رسانی کی بلا مین گرفتار ہوئے۔
کسی نہ کسیطرح جان بچا کر پٹنہ سے دہلی پہونچے۔ وہان
نواب صمصام الدولہ بہادر جوان کے عزیزون مین تھے۔
اون کے مہمان ہوئے۔ اور اونہین کے ذریعہ سے اپنی کیا
اپنے تمام صوبہ کی پنجہ ظلم و ستم سے رہائی کروائی۔ پادشاہ نے
فخر الدولہ کو بہار کی نظامت سے معزول کر کے نواب شجاع الدولہ
کو بنگال و بہار کی متحدہ حکومت تفویض فرمائی۔

نواب شجاع الدولہ بہادر

شجاع الدولہ کیوقت مین بنگال وبہار کے انتظام پھر اکٹھا ہونے لگے۔ شجاع الدولہ کے زمانہ حکومت مین ایسٹ انڈیا۔ کمپنی کے ساتھہ بندرگاہ ہوگلی مین۔ اہل کاران نظامت نے کچھہ بدعنوانی پیش کی۔ انگریزون کی ایک کشتی گرفتار کرلی۔ انسداد کیلئے کمپنی کے چند سپاہی بھیجے گئے۔ ان سپاہیون نے اپنی کشتی اہالیان نظامت کے قبضہ سے نکال لی۔ انگریزون کی یہ حرکت دربار مرشد آباد مین خوب نمک مرچ لگاکر لکھی گئی۔ اور شجاع الدولہ سے یہ حکم دلوادیا گیا کہ کمپنی کو ملک سے کوئی اسباب تجارتی نہ دیا جاوے۔ اسنے انگریزی تجارت مین بہت بڑے نقصان پیدا کرنے کا خوف دلایا۔ مگر انگریزون نے نواب شجاع الدولہ کو ایک معقول رقم پیشکش دیکر اور اپنی طرف سے عذرخواہی کرکے اس حکم کو فوراً منسوخ کردیا۔ اور موجودہ مفسدہ کو بہت جلد رفع دفع کردیا۔

شجاع الدولہ کون بزرگ تھے۔ ناظرین کتاب سے انکی معرفت کرادینی مولف کے لئے نہایت ضروری ہے نواب مرشد قلیخان کے جنکے نام سے مرشد آباد آجتک مشہور ہے۔ یہ داماد تھے مرشد قلیخان امرائے عالمگیری مین داخل تھے۔ شاہزادہ عظیم الشان کے زمانہ حکومت مین انکا مختصر حال اوپر بیان ہوچکا ہے شجاع الدولہ نے خود مرشد آباد مین اپنے خسر کی جگہ پر

قیام کیا اور اپنی جگہ صوبہ بہار مین اپنے ایک لائق اور حقیقتاً اپنے بہت بڑے قابل اور کارگذار عزیز و رفیق مرزا محمد علی وردیخان کو اپنا نائب مقرر کر کے بھیجا - اور بخیال مزید اشفاق دربار سلطانی سے اونکو مہابت جنگ کا خطاب بھی مع دیگر لوازمات ضروریات امارت کے دلوا دیا -

نواب مہابت جنگ

اسمین کوئی کلام نہین کہ مہابت جنگ نے بہت بڑی مہابت اور شان و شوکت سے بہار مین حکومت کی یہانتک کہ سارے علاقہ کو ایسا سہ کیا کہ پھر کسیکو سر اوٹھانے کی جرأت نہو سکی - سرکش اور غیر مطیع لوگون کو اپنی خاص حسن تدبیر سے آپس مین لڑا لڑا کر بالکل ضعیف و کمزور اور گویا زندہ در گور کر دیا - شرفا اور صاحبان علم کی بڑی توقیر کی - وہ لوگ بھی ہزار جان سے نواب کے ساتھ جان نثاری پر تیار ہو گئے عبد الکریم خان جو صوبہ بہار کے سخت ترین سرکش اور متمرد ین پٹھانون مین شمار ہوتا تھا اور جس سے تمام سابق حاکم و ناظم ڈرا کرتے تھے - نواب کے ہاتھون اپنی مفسدی کی سزا پا کر قتل کیا گیا - اسیطرح ہندو خود سر زمینداروں مین راجہ بھوجپور کا شمار ہوتا تھا - اوسکی سرکشی اور خود مختاری بھی آجتک کسی ناظم سے قرار واقعی طور پر سر

نہوئی تھی۔ مہابت جنگ نے اوسکی قوتون کو بھی توڑکر اوسکو اپنا
میطیع اور فرمانبردار بنالیا۔
صوبہ بہار کا خراج دربار سلطانی مین بہت کم جاتا تھا۔
فرخ سیر کیوقت مین سابق صوبہ دارون نے بیس لاکھ روپیہ
تک یہان کے خراج مین بھیجے تھے۔ مگر نواب مہابت جنگ نے
اپنے وقت مین دس لاکھ روپیہ کا اضافہ کرکے پورے تیس لاکھ
روپیے خزانہ عامرہ مین بھیجے۔ اس اضافہ خراج سے ملک ورعایا
کو کوئی تکلیف محسوس نہین ہوئی۔ بلکہ ملک اور رعایا و یساہی کا ویسا
مرفہ الحال بنارہا۔ اور خراج مین ایک ثلث کا اضافہ بھی ہوگیا۔
خراج ملکی مین نواب نے کوئی جدید ابواب تشخیص نہین کیئے جسکی وجہ
ملک کو کوئی تکلیف نہین ہوئی۔ شجاع الدولہ نے ۱۷۳۹ء مین
انتقال کیا۔ مہابت جنگ اور اون کے بڑے بھائی حاجی احمد
اور دیگر اراکین اور امراے مرشدآباد نے شجاع الدولہ کے بیٹے
سرفراز الدولہ کو جو مرشد قلیخان کا نواسہ تھا تخت حکومت پر
بٹھلایا۔ یہ نوجوان۔ متلون مزاج۔ حکومت و ریاست کی صلاحیت
سے بالکل خالی تھا اوسکا دربار تجربہ کار اور کار گذار امرا سے
بہت جلد خالی ہوگیا۔ اور اونکی جگہ شہر کے ناقابل اور خام
عقل والون کی بھرتی ہوگئی۔
سرفراز الدولہ مہابت جنگ سے بھی ناراض تھا اسلئے کہ مرشد

قلیخان کی یہ خواہش ضرور ہوئی تھی کہ میرے بعد میرے داماد شجاع الدولہ کی جگہ میرا نواسہ سرفراز الدولہ تخت حکومت پر بٹھلایا جاوے مگر اوسکی تجویز کو انہین مہابت جنگ اور انہین کے بڑے بھائی حاجی احمد وغیرہ نے روبراہ نہونے دیا چونکہ سرفراز الدولہ ابتدا ہی سے ان تمام امور کو جانتا تھا اسلئے اوسنے اپنے زمانہ حکومت مین ان دونون بھائیون کیطرف سے کبھی اپنے دل کو صاف نہین رکھا - اور یہ دونون بھائی بھی ہمیشہ سرفراز الدولہ کیطرف سے ہوشیار اور بیدار رہکر - اوسکے مدافعت کی فکرون مین مصروف رہے بہرحال تھوڑے دنون تک تو نواب اور مہابت جنگ مین کسی نہ کسی طرح نبھ گئی مگر جب مہابت جنگ نے بہار مین اپنے تمام انتظام درست کر لئے تو اونہون نے اپنی آزادی - خودمختاری اور سرفراز الدولہ پر فوجکشی کے پورے سامان کر دئے - ان امور مین سب سے پہلے اور بہت بڑی کاروائی جو علی وردیخان نے کی وہ یہ تھی کہ نواب اسحاق خان موتمن الدولہ کے ذریعہ سے دربار دہلی سے حکومت بہار و بنگال کی سند اپنے نام منگوالی - اور یہ تمام کاروائی ایسی رازداری اور ہوشیاری سے عمل مین لائی گئی - کہ مرشدآباد کے دربار مین کسیکو کانون کان خبر بھی نہین ہوئی جب یہ مصالح تیار ہوگئے اور سرفراز الدولہ کے شک اور شبہ بھی

حاجی احمد اور مہابت جنگ کیطرف سے بڑھ بڑھ کر مخالفت کے حدود تک پہونچ گئے تو مہابت جنگ اپنے پورے سامانون کے ساتھ پٹنہ سے مرشد آباد کیطرف چلا - مہابت جنگ صاحب شمشیر بھی تھا اور صاحب تدبیر بھی - اوسنے سرفراز الدولہ کو خوف دلانیکی جگہ اوسکو اپنی طرف سے مطمئن رکھنے کی تدبیر سے اوسکو غافل بنائے رکھنے کی ترکیب نکالی - اور اسی اصول کو اپنے حصول مطلب کا ذریعہ سمجھکر اوسنے پٹنہ سے ایک عریضہ سرفراز الدولہ کے خدمت مین لکھ بھیجا - جسکا مضمون یہ تھا -

حضور میرے اعزہ اور اقارب کا جو حضور کے زیر سایہ مرشد آباد مین پڑے ہین - کوئی خیال نہین فرماتے - بہت سے در انداز اور کثرت سے خانہ برانداز - آپ کے دربار مین ایسے ہین جو محض جھوٹی اور پا در ہوا باتین بنا کر حضور کے مزاج کو میرے اور میرے اعزہ و اقارب کیطرف سے برگشتہ کر رہے ہین - جب حضور کی ناتوجہی کی یہ کیفیت ہوگئی تو ہم خادمان دولت کو اپنے حفظان آبرو اور تحفظ جان و مال کی کیا امید ہو سکتی ہے -

فدوی علی وردی

اس خط کا کوئی جواب مرشد آباد سے نہ آیا - علی وردیخان نے بنگال کے قریب پہونچکر دوسرا خط نواب کے خدمت مین بھیجا - جس کا مضمون یہ تھا -

واقعات موجودہ اور گذشتہ کے رو سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ اون کسرشان اور ذلت کے جو حضور کے درباریون کی بدولت میرے بھائی حاجی احمد کو اوٹھانی ہوئی - وہ تو ہوئی اب نہ تنہا یہ امور اونکی ذات تک محدود رکھے جاتے ہین - بلکہ میرے تمام اعزہ اور اقارب کے ساتھ یہی طریقہ برابر قائم ہین - چونکہ اونکی حفظان آبرو وجان میرے اوپر واجب ہے - اسلیے صرف انہین امور کی اصلاح کی غرض سے خادم یہان تک پہونچا ہے - اور اسوقت تک سوا ے اطاعت وفرمانبرداری کے کوئی دوسرا خیال ہرگز ہرگز نہین رکھتا - اسلیے التجا ہے کہ میرے بھائی حاجی احمد صاحب مع اعزہ واقارب خادم کے پاس بھیجدیے جا دین -

فدوی علی وردی

بہرحال سرفراز الدولہ نے اپنے امرا و اراکین کی رائے لیکر حاجی احمد کو اون کے متعلقین سمیت مع جملہ مال واسباب کے علی وردیخان کے پاس بھیجدیا - حاجی صاحب بڑے چال کے آدمی تھے - انہون نے بھائی کے پاس پہونچکر سرفراز الدولہ کے ساتھ جیسا کچھ جوڑ پھر کا یا وہ غضب کا اثر رکھتا تھا - اوسکی کیفیت یون ہے - اونہون نے خود مطمئن ہوکر نواب کو مزید تشفی اور تسکین دینے کے خاطر سے اپنی طرف سے اس مضمون کا خط لکھ بھیجا -

مین حضور کو اس امر کا پورا الیقین دلاتا ہون - جیسا کہ مجھکو میری

اندرونی و بیرونی تحقیقات سے معلوم ہوچکا ہے کہ میرے
بھائی علی وردیخان کے دل مین کوئی بات آپکی جانب سے
سوائے اطاعت و فرمانبرداری کے نہین ہے۔ مین محض
دولت والا کی بہی خواہی کی غرض سے ملتمس ہوتا ہون
کہ چونکہ علی وردیخان اسوقت صاحب اقتدار اور ذی اختیار
ہوچکا ہے۔ اوسکی مالی اور فوجی قوت بڑھتی چلی جاتی ہے
مگر ابھی تک اوسکی یہی خواہش ہے کہ وہ حضور والا کی صرف
ملازمت کر کے اپنے چند تحفائے خدمت مین پیش کرے۔
تو ایسی حالت مین مستدعی ہون کہ اوسکی استدعا کو
مسترد فرمانا قرین مصلحت نہین ہے۔ اوسکو حاضری کی
اجازت دیجائے اور اپنی تختگاہ سے کسی مخالفانہ تیاریون
کے ساتھ ایک قدم بھی حرکت نہ کیجائے۔ خادم پر یہ امر ہر طرح
سے ثابت اور آشکار ہوچکا ہے کہ علی وردی خان کے بہت سے
مخالف ہر وقت آپکے دربار مین اوسکی خواہ مخواہ مخالفت
پر تیار رہین۔ اگر اسوقت بھی اونکی مخالفانہ مشورت پر عمل
کیا جائے گا تو مجھکو اندیشہ ہے کہ علی وردی خان اپنی جان
و آبرو کی حفاظت کے خیال سے کوئی امر آپکی شان کے
خلاف نہ کر بیٹھے۔

فدوی حاجی احمد

بہرحال جب یہ طومار دربار مین پہونچا - مگر سرفرازالدولہ حاجی احمد کی تحریر پر عامل نہوا بلکہ کھلے میدان مین علی وردیخان سے مقابل ہوا - مگر چونکہ مشیت تقدیر اسوقت سرفرازالدولہ کے خلاف واقع تھی - اسلئے وہ کامیاب نہوا - میدان جنگ مین مارا گیا اور بنگال و بہار واوڑیسہ کی مستقل حکومت علی وردیخان کو نہایت آسانی سے حاصل ہو گئی سرفرازالدولہ - متلون مزاج ہو - امارت پسند - سادہ لوح ہو - خام عقل ناتجربہ کار ہو - غرض جو ہو یا نہو سب صحیح - مگر زیادہ تر تاریخی مشاہد اوسکی صلاحیت مزاج کی شہادت دیتے ہین مسٹر اسٹورٹ نے تاریخ بنگال مین اوسکی خوش نظمی کا ایک ایسا واقعہ لکھا ہے - جو اوسکے اس وصف کو پوریطور سے ثابت کر رہا ہے وہ یہ ہے -

نواب شایستہ خان کے ایام حکومت مین اونکی خوش نظمی سے جیسی ارزانی بنگالہ مین ہوئی ویسی کسی ناظم یا حاکم کی حکومت مین نہوئی - چنانچہ شایستہ خان نے اپنے اس یادگار قایم رکھے جانیکی غرض سے ڈھاکہ مین ایک دروازہ بند کراکے اوسپر یہ معاہدہ کندہ کرا دیا کہ اسکے کھلوانے کا وہی شخص ہمارے قایمقامون مین مستحق ہوگا جو اپنے وقت مین غلہ کا نرخ میرے زمانہ حکومت سے بھی زیادہ ارزان کرے گا -

واقعی یہ بات اوسوقت سے لیکر آجتک کسی ناظم یا حاکم کے ایام حکومت مین میسر نہین ہوئی تھی -

مسٹر اسٹورٹ کا بیان ہے کہ شایستہ خان کے زمانے مین بنگال مین چاول کا نرخ فی روپیہ ۶۴۰ پونڈ تھا نواب سرفراز الدولہ کے ایام حکومت مین ۶۴۰ پاونڈ سے بھی ارزان ہو گیا - تو اس منتظم جوان سال ناظم نے نہایت مسرت اور بڑی شان و شوکت سے شایستہ خان کے بند کیے ہوئے دروازے کو کھولدیا -

بنگال بہار اور اڑیسہ مین مہابت جنگ کی حکومت

سرفراز الدولہ مرحوم کے حالات کو ختم کر کے اب ہم پھر نواب علی وردی خان مہابت جنگ کے حالات کو شروع کرتے ہین - نواب مہابت جنگ نے تخت حکومت پر بیٹھتے ہی سب سے پہلے جو کاروائی کی وہ یہ تھی کہ ایک کرور روپیہ اور سرفراز الدولہ کا تھوڑا ضبط کردہ مال محمد شاہ کے خدمت مین بھیجدیا - یہان نادر شاہ کی دست برد کے بعد محمد شاہ کے خزانے کی جو کیفیت ہو رہی تھی وہ زمانہ کو معلوم تھی اتنی رقم کثیر کے ایک بار وصول ہو جانے سے دربار دہلی کی فاقہ مستی مین تازہ زندگی پیدا ہو گئی - اور اس مین کوئی کلام نہین کہ علی وردیخان نے جو شہرت یا اقتدار و عزت اختیار کی وہ ہمیشہ انہین ارسال تحایف و مال کی بدولت - چونکہ علی وردی خان کی کوئی اولاد ذکور نہین تھی اسلیئے اونہون نے اپنے بڑے بھائی حاجی احمد کے تینون بیٹون - تین علاقون کی امارت دیدی

اور دربار سلطانی سے تینون کو خطاب بھی دلوائے۔ بڑے بھتیجے نوازش علی خان کو ہیبت جنگ اور صوبہ بہار کی صوبہ داری۔ منجھلے کو شوکت جنگ کا خطاب اور کشنگنج (پورنیہ) کی صوبہ داری۔ اور چھوٹے کو صولت جنگ کا خطاب اور اوڑیسہ کی صوبہ داری عنایت فرمائی۔ چونکہ ان تینون علاقون کو ہمارے موجودہ مدعائے تالیفی سے پورا تعلق ہے اسلئے ہم ان تینون علاقون کے جدا جدا حالات قلمبند کرتے ہین۔ مگر چونکہ ان تینون علاقون مین صوبہ بہار کو ہر طرح سے تمام علاقون پر ترجیح حاصل ہے۔ اسلئے ہم سب سے پہلے صوبہ بہار کے تمام واقعات کو اپنے سلسلہ بیان مین بیان کرینگے۔

نواب ہیبت جنگ

نواب ہیبت جنگ نے بہار کی صوبہ داری کی سند تنہا نظامت مرشد آباد ہی سے نہین پائی تھی۔ بلکہ دہلی کے دربار سلطانی سے بھی۔ نواب ہیبت جنگ کے نے عظیم آباد پہونچکر نواب ہدایت علیخان کو جو امرائے دہلی سے تھے اور اپنی جاگیر علاقہ سرس کٹھنہ مین مقیم تھے۔ اپنے پاس بلا لیا چونکہ وہ قرابت اور عزیزداری مین قریب و عزیز بھی تھے۔ اس عنایت خاص سے ہیبت جنگ نے ان کو اپنا مشیر خاص اور پیشدست مقرر کیا ہیبت جنگ ابتدائی نظام کے لیے یہ بہت اچھی تدبیر تھی۔ اگر بالاستقلال اسپر ہمیشہ عمل کیا جاتا۔ ہدایت علیخان کے ذریعے سے زمینداران

مگھیہ (ٹکاری) اور ترہت (دربھنگہ) وغیرہ بھی بسہولیت وبیم رحمت
حکومت کے مطیع اور فرمانبردار ہو گئے - ان کے علاوہ سپاہی پیشہ فغانی
قومین بھی جو اپنی عظمت واقتدار کے اعتبار سے کبھی ان زمینداروں
سے کم نہین سمجھی جاتی تھین - ہیبت جنگ کی سرکار مین ملازم ہوگئین
غرضکہ انہین خوش نظمی کے اصول سے تھوڑے ہی عرصہ مین بہار کی
ملکی - مالی - اور فوجی غرض تمام حالتین درست ہوگئین - نواب
ہدایت علیخان نے اپنے تمام اعزہ واقارب کو بلاکر ہیبت جنگ کی
سرکار مین نوکر رکھا دیا - اپنے چھوٹے بھائی سید مہدی نثار خان اور
ان کے نسبتی بھائی سید عبدالعلی خان کو افواج بہار کا سردار مقرر کیا -
عنوان نظام سے صوبہ بہار کی ملکی و مالی اور فوجی امور مین سوائے ترقی
اور اضافات کے کسی کمی یا نقص کے کوئی آثار نہین معلوم ہوتے تھے
تاریخی واقعات بتلاتے ہین کہ بہار کے نظام مین ملکی حکام کو یہان
کے راجپوت زمینداروں سے اور سپاہی پیشہ پٹھانون سے عموماً
دقتین پہونچا کرتی تھین - مگر ہیبت جنگ کی خوش اقبالی اور نواب
ہدایت علیخان صاحب کی خوش نظمی نے ان دشواریون کو رفع کر دیا -
اور دونو قومون کو اپنا مطیع و فرمانبردار بھی بنالیا اور معین و مددگار بھی -
آرہ شاہ آباد میں فساد
اوپر بیان ہوچکا ہے کہ نواب صاحب کے ذریعہ سے زمینداران مگھیہ
اور ترہت کے امور بھی طے پلے گئے - اور مشہور و معروف افغانون کے
سرگروہ رن مست خان وغیرہ بھی اطاعت کے حلقہ مین آ گئے -

غرض اسطرف کے نظام تو درست ہو گئے۔ ایک ضلع شاہ آباد (آرہ) مین بھوجپور کا تنہا راجہ اپنی خود رائی پر مستقل رہا۔ اور انہین کے دیکھا دیکھی روشن خان۔ شاہ آباد (آرہ) کا موجودہ عامل بھی بغاوت پر آمادہ ہو گیا۔ ہیبت جنگ نے اس مفسدے کی بہت جلد خبر لی۔ مہدی نثار خان سالار فوج اور رائے چنتامن داس دیوان بہار کو ہمراہ لیکر بھوجپور مین پہونچا۔ راجہ کی قرار واقعی گوشمالی کی اور اوسکو مطیع و فرمانبردار بنایا اور عظیم آباد واپس ہوا۔ روشن خان کو آرہ سے ہمراہ لیکر پٹنہ مین نمک حرامی کی جرم کے لئے قتل کرا دیا۔ اسکے بعد پھر تو صوبہ بہار مین وہ امن و امان ہوا کہ مدتون کسی فتنہ و فساد کی کوئی شکایت نہین سنی گئی۔

مرہٹے بنگال مین

سنہ ۱۷۴۱ء مین بنگالہ مین بھی مرہٹون کا سیلاب عظیم جو بہادر شاہ کے وقت سے ہندوستان کے تمام حصون مین پھیل رہا تھا۔ پہلے پہل نمودار ہوا۔ ہندوستان کی ملکی رعایا کے لئے مرہٹون کے اندرونی حملات بھی تباہی و بربادی اور عام خونریزی کے اعتبار سے کبھی اون بیرونی حملات سے محمود غزنوی۔ محمد غوری۔ تیمور۔ نادر اور درانی کے نام سے مشہور ہین۔ کم ثابت نہین ہوتے ان کی خوفناک تاخت و تاراج کا لگاتار سلسلہ سالہا سال تک اپنے ملک اور اپنی رعایا اور اپنے ہموطن قومون کو تباہ و برباد کرتا رہا۔ اسلامی سلطنت سے مخالفت کی بنا پر تو ابتدا کیگئی۔ مگر اسکی تعمیل اور جاری کرنیکے وقت مسلمان یا ہندو ہونے کی کوئی تمیز باقی نہین رکھی گئی۔

سب کے سب تلوار کے ایک ہی گھاٹ اوتار دئے گئے۔ محمود۔ نادر یا کوئی اور۔ جو ہندوستان پر چڑھ دوڑا۔ وہ ایک چمکتی ہوئی بجلی یا گرجتا ہوا بادل تھا۔ آیا خون برسایا اور چلا گیا۔ مگر بخلاف انکے مرہٹون کی تاراجی تو دبی ہوئی چنگاری تھی۔ جو مدتون تک تمام ہندوستان بھر آہستہ آہستہ سلگتی رہی۔ اور مسلمانون کے آخر زمانہ سے لیکر حکومت برطانیہ کے ابتدائی زمانہ تک ملک ورعایا کو انواع واقسام کی مصیبتون مین تباہ وبرباد کرتے رہے۔ انکے قتل عام اور تاخت وتاراجی سنہ ۱۷۰۷ء سے شروع ہوکر سنہ ۱۸۲۳ء تک برابر قایم رہی۔

بہرحال اتنا تمہیدا بیان کرکے ہم پھر اپنے سلسلہ بیان پر آجاتے ہین سنہ ۱۷۴۱ء مین رگھوجی بھونسلہ۔ ناگپور کے موجودہ راجہ نے اپنے سپہ سالار فوج بھاسکر پنڈت کو چالیس ہزار سوار کیساتھ بنگال مین بھیجا۔ پنڈت جی نے ممالک بنگال مین قدم رکھتے ہی جو جو آفتین برپا کین وہ تمام تاریخون مین مندرج ہین۔ مہابت جنگ کو اسکے مقابلہ مین۔ جن دشواریون اور تکلیفون سے سامنے ہوئے۔ وہ کچھ اُنہین کا دل جانتا ہوگا۔ میر حبیب سابق حاکم اوڑیسہ کے ملجانے سے۔ مہابت جنگ کی دشواریان اور بڑھ گئین۔ کیونکہ پنڈت جی کو میر صاحب کے خلاف شرافت برتاؤ سے بہت کچھ فائدہ ہو گیا۔ پنڈت جی گھر کا بھیدی پا کر اوڑیسہ سے لیکر بنگال تک کے تمام راستون۔ گذرگاہون کا

کیا۔ بلکہ گلی گلی اور کوچہ کوچہ کا حال دریافت کرلیا۔ کامل دو برس تک مرہٹے بنگال کے جان و مال کو برباد کرتے رہے۔ مہابت جنگ نے انواع و اقسام کی تدبیرون سے اس بلائے عظیم کو۔ اپنے ملک و رعایا کے سر سے ٹالنا چاہا۔ مقابلے پر مقابلے بھی کیے غنیم کو متعدد مقامون پر متواتر شکست بھی دی۔ مگر وہ بھی ایسے غیرت دار اور پادار تھے کہ اپنے اصرار پر ہمیشہ برقرار رہے مہابت جنگ نے یہ بھی کوشش کی کہ اور صوبہائے ہندوستان کیطرح یہ لوگ بنگالہ سے بھی چوتھ کی رقم لیکر۔ جو ان کا خاص مقصود ہے۔ چلے جائین۔ اور ممکن تھا کہ مرہٹے اسپر راضی ہو جاتے مگر میر حبیب جو مرہٹون کے ناک کے بال ہوئے تھے۔ وہ کب اون کو ایسا کرنے دیتے تھے۔ غرض اسی کشمکش و پیچ مین ملک تباہ ہوتا رہا اور رعایا برباد۔ فوج کٹتی رہی دولت لٹتی رہی جب مرہٹون کی شورش حد سے زیادہ بڑھ گئی۔ اور ہوگلی کے ایسے مشہور و معروف بندرگاہ پر ان کا تسلط ہو گیا تو مہابت جنگ کو تردد پیدا ہوا۔ اوسنے بہار سے ہیبت جنگ کو بلوایا۔ اور کمک کے لئے دہلی مین عریضہ بھجوایا۔ ادھر ہیبت جنگ بہار سے پہونچا اودھر نواب صفدر جنگ دہلی سے بہار مین داخل ہوا۔ نواب ہدایت علیخان نے نہایت اعزاز سے نواب صفدر جنگ کا استقبال کیا۔ ابھی یہ مہمان شاہی پٹنہ ہی مین تھا کہ نظام قدرت کی

تا ئید سے نجات بنگالہ کی ایک صورت خودبخود پیدا ہوگئی۔ وہ یہ ہے کہ بالاجی راو پیشوا۔ جو سیواجی کے خاص خاندان سے تھا۔ اور جسکو شاہان دہلی تک چوتھ رقم ادا کرتے تھے۔ رگھوجی بھونسلہ اور بھاسکر پنڈت کے مظالم کی خبر سُنکر مہابت جنگ کی امداد پر اس دعوے کیساتھ تیار ہوگیا کہ میرے مقابلہ مین رگھوجی کو کسی حصّہ ہندوستان سے چوتھ کی وصولی کا کوئی حق نہین ہے۔ وہ اس ارادے سے دہلی سے چلا اور بہار کے قریب پہونچگیا۔ اسکے داخلہ کی خبر بہار مین سخت تلاطم مچگیا اس گھبراہٹ کی بہت بڑی وجہ یہ تھی کہ کوئی حاکم بہار مین موجود نہین تھا ہیبت جنگ بنگال مین تھے دیوان چشامن داس مرچکے تھے۔ سوائے نواب ہدایت علیخان کے کوئی سرپرست نہین تھا۔ تمام لوگون نے انہین سے رجوع کی انہون نے گوبندجی ناٹک۔ مہاجن بنارس کے ذریعہ سے پیشوا صاحب کی خدمت مین اپنی رعایا کے خوف وہراس کے تمام حالات لکھ بھیجے پیشوا صاحب نے ان کو تسلی کا خط اور بہت سے تحفے اپنی طرف سے بھیجے۔ اور خود عظیم آباد کی راہ کو ترک کر کے زمینداران کوہ۔ اپچھہ۔ اور داؤد نگر (ضلع گیا) کے زمیندارون سے پچاس ہزار کی رقم وصول کرتا ہوا سیدھا بنگالہ کیطرف نکل گیا۔

بالاجی کے پہونچتے ہی رگھوجی بنگالہ سے چلدئے۔ اب بالاجی اور مہابت جنگ کے درمیان جو شرایط طے ہوئے وہ مفصل طور پر صوبہ اڑیسہ

کے حالات مین لکھے جاینگے۔

بہرحال بنگال کے معاملات جب خاطر خواہ انجام پا گئے تو ہیبت جنگ بہار مین واپس آئے۔ مگر ابکی باران کے خیالات نواب ہدایت علیخان کیطرف سے بدل گئے۔ ہم اوپر لکھ آئے ہین کہ ہیبت جنگ کا تسلط اور تمام انتظام ملکی کی درستی نواب صاحب کی بدولت ہوئی اور ہیبت جنگ بھی اسوقت تک ان کی عزت افزائی اور قدر فرمائی مین اپنی طرف سے کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھتے تھے مگر صفدر جنگ کو بلا اجازت پٹنہ کے قلعہ سے چند ضرب بیش قیمت توپین۔ اور ایسے ہی بعض دیگر اشیائے قیمتی کے دیدینے سے اور پھر راجہ سندر سنگھ زمیندار ٹکاری کیساتھ اخلاص نامحدود ظاہر کرنے سے ہیبت جنگ کیا مہابت جنگ کے خیالات بھی نواب سید ہدایت علیخان صاحب مرحوم کے طرف سے بدل گئے تھے۔ ان کے صاحبزادے نواب سید غلام حسین خان صاحب مرحوم نے اپنی بیش بہا تاریخ سیر المتاخرین نے اپنے والد نامدار کی خوب برأت ظاہر کی ہے اور ثابت کردیا ہے کہ اون کے والد مرحوم کے استمزاج سے یہ امر ہرگز نہین ہوا ہے بلکہ یہ خاص نواب صفدر جنگ کی خوداختیاری اور ذی اقتداری تھی۔ جیسے نواب صاحب روکتے تو تمام ملکی مصالح مفاسد سے بھر جاتے۔ اور پھر نظام بہار مین لینے کے دینے پڑجاتے۔

بہر حال۔ اس شریف النسل۔ لائق و کار کردہ افسر نے بھی ناظم بہار کا رخ بے رخ دیکھکر اپنی آبرو بچانے کی فوراً فکر کر لی۔ اور بہار مین حفظان آبرو کی صورت نہ دیکھکر فوراً دہلی کا راستہ پکڑا نواب صاحب کا دہلی تشریف لیجانا تھا کہ بہار مین انواع اقسام کے مفسدے پیدا ہونے لگے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ مین ہیبت جنگ کی تلون مزاجیون نے نواب ہدایت علیخان کی تمام خوش نظمیون کو خاک سیاہ کر ڈالا۔

پٹھانونکی شورش ہیبت جنگ کا قتل

پٹھانون کی شورش کی یہ کیفیت ہی کہ مرہٹون سے مقابلہ کیوقت مین مہابت جنگ نے اپنے جنرل فوج مصطفےٰ خان سے شاید وعدہ کر دیا تھا کہ بعد فتح مرہٹہ حکومت بہار تمکو دیدیجائیگی چونکہ مہم مرہٹہ بخیر و خوبی تمام ہو گئی اور مصطفےٰ خان سے جیسے جیسے حسن خدمات ظہور مین آئے وہ مہابت جنگ نے کیا ساری دنیا کے لوگون نے دیکھ لئے اسلئے مصطفےٰ خان نے مہابت جنگ سے ایفائے وعدہ پر اصرار کیا۔ اور نواب نے کُھلکر انکار تو کیا نہین مگر وہ تامل انکار سے بھی بدتر تھا۔ مصطفےٰ خان کو نواب کی یہ حرکت بُری معلوم ہوئی اور آخر کار ۱۷ سترہ لاکھہ روپیہ اپنی اور اپنے ہمراہی فوج کی تنخواہ مین خزانہ مرشدآباد سے وصول کر کے دہلی جانے کا قصد کیا اور مرشدآباد کی ملازمت ترک کر دی۔

مصطفیٰ خان دلی کیون جاتا - مرشد آباد سے چلکر سیدھا بہار مین پہونچگیا - جسپر مدت سے اوس کے دانت گڑے ہوئے تھے - مہابت جنگ نے ہیبت جنگ کو لکھہ بھیجا کہ مصطفیٰ خان پندرہ سولہ ہزار پٹھانون کے ساتھہ وہان جاتا ہے - تم مین اوسکے مقابلہ کی طاقت نہین ہے مقابلہ کا قصد نہ کرنا - بلکہ حاجی پور کی راہ سے اپنے اہل وعیال لیکر مرشد آباد چلے آؤ - پھر ہم تم ملکر اپنی متفقہ قوت سے اوسکی واجبی گوشمالی کردینگے - ہیبت جنگ اسوقت ترہت مین تھا - یہ خط پڑھتے ہی عظیم آباد پہونچا مجلس مشورت جمع کی - اگرچہ کثرت رائے مہابت جنگ کی ہدایتون کی تائید مین تھی - مگر خاص ہیبت جنگ اور عبد العلی خان جنرل فوج بہار نے اس غیرت کو کسی طرح گوارا نہین کیا - تھوڑے عرصہ مین پٹھانون کے برابر فوج مہیا کرکے تیار ہوگیا - مصطفیٰ خان بھی عظیم آباد مین پہونچکر باغ جعفر خان مین مقیم ہوا -

نواب ہیبت جنگ نے امرائے بہار مین سے تین بزرگوار - آقا عظیما حاجی عالم اور مولانا تاج الدین کو صفائی جانبین کے خیال اور رفع حجت کے خیال سے مصطفیٰ خان کے پاس بھیجکر یہ کہلایا کہ اگر آپ حقیقتاً میرے عم نامدار نواب مہابت جنگ سے اون کی کسی بے التفاتی اور کم توجہی کے باعث آزردہ خاطر ہوگئے ہین اور ترک ملازمت فرماکر کہین اور سلسلہ جنبانی کرنا چاہتے ہین -

تو آپکے اونکے معاملات مین اختلاف ہے ہمارے آپکے امور تو مثل سابق کے ابھی تک اوسی قدیم اخلاص واتحاد پر قایم ہین - مین آپ کو مدعو کرتا ہون جب تک آپ کا جی چاہے میرے حدود ملکی مین بطور مہمان تشریف رکھین مجھے کوئی عذر نہین - اور اگر نواب مہابت جنگ سے صفائی قلب چاہتے ہون تو مین بذات خلص ہمین بھی کوشش کرنیکے لئے موجود ہون جو صورت منظور ہو بتلائی جاوے - مین انشاء اللہ تعمیل پر مستعد ہون گا - اور اگر یہان کی تشریف آوری سے صرف بہار کی حکومت لینی مقصود ہے - تو اسمین بھی مجھے عذر نہین ہو سکتا - اگر دربار شاہی سے کوئی سند حاصل فرمائی گئی ہو تو دکھلائی جاوے - مین فوراً تمام ملک خالی کرکے آپکے حوالہ کردون گا -

مصطفے خان نے جب یہ پیام سُنکر صاف صاف لفظونمین کہلا بھیجا کہ نہ مجھکو کہین جانا ہے اور نہ مہابت جنگ سے مصالحت کرانا ہے - مجھکو صوبہ بہار کا دخل کرلینا البتہ ضروری ہے - سند کے لئے جو پوچھا جاتا ہے تو اوسکا جواب بھی ہے کہ نواب سرفراز خان سابق ناظم بنگال و بہار سے لڑنیکے وقت جو سند مہابت جنگ کے ہاتھ مین تھی - وہی سند اسوقت میرے ہاتھ مین بھی سمجھ لیجاوے -

مصطفے خان کا یہ جواب باعتبار واقعات کے بالکل غلط تھا -

کیونکہ ہمین کوئی کلام نہین کہ سرفراز خان کے مقابلہ مین مہابت جنگ کو امارت وحکومت کا کوئی حق حاصل نہین تھا۔ مگر یہ بھی بالکل صحیح اور نفس الواقع تھا کہ سرفراز خان کے مقابلہ کیوقت اور اوسکے زمانہ حیات ہی مین دہلی کے دربار شاہی سے مہابت جنگ نے سند شاہی حاصل کر لی تھی۔ اور وہ سرفراز خان کے مقابلہ کے وقت اوسکے ہاتھ مین ضرور تھی۔ مہابت جنگ تو در کنار۔ ہیبت جنگ کے ہاتھون مین بھی اسوقت سند شاہی موجود تھی کیونکہ مہابت جنگ نے اپنی طرف سے ہیبت جنگ کو بہار کی نظامت نہین دیدی تھی بلکہ دربار سلطانی سے اون کے لئے بھی سند منگوا دی تھی۔ اتنے کافی ثبوت کے بعد مصطفے خان کی سند نظامت کی طلبگاری اوسکی حیلۃ الوقتی اور مکاری کے سوا کچھ اور نہین تھی۔ بلکہ بخلاف ان کے مصطفٰے خان کے پاس البتہ سوائے سرکشی اور بغاوت کی سرٹیفکٹ کے اور کچھ بھی نہین تھا۔

بہرحال۔ اتنی گفتگو کے بعد۔ جب جانبین سے مقابلہ ہوا تو عین لڑائی کیوقت مصطفے خان کے فیلبان نے گولی کھائی اور وہ ہاتھی سے نیچے آتار ہا۔ مصطفٰے خان نے ہاتھی سے کود کر گھوڑے پر سوار ہونا چاہا۔ اسکا ہاتھی سے کودنا تھا کہ فوج نے اسکو بھی زخم خوردہ اور مردہ سمجھکر فوراً رخ بدلدیا۔

اور ادھر اودھر منتشر ہو گئی۔ ہیبت جنگ نے فتح کا نقارہ بجوا دیا۔
مصطفے خان نے چار دن کے بعد پھر مقابلہ کیا۔ ابکی بار اوسکی داہنی آنکھہ مین گولی لگی۔ زخمی ہوتے ہی عظیم آباد سے بھاگا اور نوبت پور مین مقیم ہوا۔ وہان بھی نہ ٹھہرا۔ محب علی پور پہونچا ہیبت جنگ وہان بھی پیچھے پیچھے پہونچگیا۔ اسیطرح زمانہ تک تعاقب کرتا ہوا نواب ہیبت جنگ نے مصطفے خان کو اپنے حدود ملکی سے باہر نکالدیا۔ اور واپس آیا۔

مصطفے خان بعد برسات کے پھر بہار مین چلا آیا۔ اور اودونت سنگھہ زمیندار جگدیس پور ضلع آرہ سے سازش کرکے بہار پر حملہ آور ہوا۔ مقام گرٹھنی ضلع آرہ مین جو فے الحال آرہ شہسرام لائٹ ریلوے کا اسٹیشن ہے۔ طرفین سے مقابلہ ہوا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مصطفے خان مارا گیا۔ اوسکا بیٹا مرتضے خان بھی قدم نہ جما سکا فرار ہو گیا اودونت سنگھہ بھی بھاگ گیا۔ اسطرح مصطفے خان کے تمام مفسدے سال بھر مین تمام ہو گئے۔

اب سنئے۔ اس فتنہ کے فرو ہونیکے بعد۔ رگھوجی بھونسلا جسکو اوسنے شکست عظیم آباد کے بعد اپنی کمک کیلئے بلا بھیجا تھا۔ مع اپنے رفیق میر حبیب کے پھر نمودار ہوا اور ابکی بار مقام کھڑک پور ضلع مونگیر کی راہ سے ہوتا ہوا بہار مین داخل ہوا۔ مرتضے خان اوسکا شریک اور رفیق بنگیا۔ مہابت جنگ یہ خبر پاکر فوج جرار کیساتھہ پٹنہ آیا

اور ہیبت جنگ کی فوج ہمراہ لیتا ہوا - اوّل ضلع گیا پہونچا ۔
محب علی پور سے کچھہ آگے بڑھکر جانبین مین لڑائی ہوئی - مرہٹون
نے شکست کھائی محمد جعفر خان نے جو مہابت جنگ کا بہنوئی
تھا مرہٹون کے مقابلہ مین بڑی ہمت اور دلیری دکھلائی اِس
لڑائی مین شمشیر خان وغیرہ سرداران افغان نے جو نواب کی
فوج مین ملازم تھے ۔ شرط وفاداری سے اپنے مونہ پھیر دیئے
اور محب علی پور کے معرکہ مین تو کھلکر خاموشی اور دست برداری
اختیار کر لی ۔

اسی سال سراج الدولہ کی شادی ہیبت جنگ کی لڑکی سے
کر دی گئی - اور سلطنت کیطرف سے شادی کے مصارف مین
خزانہ کے خزانہ پھونکدئے گئے - شمشیر خان کے معاملات کو مہابت
جنگ بلطائف ٹالنا چاہتا تھا - شادی کے بعد شمشیر خان کے
شدید اصرار پر مہابت جنگ نے اوسکو موقوف کر دیا - اور سات
لاکھہ روپیہ اوسکی باقی تنخواہ کے اوسکو حوالہ کر دئے - شمشیر خان
اپنے ہمراہیون کے ساتھہ مرشد آباد سے اپنی جاگیر ضلع دربھنگہ مین
چلا آیا - شمشیر خان کو ہیبت جنگ نے باجازت مہابت جنگ نوکر
رکھہ لیا - شمشیر خان دربھنگہ سے عظیم آباد تو آیا مگر روشن خان تراہی
عامل شاہ آباد آرہ کے معاملات کو آنکھون سے دیکھہ چکا تھا
اسلئے خائف ہوکر - دریا پار مقیم ہوا - اور پہلے اپنے چند اعزہ اور

افسران فوج کو نواب کے دربار مین بھیجدیا - وہ باری باری سے آتے گئے - اور دربار مین ہیبت جنگ سے ملکر رخصت ہوتے گئے وہ دن تو یون کٹا - دوسرے دن شمشیر خان کی آمد آمد ہوئی شمشیر خان نے اپنے آمد سے پہلے نواب کے پاس کہلا بھیجا تھا کہ مین آپکے مصاحبین اور رفقا سے مطمئن نہین ہون - میری ملاقات کیوقت یہ لوگ نہ موجود رہین - غریب نواب نے اپنی سادہ مزاجی اور نیک نیتی اور خوش اخلاقی سے اپنے تمام مصاحب اور رفقا کو اوسی وقت منع کردیا - سب چلے گئے اور کوئی حاضر خدمت نہ رہا ہیبت جنگ اوسوقت اپنی نو تعمیر عمارت چہل ستون جو مسجد مدرسہ کے عقب مین واقع تھی - دربار کئے بیٹھا تھا - (فی الحال یہ مقام بالکل کھدکر برابر ہوگیا ہے) صاحب سیر المتاخرین لکھتے ہین کہ اوسوقت مرلیدھر ہرکارہ - رمضانی تحویلدار - سیتارام مشرف توپخانہ - میر عبداللہ صفوی اور شاہ بندگی میر محمد عسکر خان - میر مرتضے - میر بدر الدین نواب کے پاس موجود تھے - مگر ان مین سے بہتون کے پاس ہتھیار وغیرہ نہین تھے اتنے مین شمشیر خان کے آنے کی خبر معلوم ہوئی - پہلے اوسکے بہلئے جو شمار مین ایک ہزار تھے مجرے کیلئے آئے اور رخصتی کا پان لیکر چلتے ہوئے - انکے بعد مراد شیر خان پانچ سو افغانون کے ساتھ حاضر ہوا بقول صاحب تاریخ صوبہ بہار اوسوقت

عمارت چہل ستون مین ایک اژدحام ہوگیا۔ ہر شخص نذر مین
گذرانتا تھا۔ اور مراد شیر خان ایک ایک کا نام نواب کو بتلاتا
جاتا تھا۔ نواب بار بار پوچھتے جاتے تھے کہ بھائی شمشیر خان
کب آئینگے۔ سب عرض کرتے تھے کہ ابھی حاضر ہوتے ہین۔
ہرکارے خبر لاتے تھے۔ یہان تک کہ وہ کوتوالی چبوترے تک
پہونچ گیا۔ اوسوقت باغ جعفر خان۔ پٹھانون کی قیام گاہ
سے لیکر۔ نواب کی عمارت چہل ستون تک صرف پٹھان
پٹھان ہی دکھلائی دیتے تھے اور سوائے انکا کوئی دوسرا معلوم
نہین ہوتا تھا۔ چونکہ پہلے مشورہ ہوچکا تھا کہ عبدالرشید خان
نواب کو ماریگا۔ اسلئے عبدالرشید خان شمشیر خان سے پہلے
آکر شرفیاب ملازمت ہوا اسکو جب رخصتی پان دیا گیا تو
اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ اسلئے پان گر پڑا۔ نواب صاحب نے
اپنی شرافت اور خوش اخلاقی سے کہا کہ تمہارے حصہ کا
پان زمین پر گر پڑا۔ لو یہ دوسرا پان۔ دوسرا پان دینے کے
لئے نواب نے جو ہین ہاتھ بڑھایا کہ عبدالرشید خان نے چھرے کا
ہاتھ لگایا۔ یہ عالم دیکھکر نواب نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا۔ چونکہ عبدالرشید
خان کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔ اسلئے زخم کاری نہ لگا۔ میر مرتضےٰ
اپنی تلوار سنبھالنے ہی کو تھے کہ اتنے مین مراد شیر خان نے سبقت
کرکے نواب کے شانے پر اپنے تیغ کا وہ ہاتھ لگایا کہ شانے سے
پہلو تک اوتر آیا۔ نواب تو مسند پر گر پڑے۔ میر مرتضےٰ یہ سمجھکر کہ

نواب مین ابھی جان ہوگی - اپنی جان نثاری کے جوش مین نواب پر گر پڑے - یہ دیکھکر پٹھان انپر ٹوٹ پڑے اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا - پھر ہیبت جنگ مرحوم کا سر کاٹ کر اون کے سینہ پر رکھدیا حاضرین مین میر محمد عسکر نے نواب کی تلوار اوٹھا کر پٹھانون سے مقابلہ کیا - مگر کہان ایک کہان ہزارون نتیجہ یہ ہوا کہ مارے گئے شاہنواز خان بھی جو مشاہیر عظیم آباد سے تھے - اسی ہنگامہ مین قتل ہوئے - رمضانی تحویلدار اور سیتارام بھی پٹھانون سے لڑکر حق نمک ادا کر گئے - مرلیدھر ہرکارہ بھی زخمی ہوا - مگر جان بچا کر بھاگ گیا - راجہ رام نرائن اور چند دیوانخانہ کے متصدی بھی دستبقبضہ ہوئے - اونمین سے بعض زخمی ہوکر اور بعض یونہین چلدئے - ان لوگون مین مرلیدھر کی نسبت مشہور ہے کہ وہ نواب کے جواہرات کا صندوقچہ لیکر چلتا ہوا میر عبداللہ نے اپنی شال اور کٹار دیکر پٹھانون سے اپنی جان بچائی - مگر شاہ بندگی بیچارے مارے گئے -

غرض نواب کے دربار سے لیکر شہر کے کوچہ و بازار تک قیامت کا ہنگامہ برپا ہوگیا - بے غیرت پٹھانون نے دربار اور درباریون کے لوٹنے کا قصد کیا اور اپنے ہمراہیون کیساتھ نواب کی محلسرا کا رخ کیا - سب سے پہلے حاجی احمد نواب مرحوم کے باپ کو گرفتار کر کے مقید کیا - یہ غریب سترہ اٹھارہ دن کے بعد اوسی

قید مین مر گئے۔ ان کا اندوختہ مال و متاع تقریباً ستر لاکھ روپیہ کے افغانون کے ہاتھہ آیا۔

عبد العلی خان جو نواب ہدایت علیخان کے بہنوئی تھے۔ اور نواب کے سپہ سالار فوج شیخ عبد الرسول بلگرامی کے مکان مین روپوش ہوئے تھے پکڑے گئے اور قید کئے گئے۔ شمشیر خان کا قصد تھا کہ ان کو بھی مار ڈالے مگر شاہ صادق صاحب کی سفارش سے جان بچی۔ جب نواب کا گھر مردون سے خالی ہو گیا۔ تو نامرد شمشیر خان و مراد شیر خان نے نواب مرحوم کی بی بی اور اوسکی صاحبزادی کو بے پردہ رتھہ پر سوار کر کے تمام کوچہ و بازار مین سر عام تشہیر کرایا۔ ان شہزادیون کی یہ حالت دیکھکر تمام خلایق چشم عبرت سے زار و قطار روتی تھی۔ نواب ہدایت علی خان کا مکان جو حاجی گنج مین واقع تھا۔ بختاور خان کی سفارش سے بچ گیا۔ سید مہدی نثار خوان اوسوقت زمیندار سرس کٹنہ سے لڑنے گئے تھے۔ جب اس واقعہ کی خبر اوس اطراف مین پھیل گئی تو تمام زمیندارون نے اون کو گھیر لیا۔ مگر یہ اپنی دانائی سے کسی نہ کسیطرح قلعہ رہتاس مین پہونچکر پناہ گزین ہو گئے۔ افسوس ہے کہ صاحب تاریخ باقی ماندہ ممبران خاندان نواب ہدایت علیخان کے حال نہ لکھے۔ جو خود اونہون نے سیرۃ المتاخرین مین تحریر فرمایا ہے ہم اون کی فارسی عبارت سے ترجمہ کر کے وہ تمام و کمال حال

ذیل مین قلمبند کیے دیتے ہین۔

صاحب سیرۃ المتاخرین لکھتے ہین کہ میرا مکان اور مال و متاع لوٹ سے محفوظ تو رہا۔ مگر چونکہ عظیم آباد موجودہ شورش اور فساد کے وجہ سے ایسا نہین رہا تھا۔ کہ وہان حفاظت جان و آبرو کا یقین کیا جائے۔ اسلیے وہان سے نکل جانا ہی بہتر اور مناسب تھا۔ مین نے اپنے متعلقین اور مال و متاع کے لیجانیکا قصد تو کرلیا۔ مگر ان کے لیجانے مین پٹھانون کی لوٹ مار اور نوچ کھسوٹ کا پورا شبہ لگا ہوا تھا۔ میرے اس دشواری اور مشکل مین شیخ عبدالرسول بلگرامی نے بڑی اعانت فرمائی۔ اور اونکی وجہ سے اگرچہ وہ بھی اپنے وطن بلگرام جانیکے لیے پا در رکاب بیٹھے تھے میری باربرداری اور آبداری کے تمام انتظام درست ہو گیے۔ اور مین بخیر و عافیت عظیم آباد سے چلکر اپنے مکان پر پہونچگیا۔

یہ تو اوس تھانہ [illegible] گذری نواب مرحوم کی لاش پر کیا گذری۔ پٹھانون نے نواب کا سر کاٹ کر پورب دروازے مین لٹکا دیا وہ گر کر پامال ہو گیا تھا۔ نواب مرحوم کی لاش کو سید محمد اصفہانی نے خود غسل و کفن دیکر اور سر اونکا جو کچھ بچا تھا لاش سے ملاکر بیگم پور۔ خاص زمین زرخرید نواب مرحوم مین مدفون کردیا۔

نواب مہابت جنگ اور پٹھانونکی گوشمالی

اس حادثہ جانگزا کی خبر مہابت جنگ کو مقام امانی گنج مین معلوم ہوئی - وہ مرہٹون سے مقابلہ کی تیاری کررہا تھا - اوس کے قلب پر اس خبر نے کیسا اثر کیا ہوگا - وہ ہمارے اندازہ سے بالکل باہر ہے مگر اوسنے بڑے صبر و تحمل سے کام لیا - فوراً مجلس مشورت جمع کی - اور اپنے تمام امرا و افسران ملکی سے جو کچھ عظیم آباد مین نواب مرحوم پر گذری تھی کہہ سنائی - فوج نے جان نثاری اور وفاداری کے شرائط قسمین کھائین اور اپنی بڑی پرجوشی اور مستعدی دکھلائی غرضکہ سترہ ۱۷ ہزار فوج جرار مہابت جنگ کے ہمراہ پٹنہ کیطرف روانہ ہوئی - اور نواح مونگیر مین پہونچگئی - مقابلہ سے چند روز پیشتر میر حبیب اور شمشیر خان مین ان بن ہوگئی شمشیر خان نے میر حبیب کو تا ادائے زر موعودہ زیر حراست کرلیا مرہٹون کی جمعیت جو بالکل میر حبیب کی ہدایت کے مطابق کام کرتی تھی بالکل بیکار ہوگئی - چونکہ مہابت جنگ کی بننے والی اور پٹھانون کی بگڑنے والی تھی - اسلئے میر حبیب اور شمشیر خان کی عین موقع پر مخالفت نے مہابت جنگ کو بہت کچھ نفع پہونچایا نتیجہ یہ ہوا کہ موقع پاکر مہابت جنگ نے مخالف پر حملہ کردیا پہلے ہی حملہ مین سردار خان جو نواب مرحوم کے قاتلون مین گولی کھاکر مارا گیا - اسکا مرنا تھا کہ پٹھانونکی تمام فوج مردہ ہوگئی شمشیر خان کی خاص فوج مین بھی سخت انتشار پیدا ہوگیا - حالانکہ اوسکی

فوج کو ابھی تک کوئی صدمہ یا تکلیف نہین پہونچی تھی - نواب تو اپنے خیال مین تھا ادھر مرہٹون نے اس موقع کو غنیمت پاکر نواب کا خیمہ وغیرہ لوٹنا شروع کردیا - مگر دلیر مہابت جنگ نے اسکی کوئی پروا نہین کی - اگرچہ ناتجربہ کار سراج الدولہ نے نانا سے مرہٹون کی فوری گوشمالی پر نہایت اصرار کیا مگر اوسنے نہین سنی وہ شمشیر خان کی ماتحتی ہی فوج پر حملہ کرتا رہگیا - اور حبیب بیگ نے اس گیر ودار کے خاص عالم مین شمشیر خان کو مارڈالا - اور اوسکے سر کو کاٹکر مہابت جنگ کے خدمت مین بھیجدیا یہ رنگ دیکھکر مرہٹون کی فوج بغیر گولی چلائے یا ہتھیار اوٹھائے بھاگ گی - کہان نواب کا خیمہ لٹنے جاتا تھا کہان شمشیر خان اور میر حبیب وغیرہ کی جرگاہین لٹنے لگین - مہابت جنگ خود اسوقت بذات خاص موجود تھا - شمشیر خان کے خیمون سے جہان اور اشیا قیمتی اور گران بہا برآمد ہوے وہان غریب ہیبت جنگ مرحوم کی بی بی جو انکی خاص پارہ جگر اور دُرشہوار تھی (لڑکی) بھی ملی - سچ پوچھو تو تمام دولت یک طرف - یہ دولت ایک طرف ایسی ملی جسکے آگے اور کسی مال ومتاع کی حقیقت مین کوئی حقیقت نہین تھی - یہ فتح خداداد پاکر مہابت جنگ کو جو خوشی اور مسرت حاصل ہوئی اوسکا اندازہ کرنا دشوار ہے - الغرض بڑے تزک و احتشام کیساتھ نواب نے

اس قافلہ کو پٹنہ کے قلعہ مین پہونچادیا - اور نظام ملکی کیطرف متوجہ ہوا - زمیندار بتیا کو جسکے پاس شمشیر خان کے اہل وعیال تھے لکھا گیا کہ اوس نمک حرام کے بال بچون کو بھیجدے - بتیا کا راجہ تین لاکھ روپیہ دیکر اون کی معافی کی درخوست کرتا رہا - منظور نہین ہوئی - نواب اوسکی گوشمالی کیلئے خود گنگا پار ہوگیا جب بتیا کے راجہ کو معلوم ہوا تو وہ اپنی جان سے خوف کھاکر شمشیر خان کے اہل وعیال کے بھیجدینے پر راضی ہوگیا - چنانچہ اوسنے حسب الوعدہ اون کو نواب کے پاس بھیجدیا -

ہر شخص سمجھتا تھا کہ نواب مہابت جنگ شمشیر خان کے اہل وعیال کیساتھ بھی وہی سلوک معاوضہ مین کرینگے جو شمشیر خان نے ان کے اہل وعیال کیساتھ قبل مین کیا تھا - مگر نہین مہابت جنگ نے اس موقع پر اپنی پوری شرافت کا اظہار کیا - اور اون کے آنیکی خبر پاکر اپنے تمام ملازمین کو حکمدیا کہ اون لوگون کو بعزت واحترام شہر مین داخل کرین اور ہمارے خاص محلات مین ہماری عورتون کے پاس پہونچادین چنانچہ ایسا ہی ہوا - خود گھر مین جاکر اپنی بیٹی - ہیبت جنگ مرحوم کی بیوہ کو ان لوگون کی خاطر ودلجوئی کرنے کی سخت تاکید کردی - سراج الدولہ کو سختی سے حکم دیا کہ بغیر پردہ کرائے یا پکارے کبھی گھر مین نہ جایا کرین - کھانے کیوقت دسترخوان پر جو کھانا خود کھاتے تھے - وہین ان کو بھجوا تے تھے حسن اتفاق سے شمشیر خان

کی بھی ایک نا کتخدا لڑکی تھی پٹھانون کی مشورت اور صلاح وصوابدید سے اوسکی شادی شاہ محمد آفاق نامی رئیس اور افسر فوج کیساتھ کردی اور اوسکا تمام جہیز اور اخراجات شادی اپنے خزانہ سے فراہم کیے اور بہم پہونچائے۔

اسیطرح میر حبیب کے اہل وعیال کو بھی جو گرفتار ہو کر ہمراہ آئے تھے میر صاحب مذکور کے پاس بآرام تمام بھجوا دیا۔ یہ باتین مہابت جنگ کی شرافت عالیظرفی کی بے نظیر مثالین ثابت ہوتی ہین بہرحال صوبہ بہار کے تمام انتظام درست کر گے۔ نواب مرحوم کے چھوٹے بھائی نواب صولت جنگ کو بہار کا ناظم بنائے جانے کی تجویز کی۔ صولت جنگ کو بڑی خوشی ہوئی اور اوسنے ہیبت جنگ کے سابق امرا اور کارکنان مثل سید نقی علیخان ومہدی نثار خان وغیرہ کو اپنا شریک رفیق بھی بنا لیا۔ مگر سراج الدولہ کو یہ امر نہایت ناگوار گذرا اور اوسنے مہابت جنگ سے اپنی حکومت کیلئے زیادہ اصرار کیا۔ سراج الدولہ کی محبت کیوجہ سے مہابت جنگ اسکا کوئی انتظام نکر سکا اور صولت جنگ اور سراج الدولہ دونون کو اپنے ہمراہ لئے مرشدآباد کیطرف لوٹ گیا۔ صولت جنگ کو بہت ملال ہوا۔ وہ دلی چلے جانے کی لیے چچا سے رخصت مانگنے لگا۔ مگر مہابت جنگ نے کچھ سختی کچھہ نرمی سے اوسکو باز رکھا۔ ادھر مہدی نثار خان نے سراج الدولہ کو بہار کی حکومت حاصل کیے جانیکے لیے تحریک

کرنی شروع کردی مہابت جنگ غرض اسوقت عجیب کشمکش کی حالتون مین گرفتار تھا - آخر کار نتیجہ یہ ہوا کہ سراج الدولہ کی محبت نے نانا سے بہار کی حکومت لے ہی چھوڑی -

سراج الدولہ اور بہار کی حکومت

اگرچہ سراج الدولہ کو بہار کی حکومت ملگئی - مگر مہابت جنگ اوس کیطرف سے مطمئن تو تھا ہی نہین - اوسنے سراج الدولہ کو تو اپنے پاس رکھا - اور جانکی رام کو دیوان بناکر عظیم آباد مین انتظام کرنیکے لیے بھیجدیا - مگر سراج الدولہ کو کہان قرار - اوسنے ابتدا ہی سے جانکی رام کے نکالنے اور اپنی آزادانہ حکومت قایم کرنیکا پورا ارادہ کرلیا - اور اس امر کو مہابت جنگ سے بالکل پوشیدہ رکھا - مدنی پور تک تو جیون تیون کرکے نانا کے ساتھ رہا - وہان سے ایک دن مرشد آباد جانے کا قصد دکھلاکر چلتا ہوا - اور سیدھا عظیم آباد پہونچگیا - مہابت جنگ کو شاہزادیکی اس بلند پروازی کی خبر لگی تو اوسکو بہار کی تباہی و بربادی کا اوسیوقت سے یقین ہوگیا - اوسنے چاہا کہ سراج الدولہ جانکی رام کے موجودہ انتظام مین مداخلت نکرے - اسی لیے اوسنے اپنی طرف سے ہدایت و نصیحت کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا - مگر سراج الدولہ کی انانیت نے نہ ایک سنی اور نہ ایک مانی -

بہرحال۔ سراج الدولہ نے بہار مین پہونچکر اپنی خودمختارانہ حکومت کی کوشش مین اودھم مچادی۔ ادھر ادھر کے فتنہ پسند زمینداروں کو ملاجلا کر پوری جمعیت تیار کر لی۔ اور پھر بجمعیت مہدی نثار خان شہر عظیم آباد پر قبضہ کرنیکے قصد سے چڑھائی کردی۔ جانکی رام پہلے سے شہر کی ناکہ بندی کر کے قلعہ بند ہوچکا تھا۔ مگر مشوش اور متردد تھا کہ اس کشمکش مین کیا کرے اگر مقابلہ مین سراج الدولہ کو کوئی جسمانی حرج پہونچا تاہم مہابت جنگ کی ناراضی کا باعث ہوا اور اگر شہر اور ملک سراج الدولہ کو حوالہ کردیا جاتا ہے۔ تاہم اوسکی ناراضی کا باعث ہوتا ہے اسی اثنا مین پر جوش سراج الدولہ کی جمعیت ہلہ کر کے جاجیگنج کیطرف سے شہر مین داخل ہوئی۔ یہان جسوقت ناگر کا پہرہ تھا۔ اوسکو اپنی بدنامی کا بڑا خیال ہوا۔ جب سراج الدولہ کی سواری اوسکے ناکے سے داخل ہوکر آگے بڑھی تو وہ مزاحم ہوا۔ سب سے پہلے سید مہدی نثار خوان سے مڈبھیر ہوئی۔ کلمہ کلام کے بعد مقابلہ ہوا۔ غریب سید صاحب مارے گئے۔ اونکے قتل ہوتے ہی اون کے تمام ہمراہی ایک دو چار اور فرار ہوگئے۔ سراج الدولہ مین اتنی جرأت کہان کہ ڈٹ کر مخالف سے مقابل ہو۔ یارون کیساتھہ یہ بھی چلتے ہوئے۔ اور محمد ایرج خان کے بھائی کے مکان مین روپوش ہوئے۔ عبرت عامہ

کے خیال سے سید صاحب کا سر پورب دروازے مین لٹکایا گیا پھر اون کے باپ سید شاہ علیم اللہ صاحب مرحوم کے پہلو مین بمقام لون گولہ مدفون کردیا گیا۔

مہابت جنگ کو جب اسکی خبر لگی تو وہ ملکی بربادی کے خیال سے تو کم۔ مگر زیادہ تر سراج الدولہ کی محبت کیوجہ سے بےچین ہو کر مرشد آباد سے چلا اور قصبہ باڑھ تک پہونچ گیا۔ یہان آکر اوسکو سراج الدّولہ کی صحیح و سالم رہنے کی خبر معلوم ہوئی تو اوسکی جان مین جان آئی۔ سراج الدولہ بھی مجبور ہو کر باڑھ مین نانا سے جا ملا۔ مہابت جنگ اوسکے ملنے سے بہت خوش ہوا۔ عظیم آباد مین آیا۔ اور جانکی رام کو پھر سابق بدستور صوبہ بہار کی حکومت پر مستقل کر کے خود بہراہی سراج الدولہ مرشد آباد روانہ ہو گیا۔ مگر افسوس یہ لائق اور ذی استعداد مدبر آغاز ۱۷۵۳ء مین مر گیا۔

لالہ رام نرائن کی حکومت

جانکی رام کے بعد لالہ رام نرائن لال۔ رنگ لال کے بیٹے صوبہ دار بہار ہوئے۔ اسی صوبہ دار کے وقت مین مہابت جنگ نے ۹ اپریل ۱۷۵۶ء مین بعارضہ استسقا انتقال فرمایا اسمین کوئی کلام نہین کہ امراؤ والیان ہندوستان کے موجود

طبقہ مین اسکی لیاقت اور متانت کے برابر کوئی دوسرا رئیس یا امیر موجود نہین تھا۔ ہمارے خان بہادر اور صاحب مآثر المتاخرین نے جو کچھہ اس اقبالمند امیر کی نسبت تحریر فرمایا ہے۔ اگر وہ ان حضرات کی قرابت کی بناپر معتبر نہ سمجھا جاوے تو ہم اس امیر کے حالات مسٹر اسٹورٹ۔ ایک انگریزی مورخ کی تحریر سے ترجمہ کر کے ذیل مین لکھتے ہین۔ جسپر جانبداری اور مصنوعی قلمکاری کا عیب نہین لگایا جاسکتا۔ مسٹر اسٹورٹ لکھتے ہین یہ شخص اقرباپروری مین بے مثل تھا۔ خاطر احباب اور عام دوستون سے باخلاق پیش آنا اسکی خاص عادت تھی۔ خاصکر اون لوگون کے ساتھہ جو اسکی ابتدائی حالتون مین اسکے ساتھہ سلوک ہوچکے تھے رعایا نے اسکے نرم اور آرام دہ نظام ملکی کی بدولت ایسا امن و امان اور عام اطمینان حاصل کیا تھا۔ جو اسکے قبل اون کو کبھی نہین ملا تھا۔ اور جو اشفاق والدین کے قریب پہونچا ہوا تھا۔ اوسکے ادنے ادنے ملازم اوسکے زمانہ مین بہت بڑے مقتدر اور متمول ہوگئے تھے۔ وہ تمام امور کی قابلیت رکھتا تھا اور تمام کامون کی صلاحیت اپنے ذاتی ضروریات مین سادہ روشن نظام ملکی مین بہت بڑا دانشمند مدبر اور میدان جنگ مین بہت بڑا بہادر اوسمین تمام مردانہ اور شریفانہ اوصاف جمع تھے۔ ناصر جنگ والی دکن

کے بعد مسٹر بوسی نے اپنے فتوحات کو بڑے شاندار الفاظ مین لکھکر مہابت جنگ کو چندر نگر کی نگرانی کے لئے تاکید لکھی۔ مگر مہابت جنگ نے سراج الدولہ کی انداز و عنوان طبیعت دیکھکر مسٹر بوسی کو کوئی جواب نہین دیا۔ مگر اوسیوقت کہدیا کہ ہمکو زمانہ کے ادبار کے اثار سے معلوم ہو رہا ہے کہ یورپ کی بیرونی قومین بہت جلد ہندوستان کے بہت سے حصون پر قابض ہو جائینگی۔

مصطفے خان اوسکے سپہ سالار کو انگریزون سے خاص کد تھی۔ وہ ان کے نکالدئے جانیکے لئے ہمیشہ مہابت جنگ کو اوبھارا کرتا تھا۔ مگر وہ شنوا نہین ہوتا تھا۔ آخر کار اوسنے حاجی احمد اور ہیبت جنگ ناظم بہار کی معرفت کھلوایا۔ نواب نے دربار مین تو کچھ نکہا۔ خلوت مین ہیبت جنگ کو بلاکر جو جواب دیا وہ یہ تھا صاحبزادے۔ مصطفے خان سپاہی پیشہ افسر ہے۔ وہ ہمیشہ امور جنگی مین مصروف رہنا پسند کرتا ہے کیونکہ اوسکا فائدہ ہے۔ اسی لئے وہ تمہین بھی ان امور مین مصروف رکھنے کی کوشش کریگا تاکہ تم اوسکے محتاج بنے رہو۔ تعجب ہے کہ تمنے عقلمند ہوکر اوسکی رائے سے کیونکر اتفاق کرلیا۔ سنو تو۔ میرا انگریزون نے کیا بگاڑا ہے۔ جو ہم اونکے اخراج کا قصد کرین۔ زمانہ کے حالات نہین دیکھتے۔ زمین کی اگ بجھائی تو

مشکل ہو رہی ہو۔ سمندر مین بھی اگر اگ لگا دی جاوے تو اوسکو کون بجھائے گا۔ اسی اصول کو اختیار کر لو اور فتنہ انگیز صلاح وشورے سے بچے رہو۔ کہ آخر مین اسکا نتیجہ سوائے بربادی کے اچھا نہین ہو گا اتنا لکھکر مسٹر اسٹورٹ کہتے ہین کہ انہین خیالات کا نتیجہ تھا کہ انگریزون کو اسکے وقت مین کوئی تکلیف نہین ہوئی عام زمیندار اسکے وقت مین اسقدر راضی وخوشنود تھے کہ مرہٹون کے حملہ کیوقت تمام زمیندارون نے ملکر ڈیڑھ کرور روپیہ کی ایک بار رقم خراج مین پیشگی جمع کر دی تھی۔ یہ ایسا واقعہ تھا کہ آجتک کبھی نہین ہوا تھا۔

بہرحال مہابت جنگ کے خاتمہ کیساتھ حقیقت مین۔ بنگال کے اسلامی حکومت کا گویا خاتمہ ہو گیا۔ اور سراج الدولہ کی تخت نشینی کے ساتھ ریاست مرشد آباد کی چولین ہلنے لگین۔

سراج الدولہ کی امارت

تخت نشینی کیوقت سراج الدولہ کا سن کل بیس برس کا تھا۔ جوانی کی حالت ابتدائی۔ ارا کین ومصاحبین کی خوشامدانہ مدح سرائی۔ امارت وریاست کی نخوت وخود آرائی۔ ابتدا سے نانا کی کثیر اور غیر محدود اشفاق۔ جس نے اوسکو باپ اور چچا سے بھی برسر مقابلہ لا دیا تھا۔ غرض وہ تمام باتین جو ایک

رئیس کیلئے چاہتی تھین ۔ وہ ایک ایک کرکے سراج الدولہ
مین موجود تھین ۔ سراج الدولہ نے اپنی حکومت اپنے ہی گھر
کی لوٹ مار سے شروع کی اپنے چچا نواب ہیبت جنگ ناظم
بہار کی ساری جائداد اور اثاث البیت ضبط کر لیا ۔ ہیبت
جنگ کے بعد راج بلبھ دیوان ڈھاکہ کی نوبت آئی تھی ۔ مگر وہ
پہلے ہی سے اپنا سارا مال واسباب کلکتہ مین انگریزون کی نگرانی
مین بھیج چکا تھا ۔ اسلئے محفوظ رہا ۔ ہان ڈھاکہ مین جو وقت پر
پایا گیا ۔ لوٹ لیا گیا ۔ اسیطرح تمام قدیم اور خیر خواہ امرائے
دربار ۔ لوٹنے کے بعد نکال باہر کئے گئے ۔ اور نئے خام تجربہ
کارون کی بھرتی ہوئی ۔ چنانچہ موہن لال نامی ۔ جو معمولی درجہ
کا مہاجن تھا ۔ دیوان خاص اور وزیر اعظم بناکر منصب ہجزاری
پر ممتاز کیا گیا ۔ اسیطرح میر مدن نامی ایک غیر معروف شخص کو
سپہ سالاری دیگئی ۔ معزولین مین میر جعفر بھی تھے ۔ جو مہابت
جنگ کے قدیم معتمدین مین تھے ۔ میر جعفر نے معزول شدہ
امرا کی رائے سے سراج الدولہ کی معزولی اور شوکت جنگ
ناظم پورنیہ کی تقرر کی سازش کی ۔ راج بلبھ کو سزا دینے کے لئے
انگریزون سے مانگا گیا ۔ ابھی انگریزون کا کوئی جواب نہ آیا تھا
کہ پورنیہ مین شوکت جنگ کے ارادون کی اطلاع ہوئی ۔
سراج الدولہ بڑی تیاریون کے ساتھ پورنیہ کے طرف روانہ ہوا

راج محل تک پہونچا تھا کہ انگریزون کا انکاری جواب ملا - کچھ ایسا جھنجھلایا کہ راستہ ہی سے کلکتہ کیطرف جھپٹ پڑا - قاسم بازار کا انگریزی تجارت خانہ لوٹ لیا گیا مسٹر واٹس Watts بھی گرفتار ہوئے - اونہون نے پہلے مہاجنون کے ذریعہ سے سفارش کرائی کارگر نہوئی - ڈچ اور فرانسیسیون سے مدد مانگی - وہ بھی نہ ملی سراج الدولہ کلکتہ پہونچگیا - پہلے دن ۱۵ ؍ جون ۱۷۵۷ء کو تو وہ فورٹ ولیم کا رہستہ نپا سکا - ہان ۱۶ ؍ جون سے اوس نے قلعہ پر چڑھائی کردی -

فورٹ ولیم پر قبضہ

سراج الدولہ نے قلعہ کی ہندوستانی فوج پر حملہ کیا - یہ شمار مین پندرہ سو توڑیدار بندوقچی تھے - وہ مقابلہ کی تاب نہ لاکر بھاگے ان کے بھاگنے سے تمام مورچون مین بدنظمی پھیلگئی پانچ روز تک انگریزی فوج امید وبیم مین ہی ۲۱ ؍ جون کو نواب نے بڑی سختی سے حملہ کیا - مسٹر ڈریک Drake جو اسیر قلعہ جو حقیقتاً کوئی فوجی آدمی نہین تھا - مگر ابھی تک مستقل تھا یکایک اوسکو خبر ملی کہ میگزین کی تمام چیزین سردی پاکر بیکار ہوگئین - اس خبر کے پاتے ہی اوسکے حواس جاتے رہے - وہ قلعہ سے جان بچاکر جہاز پر جو گوبندپور خلیج بنگالہ مین کھڑا تھا -

بھاگ آیا۔ ان کے بعد اور لوگون نے قلعہ سے نکلکر اپنی جان بچائی۔ جسقدر بچگئے تھے اونہون نے ایکدن رات نہایت پاداری سے غنیم کا مقابلہ کیا۔ اور برابر جہاز کو قریب لانیکے لئے کہتے رہے۔ مگر جہاز والون نے نہ سُنا۔ مسٹر ہانول نے جب جہاز کے آنے کی کوئی امید نہین دیکھی۔ تو نواب سے مصالحت کی کوشش کی۔ چار بجے کے نواب کا ہرکارہ مصالحت کا جھنڈا دکھلاتا ہوا آیا۔ مسٹر ہال نے اپنی طرف بھی وہی نشان مصالحہ بلند کیا۔ مگر اس بداقبالی کا کیا جواب۔ کہان نوآموز مصالحت عزت وعظمت کیساتھہ طے ہونے کو ہین۔ کہان دو چار انگریز نشہ مین چور۔ سراپا مخمور اپنی بارکون کی کھڑکیان خود توڑکر قلعہ کے دریا والے دروازے کے پاس پہونچے اور پھاٹک کھولدئے۔ نواب کی فوج بلا مزاحمت قلعہ مین چلی آئی۔ اور پانچ بجتے بجتے نواب مع میر جعفر خان صاحب قلعہ مین داخل ہوگیا۔ سب سے پہلے راجہ اومے چند اور کشن بلبھ طلب کئے گئے۔ حاضر ہوئے خیریت تھی کہ نواب نے اخلاق سے ملکر بٹھلایا۔ پھر مسٹر ہانول بلائے گئے۔ حاضر ہوئے تو ان کی جرأت ودلیری کی بڑی تعریف کیگئی۔ خزانہ انگریزی کی تلاشی ہوئی تو بخلاف امید کل پچاس ہزار روپیہ برآمد ہوئے۔ اسوجہ سے ہانول صاحب پر عتاب ہوا۔ الغرض ایک سو سنتالیس [۱۴۷] سپاہی مع مسٹر ہانول

پہلے برآمدہ کی بارک مین - پھر غیر محفوظ جگہ ہونے کی جگہ سے قلعہ کے اوس قید خانہ والی کوٹھری مین جو سپاہیون کی وقتی سزا کے لئے بنائی گئی تھی - مقید کردئے گئے - نتیجہ یہ ہوا کہ رات بھر مین سب مر گئے - کل تیئس آدمی وہ بھی نیم مردہ - صبح کو نکالے گئے یہی کلکتہ کے مشہور بلیک ہول کا واقعہ ہے - بہرحال نواب راجہ مانک چند فوجدار ہوگلی کو تین ہزار فوج کیساتھ قلعہ مین رکھکر - واپس ہوا - راستہ مین ڈچ لوگون سے ساڑھے چار لاکھ روپیہ وصول کرتا ہوا مرشد آباد واپس ہوا - فرانسیسیون سے کوئی مطالبہ نہین لیا اسوجہ سے کہ ان لوگون نے محاصرۂ کلکتہ مین بارود کے سو صندوق امداد مین دئے تھے -

شوکت جنگ فوجدار پورنیہ کی بربادی

مرشد آباد پہونچکر سراج الدولہ نے انگریزی تجارت کی امتناع کا تمام حکمنامہ جاری کر دیے مگر علی وردیخان کی بیوہ کی سفارش سے - مسٹر ہالول اور اونکے ہمراہیون کو رہا کر دیا - اسکے بعد وہ پورنیہ کے معاملات کیطرف متوجہ ہوا - اور اس بہاری نامی شخص کو فوجدار پورنیہ بنا کر بھیجا - شوکت جنگ نے اوسکو نکلوا دیا اور علاقہ پورنیہ کیا تمام بنگال و بہار کی نظامت کا دعوی اپنی طرف سے سراج الدولہ کو لکھ بھیجا - صاحب سیرۃ المتاخرین

اس موقع کے چشم دید گواہ ہین - اسوقت شوکت جنگ کے ملازم تھے
صاف صاف لکھتے ہین کہ حقیقتاً سراج الدولہ اور شوکت جنگ
دونون - آوارہ - مزاج - ظلم پسند اور ناقابل امارت تھے
اون کی خاص بدافعالیون نے تمام ممالک محروسہ مین آگ
لگا کر اوس عمارت کو تباہ و برباد کر دیا - جو اون کے بزرگون نے
اون کے لئے سالہا سال کی محنت و مشقت کے بعد تیار کی تھی -
بہرحال چونکہ سراج الدولہ کی فوجی قوت شوکت جنگ سے
اچھی تھی - اور اسکے علاوہ جنگ کی عین گرم بازاری مین
شوکت جنگ نے اپنی فوج کیساتھ کچھ ایسی دل آزاری اور سخت
گفتاری سے کام لیا - اور اوس پر مقابلہ کیوقت اوسکی شرابخواری
اور طرہ بہ طرہ ثابت ہوئی - ان سب بدعنوانیون کا نتیجہ یہ ہوا کہ
تمام فوج پسپا ہوگئی - اور آخر مین شوکت جنگ خود ایک
گولی کا نشانہ ہوگیا - سراج الدولہ کی فتح ہوئی - راج موہن
لال نے شوکت جنگ کے تمام اسباب و مال اور اہل و عیال کو
لیکر سراج الدولہ کے پاس راج محل مین بھجدیا - اور اپنے بیٹے کو پورنیہ
کا حاکم بنا کر آپ نواب سے جا ملا -

فورٹ ولیم کلکتہ پر انگریزونکا بار دیگر قبضہ

مسٹر ڈریک ڈھاکہ کے چند اور انگریزون کے ساتھ بانتظار جوا

گورنر مدراس اوسی جہاز پر مقیم رہے - شہر کلکتہ کے لوگ اون کو
رسد وغیرہ پہونچاتے رہے مگر شہر مین بالا لینے کی جرات نکر سکے
مدراس مین مسٹر واٹسن Watson صاحب نے گورنر مدراس کو
بنگال کی تائید پر مستعد کیا - اور خود امیر البحر ہوکر فوجی جہاز کے
ساتھ خلیج بنگال کیطرف روانہ ہوگیا - جسپر ۲۷۰ ضرب توپین
چڑھی تھین - خشکی کے راستہ سے کرنل کلاوی Colonel Clive صاحب
چوبیس سو فوج لیکر کلکتہ پر چڑھ آئے - کلاو نے نواب دکن نواب
آرکوٹ اور مسٹر پگاٹ Pigot صاحب کے خطوط بھی سراج الدولہ
کے نام اس مضمون مین لکھے تھے کہ انگریزون کے معاملات
مین آپ کی زیادتی ہے - اسلئے آپ اونکے تاوان اون کو
واپس دیدین ورنہ وہ بزور جنگ آپسے اونکی واپسی کا دعوی
کیا جائے گا - کلاو نے یہ خطوط کلکتہ پہونچکر قلعہ دار کلکتہ کے
پاس اس غرض سے بھجد یئے کہ وہ ان کو بجنسہ نواب کے
پاس بھجدے مگر مانک چند نے نہایت حقارت سے انکار
کردیا ۲۷ دسمبر ۱۷۵۶ء کو کلاو نہایت دشواریون کیساتھ
قلعہ کے قریب پہونچے - فوج بالکل خستہ ہوگئی تھی - مانک چند
نے شبخون مارا مگر انگریزی فوج بیدار ہوگئی - راجہ ناکامیاب
رہا - مسٹر اسٹوارٹ لکھتے ہین کہ اگر مانک چند کے سپاہی اسوقت
دیانتداری سے کام کرتے تو ایسے خطرہ کے موقع ایک انگریز کا

بچنا محال تھا - مگر انہون نے اسوقت بھی عیش طلبی سے کام لیا انگریزی فوج فوراً ہوشیار ہوکر مقابلہ پر آگئی - جنرل کوٹ General Coote بھی اپنے دستہ کے ساتھ جہاز پر سے موقع پر پہونچگئے - اور قلعہ کیطرف بڑھتے چلے گئے - غرض مانک چند دونون طرف سے قلعہ مین گھر گیا - اتنے مین ایک گولی اوسکے سر سے ملتی ہوئی نکل گئی - پھر کیا تھا وہ ایسا سراسیمہ ہوگیا کہ فوراً بھاگ کھڑا ہوا - اوسکے بھاگتے ہی اوسکی ساری فوج بھاگ گئی - یکم جنوری ۱۷۵۷ء کو جنرل کوٹ راجہ کے باقی ماندہ سپاہیون کو قلعہ سے نکالکر دخل کر لیا - جب شہر اور قلعہ پر پورا تسلط ہو گیا تو کلائو نے پھر مسٹر ڈریک کو فورٹ ولیم کی قلعہ داری عنایت کردی کلکتہ کے تسلط کے بعد کلائو نے فوجدار ہوگلی کو نکالکر ہوگلی پر بھی اپنا قبضہ کر لیا مگر فرانسیسیون کے ساتھ کسی فوری مزاحمت کو مصلحت نہ سمجھا اور خموشش ہو رہا -

سراج الدولہ کیساتھ مصالحت

کرنل کلائو نے اپنی اتنی ہی کامیابی کو غنیمت جانکر نواب سے صلح کر لینے کو مناسب وقت سمجھا اور مرشد آباد مین اُدمی چند اور جگت سیٹھ کے ذریعہ سے مصالحہ کی کوشش کی - مگر ہوگلی کے معاملات کیوجہ سے رنجیدہ ہوکر نواب نے منظور نہین کیا - اور فوج

لیکر کلکتہ کی طرف روانہ ہوا۔ کلائو بھی غافل نہین تھا۔ قلعہ سے نکلکر دس میل آگے اپنی فوج لئے پڑا تھا۔ جب نواب کی فوج زد پر آگئی تو کلائو نے شبخون مارنیکا قصد کیا۔ اس سے نواب کی فوج پر یکبارگی ایسا خوف طاری ہوا کہ نواب نے گھبرا کر اپنے لشکر کو خود دس میل پیچھے ہٹا لیا اور رنجیت رائے و آدمی چند کی معرفت خود کلائو کے پاس مصالحت کے پیغام بھیجے۔ کئی دن تک جانبین سے شرایط طے ہوتے رہے۔ آخر کار ۷ فروری ۱۷۵۷ء کو فیمابین شرایط صلح طے ہوکر قبول و منظور کر لئے گئے اوس صلحنامہ کی بجنسہ نقل یہ ہے۔

نقل مہر

منصور الملک سراج الدولہ شاہ قلیخان بہادر ہیبت جنگ خان نثار شاہ عالمگیر ثانی خلد اللہ ملکہٗ

صلحنامہ فیمابین کمپنی انگریز و سراج الدولہ مورخہ ۷ فروری ۱۷۵۷ء

(۱) کمپنی کے تمام حقوق و مرافق جو اون کو فرامین و حسب الحکم سلطانی کے ذریعہ سے حاصل ہوئے ہین۔ کسی نوع اور طریقہ سے منسوخ اور مسترد نہین کیے جائینگے (۲) اڑتیس موضعات جو اونکو فرمان شاہی کے مطابق عطا ہو چکے ہین۔ واپس دئے جائینگے۔ اور اب اون کے زمینداروں پر تحصیل خالصہ خراج کے لئے کوئی تشدد نہین کیا جائیگا۔ (۳) تمام اسباب تجارتی کمپنی۔ جنکے لئے اونکی دستک موجود ہوگی۔ بلا محصول تمام ممالک بنگال بہار اور اڑیسہ مین

لے جایا جائیگا۔ زمینداران۔ چوکیداران وراہداران وغیرہ کوئی مزاحمت نہین کرینگے (۴) کمپنی کو تمام تجارت گاہ سابقہ۔ کلکتہ۔ ڈھاکہ اور قاسم بازار وغیرہ جو ضبط کر لیگئی ہین واپس دیجائینگی۔

(۵) جملہ اسباب و نقد کمپنی و دیگر ملازمان کمپنی جو ضبط ہوئے ہین بجنسہ واپس دئے جائینگے اور جو ضایع ہوگئے ہین۔ یا گم ہوگئے ہین اور اونکا مہیا کرنا اب ناممکن ہے۔ اونکی قیمت عدل یا معاوضہ نواب ناظم کی تجویز پر چھوڑا جاتا ہے۔ جو قیمت یا معاوضہ وہ تجویز کرین حوالہ کمپنی کرین۔ (۶) انگریزی کمپنی قلعہ کلکتہ کی مرمت۔ حفاظت کی ضرورت کے مطابق کرنیکی مجاز ہوگی۔ (۷) کلکتہ مین بھی سکہ اوسی وزن اور صورت سے ڈھالے جائین گے جسطرح مرشدآباد مین ڈھلتے ہین۔ اور تمام حدود سلطنت مین بغیر منہائی بٹہ جاری کئے جائینگے۔

(۸) یہ تمام شرایط منجانب نواب سراج الدولہ عند اللہ و عند الرسول قبول و منظور کئے جاتے ہین۔ اور اونکی اور اونکے امراؤافسران دربار کی مہرین ثبت کیجاتی ہین (۹) مسٹر واٹسن امیر البحر افواج بحری اور کرنیل کلائو سپہ سالار افواج برّی کمپنی انگریزی اس امر کا اقرار کرتے ہین کہ فیمابین اسوقت سے ممالک بنگال مین تمام ابواب خصومت و عداوت بند کئے جاتے ہین۔ اور کمپنی اسوقت سے لیکر تا قیام شرایط صلحنامہ

صلحنامہ ہذا ہمیشہ مراسم دوستانہ قائم رکھیگی

مہر راج دولبھہ رام بہادر جان نثار شاہ عالمگیر ثانی	مہر اعز الملک مراد الدولہ نوازش علیخان بہادر ظہور جنگ فدوی جان نثار شاہ عالمگیر ثانی	مہر میر جعفر خان جان نثار شاہ عالمگیر ثانی

مورخہ ۷ رفروری ۵۷ء مطابق سنہ ۱۱۷۰ھ -

منتخب از کتاب ایسٹ انڈیا - ریکارڈ مین ۵ ۔ ۲۳۰

اس صلحنامہ کے تعمیل ہوجانے کے بعد نواب نے انگریزی افسرون کو خلعت دیکر رخصت کیا اور خود بھی مرشد آباد کیطرف مراجعت فرمائی - انگریزون نے راہداری کے خیال سے تیس ضرب توپ نواب کیساتھہ کردین اور مسٹر واٹس کو وکیل بناکر دربار مرشد آباد مین بھیجدیا -

شرائط صلحنامہ سے نوابکی خلاف ورزی

عجیب اتفاق ہوا کہ ادھر نواب سے شرائط صلح طے ہوئے اودھر یوروپ مین انگلینڈ اور فرانس کے درمیان جنگ شروع ہوگئی جیساکہ پہلے لکھا گیا ہے - اُومی چند کی معرفت کلائو نے چندر نگر علاقہ فرانس پر حملہ کرنے کی نواب سے اجازت مانگی - اوس نے لکھہ بھیجا کہ اس مادہ مین ہم کچھہ نہین لکھہ سکتے - کلائو نے چندر نگر پر چڑھائی کردی - فرنسیسون نے اپنے گماشتہ کے ذریعہ سے

نواب سے مدد مانگی - مقام آگدیب قریب مرشد آباد سے نواب نے
انگریزون کو باز رہنے کے لئے خط لکھا - مگر پھر اسکے ایک لاکھ روپیہ
جنگی مصارف کے امداد مین فرانسیسون کو عنایت کیا - اور
مزید بران نند کمار فوجدار ہوگلی کو اونکی کمک کے لئے لکھ بھیجا
انگریزون نے جب پوچھا تو نواب نے انکار لکھ بھیجا انگریزون کو
نواب کی یہ خفیف الحرکاتی بری معلوم ہوئی مگر اونہون نے ۱۴ مارچ
کو چندر نگر پر حملہ کر ہی دیا - چار دن تک کچھ نتیجہ نہ نکلا - ۲۲ مارچ
کو خفیف مقابلہ کے بعد انگریزون نے چندر نگر پر قبضہ کرلیا - چندر نگر
سے بھاگی ہوئی فوج قاسم بازار مین آکر نواب کے پاس پناہ گزین
ہوئی - کلائو نے اون کی واپسی کے لئے دربار مرشد آباد کو لکھا
مگر یہ امر نواب کو اتنا برا اور خلاف شان معلوم ہوا کہ اوسنے اوسی
وقت مسٹر واٹس انگریزی ریزیڈنٹ کے قتل کا پورا ارادہ کرلیا -
مگر بعض عاقبت اندیشون کے سمجھانے سے باز رہا - مگر مسٹر لا -
فرانسیسی افسر اور اوسکی فوج کو بارود اسلحات اور دیگر الات
ضرب وغیرہ دیکر قاسم بازار سے پٹنہ کیطرف بھیجدیا -

پلاسی کی لڑائی

بہر حال سراج الدولہ اور کمپنی کے درمیان معاملات اور پیچیدہ
ہوتے گئے - اسی اثنا مین میر جعفر خان - دیوان راج دولھ رام -

زوجہ ہیبت جنگ - جگر سیٹھ اور دیگر اعلی افسران ملکی و مالی نے متفق ہوکر سراج الدولہ کی معزولی کی فکر کی - کلائیو نے انکی تجویز کو اپنے لئے مفید سمجھکر کلکتہ کونسل کے روبرو پیش کردیا - ممبران کونسل نے بھی میر جعفر کی تجویز سے اتفاق کیا - اور مسٹر واٹس کو اسکی تعمیل کیلئے لکھدیا - مسٹر واٹس نے پیش بینی کے خیال سے میر جعفر خان سے ایک معاہدہ تعمیل کرالیا -

میر جعفر خان بہادر فدوی جان نثار عالمگیر ثانی

مین حلفاً عنداللہ و عندالرسول (صلے اللہ علیہ و الہ وسلم) اس امر کا اقرار کرتا ہون کہ مفصلہ ذیل شرائط کو ہمیشہ واجب التعمیل سمجھونگا - (۱) جو عبارت کہ عہدنامہ نوشتہ نواب سراج الدولہ منصور الملک شاہ قلی خان بہادر مین تحریر ہے - مین اونکو واجب التعمیل سمجھتا ہون (۲) مخالفین انگریز میرے مخالفین سمجھے جائینگے (۳) کارخانہ جات فرانسیسی برابر انگریزون کے قبضہ مین بحال رہینگے - مین فرانسیسیون کو حدود بنگالہ مین آباد ہونے اور کاروبار کرنے کی اجازت ندونگا (۴) نواب نے کمپنی کا جو کچھ نقصان کیا ہے اوسکے معاوضہ مین کمپنی کو ایک کرور روپیہ ادا کرونگا (۵) اقوام انگریزی ساکنین کلکتہ کے نقصانات کے لئے پچاس لاکھ روپیہ (۶) اقوام پرتگال و مسلمانان باشندگان

اقرار نامہ میر جعفر خان و کمپنی

کلکتہ کے نقصانات کیلئے بیس لاکھ روپیہ ادا کرونگا (۷) اقوام ارمنی ساکنان کلکتہ کیلئے سات لاکھ روپیہ دونگا۔ ان تمام قوم کی تقسیم باہتمام مسٹر واسٹن اور کلائو ہوگی (۸) اندرون قلعہ اور بیرون قلعہ۔ بقدر چھ سو گز اراضی اپنی طرف سے کمپنی کو دیدونگا (۹) تمام قطعات زمین۔ جانب جنوب کلکتہ۔ تا حدود موضع کلپی متعلق زمینداری کمپنی ہوگی۔ صرف اوسکا خراج وصول کیا جاویگا (۱۰) بوقت ضرورت مین بشرط ادائے مصارف۔ انگریزی فوج سے مدد لیتا رہونگا۔ (۱۱) کوئی جدید قلعہ ہوگلی کے نیچے دریائے گنگا کے قریب میری طرف سے نہین بنایا جائیگا (۱۲) جسوقت حکومت مرشد آباد مجھکو ملجائے گی اوسوقت مین مندرجات بالا کی تعمیل کا ذمہ دار ہو جاؤنگا۔" مورخہ ۴ رمضان ۴ سنہ جلوس مطابق ۱۱۷۰ھ و ۱۷۵۷ء یہ وہ عہد نامہ ہے جو میر جعفر کیطرف سے لکھا گیا۔ کمپنی نے جو عہد نامہ لکھکر میر جعفر کو دیا وہ یہ ہے۔

اون تمام شرائط کی ادا کاریون پر جنکا معاہدہ میر جعفر نے ایسٹ انڈیا کمپنی سے کیا ہے۔ مین منجانب کمپنی از روے کتاب مقدس۔ عند اللہ و عند الناس اقرار کرتا ہون کہ حصول امارت مرشد آباد کے موقع پر تمام افواج انگریزی اور ضروریات حملات سے میر جعفر خان کی پوری امداد کیجائیگی۔ اور نیز مسند حکومت ملجانیکے بعد بھی دیگر مخالفین ملکی کے مقابلہ مین بھی اونکی ایسے ہی امداد بجا لائی

جائیگی - بشرطیکہ وہ اپنی تحریری معاہدہ پر قائم رہین -

دستخط مسٹر واٹسن امیر البحر کمپنی -

بہرحال - کلائو یہ تمام امور طے کرکے ہوگلی کیطرف بڑھا - ہوگلی سے اوسنے اپنے اعتراضات قلمبند کرکے نواب کو لکھبھیجا کہ محض انہین شکایتون کے رفع کرنیکے لئے مین حضور مین حاضر ہوتا ہون - نواب یہ خط پاکر سخت گھبرایا - اب اوسکو میر جعفر کی ازداریون کا یقین ہوگیا - میر جعفر سے خود آکر التجا کرنے لگا - بعد گفت وشنود بسیار یہ طے پایا کہ میر جعفر خان محض غیر جانبدار رہین نہ کمپنی کا ساتھ دین نہ نواب کا - اس معاہدہ کے دوسرے ہی دن ۱۶ رجون کو انگریزی فوج موضع پٹولی مین پہونچکی قلعہ کٹوا - جہان مہابت جنگ نے مرہٹون کو شکست دی تھی - فوج کے قیام کیلئے تجویز ہوا - قلعہ دارنے وعدہ کرکے انکار کیا میجر کوٹ نے اپنے رسالہ کے ساتھہ قلعہ دار کو سزا دیکر قلعہ پر قبضہ کرلیا اور انگریزی فوج کو اوتار دیا - میر جعفر خان اگرچہ بہت بڑے تجربہ کار اور جہاندیدہ افسر تھے مگر اسوقت عجیب کشمکش مین مبتلا تھے - نواب کے ہمرکاب بھی تھے - اور کمپنی کے ہمخیال بھی - کمپنی سے حصول امارت کی امید تھی تو نواب سے حفاظت جان کا بھروسا - غرضکہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن - مگر آدمی تھے موقع شناس - زمانہ کو دیکھکر دونون طرف سے آسرے لگائے تھے - اور جانبین کی گولیان بچاتے جاتے تھے - خلاصہ یہ تھا کہ

طرفین سے اچھے بنے رہین۔ نظام تقدیر جسکے مناسب ہوا اوسکے
ساتھ ہوجائین فوجی افسرون کی رائے تھی کہ لڑائی تا برسات
موقوف کیجائے مگر دلیر اور پرہمت کلائیو نے مقابلہ کی ٹھان لی۔
میر جعفر خان کو لکھ بھیجا کہ ہم کل پلاسی کیطرف جاتے ہین - اس
اثنا مین تم ہمسے ملجاؤ ورنہ ہم نواب سے صلح کر لینگے - چنانچہ علی الصباح
انگریزی فوج موضع پلاسی مین پہونچکر ایک آم کے باغ مین جو
طول مین سو گز اور عرض مین تین سو گز تھا مقیم ہوئی۔ دن چڑھتے
چڑھتے نواب بھی آگیا - انگریزی فوج گورے کالے ملاکر تعداد مین
تین ہزار تھی - نواب کی فوج مین پچاس ہزار مسلح پیدل اور اٹھارہ
ہزار تیار سوار تھے - انگریزی توپخانہ کل ڈیڑھ سو آدمی تھے - نواب
کے توپخانہ مین دیسی توپون کے علاوہ پچاس فرانسیسی میدانی
توپین موجود تھین - پہلے جانبین سے گولہ باری ہوئی۔

پلاسی مین نواب کی شکست

کسیطرف فائدہ نہ نکلا لیکن نظام قدرت کی تدبیرون سے عین
اوسیوقت خوب موسلادھار پانی برسا جسکے وجہ سے نواب کی
میگزین کو سخت نقصان پہونچا اور انگریزون کے سامان کو کچھ
بھی نہین - اسی سے جانبین کے اقبال وادبار کے آثار کا اندازہ
کر لینا چاہیئے یہ سب کچھ نیرنگ قدرت ہو رہے تھے مگر جوان سال نواب
محفوظ سراپردہ کے اندر اپنے خواص کے حلقہ مین بیٹھا مژدہ فتح
سننے کی امیدین لگا رہا تھا کہ میر مدن اوسکے سالار فوج کی مجروح

اور گولیون سے چور اور پرخون لاش عین ایسی حالت مین کہ اوسکی روح پرواز کررہی تھی اوسکے سامنے لاکر رکھدی گئی۔ اس خوفناک منظر نے سراج الدولہ پر خوف و اضطراب کا عالم طاری اور نواب کو بالکل بدحواس کردیا۔ اوسکو کچھ کرتے دھرتے نہین بنتا تھا۔ سیرۃ المتاخرین مین لکھا ہے کہ اسی عالم مین اوسنے میر جعفر کو بلاکر اپنی پگڑی اوسکے پیرون پر رکھدی اور اوسکی مدد کرنیکے لئے بڑی منت و سماجت کی۔

میر جعفر نے لشکر واپس بلا لینے کی صلاح دی۔ نواب نے عذر کیا کہ غنیم کے شبخون مارنے کا خوف ہے۔ میر جعفر نے کہا مین اسکا ذمہ لیتا ہون نواب نے راجہ موہن لال کو جو میر مدن کے بعد انگریزون سے برسر مقابلہ تھا۔ واپسی کا حکم بھیجا۔ راجہ نے پہلے قرین مصلحت نہ جانکر انکار کیا۔ مگر پھر نواب کا اصرار دیکھکر واپس آیا۔ اگرچہ میر مدن مارے جاچکے تھے راجہ موہن لال واپس جاچکے تھے مگر تاہم نواب کا لشکر ابھی کارکردہ خیرخواہون سے خالی نہین تھا۔ ابھی تک محمد بیگ معروف بہ مشہدی خان۔ دلنواز خان اور سید دلیر علی بلگرامی جماعت دار۔ میدان جنگ مین۔ اپنی شرافت نسبی۔ وفاداری۔ اور جان نثاری کے خدمات برابر دکھلا رہے تھے۔ یون تو راجہ کی واپسی شکست کی خاص علامت تھی۔ ان کی واپسی کے بعد گھنٹہ دو گھنٹے اور جو لڑائی تھمی رہی وہ نہین وفادارون کی ثابت قدمی کی بدولت تھی ان لوگون مین جتنا امکان تھا وہ غنیم کے مقابلہ مین صرف کرتے رہے۔ بے سر

کی فوج کب تک لڑے گی - آخر مشہدی خان بھی مارے گئے - دلنواز خان کا بھی خاتمہ ہوگیا - میر دلیر علی بھی دو سو بلگرامی بھائیون کیساتھ وہین ڈھیر ہو گئے - ان لیرونکا پے در پے مارا جانا تھا کہ تمام فوج کے پاؤن اوکھڑ گئے اور نواب کے لشکر مین بھاگڑ مچگئی - خیمہ گاہ نوابی مین سوائے چند شاگرد پیشون کے کوئی اور باقی نہین رہا -

سراج الدولہ کا بیرحمانہ قتل

میر جعفر مع اپنے اوس لشکر کے جو پہلے سے انگریزی فوج مین بھیجدیا گیا تھا - کرنیل کلائو کو لیتے ہوئے نواب کی بارگاہ مین پہونچگئے - سراج الدولہ کچھ پیشتر صرف دو ہزار سوارون کیساتھ مرشدآباد کیطرف روانہ ہوگیا تھا - ہمراہی تو مرشدآباد پہونچتے ہی اوسکی رفاقت سے علیحدہ ہوگئے - سچ ہے بُرے وقت کا کون رفیق ہوتا ہے - سراج الدولہ جلدی مین جو کچھ مہیا ہوسکا - نقد و جنس سے

سید دلیر علی بلگرامی - قبیلہ حاتم زئی مین - سید حاتم مرحوم کی اولاد سے ہین - نواب مبارز الملک سربلند خان صوبہ دار دکن کے پہلے ملازم تھے مرہٹون کی مہم مین دکن سے امدادی فوج لیکر آئے تھے مہابت جنگ نے انکے شریفانہ اور دلیرانہ خدمات کو دیکھکر اپنے پاس رکھ لیا اور یہ بھی ایسا قدردان امیر پاکر اوسکے ملازم ہوگئے - یہ سادات بلگرام مین پہلے بزرگ ہین جو اسطرف آکر ملازم ہوئے - انہین کے ہمراہ شیخ عبدالرسول بلگرامی بھی آئے تھے جنکو مہابت جنگ نے اپنے بھتیجون کی اتالیقی سپرد کی تھی - انکے سلسلہ مین سید وارث حسین ہائیکورٹ حیدرآباد کے وکیل اور مثنوی تاریخ بلگرام کے مصنف ہین - اور مولف کے مجد اور قریب عزیز -

المولف
سید اولاد حیدر

لیکن معدودے چندرفقا اور اپنی بیگم کے ساتھ پورنیہ کیطرف روانہ ہوگیا
اور بھگوان گولہ سے دریا پار ہو کر۔ سفر کی زحمت اور خستگی کیوجہ سے
داناشاہ کے تکیہ مین اوتر پڑا ہے۔ حقیقتاً بھوکا بھی تھا اور پیاسا بھی
شاہ صاحب جو ریاست کے قدیمی جاگیر یافتہ تھے۔ باخلاق پیش
تولائے اور بقدر توفیق بھونی کھچڑی سے دعوت بھی کی۔ مگر افسوس
اس ظاہر نما درویش نے دعوت مین عداوت دکھلا کر اپنی مہمان
کشی کا پورا اظہار کیا۔ یہان تو نواب کے لئے مہمانی کا دسترخوان بچھایا
اور وہان میر قاسم داماد میر جعفر کو اطلاع کرکے بلوا بھیجا۔ وہ فوراً
اپنی جمعیت کیساتھ پہونچگیا۔ اور نواب کو بلا مزاحمت گرفتار کرکے
عام قیدیون کیحالت میر جعفر کے مکان پر لیگیا۔ بدقسمتی سے میر
جعفر مکان پر موجود نہین تھے۔ وہ منصور گنج کے محلات شاہی مین
اپنی امارت کا اہتمام کررہے تھے۔ یہ اجل نصیب اونکے ظالم اور
بیدرد بیٹے میرن کے سپرد کیا گیا۔ اوسنے اوسیوقت سے اسکے
قتل کی فکر شروع کردی۔ مگر کوئی شخص اسکے قتل پر آمادہ نہین
ہوتا تھا کیونکہ ہوتا۔ ہر شخص کو عبرت اور حق نمک کا پاس تھا۔
آخر کار محمد بیگ نامی ایک مغل نے اس ظلم رسانی کو قبول کیا۔ اور
اوسکو اپنے تلوار کے متواتر زخم لگا کر قتل کر ڈالا۔ یہ واقعہ ۱۶ شوال
۱۱۷۰ھ مطابق ۱۷۵۷ء کو واقع ہوا۔ مسٹر اسٹورٹ لکھتے ہین
کہ سراج الدولہ باعتبار حسن دجمال کے نہایت قبول صورت اور

وجیہہ جوان تھا۔ اوسکے تمام ادبار اوسکی تعلیم نہ ہونے اور نانا کے افزونی اشفاق کے باعث پیش آئے۔ بہرحال۔ مشاہد تاریخی بتاتے ہیں کہ سراج الدولہ کے قتل کی اطلاع نہ میر جعفر کو ہونے پائی اور نہ کرنیل کلائو کو۔ میرن نے اسکے قتل کا الزام تنہا اپنے ہی ذمہ لیلیا ممکن تھا کہ یہ لوگ اسکے ساتھ کچھ رعایت کرتے۔

میر جعفر خان کی امارت

منصور گنج کے قصر شاہی مین جلوس امارت کے سامان درست کرکے میر جعفر نے کرنیل کلائو کو نوید بھیجی۔ وہ خود تو تشریف نہ لائے۔ مگر مسٹر والٹس Walts اور مسٹر والش Mr. Walsh بعہ ۲۰۰ سپاہیون کے ہمراہ اپنی طرف سے بھیجدیا۔ اگرچہ میر جعفر کرنیل کلائو کے نہ شریک ہونے سے بیدل ہوئے۔ مگر غیر مسند نشینی ہوگئی جبھی سے کمپنی کے مطالبات مندرجہ معاہدہ مورخہ ۹ر فروری کا تقاضہ شروع ہوگیا۔ غرض جبتک کہ وہ رقم نہ ادا ہولی کرنیل کلائو نہ آئے۔ ۲۹ر جون ۵۷ء کو کرنیل کلائو تشریف لائے اور میر جعفر خان کو ہاتھ پکڑ کر جب مسند نظامت پر بٹھلالیا تب میر جعفر کی اختلاجی کیفیت رفع ہوئی اور اُنھون نے اپنی امارت کو کامل اور بے عیب سمجھ لیا۔ آنریبل ار۔ سی۔ دت صاحب کی تحقیقات مین اسوقت نصف مطالبہ ادا کیا گیا تھا۔

اور نصف کا وعدہ ہوا تھا - اسکے علاوہ ہر ممبر کونسل کو علیحدہ علیحدہ
نذرانہ کثیر عطا کئے گئے تھے - اور ضلع ۲۴ پرگنہ کی زمینداری بھی
کمپنی کو دیدیگئی تھی - بعد دو برس کے اسکے حقوق مالکانہ خاص کلائیو
کو تفویض کر دئے تھے - اور وہ کمپنی سے تیس ہزار پاونڈ سالانہ
حقوق زمیندارانہ پاتے رہے -

کرنیل کلائیو پہلے گورنر کلکتہ بنائے گئے

مسٹر اسیورٹ یہان تک پہونچکر اپنی تاریخ بنگالہ کو تمام کرتے
ہین اور لکھتے ہین کہ اسوقت سے انگریزی کمپنی کے اختیارات بنگال
و بہار مین قائم ہو گئے - اگر ہم اسکے بعد اس صوبہ کے حالات کو
آگے لکھنا چاہین تو ہم کو اس عنوان سے شروع کرنا ہوگا -
"واقعات حکمرانان ہند زیر فرمان سلطنت انگلشیہ" کچھ تنہا
اس انگریزی مورخ کی یہ تجویز نہین ہے - خان بہادر اپنی تاریخ
صوبہ بہار مین بھی ایسے ہی تحریر فرماتے ہین -
بہرحال - میر جعفر خان نواب ناظم ہو گئے - ہمارے صوبہ بہار
کے متعلق جو انکے زمانہ مین پیش آیا - ہمکو اوسکے طرف بہت جلد
متوجہ ہونا چاہیئے - راجہ رام نرائن اسوقت تک بہار کے ناظم
تھے - یہ ایسا کار گذار مدبر تھا کہ مہابت جنگ نے اسکے مقابلہ مین
سراج الدولہ کی محبت کا بھی خیال نہین کیا تھا - اس نقلاب عظیم کے

زمانہ مین ہرچند پہلوان سنگہ و سندر سنگھ زیندار ان قرب و جوار نے سراج الدولہ کے انتقام لینے کے لئے راجہ کو ترغیب دی مگر راجہ نے قبول نہ کیا - میر جعفر خان کی اطاعت قبول کر لی - یہ اوسکی خاص عاقبت بینی تھی - مگر اس اظہارِ وفاداری کے معاوضہ مین میر جعفر نے انکے نکالنے اور اپنے بھائی میر کاظم کے بحال کرنیکا خیال زندہ کر کے پٹنہ مین پہونچے - مگر راجہ نے لارڈ کلائو کو درمیان مین دیکر ان کو اس ارادہ سے باز رکھا - میر جعفر تو مرشد آباد لوٹ گئے - مگر میرن کو بہار - "بہار کرنیکے لئے" چھوڑ گئے -

زمانہ نے بنگال و بہار کے ساتھ ہی ہندوستان کے تمام اندرونی و بیرونی نظام مین بالکل نیا رنگ پیدا کر دیا عالمگیر ثانی موجودہ شاہ دلی نے اپنے بیٹے شاہزادہ عالیگوہر کو تسخیر بنگال و بہار کی اجازت دیدی - اسی شاہزادے نے اپنا لقب شاہ عالم مقرر کیا - شاہ عالم نے نواب سید ہدایت علیخان کو فوج کا بخشی بنا کر اپنے ساتھ لیا - منیر الدولہ رضا قلیخان اور محمد قلیخان قلعہ دار الہ آباد بھی ہمرکاب ہوئے - جب یہ لشکر اپنی ہیئت مجموعی درست کر کے ضلع شاہ آباد آرہ مین پہونچا تو راجہ رام نرائن سخت گھبرایا - ہرچند مرشد آباد اور کلکتہ کمک بھیجنے کے لئے استدعا کی - مگر کوئی جواب نہ آیا - مسٹر امیئٹ سے Amyatt جو انگریزی تجارتخانہ پٹنہ کے بڑے صاحب تھے آخر کار مشورہ کیا تو انہون نے کہا کہ اگر انگریزی فوج آگئی تو مین

شاہزادے سے ضرور لڑونگا - ورنہ کلکتہ چلاجاونگا - اسی اثنامین - مرزا اسحاق کشمیری - مرزا محمد علی اور محمد قلیخان وغیرہ کی ترغیب سے راجہ مقام پھلواری مین شاہزادے سے قدمبوس ہوا - راجہ مرلی دہر ہرکارے کو - راجہ کی یہ حرکت ناگوار ہوئی وہ عظیم آباد کے قلعہ مین بیٹھا مقابلہ کے سامان درست کرتا رہا - راجہ نے شاہزادے کی بے سروسامانی دیکھکر اونکی موجودہ حیثیت اور قوت کا اندازہ کرلیا - اور رسدرسانی وغیرہ کا بہانہ کرکے پٹنہ چلا آیا اور درپردہ لڑائیکا بندوبست کرتا رہا -

جنگ عظیم آباد

اسی اثنامین انگریزی فوج کے آنیکا حال معلوم ہوا تو راجہ اور قویدل ہوگیا - شاہزادے نے بھی قریب پہونچکر شہر مین داخل ہونا چاہا - مگر راجہ نے کہلا بھیجا کہ لشکر کا شہر مین آنا رعایا کی پریشانی کا باعث ہوگا - بہتر ہے کہ بیرون شہر قیام فرمایا جاوے اور یہ اجازت بھی صرف بخیال مہمانداری ہے نہ بلحاظ نوکری و تابعداری - محمد قلیخان کو یہ جواب بُرا معلوم ہوا اور پورب جانب سے قلعہ عظیم آباد پر حملہ کردیا گیا - مگر خود محمد قلیخان کی سوء تدبیری سے کچھ مفید کار نہوا اب انگریزی فوج بھی ہمراہی میر جعفر خان پہونچگئی - شاہ عالم مجبور ہوکر بنارس چلا گیا - راجہ استقبال کرکے لارڈ کلائو اور نواب کو قلعہ مین لے آیا - پہلوان سنگھ زمیندار نوکھا پرگنہ شہسرام نے شاہ

عالم کو مدد دی تھی - انگریزی فوج اوسکی تنبیہ کو روانہ ہوئی - پہلوان سنگھہ کچھہ دنون تک لڑتا رہا - مگر مجبور ہو کر اوسنے اس شرط پر صلح کر لی کہ نواب سید ہدایت علیخان میری پناہ مین ہین - اونکو کوئی آزار نہ پہونچایا جائے اور یہ اپنے جاگیر پر سابق بدستور قائم رکھے جائین یہ قبول کر لیا گیا اور صلح ہو گئی -

عالمگیر ثانی نے انتقال کیا - شاہ عالم تخت نشین ہوئے - شجاع الدولہ وزیر بنائے گئے - کامگار خان نے خرچ جنگ کا ذمہ لیکر نئے بادشاہ کو پھر پٹنہ پہونچایا - راجہ سے پھر مڈبھیر ہوئی - کپتان کاکرن اپنے رسالے اور پہلوان سنگھہ بھوجپوریون کی جماعت کے ساتھہ کمک کو موجود تھے - مگر با اینہمہ راجہ کامگار خان وغیرہ کی دلیریان دیکھکر گھبرا گیا اور بھاگ کر قلعہ مین روپوش ہو گیا دلیر خان اور اصالت خان اسی لڑائی مین مارے گئے - بادشاہ بنگالہ کیطرف روانہ ہوئے - ایک دو منزل گئے تھے کہ میرن انگریزون کا جرار فوج لئے آدھمکا - پہلے مقابلہ مین میرن تو ایک تیر کھا کر نکل بھاگا مگر پھر انگریزون کے استقلال سے شرما کر لوٹ آیا - اس لڑائی مین بادشاہ کو ہزیمت ہوئی - بادشاہ چند روز قصبہ بہار مین ٹھہر کر مرشد آباد کیطرف روانہ ہوا - میرن دریا کے رستہ سے سد راہ ہو گیا - ناچار شاہ عالم کو واپس آنا ہوا - ڈاکٹر فلرٹن اور مسٹر ایمیٹ نے راجہ کی مدد کی - اتنے مین میجر نیکس فوج لیکر حاجی پور سے آ گئے -

میرن مرگیا

اور شاہی فوج کو مغلوب کر کے گیا مان پور کیطرف نکالدیا - اس
تمام پر آشوبی کے زمانہ مین - خادم حسین خان حاکم پورنیہ کا خون
بھی جوش مین آگیا - وہ بھی فتح بہار کی بہار دیکھنے حاجی پور مین
پہونچگئے - میجر نیکس اور راجہ شتاب رائے اونکی تنبیہ کیلئے روانہ
ہو اور تھوڑے سے مقابلہ کے بعد اونکو کامل شکست پہونچادی -
ابھی یہ کھلبلی مچی ہوئی تھی کہ میرن لارڈ کلائو کو بیشمار فوج کیساتھ
اپنے ہمراہ لایا اور خادم حسین خان کے قرار واقعی استیصال کی ضرورت
سے دریا پار ہوا - مقام بتیا سے چند میل آگے بڑھا تھا کہ رات کو
اوس ظالم پر قہر خدا کی بجلی گری اور وہ اپنے خیمہ مین جل بھن گیا
القصہ لارڈ کلائو نے فوج کے اطمینان کی خاص مصلحت سے
میرن کی لاش کو چروا کر اوسکے مجسمہ کو بدستور سابق ہاتھی پر
بٹھلایا اور بیماری کے بہانہ سے راج محل کیطرف بھیجدیا - اور
خود شاہ عالم اور کامگار خان کی بدنظمیون کو دور کرنیکی ضرورت
سے ضلع گیا مین چلا گیا - اور تا ایام برسات وہان کی درستی مین
مصروف رہا -

مہاراجہ شتاب رائے - سکھ سین کائتھ تھے - دہلی کے باشندے - پہلے صمصام
الدولہ خان دوران کے ملازم تھے - چونکہ نہایت قابل اور عالی حوصلہ تھا - اسلئے
صمصام الدولہ کے ذریعہ سے قلعہ رہتاس کے قلعہ داری - پھر صوبہ بہار کی دیوانی اور
جاگیرات نواب افغحہ بہار کی نظامت پر مامور ہو کر پٹنہ مین سکونت پذیر ہوئے - پھر راجہ
رام نرائن سے ارتباط بڑھا کر میر جعفر خان کیخدمت مین پہونچا اور وہانسے لارڈ کلائو سے سم
و راہ پیدا کی - آنکے آیندہ حالات ہماری تاریخ کے سلسلہ مین برابر ملتے جائینگے - المعلف
اولاد حیدر

میر قاسم علی خان کی امارت

خان بہادر تاریخ صوبہ بہار مین تحریر فرماتے ہین۔ نواب جعفر خان عیاش مزاج اور نشہ باز تھے۔ اونکا بڑا بیٹا میرن۔ جو سراج الدولہ کا قاتل ثابت ہوچکا ہے۔ بالکل دخیل حکومت ہورہا تھا۔ جعفر خان نے عظیم آباد مین داخل ہوکر جو حرکات ناشایستہ دکھلائے وہ ہرگز تاریخ مین داخل کیے جانیکے قابل نہین ہے" انکی خفیف الحرکاتی نے کچھ ان کو قوم و ملک ہی کی نگاہون سے نہین گرادیا۔ بلکہ انگریزون کو بھی ان کی صلاحیت مزاج کے پورے انداز مل گئے۔ اب میرن کے جوان مرجانے سے میر جعفر اور بھی بیکار ہوگئے۔ یہانتک کہ انکی معزولی کے خیال پیدا ہوگئے۔ سب سے بڑی وجہ یہ ہوئی کہ ابھی تک نصف رقم موعودہ نہین ادا کیگئی تھی۔ مگر اسکے ساتھ ہی مدبران انگلینڈ کو ایک ایسے مشتاق امارت کی ضرورت تھی۔ جو سب سے پہلے یہ رقم ادا کرسکتا ہو۔ ابھی یہ مسئلہ زیر تجویز ہی تھا کہ میر قاسم علیخان داماد میر جعفر خان اسکی بو پاکر کلکتہ پہونچگئے اور فوراً کمپنی کے ساتھ تمامی امور طے ہوگئے خدا کے فضل سے یہ ایسے جیب کے بھرے اور گانٹھ کے پورے تھے کہ انہون نے میر جعفر کی بقیہ رقم نصفی کو اوسیوقت ادا کردیا اور اپنی طرف سے بنگال مین اضلاع مدنی پور۔ بردوان۔ اور چٹاگانگ کمپنی کو عطا کردئے

اسکے بعد ہی میر جعفر معزول کر دئے گئے اور ابتدائے ۱۷۶۱ء سے میر قاسم علیخان ناظم مرشد آباد بنا دئے گئے۔

شاہ عالم کا پٹنہ مین جلوس اور قاسم کا عالیجاہ ہونا

یہان تک بیان ہو چکا ہے کہ انگریزون نے شاہ عالم کو شکست دیکر گیا کیطرف نکالدیا۔ شکست کے بعد بھی انگریزون نے بادشاہ کا بڑا خیال کیا اور راجہ شتاب رائے کو مصالحت کی غرض سے بھیجا راجہ نے ان کو سمجھایا کہ انگریز لوگ بنگال و بہار کے گویا حاکم ہو چکے ہین۔ وہ باوجود اسکے آپکی تابعداری پر تیار ہین۔ مگر کامگار خان نے اولٹا سمجھایا۔ نواب سید ہدایت علیخان بھی آگئے اور انہون نے بھی فہمایش کی کہ کامگار خان ایک سپاہی پیشہ اور زمیندار ہے لڑنا اور بھاگنا اوسکا کام ہے۔ مگر بادشاہون کیلئے یہ گریز پائیان مناسب نہین۔ اسی اثنا مین شجاع الدولہ نے طلبی مین عرضداشت بھیجی۔ چونکہ شاہ عالم نے اودھر جانا مصلحت سمجھا اسلئے اودھر کے معاملات کو بمصالحت طے کرنا ضرور ہوا۔ راجہ شتاب رائے کو بلوا بھیجا۔ اور انگریزون سے مصالحہ ہو گیا۔ دوسرے دن میجر کارنک آکر گیا سے شاہ عالم کو پٹنہ لیگئے۔ قاسم علیخان بھی پہونچگئے انگریزون کی کوٹھی مین دیوان عام ہوا۔ تخت کیجگہ کھانا کھانیکی میز پر مسند شاہی آراستہ کیگئی۔ بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا

انگریز لوگ صف باندھے کھڑے رہے - قاسم علیخان حاضر ہوئے
اداب بجالا کر ایک ہزار ایک اشرفی نذر دی - خلعت نظامت
ملا - ناظم نے چوبیس لاکھ رقم خراج دینی قبول کی - غرض
اوسوقت عجلت مین تہین تک امور طے کر کے شاہ عالم اودھ
کیطرف چلے گئے - قاسم علیخان اور راجہ رام نرائن مین بگڑ
گئی - کاغذات سے راجہ پر کثرت سے غبن اور خیانتین ثابت
ہوئین نواب نے انکے معاملہ مین انگریزون کی سفارشین بھی نہین
سنین - منسارام مہاجن اور گنگابشن خزانچی بھی گرفتار کئے
گئے - اگرچہ راجہ نے اپنی بہت سی دولت دوسرون کے گھر
پہلے سے بھجوا دی تھی - مگر تاہم سترہ لاکھ روپیہ اون سے وصول
کئے - مرلی دہر - ہرکارہ اور محمد افاق کوتوال کے گھر
بھی خوب لوٹے گئے - مرلی دہر تو قید کر ڈھاکہ بھیجدیا گیا اور
راجہ رام نرائن نواب کے ساتھ زیر حراست رہے - اسی شریف
گردش مین راجہ شتاب رائے بھی لپیٹ لئے گئے - مگر انگریزون کی
سفارش سے چھوٹے - اور انکے معاملات کونسل کلکتہ کے حوالہ
کیا گیا جہان سے یہ تجویز ہوا کہ یہ نواب کے حدود محروسہ سے نکل جائین
اسلئے راجہ شتاب رائے کو مجبوراً چند روز دن کیلئے بہار چھوڑ کر
شجاع الدولہ کے خدمت مین حاضر رہنا ہوا - جو ہندوستانی
امرا کیلئے تنہا مقام امن خیال کیا جاتا تھا -

میر قاسم علیخان کا عالی جاہ ہونا اور انگریزونسے مخالفت

غرض اسی لوٹ کھسوٹ سے قاسم علیخان نے بہت سا روپیہ جمع کر لیا اور اوس سے اپنی فوج اور سامان جنگ اعلی پیمانہ پر درست کر لی - میر مہدی کو بہار اور ترہت کی نظامت سپرد کی - پٹنہ سے چلکر بھوجپور ضلع شاہ آباد آرہ کے راجپوتون کو خوب خوب لوٹا اور ملک مین چارون طرف معقول بندوبست کر کے قلعہ مونگیر مین سکونت اختیار کی - ۱۷۶۲ء مین دربار دہلی سے عالی جاہ کا خطاب پایا - ان کے ساتھ ہی ساتھ انگریزون کو معافی محصول کی سند سلطانی بھی عنایت ہوئی - تھوڑے عرصہ مین اس معافی پر یہ زیادتی ہونے لگی کہ کمپنی کے خاص مال تجارت کیساتھ دیگر انگریز اور نیز ملازمان کمپنی بھی اپنے اپنے مال بلا محصول لیجانے لگے - عالی جاہ کو اسکی خبر ملتی گئی - مگر وہ انگریزون سے کسی فوری مزاحمت کو مناسب نہ سمجھکر خاموش رہا - اسی اثنا مین مسٹر ہنری اور جارج وینسٹرٹ (ہوشیار جنگ) کوٹھیون کے ملاحظہ کی غرض سے تشریف لائے - عظیم آباد اور چھپرہ ہوتے ہوئے - مونگیر پہونچے - نواب کے مہمان ہوئے - نواب نے اپنی تازہ ترتیب دادہ

راجہ شتاب رائے اور سید نور الحسن خان بلگرامی مرحوم کے درمیان رسم وراہ اسی زمانہ سے آغاز ہوا - تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو - ملفوظات میر سخاوت علی بلگرامی -

قاسم علیخان اور انگریزون کی مخاصمت

فوج کا معاینہ کرایا۔ دونون انگریزون نے بڑی تعریف کی اور کہا کہ آپ کی فوج تمام ہندوستان کی فوجون سے اچھی ہے۔ مگر ایسی فوج سے آپ انگریزی فوج کے مقابلہ کا قصد نہ کیجئے گا۔ آپکی فوج مین ابھی اتنی صلاحیت نہین ہے۔ پھر عالیجاہ نے ملازمان کمپنی کے بلا محصول مال لیلنے جانیکے متعلق شکایت کی۔ ان لوگون نے کہا کہ آپ کی شکایت درست ہے۔ مگر جلدی نہ کیجئے گا ہم اس امر کو کونسل کلکتہ مین پیش کر کے آپکے خاطر خواہ فیصل کرادینگے۔ عالیجاہ خود تو خموش رہا۔ مگر اوسنے نظامت کے گماشتون کو لکہہ بھیجا کہ انگریزون سے بھی بہت جلد محصول لیا جائیگا۔ اتنا معلوم کر کے گماشتون مین ضبط کہان اونہون نے اپنے اپنے مقامات پر بلا لحاظ کمپنی و غیر کمپنی تمام انگریزون سے مزاحمت شروع کردی۔ اس اثنا مین عالیجاہ نے اپنے جنرل افواج گرگین خان کو لیئے نیپال پر چڑھائی کردی مگر چھہ مہینون کے بعد بالکل ناکامیاب واپس آیا۔ اسی جھنجھلاہٹ مین اوسنے شہر بتیا کو راجہ سے بزور چھین لیا۔ عالیجاہ کی غیر حاضری مین نظامت کے ملازمین نے تحصیل محصول مال مین انگریزون کے ساتھہ بڑی زیادتیان کین۔ یہان تک کہ انگریزی گماشتون نے ان سے کھل کر مزاحمت کی اور مسٹر السن نے پٹنہ مین اہلکاران کمپنی کو گرفتار کرلیا۔ ایک تو ان جزون سے عالیجاہ کو غصہ آہی تھا

اودھر عالیجاہ کی رپورٹ پر - کونسل کلکتہ مین پیش ہوئی - اور
جارج وینسٹرٹ - ہنری - اور ویرن ہسٹنگز نے اسکی تائید بھی
کی - مگر کوئی توجہ نہین کی گئی - یہ اور بھی چراغ پا ہوگئے - عالیجاہ
نے محصول مال کی رقم تمام ملک سے عام اس سے کہ انگریز ہون
یا ہندوستانی - اوٹھادی - انگریزون کو یہ امر نہایت ناگوار
معلوم ہوا - اور کونسل مین جب یہ امر پیش ہوا تو پھر ہسٹنگز صاحب
نے عالیجاہ کی تائید کی اور کمپنی کو مداخلت و مزاحمت سے
روکا - مگر کچھہ مفید کار نہوا - مئی سنہ ۱۷۶۳ء مین انگریزی کشتی پر
پانچسو توڑیدار بندوقین لدی جارہی تھین - مونگیر مین پہونچین
تو عالیجاہ نے روکدیا - اور مسٹر ہے Hay کو جو اوسپر
سوار تھے اپنی حراست مین لیلیا - یہ خبر پاکر مسٹر السن نے شہر
عظیم آباد پر قبضہ کرلیا - اسیوقت سے فیمابین جنگ کی تیاریان
ہونے لگین - میر مہدیخان انگریزون سے مغلوب ہوکر اور
محمد امین خان کو چہل ستون مین چھوڑکر مونگیر کے طرف چلا
مگر فتوحہ تک پہونچا تھا کہ اوسکو عالیجاہ کی فرستادہ فوج ملگئی
لوٹ پڑا - اور شاہ معروف صاحب کی درگاہ کیطرف سے
حملہ کرکے انگریزون کو بھگادیا اور پھر شہر پر قبضہ کرلیا -
انگریز اپنی کوٹھیون مین جا چھپے - مگر وہان بھی تعاقب کیا گیا
بانکی پور پہونچے وہان بھی پیچھا نہ چھوٹا تو آخر کار چھپرے چلے گئے

ضلع چھپرہ کے فوجدار نے وہان بھی قدم جمنے نہ دئیے اسی اثناء
مین سمرو فرانسیسی افسر۔ جو عالیجاہ کیطرف سے بکسر مین تعنات
تھا آپہونچا۔ اور سب انگریز بیچارے گرفتار ہوگئے جب اس وقتی
کامیابی کی خبر عالیجاہ کو ملی تو اوسکا غرور اور بڑھگیا۔ اونے فورًا
ممالک محروسہ مین حکم عام جاری کردیا کہ جہان کہین انگریز
پائے جائین۔ مارے جائین چنانچہ مسٹر امیت Mr Amyatt killed
مرشدآباد مین مارے گئے۔ اور اونکا سر مونگیر مین بھیجدیا گیا۔

میر جعفر خان کی بار دیگر حکومت

جب عالیجاہ کی بدولت یہ فساد ہوئے۔ تو ارباب کونسل
نے پھر میر جعفر خان سے جدید قول و قرار لیکر مسند نظامت دیدی
اور کمپنی کا ایک جرار لشکر عالیجاہ کی تنبیہ کو روانہ ہوا۔ مہدیخان
نے مقبدین کمپنی کو مونگیر مین بھیجدیا تھا۔ اس اثنا مین انگریزی
لشکر کلکتہ سے لیکر مرشدآباد اور کٹوہ تک تمام ملک پر قبضہ کرچکا
اسی ہنگامہ مین محمد تقی خان رفیق عالیجاہ ہی کام آیا۔ نواب کو سخت
تردد ہوا۔ اہل و عیال اور تمام زر و مال کو قلعہ رہتاس مین بھیجکر
عالیجاہ اودہوا نالہ کیطرف جہان اوسکا لشکر کثیر جمع تھا۔ روانہ
ہوا۔ مونگیر سے چلتے وقت۔ رام نرائن ناظم بہار۔ راجہ راج بلبھ
مع اطفال خردسال رائے رایان امید رام مع طفلان۔ راجہ فتح

قاسم علیخان کی معزولی از سلطنت۔

سنگھ و بینا دسنگھ راجگان ٹکاری اور شیخ عبداللہ وغیرہ کو قتل کروایا رام نرائن اور فتح سنگھ وغیرہ کی گردنون مین ریت سے گھڑے بندھوا کر دریا مین غرق کرادیا - مگر انگریزی مقیدین کے ساتھ کچھہ نہ کیا - عالیجاہ ابھی چنپا نگری مین تھا کہ اودھوا کی لڑائی انگریزون نے جیت لی - یہ بڑی شکست عالیجاہ کو ہوئی وہ بدحواس ہو کر مونگیر کیطرف لوٹا - مگر یہان بھی قلعہ بند ہونے کی صلاح نہ دیکھی تمام اسباب جنگ مونگیر سے لیکر پٹنہ کیطرف نکل گیا - جب قصبہ باڑھ ضلع پٹنہ پہونچا تو جگت سیٹھ مہتاب رائے اور راجہ سروپ چند وغیرہ - باقیماندہ امرائے مرشد آباد تھے دریا مین غرقاب کرادیا - اس اثنا مین انگریزون نے قلعہ مونگیر پر بھی قبضہ کرلیا اسکا حال پٹنہ مین عالیجاہ کو معلوم ہوا - پھر کہان تاب - سمرو فرنچ افسر کو مقیدین انگریزی کے مار ڈالنے کا حکم دیدیا - اوس ظالم نے بلا خیال ہموطنی - ہمقومی اور رسم مذہبی کے حاجی احمد کی حویلی اون سب کو ایک ایک کر کے مار ڈالا - صرف ڈاکٹر واکر صاحب Dr. Walker چھوڑ دئے گئے - اتنے مین انگریزی فوج پٹنہ پہونچگئی اور میر خلیل کی حویلی سے گولہ باری شروع کردی - قلعہ کی دیوار ایسی کمزور تھی کہ فوراً شگافتہ ہوگئی اور انگریز شہر کے اندر داخل ہوگئے - عالیجاہ انگریزون کی آمد سنکر بکرم - قریب داناپور

چلے گئے تھے۔ فتح پٹنہ کی خبر سُنکر بکرم سے چلکر محب علی پور اور محب علی پور سے قصبہ تلوتھو قریب شہسرام پہونچے اور ہر طرف سے مایوس ہوکر شجاع الدولہ سے امید لگائی اور میر سلیمان کو اودھ کیطرف روانہ کیا۔

شجاع الدولہ اور عالیجاہ

میر سلیمان شجاع الدولہ کے دربار مین پہونچے۔ نواب سے عماد الملک کی معرفت خفیہ گفت وشنید ہوکر جب کچھ امید ہوئی تو عالیجاہ بنارس اور الہ آباد کے درمیان پہونچا نواب وزیر سے ملے۔ اور بہت سے بیش بہا اور گرانمایہ ہدیہ نواب کیخدمت مین پیش کئے۔ کہتے ہین کہ ایک طلا کار رتھ کی جوڑی اتنی بیش قیمت تھی کہ اوسوقت کوئی اوسکی قیمت نہین لگا سکتا تھا بہرحال بعد قول وقرار عالیجاہ پھر بہار کیطرف اور شجاع الدولہ شاہ عالم کے ساتھ بندیل کھنڈ کے طرف روانہ ہوگئے۔ جب وزیر بندیل کھنڈ سے لوٹ کر پھر بنارس مین آئے تو میر سلیمان۔ عالیجاہ کے ہُد ہُد۔ پھر یاد دہانی کے لئے آدھمکے۔ نواب وزیر نے اب اسوقت اس مسئلہ کو مجلس مشورت مین ملکی مہم کیصورت مین پیش کیا۔ تو راجہ بینی بہادر اور نواب سید نورالحسن خان بلگرامی نے

سید نورالحسن خان بلگرامی۔ سید صاحب اور ان کے بزرگوار ہمیشہ سے دربا

اوسوقت اختلاف کیا - اور انگریزون کیساتھ خواہ مخواہ مقابلہ کرنے
کی مضرتون کو دکھلایا - نواب اوسوقت تو سمجھ گئے مگر پھر دوسرے
وقت عماد الملک نے خلوت کی صحبتون مین اس رنگ کو بالکل
دھو دیا - عرصہ تک نواب اس مسئلہ پر غور کرتے رہے چونکہ
ہندوستان کے تمام امرا پر عام بداقبالی تھی - چاہے عالیجاہ ہون
یا شجاع الدولہ - غرض بہی خواہان دولت کی مال اندیشی
کچھ کام نہ آئی - اور عماد الملک کی خودغرضی کام کر گئی - میر
میر سلیمان کو بلاکر عالیجاہ کی امداد کا کامل وعدہ کر دیا گیا - اور
عہدنامہ لکھے جانیکا حکم دیدیا - بہی خواہان دولت اپنی امن پسندی
کی تجویزون مین ناکامیاب ہوکر خاموش رہگئے مابین الریاستین
جو عہدنامہ تحریر ہوا اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ مقابلہ کے دن ایک
لاکھ روپیہ روز اور سفر مین برابر پچاس ہزار روپیہ روز جبتک کہ
وزیر کا لشکر کمک مین موجود رہیگا - عالیجاہ کو دینا ہوگا - اسکے
علاوہ بعد حصول ملک و امارت بنارس سے پٹنہ تک کا ملک وزیر کو دیدیا جائیگا -

بقیہ صـ۳۱۸ـ سلطانی مین اعلا مناصب پر مامور تھے - ان کے والد مرحوم سید محمد محسن جنا
نواب برہان الملک کی رفاقت مین مقام سرہند - جنگ نادر شاہی واقع ۱۷۳۹ء مین
مارے گئے تھے - اوسوقت انکا سن پندرہ برس کا تھا - نواب صفدر جنگ نے آپ کو
اور شجاع الدولہ کو محمد قلیخان صوبہ دار الہ آباد کی تربیت مین دیدیا خان مرحوم
شجاع الدولہ کیساتھ پانچ برس تک الہ آباد مین تعلیم پاتے رہے - جب نوابان فرخ
آباد سے صفدر جنگ کو معرکے پیش آئے تو ان تمام معرکون مین خان مرحوم نے بڑے بڑے
کارنمایان کھائے - خصوصاً خدا گنج کی جنگ اور سنگی رامپور کی پل والی مہم مین - انکے
خدمات نے انکی شرافت اور وفاداری ہی کو نہین ظاہر کیا - بلکہ نواب کی امارت اور حکومت

انگریزون کو جب اسکی خبر لگی تو انہون نے راجہ شتاب راے بہادر کی معرفت انگریزون کو خط لکھ بھیجا - یہ خط خان مرحوم کی معرفت نواب کی خدمت مین پہونچایا گیا - اسکا خلاصہ یہ تھا کہ عالیجاہ کی ساری قوت ٹوٹ چکی - وہ بنگال و بہار سے خارج البلد ہو چکا مناسب تو یہ ہے کہ آپ اوسکے معاملات مین مداخلت نہ کرین ہم اسکے صلہ مین آپ کو بنارس سے پٹنہ تک کا علاقہ نذر کرتے ہین - راجہ بینی بہادر - خان مرحوم اور دیگر بہی خواہان دولت کے نزدیک یہ تحریر تو تایید آسمانی سمجھی گئی - اور پھر اسکی تایید مین انلوگون نے وزیر کو موجودہ و آیندہ کے تمام ٹھیک و بد سمجھائے مگر عمادالملک کی خفیہ ریشہ دوانیون نے ایک نہ چلنے دی دوسرے دن انگریزون کے خط کا ٹکا سا جواب دے دیا گیا - بہی خواہان دولت کو اس موقع پر پہلے سے زیادہ اپنی ناکامیابی اور وزیر کی ناسمجھی کا افسوس ہوا -

---

بقیہ ص ۳۱۹ - مین نہایت تفصیل سے لکھا ہے - فرخ آباد کے تصفیہ کے بعد صفدر جنگ نے ان کو راجہ بنارس سے زر بقایہ خراج وصول کرنے پر تعنات کیا انہون نے عہدہ ہزاولی مین جو حسن خدمات کہلائے وہ ایسے لایق اور مفید ثابت ہوئے کہ یہ بنارس کے عامل مقرر کر دئے گئے - اور کامل تین برس تک اس منصب پر مامور رہے - صفدر جنگ کے بعد شجاع الدولہ نے بھی ایک برس تک اسی منصب پر بحال رکھا - مگر جب راجہ بینی بہادر کو شجاع الدولہ نے وزیر بنایا تو مغل کی فوج بگڑ گئی - تو شجاع الدولہ نے انکو بنارس سے بلوایا اور خطاب نوابی اور سفالی عنایت فرمایا - اور فوجی امور کو بینی بہادر کے تعنات نکالکر انکے سپرد فرمائے - اوس وقت سے یہ برابر اسوقت تک نواب کی رکاب مین حاضر رہے - انکے باقی حالات مندرجہ مضامین کتاب مین - سید اولاد حسین

بہرحال - جب عالیجاہ کی حمایت مین بنگال و بہار کا قصد مصمم ہو گیا تو وزیر کو راجہ بلونت سنگھ رئیس بنارس کے شریک کر لینے کی سخت ضرورت پیش آئی - کیونکہ راجہ ان دنون ان سے خوف زدہ ہو رہا تھا - اسیوجہ سے ابھی تک حاضر نہین ہوا تھا آخرکار وزیر نے اس کام کیلئے خان مرحوم کے سوا اور کسی کو موزون نپایا کیونکہ راجہ سے ان کو جتنا ربط و اتحاد - سرِ اوّلی اور عمالت بنارس کیوقت سے حاصل تھا - وہ تمام مشہور تھا - خان مرحوم نے حکم حاکم سمجھکر اس خدمت کو انجام دیا - اس موقع پر خان مرحوم اور راجہ کے درمیان جو تقریر واقع ہوئی - پوری تفصیل کیساتھ وہ کتاب "واقعات سید نور الحسن خان" مولفہ مرحوم سید حسن عسکری صاحب بلگرامی سابق سررشتہ دار - ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ و انریری مجسٹریٹ ضلع آرہ - مین درج ہے سیرۃ المتاخرین نے خان مرحوم کے اس خدمات کا ذکر کیا ہے - بہرحال انہین کے ذریعہ راجہ نواب کیخدمت مین مع فوج حاضر ہو کر سابق دستور مطیع ہو گیا -

جنگ عظیم آباد

منشی میر سخاوت علی بلگرامی - اپنے ملفوظات مین لکھتے ہین -
شاہ عالم شجاع الدولہ - راجہ بنارس اور عالیجاہ کی بقیہ فوج

ان چار دن متفقہ لشکرون کا سیلاب عظیم بنارس سے بہار کے طرف چلا - قیام کیوقت یہ انبوہ پانچ میل کے دور مین پھیل جاتا تھا - اور ملاقات کے لئے ایک افسر کو دوسرے افسر کے پاس سواری پر جانا ہوتا تھا - آدمی تو اتنے تھے - مگر کام کرنے والے نہایت کم - الغرض یہ لشکر شہسرام سے ہوتا ہوا پٹنہ پہونچا مسٹر کیٹیر Mr Cartier افسر فوج انگریزی نے حفاظت شہر کا چندان خیال نہ کیا - صرف بچا پہاڑی پر توپین لگا دین نواب کا لشکر لوہانی پور اور میٹھے پور کے تالاب کی طرف سے حملہ آور ہوا - شجاع الدولہ نے ترتیب فوج مین پہلے ہی غلطی کی توپخانہ کا انتظام عالیجاہ کو سپرد کر دیا - اور فوج کو اپنے دیگر معتمد علیہ افسرون پر تقسیم کر دیا - اور خود بہ معیت راجہ بینی بہادر سید نورالحسن خان - راجہ ہمت گوشائین گورکھپوری و راجہ بنارس قلب لشکر مین صف آرا ہوا - لڑائی شروع ہوئی - نواب کے دو حملون تک انگریزون نے بڑے استقلال سے کام لیا مگر تیسرے حملہ مین ان کے پائے استقلال لغزش مین آگئے جنگ مغلوبہ ہوا چاہتی تھی کہ یکایک شجاع الدولہ انگریزون کے محاصرے مین اگیا - مگر وہ پھر لاجواب دلیری دکھلا کر محاصرہ سے باہر آگیا - اِسنے اسی عالم مین عالیجاہ کو توپخانہ کے ساتھ بڑھنے کیلئے حکم دیا - تاکید پر تاکید کی - آدمی بھیجے - مگر عالیجاہ نہ آئے نہ آئے

وہ اسکو محاصرہ مین گھرتا دیکھکر سمجھگئے کہ لڑائی تمام ہوگئی - انگریز غالب آئے - اپنی جان بچاکر اوسیدم میدان سے چلدئے - اور توپخانہ وہین چھوڑ گئے - بہرحال اسی محاصرہ مین شجاع الدولہ نے بغل کے نیچے ایک گولی کا خفیف سا زخم کھایا تھا جسکی پروا تو اوسنے کچھ بھی نہ کی مگر عالیجاہ کی اس بزدلانہ حرکت پر اوسکو سخت غصہ آیا - اوسنے خان مرحوم کو توپخانہ کی حفاظت مین چھوڑا - اور خود فوج لیکر قصبہ پھلواری تک ہٹ آیا - عظیم آباد مین اتنی ہی لڑائی ہوئی - خان مرحوم نے توپخانہ کی پوری محافظت کی اور غنیم کو قبضہ کرنے نہ دیا - وہ رات وہین بسر کی - صبح کو بار برداری وغیرہ کا انتظام کرکے چلے اور تیسرے دن مع توپخانہ کے - قصبہ منیر مین نواب سے پہونچکر ملگئے - وہان سے کوچ کرکے شجاع الدولہ بکسر مین داخل ہوا - چونکہ برسات شروع ہوگئی تھی - اسلئے وہین قیام کیا -

جنگ بکسر ۱۷۶۴ء

مسٹر کیسیر کلکتہ بلالئے گئے اونکی جگہ میجر منرو Major Munro شجاع الدولہ کے مہم پر تعنات ہوئے مسٹر منرو کل بارہ سو سوارون کے ساتھ عین اوس حالت مین بکسہ پہونچے جب نواب کی ناز پروردہ فوج گنگا کے کنارے پڑاؤ ڈالے برسات کے مزے

لے رہی تھی - منیر و نے یہان پہونچکر جو پہلی کاروائی کی وہ غنیم کی متفقہ قوتون کا توڑنا تھا۔ اور شاہ عالم سے اسکا سلسلہ آغاز کیا - بادشاہ تو پہٹنہ ہی اسے اسکا مشتاق تھا۔ شتاب رائے اور منیر الدولہ کی معرفت معاملات طے ہوئے اور شاہ عالم کٹرہ اله آباد کی انتظامی ضرورتون کا بہانہ کر کے موقع سے ٹلگیا۔ بادشاہ کے بعد شتاب رائے اور منیر الدولہ نے وزیر سے بھی پھر مصالحہ کی گفتگو آغاز کی مگر شجاع الدولہ نے اسمین اتنی تاخیر اور التوا سے کام لیا کہ برسات نکل گئی اور جاڑا پہونچگیا اور انگریز موافق موسم پاکر مقابلہ پر آمادہ ہو گئے - تب نواب نے مصالحہ کی اجازت دی - وقت جا چکا - بد اقبالی اور ادبار کا زمانہ پہونچگیا - مگر تاہم خان مرحوم اور بلو بدسنگھ - بہ معیت راجہ شتاب رائے و نواب منیر الدولہ مرحوم - تین شبانہ روز اس امر مین ساعی رہے - مگر منیرو راضی نہوئے اونہون نے صاف لفظون مین کہدیا کہ اگر پہلے ہی بار سلسلہ جنبانی کی گئی ہوتی - تو یہ امر ممکن تھا - جب کونسل سے اجازت جنگ آگئی - تب ان امور کی تحریک قابل سماعت نہین - جب اسطرف سے مایوسی ہوئی تو وزیر نے عالیجاہ سے حسب معاہدہ اپنے مطالبات کا تقاضنہ کیا - عالیجاہ نے بہت سے رنگ بدلے مگر نواب نے دل سخت کر کے ان کے اموال کی ضبطی کا حکمدیا - قیصر التواریخ مین لکھا ہے کہ عالیجاہ کے خزانون کے تمام صندوق شجاع الدولہ

کے ہاتھ آئے یک نہ شد دو شد۔ جنگ بکسر سے دو دن قبل انکے فرانسیسی فوج نے اپنی تنخواہ کے بقایہ کے لیئے ان کوڑی کوڑی لوٹ لیا اور عالیجاہ کو ایسا تباہ کر دیا کہ یہ غریب اپنے دو چار ملازمون کے ساتھ ایک لنگڑے ہاتھی سوار پر سوار ہو کر دلّی کے طرف چلے گئے۔ وہان پہونچکر نواب نجف خان کی رفاقت مین رہنے لگے۔ سال ہی بھر کے اندر رحلت کر گئے عالیجاہ کے حال کو تمام کر کے اب ہم شجاع الدولہ کے حالات کو خاتمہ تک پہونچاتے ہین۔

نواب کے ناز پروردہ لشکر کی عموماً اور فوج مغل کی سرکشی کی خصوصاً جیسی حالت۔ ملفوظات اور قیصر التواریخ مین لکھی ہے۔ ویسی کسی اور تاریخ مین نہین۔ ان کے لوٹ مار اور نوچ کھسوٹ سے جو مصیبت ملک پر واقع ہوئی۔ وہ تو درکنار۔ انکی سرکشی اور مطلق العنانی سے شجاع الدولہ کو عین مقابلہ کیوقت جو وقت بد دیکھنا ہوا وہ اسی سے ظاہر ہے کہ صبح کو لڑائی شروع ہونیوالی ہے رات بھر مغلون نے خوب شراب پی۔ ناچ دیکھے۔ سویرے انگریزی فوج آراستہ ہو کر سامنے آگئی۔ مگر نواب کے سپاہی ابھی تک بستر راحت پر پڑے خمار کے مزے لے رہے ہین۔ چوبدار عصا سے چھاونیون کے چھپر پیٹ رہے ہین۔ مگر وہ خوابیدہ بخت ٹس مس نہین کرتے۔ الغرض جیون تیون کر کے میدان جنگ مین آئے بھی۔ تو رات کی ماندگی اور خستگی سے بُری نوبت۔ بالکل حواس باختہ اور دل

برخاستہ - شجاع الدولہ چونکہ فطرتی دلیر اور پرہمت تھا - اوسنے چشم زدن مین فوج کے دستے مخالف کے مقابل مین درست کر لئے - عیسیٰ خان روہیلہ راجہ ہمت گیر گوشائین اور شیخ نظام الدین لکھنوی وغیرہ کو میمنہ و میسرہ فوج پر مقرر کر کے خود قلب لشکر مین آکر کھڑا ہو گیا مقابلہ کا آغاز ہوتے ہی زور سے ہوا چلنے لگی - اور اتفاق سے اوسکا رُخ نواب کی جمعیت کے جانب ہوا - اسی اثنا مین عیسےٰ خان روہیلہ کام آیا - اور اسکے بعد ہی ہمت گیر گوشائین کے رسالہ کے پاؤن اوکھڑ گئے - یہ دیکھکر نواب نے سید نور الحسن خان کو عیسےٰ خان کے رسالہ کے سنبھالنے کے لئے بھیجا - اس رسالہ مین سب مغلیے بھرے تھے - اسلئے خان مرحوم کو بالکل اپنے ہمراہیون سے کام لینا ہوا - مگر باد مخالف کی تاثیر نے مغلون کی اسو تدبیر سے زیادہ نقصان پہونچایا - سید بھان احمد صاحب بلگرامی - سید نوازش علی صاحب فقیہ بلگرامی چودھری سید محمد سجاد صاحب بلگرامی وغیرہ - خان مرحوم کے اعزہ اور اقربا - اسی معرکہ مین داد رفاقت دیکر ہمیشہ کیلئے جُدا ہو گئے - مغلون نے اپنی طرف متواتر لاشین گرتی دیکھکر گریز اختیار کی - خان مرحوم نے ہر چند ان بزدلون کو سنبھالا - مگر کچھ مفید کار نہوا - پہلے مُغلیے پھر تمامی فوج تر بتر ہو گئی - انگریزی فوج نے دریای کرمناسہ تک فراریون کا تعاقب کیا اور اونکو دریا کی اوسپار کر کے واپس پہونچی

نواب شجاع الدولہ کا تعاقب

شام کیوقت میجر منیر و لنے سید نورالحسن خان و راجہ بنارس
کی معرفت نواب کے پاس کہلا بھیجا کہ آج شب بھر کی مہلت
دیجاتی ہے۔ صبح سے اونکا تعاقب شروع ہوگا۔ اور اوسمین
اون کے جانی اور مالی دونون نقصانات کا احتمال ہے نواب
ایک تو شکستہ دل ہو ہی رہا تھا اور بھی پریشان خاطر ہوا۔ خان
مرحوم کی یہ اخیر خدمت اوسکی قدیم سرکار مین تھی جو انہون نے
نہایت استقلال اور دیانتداری سے انجام دی۔ اور تمام
مال و متاع سرکاری بار کر کے راتون رات بنارس پہونچا دیا۔
جب نواب اپنے حدود مین پہونچکر کسیقدر مطمئن ہوئے تو اپنے
قدیم بہی خواہان دولت سے ناحق بدظنی کا اظہار کرنے لگے۔
شاید اسکی اشتعال بھی عماد الملک کیطرف سے ہوئی ہو۔ سب سے
پہلے راجہ بینی بہادر کی آنکھین پھوڑ دائی گئین اوسکا تمام مال و متاع
ضبط سرکار ہوا۔ خان مرحوم اوسوقت راجہ بنارس کے مہمان
تھے۔ یہ خبر پا کر راجہ خود بھی ڈر گئے اور ان کو بھی حاضری سے روکا۔
نتیجہ یہ ہوا کہ راجہ تو اپنے علاقہ چین پور کیطرف چلے گئے۔ اور خان مرحوم
لطیف گڈھ ضلع مرزاپور مین جہان جنگ بکسر کے پہلے سے
انکے اہل و عیال بہمراہی سید حسن علیصاحب بلگرامی مقیم تھے چلے گئے

اتنے مین مسٹر منیرو نواب کے تعاقب مین بنارس پہونچگئے۔ نواب کو مجبورًا یہان سے بھی اوٹھنا ہوا۔ مقام کالپی مین طرفین سے پھر مقابلہ ہوا۔ مگر انگریزون نے پھر نواب کو شکست کامل پہونچائی۔

آنریبل الیسٹ۔ انڈیا کمپنی اور دیوانی بنگال و بہار

لارڈ کلائو دوبارہ گورنر کلکتہ ہوکر تشریف لائے۔ اُنہون نے موجود حالات سُنکر۔ انگریزی اقتدار کو اور اعلی پیمانہ پر وسعت دینی چاہی۔ اسلئے الہ آباد مین شاہ عالم سے شرف ملازمت حاصل کیا۔ اور بعد مشورہ الہ آباد بہت بڑا دربار شاہی منعقد ہوا اور قریب قریب تمام علاقون کے امراو رؤسا حاضر ہوئے۔ منشی میر سخاوت علی بلگرامی تحریر کرتے ہین کہ اس دربار مین شاہ عالم نے بڑی شان و شوکت شاہانہ سے جلوس فرمایا۔ اورسب سے پہلے کمپنی کو منصب دیوانی ہر صوبہ بنگال بہار و اوڑیسہ عطا فرمایا۔ لارڈ کلائو کو ثابت جنگ اور سر جارج وینسٹارٹ کو ہوشیار جنگ کے خطاب سے خلعتہائے ہفت پارچہ عنایت ہوئے۔ پھر راجہ شتابرائے کو خطاب مہاراجہ بہادر و دیوانی و فوجداری صوبہ بہار بہ نیابت سرکار کمپنی تفویض فرمائی۔ راجہ بلوندسنگھ کو موروثی ریاست بنارس کے ساتھ ضلاع گورکھپور آعظم گڈھ مرزاپور و غازی پور بندوبست فرمائے۔ اور خلعت ہفت پارچہ

وخطاب مہاراجگی بھی مرحمت ہوا - ان کے بعد سید نور الحسن خان بلگرامی کو احتشام الملک ضرغام الجنگ کا خطاب مع خلعت عنایت کیا گیا - نواب شایستہ[۱] خان کی جاگیر واقع ترہت سرکار بہار مدد معاش مین عطا فرمائی - اور پرگنہ ماہل ضلع اعظم گڈھ انکے ساتھہ بندوبست کیا گیا - اسیوقت سے خان مرحوم کے تعلقات کا رخ مغرب سے پھر کر مشرق کیطرف ہوگیا -

نجم الدولہ کی نظامت بنگال و بہار مین انگریزی انتظام

سنہ ۱۷۶۵ء مین میر جعفر کا انتقال ہوا - کونسل نے اوسکے مجہول النسب بیٹے کو نجم الدولہ بناکر مسند امارت پر بٹھلایا - اور نواب محمد رضا خان کو اسکا مدار المہام مقرر کیا - اور اس صلے مین نجم الدولہ نے بیس لاکھہ روپیہ نذر دئے - صوبہ بہار مین اسوقت میر جعفر کا بھائی میر کاظم ناظم تھا - اور دہیج نرائن - راجہ نرائن کا بھائی اوسکا نائب تھا - اور راجہ شتاب رائے دیوانی کا کام کرتے تھے باوجود دیوانی ہر سہ صوبہ ملجانیکے بھی - دور اندیش مدبران انگلشیہ نے سابق نظام ملکی کو کوئی فوری مداخلت نہین کی - یہان تک کہ

[۱] اس فیاض اور اقربا پرور امیر نے یہ پوری جاگیر ایک اپنے عزیز و رفیق میر سید محمد صاحب بلگرامی کو اپنی طرف سے عطا فرمادی آجتک انکی اولاد اسپر قابض ہے اگرچہ ریاست دربھنگہ کے ساتھہ مقرری استمراری ہے مگر حقوق مالکانہ قائم ہین - این ہم غنیمت است "

بتجویز مقدمات دیوانی و فوجداری بھی اپنے ذمہ نہین لی - جاگیردارون
اور تمام زمینداروں کو اونکے مقبوضات پر اوسیطرح بحال رکھا -
لارڈ کلائو اسوقت اتنا ہی کرکے کلکتہ چلے گئے مگر صرف ملک
پر سرسری نظر ڈالکر اونہون نے ملکی حالت کو بخوبی سمجھ لیا -
چنانچہ اپنی رپورٹ کونسل مین لکھکر دیدی کہ موجودہ نظام ملکی
بالکل شخصی ہے اور ابتر زبتر - کورٹ اف ڈایرکٹرس
(Court of Directors) لندن نے درستی نظام کے لئے بڑی
سختی سے تاکید لکھی - اسی اثنا مین نجم الدولہ قضا کرگیا - اوسکے
بھائی سیف الدولہ کو برائے نام مسند پر بٹھلا دیا گیا - باقی سب
اختیارات ملکی و مالی کمپنی نے نکال لئے - لارڈ کلائو نے افسران
و ممبران کونسل کمپنی کی رقم نذرانہ جو اون کو ملا کرتی تھی بالکل
ممنوع کردی - اسکے معاوضہ مین اونکی تنخواہین بڑھا دین -
اسیطرح ڈبل بھتہ - جو میر جعفر کیوقت سے میر قاسم کیوقت تک
برابر ملتا تھا - اوٹھا دیا گیا - صوبہ بہار کے خاص انتظام تین
حاکمون کے اختیار مین دئیے گئے - ایمین ایک تو پٹنہ کی انگریزی
کوٹھی کا افسر اعلیٰ تھا - دوسرے دھرج نرائن اور تیسرے راجہ
شتاب رائے - ہر کاغذ پر تینون افسرون کے دستخطون کا مندرج
ہونا ضروریات سے تھا - دھرج نرائن کی خیانت کی شکایت
کلکتہ تک پہونچی - لارڈ کلائو فوراً اسکی درستی کیلئے تشریف لائے

مقام چھپرہ مین شجاع الدولہ سے صلح

انہون نے سب سے پہلے نواب سے صلح کرنے کو ضروری سمجھا- اور نواب منیر الدولہ کی معرفت مقام چھپرہ مین سرکار کمپنی - نواب شجاع الدولہ اور راجہ بلوندسنگھ کے درمیان صلحنامہ لکھا گیا شجاع الدولہ نے جنگ عظیم آباد و بکسر کے تمام اخراجات اپنے ذمہ لئے اور اوسکی ادا کاری مین نصف رقم تو سردست ادا کردی - اور نصف باقی کے لئے - اضلاع گورکھپور و غازیپور وغیرہ دس دس آنہ بدولبست شانزدہ آنہ تا یوم وصولی حوالہ کردئے علاقہ کٹرہ والہ آباد - شاہ عالم کے خالصہ مین نکالدیا گیا - ریاست بنارس اودھ سے نکالدی گئی - فوج انگریزی ملک اودھ سے واپس بلالی گئی - اور نواب کے وہ علاقے جنپر کمپنی نے قبضہ کرلیا تھا واپس دئے گئے لارڈ کلائو ان معاملات کو طے کرکے کلکتہ واپس گئے - بہار کی بدنظمیون کے متعلق اسوقت سوائے اسکے کچھ اور نہین کیا کہ دہرج نرائن کو معزول کرکے تمام کاروبار مہاراجہ شتاب رائے کے سپرد کردیے - مگر کلکتہ پہونچتے ہی کلائو نے محمد رضا خان کو نظام بہار کی درستی کیلئے بھیجا - اسنے پٹنہ مین اکر دہرج نرائن اور اوسکے تمام عملون کو خوب درست کیا - اوسکی تمام جائداد بعوض بقایہ نظامت ضبط کرلی - راجہ شتاب رائے

اور مسٹر مڈلٹن Mr Middelton بہار کے تمام معاملات انجام دیتے رہے تھوڑے دنون کے بعد مسٹر مڈلٹن کلکتہ چلے گئے اونکی جگہ مسٹر رینول Mr Ranwell مقرر ہوئے۔ نظام ملکی کیلئے یہ سیدھا سادہ طریقہ رکھا گیا کہ شتاب رائے جو کچھ مناسب وقت سمجھین انتظام کرین - مگر ہفتہ مین دو مرتبہ اپنے تمام کاغذات دکھلاکر اور معاملات سمجھاکر اپنے انگریزی رفیق سے دستخط کرالین - پھر سال بھر کے بعد یہ تمام کاغذات کمپنی کے دفتر کلکتہ مین داخل کردین - سنہ ۱۷۶۶ء مین مسٹر رینول ولایت گئے - مسٹر الگزینڈر Mr Alexander بحال ہوئے - اسی سال سیف الدولہ انتقال کرگئے - اونکی جگہ اونکا بھائی مبارک الدولہ برائے نام مسند نشین کیا گیا - اتنی ہی دنون مین مدبران انگلشیہ نے اپنی خوش نظمی کے اثر بنگال و بہار کے رعایا پر پورے طور سے پیدا کرلئے تھے - انگریزون نے عدم واقفیت کی وجہ سے نظام ملکی مین اکثر امرا اور رؤسا کے مشورے سے کام لینا شروع کیا تھا - بعض قابو پرستون نے اس سے منتفع ہوکر وہ طریقے اختیار کئے جو شکایت کے باعث ہوئے - سنہ ۱۷۶۸ء مین اس بدنظمی پر خاص توجہ کیگئی - مسٹر جان وینسارٹ ہوشیار جنگ اصلاح کے لئے بہار مین تعنات ہوئے - صوبہ بہار مین چار آدمیون کی علیحدہ کونسل مقرر ہوئی جسمین ایک خود ہوشیار

جنگ اور مسٹر پالک ۱۷۶۵ء بعہد تیسرے راجہ شتاب رائے۔ چوتھے جسارت خان۔ ان لوگون مین بھی راجہ شتاب رائے ہی کو کام کرنے والا سمجھنا چاہیئے۔ وہ تنہا۔ دیوان خالصہ و نیابت نظامت بہار۔ دونون خدمات انجام دیتے رہے۔ بعض حاسدون نے راجہ کی نسبت خیانت کی شکایت لکھ بھیجی۔ راجہ اس ضرورت سے کلکتہ بلائے گئے۔ اس سفر مین سید نور الحسن خان بلگرامی راجہ کے ساتھ تھے۔ عرصہ تک راجہ کے کاغذات کی کلکتہ مین جانچ ہوتی رہی۔ مگر کوئی جرم ثابت نہ ہوا۔ میجر منیرو نے دونون صاحبون کو مہمان کیا۔ لارڈ کلائو سے ملایا۔ خان مرحوم نے صلحنامہ چھپرہ کے روسے پرگنہ ماہل کے بندوبست کی واپسی کی نسبت عرض کی۔ لارڈ کلائو نے عرض معقول پاکر حکم دیا کہ علاقہ بہار مین اوسی جمع اور پیداوار کے علاقہ۔ خان مرحوم کے ساتھ بندوبست مین دیکر یہ کمی پوری کردیجائے۔ چنانچہ پٹنہ واپس آتے ہی نظامت عظیم آباد سے علاقہ حاجی پور اور دیگر پرگنات جو انکی جاگیر واقع سرکار ترہت سے قریب تھے۔ ان کے ساتھ بندوبست کیئے گئے۔ اوسیوقت سے سید نور الحسن خان بلگرامی کے تعلقات سرکار بہار مین مستقل ہوگئے۔

لارڈ کلائو کی حکومت تمام ہوگئی۔ انہون نے سطحی طور پر بنگال و بہار کے تمام و کمال نظام درست و مرتب کرلیئے تھے۔

خوش نظمی سے محاصل مین پورا اضافہ کیا۔ دونون صوبونکی آمدنی ۲۵۰ لاکھ تھی۔ جسمین ۲۶ لاکھ خراج دلی بھیجا جاتا تھا۔ اور ۴۲ لاکھ نواب مرشدآباد کی تنخواہ مین مجرا ہوتا تھا۔ اور ۶۰ لاکھ روپیہ عملہ نظامت پر صرف ہوتا تھا۔ اسکے بعد بھی کمپنی کو بنگال و بہار کے محاصل سے ۱۲۲ لاکھ کی بچت تھی لارڈ کلاو کے بعد راجہ شتاب رائے کا بھی انتقال ہو گیا۔

انگریزی عملداری لارڈ ویرن ہیسٹنگز گورنر جنرل

لارڈ ہیسٹنگز ۱۷۷۲ء سے گورنر جنرل ہوئے۔ انہون راجہ شتاب رائے کے بعد اونکے بیٹے راجہ کلیان سنگھ کو بہار کونسل مین مقرر کر کے دیوانی اور نیابتِ نظامتِ بہار عطا فرمائی۔ اس کونسل مین مسٹر نیک Mr. Neak بھی داخل کیے گئے۔ خیالی رام راجہ کے نائب ہوئے۔ اور رام لوچن بنگالی مسٹر نیک کے پیشدست۔ رام لوچن نہایت رشوت خوار اور مردم آزار نکلا اسنے پہلے کچھ علاقے اپنے خاص نام سے لئے۔ مگر اسمین کامیابی کی صورت نہین دیکھی تو راجہ کلیان سنگھ کو ترغیب دیکر تمام علاقہ بہار کا تعہد راجہ کے نام سے منظور کرایا۔ جب یہ تعہد ہو گیا تو کونسل عظیم آباد بیضرورت سمجھا گیا اور توڑ دیا گیا۔

سر جارج وینسارٹ (ہوشیار جنگ) کے جمعکردہ کاغذات

قانون گویان جو عوام مین ہوشیار جنگ کی بھی کے نام سے مشہور ہے - دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائے انتظام بہار مین **ضلع شاہ آباد** راجہ گجراج سنگھ وغیرہ زمینداران بھوجپور کے ساتھ بندوبست تھا - پھر اونکے بعد سید عبد العلی خان کے ساتھ اوسکا تعہد ہوا - اور پھر سنہ ۷۲ع سے اسکا تعہد سید نور الحسن خان کے ساتھ ہوا - اور سرکاری اور غیر سرکاری کاغذات سند جاگیرات - نانکار - ایامہ - مدد معاش - خارج جمع - وغیرہ وغیرہ پر - نور الحسن خان بلگرامی کے مہر و دستخط مع عبارت حکم مندرج پائے جاتے ہین -

تعہد کا جدید انتظام - لارڈ ہٹنگز نے کمی اخراجات اور افزونی خزانہ کمپنی کی بنا پر جاری کیا تھا - مگر یہ مفید ثابت نہو سکا بلکہ

سنہ ۷۲ع سے شاہ آباد کا تعہد ہوا - اور سنہ ۷۳ع سے محالات پیرو - داود نگری و بھلاوٗ دیہات نانکاری راجہ مترجیت سنگھ راجہ ٹکاری ضلع گیا - منجانب کمپنی بجمع ۳۲۷۲۲۷۸ چار آنہ - ۳ پائی خانم جوم کیساتھ مقرری استمراری با فرزندان مورخہ ۲۰ جون سنہ ۷۳ع بندوبست کیے گئے -

مظفر جنگ کی بہی - اصل مین قانون گویان پرگنات بہار کے کاغذات محاصل و اخراجات کا مجموعہ ہے - جسکو سر جارج وینسارٹ نے ضلع وار ترتیب کر کے ہر ضلع کا مجموعہ وہان کے سرکاری محافظ خانہ مین محفوظ رکھدیا ہے - وہ فی الحال گورنمنٹ کا بڑا قیمتی اور قابل قدر دفتر نظام سمجھا جاتا ہے اور سوائے سرکاری لوگون کے غیر سرکاری لوگون کو نہین دکھلایا جاتا - بہار ہسٹری کی ضرورت سے مولف کو خاص طور پر اسکے دیکھنے کی اجازت عنایت ہوئی تھی اپنا سلسلہ بیان کامل کردینے کی ضرورت سے اتنا لکھدینا غیر مناسب نہ ہوگا کہ چون -

بقول آنریبل ار۔ سی۔ دت صاحب۔ اسی بدنظمی نے بنگال مین قحط عظیم کی بلا نازل کی جسمین ملک کی ایک ثلث آبادی برباد ہوگئی۔ منشی سخاوت علی بلگرامی لکہتے ہین کہ انسداد قحط کی نسبت تمام بہار کے تعہد دارون سے امداد طلب کیگئی تھی۔ سید نورالحسن خان نے دو سو من غلہ بارٓھ سے روانہ کیا تھا۔ قحط کی خاص وجہ سے بنگال و بہار مین بڑی بڑی رقمین زمیندارون کے ذمہ گر پڑین۔ نواب مظفر جنگ اسکے وصولی کیلئے تعنات ہوئے۔ پٹنہ مین دورہ کرتے ہوئے آئے تو شاہ آباد آرہ کی فرد بقایہ بھی پیش ہوئی۔ زمینداران بھوجپور و جگدیسپور کے ذمہ ایک لاکھ اسی ہزار کا سنوالی بقایہ چلا آتا تھا۔ پٹنہ مین دونون صاحبون کی مع خان مرحوم طلبی ہوئی۔ تینون حضرات حاضر ہوئے۔ مظفر جنگ کی وصولی کی سختی ہر شخص کو معلوم تھی اتفاق سے یہ دونون صاحب اپنے ساتھ کچھ بھی نہین لائے تھے مگر چونکہ راجہ کلیان سنگھ کو ان دونون رئیسان شاہ آباد کے حفظان مراتب کا خیال لگا تھا۔ اور وہ خان مرحوم کی طبیعت داری اور مردم شناسی سے بھی خوب واقف تھے۔ اور ان کے ظاہر و باطن تمام امور سے پورے طور پر آگاہ ہی تھے اسلئے انھون نے خان مرحوم سے ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ۔ بوجے مل مہاجن کی کوٹھی مین جمع کئے۔ دو علیحدہ دستاویزین

ادائی زر بقایا کا تقاضا

لکھوا کر راجہ بھوجپور کو قرض دلوا دئے - اور اسطرح اونکی ادا کاری اور باقیداری سے نجات دلوادی - خان مرحوم کو مابعد روپیہ کی وصولی مین جو دشواریان پیش آئین وہ اون کے خاص حالات مین لکھے جانے کے قابل ہین نہ ہماری تاریخ بہار مین -

رگولیشن بابت سنہ ۱۷۹۳ء کی رو سے بنگال و بہار کا جدید انتظام

سنہ ۱۷۹۳ء سے تعہد کا موجودہ انتظام اوٹھا دیا گیا - تحصیل خراج کا انتظام قلیل تنخواہ دارون کے اختیار سے نکالکر بڑے بڑے یوروپین کلکٹرون کے سپرد ہوا - اور اسکی ماتحتی مین دو دیسی یا ایک دیسی افسر دیا گیا - اور یہی کلکٹر بصلاح و مشورۃً اوس دیسی افسر کے ہر ضلع کے امور فوجداری اور دیوانی کو دیکھتا تھا - ضلع شاہ آباد مین پہلے پہلے سید نور الحسن خان اور مسٹر ڈریوز Mr Drews ملکر کام کرتے تھے - تھوڑے عرصہ کے بعد ہر ضلع مین یوروپین جج بھی مقرر کیا گیا - کلکتہ مین دو محکمہ صدر دیوانی عدالت اور صدر نظامت

بقیہ صفحہ ۳۳۶ تینون کر کے ریاست بھوجپور کے ۱۳۸ مواضعات جسمین قابل مزروعہ و غیر مزروعہ ہر قسم کی زمینین شامل تھین خرید کر لینے سے دونون شادین کے روپیون کی وصولی ہوئی - جو آگے چلکر مالکانہ سید نور الحسن خان بلگرامی کے نام سے مشہور ہوئے اور سنہ ۱۷۷۱ء مین سند مالکانہ دستخطی ممبران کونسل عظیم آباد مورخہ ۸ ستمبر سنہ ۷۷ء کے رو سے لاخراج کر دئے گئے اور آجتک ضلع شاہ آباد مین محال لاخراج کواتھ نمبر ۱۰۵ بی کے نام سے مشہور ہین -

المولف احقر سید اولاد حیدر

کے نام سے کھولے گئے اور تحصیل خراج کا محکمہ مرشد آباد مین قائم ہوا - اور یہ محکمہ ایک مجلس صاحبان تحصیل بورڈ اف ریوینو کی ماتحتی مین جسمین سب انگریز تھے کھولا گیا - نظام ملکی کی نسبت یہ انتظام کیا گیا کہ پانچ برس تک اونکی زمینداریان اونکے ساتھ بندوبست کی گیئن - لیکن جب زمیندارون نے اس سے انکار کیا تو اون کو کچھ واگذاشت کر کے - اونکی زمینداریان اونکے ساتھ جو سب سے نیلام کیوقت زیادہ خراج دے - بندوبست کردیگیئن اس انتظام سے زمیندارون کو بڑی مصیبتین پیش آیئن اونکی بہت سی زمینداریان یک قلم نکل گیئن اور بہتون کی بہت کم باقی رہگیئن اسکے بعد لارڈ ویرن ہسٹنگز نے اودھ کا سفر کیا - پٹنہ مین تشریف لائے - جنرل اسکاٹ General Scott کے ذریعہ سے سید نور الحسن خان شاہ آباد سے طلب ہو کر رفاقت مین لئے گئے

لارڈ کارنوالیس

سنہ ۱۷۸۹ء مین گورنر جنرل ہوئے - دیسی ریاستون سے بڑے بڑے تحایف لینے کا دستور جو کلائو اور ہسٹنگز کے وقت سے جاری تھا - ان کیوقت مین بالکل موقوف کردیا گیا - انکی حکومت کا بہت بڑا مشہور واقعہ ممالک بنگال و بہار مین بندوبست دوامی ہے - Permanent Settlement ہسٹنگز کے زمانہ تک کلکٹر

ضلع دیوانی اور فوجداری دونون محکمات کا افسر اعلیٰ تھا۔
انہون نے کلکٹر ضلع کے اختیارات تحصیل خراج تک محدود کر دیئے
اور ایک تحریر کار یوروپین افسر کو جج بناکر محکمۂ دیوانی کا حاکم بنایا
جج کے اختیارات مین فوجداری کی اپیل سُننے کا بھی اضافہ کیا
گیا۔ جج کے فیصلہ جات کی اپیل سننے کیلئے۔ چار مقامات
کلکتہ۔ ڈھاکہ۔ مرشد آباد اور عظیم آباد مین چار اپیلانٹ کورٹ
کھولے گئے۔ اور ان تمام عدالتون پر۔ عدالت صدر فوجداری
و صدر دیوانی کلکتہ کو ترجیح حاصل تھی۔ کوتوال اور عام زمینداروں
سے لوکل پولیس کے انتظام واپس لیکر داروغہ پولیس کے سپرد
کیئے اور اون کو جج کا ماتحت بنایا۔ یہ انتظام مفید ثابت نہوا۔
جیسا کہ آگے بیان کیا جائیگا۔ امور فوجداری مین مسلمانون کے
ضابطے کسیقدر زیادہ تشریح کر کے جاری کیئے گئے۔ مگر ضابطہ
دیوانی مین۔ ہندوٗن کے تنازعات کے فیصلہ اونکے شاستر
کے موافق اور مسلمانون کے اونکی شریعت کے مطابق فیصل
کیئے جانیکے دستور قایم رکھے گئے۔ سنہ ۱۷۹۱ء مین سید نور الحسن
خان بلگرامی نے انتقال فرمایا۔ سنہ ۱۷۹۲ء مین لارڈ کارنوالیس
مستعفی ہو کر انگلینڈ واپس گئے۔

مانگٹن - لارڈ ویلیلی

یہ قابل مدبر اور لایق افسر ۱۷۹۸ء مین گورنر جنرل ہوئے - انکے عہد حکومت مین کوئی خاص امر سرکار بہار کے متعلق نہ ہوا جو لائق اندراج سمجھا جاوے - ہان صوبہ اوڑیسہ پر سرکاری قبضہ انکی حکومت کا بہت بڑی یادگار ہے - یہ صوبہ مہابت جنگ کے وقت سے بنگال کی نظامت سے نکلکر مرہٹون کے قبضہ مین چلا گیا تھا - ان کے زمانہ مین اون سے واپس لیلیا گیا - ۱۸۰۵ء مین لارڈ کارنوالیس دوبارہ ہندوستان مین آئے - تھوڑے ہی دنون کے بعد اکتوبر ۱۸۰۶ء مین مقام غازی پور انتقال کر گئے ان کے بعد - سر جارج بارلو بحیثیت قائمقامی ۱۸۰۶ء سے لیکر ۱۸۰۷ء تک گورنر جنرل کے خدمات انجام دیتے رہے - ۱۸۰۷ء مین لارڈ منٹو گورنر جنرل ہوکر آگئے -

لارڈ منٹو

انکے عہد حکومت مین محکمہ پولیس اور محکمہ دیوانی مین چند اضافے کئے گئے - ہر جج ضلع کی ماتحتی - صدر الصدور صدر امین اور منصف وغیرہ کے عہدے بڑھائے گئے - اسیطرح محکمہ پولیس مین سر مزی اسٹریچی صاحب کی رپورٹ بابت ۱۸۰۰ء و ۱۸۱۰ء سے صرف

بنگال مین جرائم پیشونکی تعداد چار ہزار ثابت ہوئی۔ اسلئے سپرنٹنڈنٹ پولیس کا عہدہ قائم کیا گیا۔ اسکے ساتھ مجسٹریٹ کے اختیارات سزادہی بھی وضع کیے گئے۔ مگر یہ سب کچھ تو ہوا۔ بقول پروفیسر ولسن صاحب پولس کے خاص مظالم کی شکایت تو ملک سے نہ گئی بلکہ اور دونی ہوگئی۔ مخبرون اور گویندون نے اپنے جلب منفعت کیلئے ہزارون بے گناہ لوگون کو گرفتار کرادیا۔ اس انسداد مین مسٹر بٹلرورتھ بیلی Mr Batterworth Bailey کلکٹر بردوان کیخدمات البتہ قابل تعریف ہین۔ انہون نے اپنی انسداد کا نیا طریقہ نکالا۔ وہ یہ تھا کہ اپنی انتظامی کوششون مین علاقہ کے تمام زمینداروں معزز باشندون۔ مہاجنون۔ راہدارون۔ غرض تمام قومون اور فرقون سے پوری مدد لیکر ایسا انسداد کیا کہ اونکے علاقہ مین ڈکیتی یا چوری کا ایک وقوعہ بھی نہین ہونے پایا۔ یہ امر بھی نہایت مسرت کیساتھ نوٹ کیا جاتا ہے کہ یہ لائق افسر سنہ ۱۸۲۸ء مین عارضی طور پر ہندوستان کا گورنر جنرل مقرر ہوا۔ اور پھر سنہ ۱۸۸۸ء مین اون کے ہردلعزیز صاحبزادے سر چارلس بیلی صاحب بنگال و بہار کے لفٹننٹ گورنر ہوئے۔

لارڈ منٹو کے بعد لارڈ مائرا۔ گورنر جنرل ہوئے۔ ان کے زمانہ حکومت مین صوبہ بہار مین کوئی امر جدید نہین ہوا۔ لارڈ مائرا کے بعد لارڈ امہرسٹ تشریف لائے۔ ان کے وقت مین بھی کوئی وقعہ

صوبہ بہار مین قابل بیان نہین پایا جاتا فروری سنہ ۱۸۲۸ء مین لارڈ امہرسٹ انگلینڈ چلے گئے - فروری سے جولائی تک بیلی صاحب گورنر جنرل کے خدمات انجام دیتے رہے -

لارڈ ولیم بنٹنک

جولائی مین ولیم بنٹنک صاحب کلکتہ مین تشریف لائے - نہ انکے زمانہ مین اتنی لڑائیان ہوئین اور نہ ملکی الحاق کئے گئے البتہ ملکی رسم و رواج مین مفید اور ضروری اصلاحین قائم کی گئین - انہین کیوقت مین ستی اور ٹھگی کے نامبارک مراسم سنہ ۱۸۳۰ء سے موقوف کردئے گئے - نظام ملکی کے متعلق لارڈ کارنوالیس کے زمانہ مین عدالتہائے دیوانی مین صدرالصدور - صدر امین اور منصف وغیرہ کے عہدے بماتحتی جج ضلع قائم کئے گئے تھے ان عہدون اور عہدہ دارون کے تعین اور تنخواہون مین کافی اور مفید اضافے کئے گئے - اسیطرح محکمات نظامت - کلکٹر ضلع کی ماتحتی مین - ہندوستانی ڈپٹی کلکٹر مقرر کئے گئے - اور دونون محکمون مین ہندوستانی ماتحت عہدہ دارون کے تقرر سے نظام ملکی مین ترقی اور کامیابی ہوئی - جو ولیم بنٹنک صاحب کے زمانہ حکومت کے خصوصیات مین داخل ہے انہین خصوصیات مین سنہ ۱۸۳۳ء کا کمپنی کا نیا معاہدہ ہے - جو انگلینڈ مین منظور ہوا - اس

عہد نامہ کے رو سے تاریخ ہند مین ایک ایسے زمانہ کا آغاز ہوتا ہی جس سے کمپنی کی تاجرانہ ہیئت کو بدل کر مدبرین اور عمائدین سیاست کے معزز لباس مین ہندوستان کے اسٹیج پر کھڑا کر دیا اسی عہد نامہ کے رو سے کمپنی نے ہندوستان مین تجارت کرنا ترک کر دیا - اسی زمانہ مین ممالک مغربی و شمالی کا علاقہ بھی بنگال و بمبئی و مدراس کیطرح علیحدہ کر لیا گیا - کونسل مین ایک مشیر قانونی کا اضافہ کیا گیا - اور کونسل کو ہندوستان کے ملک و رعایا کی ضرورت کے مطابق قانون وضع کرنے کی براہ راست اجازت دی - اور تمام ہندوستانیون کو بلا خیال مخالفت مذہب - قومیت اور ولادت وغیرہ کے سرکاری ملازمت اختیار کرنے کا حق عنایت کیا گیا - انہین کیوقت مین دودکش جہاز بحر الکاہل اور دریاے احمر کی راہ سے ہندوستان اور انگلینڈ کے فیمابین آنے جانے لگے - لارڈ بنٹنک کا زمانہ بڑی عافیت اور صلاحیت کا زمانہ تھا - مسٹر الفنسٹن اور سر جان مالکم کے ایسے بیعدیل مورخ انہین کے زمانہ مین ہندوستان کے اندر موجود تھے - لارڈ میکالے کے ایسا دانشمند مدبران کے کونسل کا مشیر قانونی تھا - ہوریس ولسن اور جیمس پرنسپ نے اس زمانہ مین ہندوستان کی اون قدامت کی تحقیق کو کامل کر دیا - جسکو جونس اور کول بروک نے آغاز کیا تھا -

گرینیٹ ڈف صاحب نے مرہٹون کی تاریخ تیار کی اور کرنیل ٹاڈ نے راجپوتانہ کے حالات قلمبند کئے - ایک عرصہ سے ہندوستانیون کی توسیع تعلیم کا مسئلہ زیر تجویز تھا - ولیم بٹنک نے لارڈ میکالے کی مشورت سے ملکی تعلیم کو انگریزی زبان کی تحصیل کے ساتھ جاری کئے جانے کا حکم دیا -

لارڈ آکلینڈ

بٹنک صاحب کے بعد لارڈ آکلینڈ تشریف لائے - انہین کیوقت مین مسٹر ایلیٹ پٹنہ مین کمشنر ہو کر آئے - کوئی اور واقعہ انکے زمانہ مین قابل ذکر نہین گذرا - لارڈ آکلینڈ کے بعد لارڈ ایلن برا گورنر جنرل ہوئے - ان کے زمانہ مین بھی کوئی واقعہ بہار مین قابل اندراج نہین گذرا - لارڈ ایلن برا کے بعد لارڈ ہارڈنج گورنر جنرل ہو کر رونق افروز ہندوستان ہوئے - انکی حکومت مین بھی کوئی واقعہ ہماری تاریخ سے کوئی تعلق نہین رکھتا - سنہ ۴۷ء مین لارڈ ہارڈنج صاحب کو سپہ ریج کا منصب عنایت ہوا اور آپ ہندوستان سے انگلینڈ واپس گئے -

لارڈ ڈلہوزی

سنہ ۴۸ء سے لارڈ ڈلہوزی کی حکومت کا زمانہ شروع ہوا عظیم آباد مین

۱۸۴۸ء مین خواجہ حسین علیخان پر بغاوت کا جرم عاید ہوا یہ بزرگ ممیزین شہر سے تھے۔ حکام کو یہ خبر پہونچی کہ داناپور کی ہندوستانی فوج کو خواجہ صاحب بغاوت پر امادہ کرنا چاہتے ہین۔ فوراً گرفتاری کا حکم جاری ہوا۔ سید باقر کوتوال اور داروغہ میر بخان بحکم ڈیمپیر صاحب سپرنڈنٹ پولیس تلاش مین مصروف ہوئے۔ خواجہ صاحب عرصہ تک روپوش رہے۔ جب لیلی صاحب مجسٹریٹ نے سختی کے ساتھ احکام گرفتاری جاری کئے تو خواجہ صاحب خود حاضر ہوگئے۔ اور اونکے تمام جرم شاہی حکم سے معاف کردئے گئے۔

۱۸۴۸ء سے لیکر ۱۸۵۶ء تک۔ سات اٹھہ برس کے زمانہ مین صوبہ بہار کے متعلق کوئی ایسا واقعہ نہین گذرا جو تاریخی اندراج کے قابل سمجھا جاتا ہو۔ ملک مین چارون طرف امن وامان تھا۔ اور کسی طرف سے کوئی شکایت نہین تھی لارڈ ڈلھاوزی صاحب کے وقت مین بڑے بڑے ملکی اضافات ہوئے۔ صوبجات پنجاب۔ ممالک اودھ۔ ممالک متوسط صوبہ برار۔ علاقہ رنگون (برہما) ریاست ستارا (مرہٹہ) ریاستہائے۔ کرولی۔ جھانسی۔ اور ناگپور وغیرہ ایک ایک کرکے انگریزی قبضہ مین آگیئن۔ اور انکے الحاق کیوجہ سے کمپنی کی سلطنت کے حدود کوہ ہندوکش سے لیکر۔ راس کماری تک اور علاقہ گجرات سے لیکر خلیج بنگال کے اوس پار تک قایم ہوگیا انہین کے وقت مین ریل اور تار کے محکمے کھولے گئے۔ اور تمام

ہندوستان مین آدھ آنہ (۰ر) کے ٹکٹ خط آنے جانے لگے ۱۸۵۳ء مین ولیم بٹنگ کا مسودہ تعلیم پاس ہوکر تمام شہرونمین کالج اور انگریزی اسکول کھولدیے گئے۔ اور انگریزی کے ساتھ فارسی عربی اور دیسی زبانون کی تعلیم بھی ضروری کردیگئی۔ ان تمام نظمی خوبیون کیساتھ جو خرابی مخفی تھی وہ لارڈ کیننگ صاحب کے زمانہ مین ظاہر ہوئی۔

لارڈ کیننگ

آر۔ سی۔ دت صاحب۔ اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ حقیقت مین لارڈ ولھاوزی صاحب کی تدبیرون نے ہندوستانیون کے قلوب کو مضطرب کردیا تھا اور سلطنت کی مخالفت پارٹی کو۔ جو انگریزی عملداری سے مخالفت رکھتے تھے۔ دیسی سپاہیون مین شورش انگیز افواہون کے پھیلا دینے کیلئے بہت بڑی آسانی ہوگئی تھی۔ چنانچہ یہ غلط افواہ تمام مقامات پر اوڑادیگئی کہ کارتوس جو سپاہیون کو دئے گئے ہین وہ سوئر کی چربی سے بنائے گئے ہین۔ یہ افواہ آناً فاناً بجلی کے طرح دوڑ گئی۔ اور ہندو اور مسلمانون کے مذہبی خیالات مین ایک غیر متحمل پرجوشی پھیل گئی۔

غدر ۱۸۵۷ء

ملک مین تمام غیر اطمینانی اور نافرمانی کے آثار ظاہر ہونے لگے - یہانتک کہ ۱۰ مئی ۵۷ء کو میرٹھ مین ظاہر طور پر فوج کے دیسی سپاہی باغی ہوگئے - رفتہ رفتہ یہ فساد عالمگیر ہوگیا. میرٹھ دہلی - لکھنو - غرض تمام اضلاع مغربی وشمالی مین پرآشوبی برپا ہوگئی - اور انگریزون نے بڑے بڑے ظلم وستم ان نمک حرام اور شریر سپاہیون کے ہاتھ سے اوٹھائے - ہزارون یوروپین - مرد وعورت اور لڑکون کی جانین بیکسی مین تلف کی گیئن - چار دن کی حکومت مین باغیون نے چنگیزی اور نادری مظالم کو بھی لون سے محو کردیا - جب یہ بغاوت ہندوستان کے گوشہ گوشہ مین پھیل گئی - تو آخر کار اوسکی شامت اور نحوست کا مونہ ہمارے صوبہ کیطرف بھی پھر گیا -

صوبہ بہار مین خاص عظیم آباد کا غدر

دانا پور ضلع پٹنہ کے کیمپ مین ۷ و ۸ و نمبر ۴۰ کی پلٹنین جن مین زیادہ تر بھوجپور اور قرب جوار کے راجپوت اور دیگر دیسی قومین بھی شامل تھین - ابھی تک وفادار تھین - چنانچہ جنرل لایڈ نے داناپور سے گورنمنٹ کو اپنے خط مورخہ ۲ رجون ۵۷ء مین یقین دلایا تھا کہ تاوقتیکہ

کوئی فتنہ انگیز ان کو ترغیب نہ دیگا۔ ہماری فوج شرطِ وفاداری سے متجاوز نہ ہوگی مگر تھوڑے ہی دنون کے بعد جب یہان کی فوجون کو بنارس کی فوجون سے ہتھیار رکھوا لئے جانیکا حال معلوم ہوا۔ تو ان کے بھی تیور بدل گئے۔ مگر افسرانِ کمینڈ نے اون کو سنبھال لیا۔ پھر جون کے مہینہ تک کوئی بغاوت نہین ہوئی۔ مگر جب دلی مین بہادر شاہ اور لکھنؤ مین برجیس قدر کی تخت نشینی کی خبر آئی تو البتہ ہندوستانی سپاہیون کے دلمین ایک پرجوشی پیدا ہوگئی اسی پرجوشی اور پرآشوبی کے زمانہ مین یہ افواہ اوڑی کہ ایک دوہ کشتی جو پچھم سے پورب جانیکے لئے آیا ہے۔ اوسپر گورون کی فوجین۔ داناپور کی دیسی فوجون کو توپ دم کرنیکے لئے آرہی ہین۔ اس خبر کو سُنکر داناپور کی فوج کے پھر رخ بدل گئے مگر دمِ دلاسا دیکر افسرون نے پھر سنبھال لیا۔ اسکے بعد فوج پر ایک محافظ مقرر ہوا۔ اسلئے کہ کوئی بیرونی شخص سرکاری فوجی کیمپ مین نہ آوے۔ مگر جنرل لائیڈ صاحب نے اس انتظام کو فوج کی زیادہ بیدلی ہوجانے کا باعث سمجھ کر منسوخ کردیا اور فوج پھر ویسے ہی کی ویسی آزاد ہوگئی۔ اور ہر قسم کے لوگ سپاہیون کے پاس وقتاً فوقتاً آنے جانے لگے۔ اون دنون ولیم ٹیلر صاحب پٹنہ کے کمشنر تھے۔ وہ شہر کے بچہ بچہ کے خیالات اور حالات سے پورے واقف تھے۔ اور گورمنٹ کے دوست اور دشمن کو خوب پہچانتے تھے انہون نے دو برس پہلے رعایا کے دلی جذبات کی نسبت اپنے انتظامی

رپورٹ مین لکھ بھیجا تھا کہ یہان کی رعایا کے دلون مین یہ بات جمگئی ہے کہ گورمنٹ اونکا دین عیسائی کرنا چاہتی ہے - اور اسیوقت سے انہون نے ہندو تو ہندو مسلمانون کے ایک فرقہ خاص کی بھی چند برآوردہ لوگون کو نظربند کر رکھا تھا - بہرحال فوج داناپور مین بغاوت پھیلانے مین بعض پیر علی کتب فروش - پٹنہ اور بعض بابو کنور سنگھ رئیس جگدیس پور کو باعث بتلاتے ہین - اسی اثنا مین ضلع گیا مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ انگریزون نے باغیون سے شکست کھائی - اس خبر سے وہان کے بہت سے ہندو مسلمان گھربار چھوڑ چھاڑ کر پچھم کیطرف روانہ ہوگئے - مگر حکام ضلع نے تحقیقات سے یہ معلوم کرکے کہ پچھم مین یہ باغیون سے ملنے جارہے ہین انکو گرفتار کراکے واپس بلالیا - اسیطرح ضلع چھپرہ کے کلکٹر نے کمشنر کو لکھ بھیجا کہ یہان یہ خبر گرم ہے کہ پٹنہ اور داناپور مین غدر ہونیوالا ہے - اگر یہ صحیح ہے تو پٹنہ اور داناپور کے باغی یہان آکر خزانہ کو لوٹ لینگے - اور قیدخانہ کو توڑ ڈالینگے تردد اور انتشار کے یہ متواتر اخبار پہونچ ہی رہے تھے کہ داناپور سے خبر آئی کہ آج رات کو یہان کی فوج باغی ہوجائیگی - خان بہادر لکھتے ہین کہ یہ خبر پاکر تمام انگریز چھجو باغ کی کوٹھی مین صاحب کمشنر کے پاس جمع ہوگئے - اور ہر قسم کے آلات اور ضروریات جنگ جمع کرلئے - چھت کے زینے کو خوب مضبوط کرکے اوسمین بندوق اور پستول مارنیکے روزن

بنائے گئے اتنے مین معلوم ہوا کہ باغی فوج شہر کیطرف بڑھتی چلی آرہی ہے۔ میجر ریٹرے صاحب افسر فوج سکھہ کو شہر کی حفاظت سپرد کی گئی پھر کمشنر کو یہ خبر ملی کہ لوگ جمع ہو کر اہل شہر کو شورش پر آمادہ کر رہے ہین - انہین فتنہ پردازون مین - وارث علی نامی ساکن دہلی پر بھی شبہ ہوا - جو ترہت مین پولس کا جمعدار تھا - ترہت کے مجسٹریٹ نے اوسکو بذریعہ انگریزی سوداگران نیل عین اس حالت مین گرفتار کرایا جب وہ بھاگنے پر بالکل تیار تھا اور مولوی علی کریم صاحب زمیندار ڈمری کے نام اشتعال بغاوت کے مادہ مین خط لکھہ رہا تھا - چنانچہ اوسکو پھانسی دیگئی - اسی بدبخت کیوجہ سے علی کریم صاحب کے نام بھی گرفتاری جاری ہوئی - مسٹر ریٹرے اور جیمس لوئسن صاحب مجسٹریٹ انکی تلاش مین ڈمری پہونچے - مولوی صاحب مفرور ہوگئے اگرچہ صاحب مجسٹریٹ نے بہمراہی ناظر علی حسن تعاقب بھی کیا مگر ہاتھہ نہ آئے - اسکے بعد ہی شہر والون کے ہتھیار کھلوائے گئے - اس سے اہل شہر مین تلاطم برپا ہوگیا - شہر کے بدمعاش پیر علی لکھنوی کتب فروش کی دوکان مین جمع ہوئے - وہ باغیان داناپور کی امید پر بھروسا کرکے بغاوت پر تیار ہوگئے - سفید اور نیلگون رنگ کا ایک جھنڈا بنا کر دین دین کا نعرہ مارتے اور ڈنکا بجاتے پورب کیطرف روانہ ہوگئے ڈاکٹر لائل صاحب بہمراہی فوج نجیب اونکی انسداد مین روانہ ہوئے

اتنی دیر مین یہ لوگ مچھر ہٹہ کے محلہ مین پہونچگئے تھے۔ڈاکٹر صاحب ایکبار گی دلیری کر کے بدمعاشون کے مجمع مین گھس پڑے کسی نے گولی ماردی۔ گھوڑے سے گر کر فورًا مر گئے۔ ان کے مارے جانیسے تمام شہر مین تہلکہ عظیم مچگیا۔سکھون کی پلٹن موقع پر پہونچگئی۔ بدمعاشونکا مجمع بھاگ گیا باغیونمین صرف ایک شخص کی لاش ملی۔ جونہ پہچانی گئی۔ اور ایک شخص امام الدین نامی لکھنو کا رہنے والا۔ زخمی گرفتار ہوا۔ کمشنر کو اہل شہر کی کامل تنبیہ کی ضرورت ہوئی خان بہادر دیوان مولابخش جو اوسوقت ڈپٹی مجسٹریٹ تھے۔انسداد شہر کیلئے خاص طور پر تعنات ہوئے۔ انکی وجہ سے بہت سے اہل شہر جو بغاوت مین شریک تھے گرفتار کئے گئے۔جنمین نندوا کہار۔حاجی جان۔ کھسیٹا۔ اکھاڑے کا خلیفہ۔ گھسیٹا خان۔ اصغر علیخان۔ بدھن خان۔ اوصاف حسین مع دو بھائیون کے۔ اور شیخ غلام عباس وغیرہ گرفتار کر کے۔ ڈنکہ والے ڈفالی کی پہچان پر پھانسی دیگئی۔ ان کے بعد ڈنکہ بجانیوالا ڈفالی بھی پھانسی دیدیا گیا۔ دو دن کے بعد پیر علی کتب فروش بھی گرفتار ہوا۔ اوسکے دوکان سے بہت سے شورش انگیز تحریرین اور خطوط دستیاب ہوئے۔ پیر علی بھی پھانسی پڑے ان مفسدون کے پھانسی پڑنیسے خاص شہر مین امن وامان تو ضرور ہو گیا۔ مگر بیرونجات مین کہین نہ کہین بدامنی باقی رہگئی۔

داناپور مین غدر

صاحب کمینڈر ان چیف نے جنرل لائیڈ کو داناپور مین لکھ بھیجا کہ گورون کی فوج روانہ ہو چکی ہے جسوقت وہ داناپور پہونچے۔ اپنی دیسی فوجون سے ہتھیار رکھوا لینا اور اون کو سمجھا دینا کہ گورمنٹ کو تمہارے ساتھ کوئی برائی منظور نہین ہے۔ بلکہ یہ تدبیر تمہارے لئے مفید ہے کہ نمک حرامون کیساتھ تم بدنام ہونے سے بچ جاؤ گے۔ اگر اس فہمایش پر وہ ہتھیار نہ دین تو اونسے مقابلہ کر کے ہتھیار لے لئے جاوین ۱۵ ر جولائی کو یہ حکمنامہ آیا اور ۲۲ ر جولائی کو فوج گورہ پہونچی جیون ہی گورون کی فوج آئی ویسی ہی نمبر سات و آٹھ والی فوجون مین ہلچل پڑ گئی - نمبر ۴۰ والی فوج جسمین زیادہ تر بھوجپور کے راجپوت تھے ابھی تک وفادار تھی - نمبر ۷ کی سپاہیون نے غل مچانا شروع کر دیا کہ گورون کو مار ڈالو۔ گولہ بارود ان کو نہ دو مگر جب افسرون نے سمجھایا تو انہون نے کل دو گاڑی میگزین کی گورون کی فوج مین جانے دی۔ وہ دن تو کٹ گیا مگر شام کے قریب نمبر ۷ و ۸ والی دونون دیسی پلٹنین صاف طور پر باغی ہو گئین سلاح خانہ سے اپنے اسباب نکال لیگئین - لشکر کا سب خزانہ لوٹ لیا - ابھی تک نمبر ۴۰ والی راجپوتون کی پلٹنین پس و پیش مین تھی کہ چند گورون نے کیمپ کے ہسپتال کی چھت سے اونپر بھی

گولیاں چلا دین اسوجہ سے وہ پلٹن بھی باغی ہو گئی۔ پٹنہ مین خبر پہونچی کہ نصف فوج تو باغی ہوکر دریا اور خشکی کے راستہ سے شہر مین آرہی ہے اور شہر کے دوسرے جانب پھیل رہی ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی تمام شہر مین سوائے بھاگو بھاگ کے کچھ اور سنائی نہین دیتا تھا۔ اب سنئے۔ نزلہ بضعیف میریزد۔ پٹنہ والون کو خوف تھا کہ باغی ان کو تباہ و برباد کرینگے۔ مگر اس بلائے عظیم نے پٹنہ والون کو چھوڑکر ضلع شاہ آباد کی غریب رعایا کی طرف رُخ کیا۔ پٹنہ تو چھوٹ گیا۔ جو کچھ بیتی وہ غریب شاہ آباد کے سر پر۔

ضلع شاہ آباد۔ آرہ مین غدر

پٹنہ اور داناپور کا غدر لکھکر اب ہم ضلع شاہ آباد آرہ کے غدر کا حال لکھتے ہین۔ قبل اسکے کہ ہم ان حالات کو آغاز کرین ہمکو یہ بتلا دینا نہایت ضروری ہے کہ ہم ان حالات کو کسی انگریزی یا اُردو کی تاریخ سے نہین لکھتے بلکہ ایک ایسے یوروپین افیسر کی خاص تحریر سے Two months in Arrah ترجمہ کرکے ذیل مین قلمبند کرتے ہین جو بحیثیت ملازمت سرکاری مقامی حکامون مین داخل تھا۔ اور غدر کے تمام واقعات کو اپنی آنکھون سے دیکھ چکا تھا۔ اور تمام آفتون کو اپنے منہ اوٹھا چکا تھا۔ وہ لکھتے ہین۔

۸ جون کو کمشنر کا خط اس مضمون کا ملا کہ داناپور کی فوج مین بغاوت

شروع ہونیوالی ہے - اس خبر کو پاکر تمام انگریز باستثنای - دو یا تین جج کی کوٹھی مین جمع ہوئے - رات وہان بسر کی صبح کو یہ مجمع کلکٹر کی کوٹھی مین چلا آیا - حکام ضلع کے علاوہ قرب وجوار کے اور مقامی انگریز بھی جمع ہوئے مشورے ہونے لگے سب سے پہلے یہ رائے قرار پائی کہ بچے اور عورتین زیر حفاظت انگریزی پلٹن نمبر (۱۰) داناپور بھیجدی جائین - چنانچہ مسٹر ویک Mr. Wake کلکٹر ضلع نے اون کو دریا کی راہ سے داناپور بھیجدیا - اسکے بعد اپنی حفاظت کے طریقہ اختیار کرنیکے متعلق مشورے ہونے لگے اس امر کے تصفیہ مین راؤن مین بہت اختلاف پیش ہوتے گئے۔

کامل تین دن تک کسی فیصلہ کن تجویز پر اتفاق نہین ہوا - آخر کار کلکٹر صاحب سب کو ساتھ لیکر جج صاحب کی کوٹھی مین مقیم ہوئے جن لوگون کو انکی رائے سے اختلاف تھا وہ پٹنہ اور داناپور چلے گئے صرف آٹھ انگریز اوسوقت رہگئے - جنکے نام یہ ہین -

لٹل لیڈ Mr. Littledale مسٹر کومبی Mr. Coombe مسٹر ویک Mr. Wake مجسٹریٹ ضلع مسٹر ہالس اسسٹنٹ سول سرجن Mr. Halls C.S (مولف کتاب) مسٹر کالون Mr. Colvin اسسٹنٹ مجسٹریٹ - مسٹر فیلڈ Mr. Field سب ڈپٹی اوپیم - مسٹر ٹیٹ Mr. Tait مسٹر اور مسٹر کیلی Mr. Kelly سول انجینرس - تین دن کے بعد مسٹر

بوائلس Mr. Boylls اور مسٹر اینڈرسن Mr. Anderson
سب ڈپٹی اوپیم ایجنٹ بھی آکر ملگئے - یہ سب حکام جج صاحب کی کوٹھی مین رات دن محصور تھے ان معدودے چند آدمیونکی جماعت اوراونکے افسر اعلی کی ہمت و استقلال نے قریب قریب چھہ ہفتون تک تمام شہراور رعایا کو لوٹ مار اور بربادی سے بچایا۔ جیل کے قیدیون کی پوری نگرانی کی - محافظین جیل مین بغاوت اور غیر وفاداری کا متعدی مادہ نہ پیدا ہونے دیا - رعایا اور اہل شہر کے تمام کاروبار اوسیطرح برابر کھلے رہے - ان لوگون نے شہر ورعایا کی حفاظت والنٹیر کے طور پر اپنے ذمہ لی تھی اور شام سے صبح تک - انمین سے دو دو آدمی شہر مین ہر وقت گشت لگاتے رہتے تھے - ان کے ان خدمات کا سلسلہ برابر جاری رہا مگر جب باغی پہونچگئے تو ان لوگون نے اپنی حفاظت خود اختیاری کے سوا دوسرے امور کیطرف سے دست برداری اختیار کرلی ۱۲ ارجون کو ۵ لاکھہ روپیہ سکھون کی پلٹن کی نگرانی مین بھیجدیا گیا۔

جارج جیمس ہالس Mr. George James Halls نے ان تمام چشم دید واقعات غدر آرہ کو خطوط کیصورت مین اپنے وطن (انگلینڈ) کے احباب کے پاس بھیجا تھا - اون قدردانون نے اون کے خدمات کے یادگار اور اپنی لیاقت کے اظہار مین چھپوادیا - مگر اسقدر کم جلدین چھپین کہ کہین پہونچین اور کہین نہ پہونچین - بار دیگر مطبع بنگ باشی - کلکتہ نے کارآمد اور مفید سمجھکر باجازت مولفین اپنے اہتمام سے شائع کیا - (المولف سید اولاد حیدر)

اور پچاس سکھ آیندہ احتیاط کے خیال سے رکھ لئے گئے۔ جو بہت ہی کار آمد اور مفید ثابت ہوئے اسی اثنا مین داناپور والی فوج کی بغاوت اختیار کرنے کی خبر معلوم ہوئی۔ یہان کے محصورین انگریزون نے یہ مشورت کی کہ باغیون سے محفوظ رہنے کیلئے ایک مکان کو مضبوط اور مستحکم کر لینا چاہیئے باہم اتفاق کر کے مسٹر بوال انجنیر نے یہ خدمت اپنے ذمہ لی۔ اور جلد جلد تمام سامان عمارت مہیا کر کے تھوڑے ہی عرصہ مین ایک دو محلہ عمارت تیار کر لی یہ عمارت حقیقت مین پہلے بلیرڈ روم Billiard Room کے لئے تجویز ہوئی تھی اور زیر تعمیر تھی۔ اسکی نئی دیوار دن پر اگرچہ سیمنٹ یا کسی قسم کا کوئی پلاسٹر نہین تھا۔ مگر تاہم مدافعانہ ضرورتون کیلئے کافی تھین۔ نیچے حصہ کی محرابین۔ باستثنائے چند بڑے روزنون کے تمام تر اینٹون سے چنی ہوئی تھین۔ اوپر کے حصہ مین پایون کے درمیان۔ مٹی بھر کر سطح اونچی کر لیگئی تھی۔ اور اوپر بالو سے بھرے ہوئے بورے ٹال کر دئے گئے تھے۔ اور ان کے درمیان بندوق فائر کرنیکے لئے کافی جگہین چھوڑ دیگئین تھین۔ ۲۲ر جون کو جج صاحب کو شہر کی گشتی کیوقت اس مضمون کا خط ملا کہ ضلع کے چارون طرف کل۔ ہندو اور مسلمان سپاہیو نمین بغاوت ہونیوالی ہے۔ جس مین پٹنہ اور چھپرہ کے بڑے بڑے ذی اقتدار شامل ہین۔ ۸ر جولائی کو آرہ کے جیل مین سخت ہنگامہ ہوا جج اور

مجسٹریٹ فوراً پہونچگئے دریافت سے معلوم ہوا کہ دو قیدیون نے محض مذاق کرکے یہ شور وغل مچار کھا تھا - ۱۷ رجولائی کو ناشتہ کرنیکے وقت ایک گمنام خط جج کی میز پر اس مضمون کا پایا گیا کہ عبدالکریم نامی مجرم پٹنہ سے بھاگ کر جگدیسپور مین بابو کنور سنگھ کے پاس مقیم ہے اور بابو صاحب خود بھی دانا پور کی فوج کی اشتعال دہی مین مصروف ہین اور ۲۵ رتاریخ کو یقیناً بغاوت ہوجانیوالی ہے - اگر آرہ مین کالی پرشاد بابو صاحب کے مختار کے گھر کی خانہ تلاشی لیجائے - تو وہ خطوط جنمین رشوت دہانی وغیرہ کے مضامین لکھے ہین ضرور پائے جاینگے جج - مجسٹریٹ - سول سرجن - کالون اور ٹیٹ - پانچ انگریز اوسیوقت مختار مذکور کے مکان پر پہونچگئے - مختار موجود نہین تھا گھر کی تلاشی لیگئی - تمام کاغذات ضبط ہوئے سب کا معاینہ ہوا مگر اون مین کوئی ضروری بات نہین پائی گئی - ۲۵ رجولائی کو پٹنہ سے ذیل کا جنگی مراسلہ جج کے نام پہونچا جسکا یہ مضمون تھا -

جناب من - آج یہان کی موجودہ پلٹنون مین بغاوت شروع ہونیوالی ہے - آپ لوگ ہوشیار اور تیار ہوجائین - آپکا فرمانبردار تابعدار ڈبلو لیڈ سرڈ - میجر - اے - اے - جنرل ۲۶ رجولائی کو باغی دریا سے اوتر گئے - اور مجسٹریٹ شاہ آباد کے ایک متعینہ مخبر کو گولی ماردی دس بجے دن کو دو ریلوے کے انگریز انسپکٹر جو آرہ سے قریب دریا کے کنارے رہا کرتے تھے - افتان وخیزان پہونچے اور نہایت

اختصار کیساتھہ بیان کیا کہ باغی دریا پار ہو کر ریلوے کے تمام لائنون
یوروپین بنگلون اور مکانون کو خراب و برباد کر رہے ہین - ہم اپنی جان
بچا کر بھاگے ہین اور باغیون کی صحیح تعداد نہین تبلا سکتے - اس خبر
کے پاتے ہی - انگریز اور اون کے ہمراہی پچاس سکھ آرہ ہاوس
Arrah House مین تیار اور خبردار ہو گئے - اسی اثنا مین
مسٹر گاڈفرے سے Mr Godfrey مسٹر ڈاکوسٹا Mr De Costa
اور سید عظیم الدین حسین خان بلگرامی ڈپٹی کلکٹر ایک مسلمان افیسر اپنی
عدیم المثال اور نادر شرط وفاداری کے ساتھہ ہمراہی انگریزان
اس قلعہ مین محصور ہوئے - ان کے ساتھہ ایک چھوکرا بھی تھا جسنے
انکی ترک رفاقت سے انکار کر دیا تھا - مسٹر اینڈرسن کے ساتھہ بھی

سید عظیم الدین حسین خان بلگرامی ڈپٹی کلکٹر آرہ - مولوی سید کرم حسین خان
بلگرامی کے صاحبزادے - محلہ سید واڑہ - بلگرام کے رئیس ورؤس قدیم اور معزز
خاندان بلگرام کے چشم و چراغ جسکو دربار ہمایون شاہ سے - سند چودہری مع جاگیر عنایت
ہوئی - یہ بزرگ اور اون کے بھائی سید زین الدین حسین خان ممالک اودھ سے
اگر بنگال مین ڈپٹی کلکٹری کے عہدون پر ایک زمانہ تک ممتاز رہے - انکے ایک
صاحبزادے تھے جنکو کمشنر لکھنؤ نے انجمن تعلقہ داران اودھ کا سکریٹری کر دیا تھا - مگر
افسوس کہ انہونے عین جوانی مین انتقال کیا - اولاد دختری باقی ہے - انکے بڑے
بھائی سید زین الدین حسین خان کے چارون صاحبزادے - سید بدر الدین بلگرامی ڈائرکٹر
تعلیمات و رجسٹریشن حیدرآباد - سید حسین بلگرامی - سابق ممبر انڈیا کونسل لندن سید محمد
بلگرامی - کلکٹر گول کنڈہ (دکن) سید ڈاکٹر سید علی بلگرامی - ایل - ایل - ڈی - بار ایٹ لا
سابق پروفیسر سنسکرت اکسفورڈ کالج میجر سید علی حسن بلگرامی - آئی - ایم - ایس
(ریٹائرڈ) تمام بلگرامیون کے استعداد و کمال کی مثال ہین اور ایسے مشہور و معروف کہ

ایک بیرا تھا۔ علاوہ سکھون کے یہی دو شخص ہندوستانی تھے اور کوئی نہین۔ اتوار کے دن ۲۶ رجولائی کو ہملوگون نے مکان کی دیوارون کی آڑ مین اپنے آپ کو چھپالیا۔ اگر سکھہ لوگ اوسوقت وفا نہ کرتے تو وہ ہم کو بالکل تباہ و برباد کرڈالتے۔ ۲۷ رجولائی صبح کو باغی آگئے۔ جیلخانہ کو توڑ ڈالا۔ خزانہ سے سترہ ہزار روپیہ لوٹ لیا۔ جیل کے قیدی اور قرب و جوار کے تمام بدمعاش اونکے ساتھ ہوگئے۔ سب ترہی اور نقارے بجلاتے ہوئے ہمارے مقام سے ۶ سو گز کے فاصلہ پر ایک اونچے مقام پر ٹھہرے۔ پھر وہان سے حرکت کرکے ہم سے کل دو سو گز کے فاصلے پر پہونچگئے۔ حملہ کا بگل بجایا۔ اور تیز رفتاری کیساتھہ جلد جلد گولیان چلاتے ہوئے۔ ہماریطرف بڑھے۔ ہملوگون نے اپنی دونالی بندوقون سے جواب دینا شروع کردیا۔ چند بدمعاش مارے گئے یہ دیکھکر باغی آگے نہ بڑھے۔ اسی اثنا مین اون کے دو چار آدمی اور زخمی ہوگئے۔ اسکے بعد وہ ایک مکان کے پیچھے تک ہٹ گئے۔ اور اوسکی آڑ مین ہمارے دلہنے اور پشت سے آکر ہم پر باڑ ہین مارنے لگے

بلا معرفت ہندوستان کے تمام حصون گوشون اور قومون مین خاص اعزاز و امتیاز کے ساتھہ اون کے نام لئے جاتے ہین انہین صرف سید حسین صاحب بلگرامی اور سید علی صاحب مرحوم کی صاحبزادے ہین اور سب سرکار دکن مین ہین۔ انگلینڈ سے تعلیم پاکر عہدہائے جلیلہ پر فائز اور ممتاز ہین۔ زیادہ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو یہ مولف کا الحاق آثار الکرام فی تاریخ بلگرام آزاد بلگرامی المؤلف
سید اولاد حیدر عفی عنہ

کچھہ درختون - دیوارون اور باغات کی چار دیواریون مین پوشیدہ ہوکر بڑی پھرتی سے گولی چلانے لگے - اون کی پہلی باڑھہ بڑی خطرناک تھی - معلوم ہوتا تھا کہ ہم مین سے کسی کو جان کی امید نہین ہے اور ہمین کوئی کلام نہین کہ اگر باغیون کو آگے بڑھنے کی جرأت ہوتی اور تیز رفتاری کا موقع ملتا تو وہ ہماری قلعہ نما خشت بندی کو لاتین مارکر توڑ ڈالتے اور اپنی کثرت کیوجہ سے ہمکو مغلوب کر لیتے - مگر یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ اون کو اسکی جرأت ہی نہین ہوئی - مگر جب ہم نے اونکے پہلے حملہ کو پسپا کر دیا توہمکو کچھہ امیدین ہونے لگین - ہم مین سے کوئی زخمی نہین ہوا ہمکو پورا یقین تھا کہ داناپور سے ہمکو کافی مدد پہونچائی جائے گی - دن رات کی محاصرے کیوجہ سے ہمارے کپڑے میلے ہوگئے تھے کوئی نیند بھر نہ سوتا تھا اور نہ پیٹ بھر کبھی کھاتا تھا رات دن ہملوگ اپنے بڑے رائفلون سے جب کسی باغی کا جہان کوئی ہاتھہ - سر یا کوئی اور عضو بدن دکھلائی دیا - اوڑادیا کرتے تھے - محاصرے کے تمام ایام مین شاید باغیون کے بیس جوان رُو در رُو مارے گئے ہون - باغی راتون کو بندوق کی خالی آوازون سے ڈرایا کرتے تھے اور دن کیوقت اون کے جھنڈے کے جھنڈ اکثر ہم پر اجنٹ بھی چلایا کرتے تھے اور طعن آمیز غلط باتین سُنایا کرتے تھے - ان کے پاس دو توپین تھین ایک مم ۶۰ گز کے فاصلے پر - دوسری

ڈیڑھ سو گز کے فاصلہ پر - اسکے گولے ہم تک کم پہونچتے تھے - مگر زور وشور بہت سنائی دیتا تھا اب انہون نے چار دیوار ہمین سوراخ کر کے اوس توپ کو ہمسے کل ۱۲ گز کے فاصلہ پر لگا دیا - اگرچہ وہ اسقدر قریب پہونچگئے تھے - لیکن تاہم اون کو ہماری دیوار توڑنے کی جرأت نہین ہوتی تھی - محاصرے کے پانچوین دن اونہون نے بڑی توپ کو ایک چھت پر لگا دیا - حقیقتاً یہ سخت خطرہ کا امر تھا - مگر نشانہ مین اونکی کم مشقی اور خطا اون کے گولون کو سیدھا ہم تک نہ اوتار سکی ان کے بخلاف ہماری طرف سے مسٹر بوال اور اینڈرسن کی نشانہ بازی اور پختہ مشقی اون کو نشانہ سادہنے کی فرصت بھی نہین دیتی تھی - بدھ کے دن آدھی رات کو بندوقون کی آوازین قریب سے سنی جانے لگین ہمکو یقین ہوگیا کہ ہماری کمک آگئی - مگر پھر آوازین قریب آنیکی جگہ دور لوٹتے ہوئے معلوم ہونے لگین - یہانتک کہ رفتہ رفتہ بالکل موقوف ہوگئین - ایک پولیس کا سپاہی باغیون کی نظر بچا کر ہم تک آیا - اور رسی کے ذریعہ سے اوپر کھینچ لیا گیا - اسی کی زبانی ہمکو معلوم ہوا کہ ہماری امدادی فوج پر باغیون نے حملہ کر کے واپس کر دیا

داناپور کی امدادی فوج پر حملہ کی شکست

ہم اس واقعہ کو بھی ایک دوسرے انگریزی افسر کے خط سے خلاصہ کر کے ذیل مین قلمبند کرتے ہین - وہ لکھتا ہے اس اثنا مین ایک سو پچاس

ہوئے - پچاس سکھ اور ہملوگ والنٹیر سب ملکر چار سو آدمی تھے دو بجے دن کو ہملوگ گنگا سے گھاٹ پر اوترے - کھانا تیار تھا اور ہم بھی کھانیکو تیار تھے - کیونکہ چاہتے تھے پوری دلجمعی سے آرہ کی غریب جماعت احباب کی امداد کی جائے - اسی اثنا مین ہم نے اپنے طلایہ کے لوگونکی گولی چلانے کی آواز سنی - فوراً مستعد ہوکر موقع پر پہونچے تو دیکھا کہ کہ ہمارے رفیق ایک نالہ پر کھڑے ہوکر اوس پار ولے چند باغی سپاہیون پر گولی چلا رہے ہین - ہمارے آتی ہی باغی بھاگ گئے ہم نے بھی آرہ چلے جانے کا ارادہ کر ہی لیا - اور اگرچہ کشتی پکڑنے مین کچھ دیر ضرور ہوئی مگر تاہم سات بجتے بجتے ہملوگ نالہ سے پار ہوکر آرہ کی طرف روانہ ہوگئے - نہایت خوشنما شب ماہ تھی - مگر خام سڑک ہونیکی وجہ سے رستہ خراب تھا - گیارہ بجتے بجتے ماہتاب غروب ہوگیا - چونکہ خیال تھا کہ اب باغی حملہ نہ کرینگے اسلئے ہم برابر اپنا رستہ پکڑے چلےگئے - یہان تک کہ محصورین آرہ سے کل ایک میل کے فاصلہ پر پہونچگئے کہ یکایک آم کے گنجان درختونکی آڑ سے بندوقون کی باڑھ چلگئی - اسکے بعد اگر ہمکو کچھ یاد ہے تو صرف اتنا کہ صبح کو ہم نے اپنے آپ کو تنہا سڑک پر پڑا ہوا پایا - میری ٹوپی گم ہوگئی تھی اور میرا سر شگافتہ تھا - میرے قریب بہت سے آدمی مردہ پڑے تھے - اوسوقت تک گولیان چل رہی تھین - اتنے مین دو سپاہی سنگینین لئے ہوئے آئے - مین نے بھی اپنی دونالی اوٹھائی

اور ادھر اودھر فیر کرتا ہوا جدھر ہمارے رفیق کھڑے تھے جھپٹا۔ گولی تو چلہ ہی تھی۔ مگر بیس بیس ۔ پچاس پچاس آدمیونکی جماعت بناکر متفرق تھے ۔ اور تمام بدنظمی تھی نہین بدنظمیون سے اکثر اپنے آدمی بھی مجروح ہوجاتے تھے ۔ ہمارے افسر فوج مسٹر جونس مسمز ہر اول ہی حملہ کے بعد پھر نہ دیکھے گئے ۔ افسوس بڑے خوبی کے آدمی تھے ۔ ہمارے ڈاکٹر صاحب مجروحین کی دیکھ بھال ہی مین مارے گئے ۔ باغی ہر طرف سے اور ہر طرح سے ۔ پوشیدہ اور ظاہر ہوکر باڑھ مار رہے تھے ۔ ہملوگون نے آخر واپس ہونے پر اتفاق کیا کہ باغی چار ہزار سے کبھی کم نہین تھے ۔ صف باندھکر ہم واپس ہوئے تو سولہہ میل کی تمام مسافت ہملوگون نے بندوقون کے نیچے طے کردی ۔ خندقون جنگلون اور گھرون مین تمام باغی بھرے پڑے تھے ۔ جب ہم اونکے قریب پہونچتے تھے تو وہ ہمپہ گولیان چلادیتے تھے ۔ میرے پیرے کی ہمراہیون مین سے دس بارہ آدمی گرادئے گئے ۔ لیکن خدا کا شکر ہی کہ مین بال بال بچگیا ۔ جسپر مین خود تعجب کرتا ہون پانچ میل تک مین اپنے ایک ہمراہی زخمی کو اوٹھا لایا ۔ اسکے ایسے بہت سے غریب زیادہ اور خفیف زخمی پیچھے زمین پر چھوڑ دئے گئے تھے ۔ بزدل باغی سپاہی ان غریبون کو تنہا پاکر اونپر ٹوٹ پڑتے تھے اور ذبح کر ڈالتے تھے ۔ مگر مین اپنے آپ کو صحیح وسالم نکال لایا اور نالہ کے قریب پہونچکر ایک کشتی پکڑی خود بھی سوار ہوا اور اپنے

ہمراہی زخمی کو بھی سوار کیا - اور چلتا ہوا - ہمارے بعض ہمراہیون نے تیر کر نالہ سے پار ہونا چاہا اور اس کوشش مین بہت سے ہلاک ہوگئے اس سے پہلے مین نے کسی جنگی مصائب کو دیکھا تھا اور نہ مین اون کو جانتا تھا - پھر وہی افسر اپنے دوسرے خط مورخہ حکیم اگست مین لکھتا ہے -

ابھی ابھی مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے اور ہمراہی جو شب کی تاریکی کے باعث سے جدا ہوگئے تھے - اور وہ کل تیس آدمی تھے - ایک دیسی کشتی پر سوار ہوکر کسی نہ کسیطرح یہان پہونچے - سرکاری اطلاع ابھی ابھی مجھے وصول ہوئی ہے جس سے معلوم ہوا ہی کہ ہماری فوج مین ایک سو پچاس آدمی مار ڈالے گئے - اور بقیہ سب زخمی ہوئے - کل پچاس آدمی ایسے ہین - جنپر کوئی زخم یا خراش پہونچی ہے -

محصورین آرہ کے بقیہ حالات

مسٹر ہالس لکھتے ہین کہ فوج دانا پور کی تباہی کی خبر ہمکو دو دن کے بعد ملی - اگر اوسیوقت ملتی - تو ہم اپنی پر جوشیون مین نکل پڑتے اور حقیقتاً اس کا نتیجہ برا ہوتا - اب ان واقعات کو سنکر ہمنے یہ ارادہ کر لیا کہ جب تک رسد رہیگی ہم یہین رہینگے رسد ختم ہوجانیکے بعد البتہ ہم باہر نکلکر اپنے لئے مقام امن تلاش کرنیکے لئے مجبور

ہو جائینگے۔ اسکے بعد بھی ہملوگ ایک ہفتہ تک امید و بیم کی حالت مین مبتلا رہے۔ بدھ کے دن رات کو باغیون نے سرنگ لگائی ہمارے سکھون نے اوسکو بیکار بھی کیا اور اونکے ہتھیار کھودنے کے بھی چھپکر اوٹھا لائے۔ پانی کی سخت تکلیف تھی۔ انہین ہتھیارون سے ہمنے بارہ گھنٹون مین ۱۸ فیٹ کا گہرا کنوان کھود لیا۔ باغی ہمارے تباہ کرنیکی روز نئی ترکیبین نکالتے تھے۔ ایکدن لال مرچین جلاکر پریشان کیا۔ ایکدن مارو مارو کا شور وغل مچاکر ہم کو ڈرایا اور دھمکایا۔ اونکے سرنگون سے ہم ابھی تک مطمئن نہین تھے مگر پھر ہمکو یقین ہوگیا کہ ہماری دیوارین محفوظ ہین۔ باغی ایک بلند مکان کی چھت سے توپ کے گولے اور اپنے رایفل کی گولیان چلاتے رہے۔ مگر ہم مین سے کوئی بھی زخمی نہین ہوا۔

محصورین آرہ کی رہائی اور جگدیسپور پر انگریزونکی چڑھائی

ہم لوگ اپنی کمک سے تو مایوس ہو چکے تھے۔ یکایک رات کو درختون کے پیچھے سے یہ آواز آئی کہ ہم کو مارو مت۔ یہ سنکر ہم نے آہستہ اونہین بلا لیا۔ معلوم ہوا کہ میجر وینسنٹ آئر Major Vincent Eyr صاحب بکسر سے ہماری کمک مین کل پہونچ جائینگے۔ اس خبر سے جو مسرت حاصل ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ آج رات کو باغی میدان سے

اصل مین یہ دونون خط ایک اڈیٹر نے انگلینڈ مین جنہی ان کو لکھے مین جو اسکے صاحب کے خطوط کیساتھ چھپے ہوئے ہین۔ (المولف اوقاد حیدر)

ہٹ گئے تھے ۔ آدھی رات کو ہمارے چند آدمی باہر نکلکر ان دونون توپون کو گھسیٹ لائے اور بارود وغیرہ بھی کافی مقدار مین اوٹھا لائے اور یہ بھی دریافت کرتے آئے کہ سرنگ تیار ہے ۔ یہ خبر پاکر سرنگ فوراً اسمار کردیگئی ۔ اگر دو چار گھنٹون تک یہ خبر اور نہ ملتی تو ہم بارود سے اوڑادئے جاتے ۔ اسکے بعد ہم نے قریب کے مکان جسمین باغی چھپے رہتے تھے گروادئے ۔ سات بجے صبح کے قریب امدادی فوج پہونچگئی ۔ ہملوگون نے اپنی پوری پرجوشیون کے ساتھ میجر آئر کو تین چیرز دئے ۔ میجر آئر کیساتھ چند گولہ انداز۔ نمبر ۵ سلطانی کے ڈیڑھ سو آدمی اور بکسر کے بارہ والنٹیرز تھے۔ باغیون نے انکی خبر پاکر اور ہمکو رات کیوقت چھوڑ کر آگے بڑھکر راستہ پر چھپ رہے تھے ۔ مگر میجر آئر دانا پور والی فوج کے ایسے غافل نہین تھے باغیون نے انکا محاصرہ ضرور کرلیا تھا ۔ مگر اونپر دلیر حملہ کیا گیا ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اکٹھا ہوکر ان کے حملون کا مقابلہ تو نکر سکے ادھر ادھر منتشر ہوکر راستون پر کھڑے ہوگئے اور پھر آخر کار سب بہت جمع ہوکر جگدیسپور مین بابو کنور سنگھ کے پاس چلے گئے ۔

مسٹر ہالس لکھتے ہین کہ آج کی صبح ہمارے لئے عجب خوش قسمتی کی صبح تھی ہملوگ آپس مین خوشی سے مصافحہ کرتے جاتے تھے اور اپنے مددگارون سے اپنی ہمت و استقلال کی تعریفین سنتے جاتے تھے ۔ باغیون کے قیدی جو ہمراہ تھے وہ درختون مین لٹکاکر پھانسی دیدئے گئے ۔ شام

کیوقت ہملوگ کلکٹر کے باغ اور کمپاونڈ مین چلے آئے۔ دوسرے دن نمبر ۱۰ کی فوج سلطانی سے دوسو گوری میجر آیر کی مدد مین اور بھیجدے گئے۔ جگدیسپور کیطرف کوچ ہوا۔ پہلے دن ہملوگ آرہ سے چلکر ۱۲ میل کے فاصلہ پر اوترے۔ جب ہمارا مقدمہ لشکر ایک ندی۔ (بناس) پر پہونچا تو باغی اپنی پوشیدہ گاہون سے گولی چلانے لگے۔ ہماری جمعیت مین سے کل سو آدمی باغیون سے دست بدست لڑنیکے لئے دوڑ پڑے۔ دوسریطرف سے نمبر ۱۰ والے سپاہی بھی جھپٹے۔ اور ہمارے عقب سے مسٹر میلویلی Mr Melville توپخانہ کے سرجنٹ نے۔ کل تین گولون سے ایسے کامل نشانہ لگائے۔ جس سے غنیم کی تمام جماعت فوراً منتشر ہوگئی۔ باغیونکی تمام فوج بڑی تیزی سے پیچھے لوٹنے لگی۔ واپسی کیوقت ایکبار ایک جنگل مین پھر ایک دیہات کی گلی مین وہ تھوڑا لڑے بھی مگر کہین اونکے قدم جم نہ سکے۔ آخر کار جگدیسپور اور بابو کنور سنگھ کی تمام عمارت کو ہماری اختیار مین چھوڑکر غائب ہوگئے پھر اوسدن سے ہم نے باغیون کی صورت نہ دیکھی۔ ہم نے جگدیسپور پہونچکر چند اشخاص کو پھانسی دی بابو کے محلات اور ایک نو تعمیر مندر کو خراب مسمار کردیا۔ اور قصبہ مین چند مقام پر آگ لگاکر آرہ کیطرف واپس ہوئے۔

جگدیسپور سے شہسرام کیطرف باغیونکا فرار

جگدیسپور مین لپسپا ہوکر باغی اندرونی مقامات مین پھیلے۔ اور مقام
بہیرو کیطرف سے بہمراہی امر سنگھ قصبہ کواتھ مین پہونچے۔ بستی سے
مشرق کیطرف والے باغ اور کھیتون مین مقیم ہوئے۔ رئیسون پر
رسد رسانی پر تشدد بھی ہوا۔ مگر یہ حضرات پہلے سے ہوشیار تھے
اور اپنے ایک خاص ملازم کی معرفت مقام بکرم گنج کے متعینہ
سرکاری رسالے کو انکی آمد کی خبر پہونچا چکے تھے۔ اسی اثنا مین
باغیون کی ایک جماعت بستی مین چلی آئی اور ادھر ادھر لوٹ کھسوٹ
کرنے لگی۔ اور رؤسا مین سے دو تین حضرات کی گھوڑے جو باہر اصطبل مین
بندھے تھے۔ کھول لیگئے۔ اتنا ہی ہونے پایا تھا کہ سرکاری شتر
سوارون کا ایک رسالہ دو توپون کے ساتھ پہونچگیا۔ باغیون کو کھانیکی
بھی فرصت نہ ملی اوسیطرح اونکو مارتے اور بھگاتے ہوئے اوترکے
طرف سے نکال باہر کردیا۔ شہسرام مین سرایڈورڈ گدرڈ Sir [illegible]
[illegible] کا رسالہ پہلے ہی سے تعنات تھا۔ قلعہ رہتاس پر
قبضہ کرلینے کی بڑی دھوم تھی۔ اسی لئے کچھ وہان بھی فوج رکھدی گئی
تھی اور کچھ شہر کی خاص حفاظت کیلئے بھی شہسرام مین ایک تو قلعہ
رہتاس کی حفاظت ضروری تھی۔ دوسری سرکاری فوجین اوسی سڑک
سے برابر آیا جایا کرتی تھین اونکا محفوظ اور کشادہ رکھا جانا بھی بڑا ضروری تھا
انہین وجوہات سے سرکاری فوج کی دو رجمنٹ اور ایک توپخانہ۔ شہر کے
باہر اوس مقام پر دمدمہ بناکر مقیم تھا جہان فی الحال مہابیر جی کا مندر

اور اوسکی عمارت پائی جاتی ہی چونکہ مسلمانان اور عموماً تمام باشندگان شہسرام نے بماتحتی مرحوم شاہ کبیر الدین صاحب سجادہ نشین خانقاہ حفاظت شہر اور اعانت سرکار مین پوری وفاداری کا اظہار کیا۔ اور باغیون کو شہر مین کسیطرح دسترس کا موقع نہ دیا۔ اسلیے گورنمنٹ کی جانب سے شہسرام کو امتیاز و اعزاز کیلیے خاص طور پر **ناصر الحکام** کا خطاب عنایت کیا گیا۔ شہسرام کے بعد اکبرپور وغیرہ کے قرب و جوار مین شورش کی کچھ خبر پائی گئی جسکو رہتاس کے متعینہ فوج نے فوراً رفع دفع کر دیا۔

ضلع گیا مین غدر

شاہ آباد مین اتنا ہی ہوا۔ گیا مین ۴۶ رجمنٹ اور سکھ پلٹن کے کچھ لوگ حفاظت کیلیے تعنات تھے۔ کمشنر نے تمام حکام ضلع کو مع سپاہیون کے بلالیا۔ مسٹر منی [illegible] اوسوقت کلکٹر ضلع تھے۔ کمشنر کے حکم سے وہ واپس تو ہوئے مگر پھر رستہ مین اونکو یہ خیال آیا کہ خزانہ مین سات لاکھ روپیہ محض غیر محفوظ طور پر چھوٹا جاتا ہے۔ وہ وہین واپس ہوئے۔ مگر تا وقتیکہ باربرداری وغیرہ کے سامان مرتب ہون گیا سے پٹنہ جانیوالی سڑک بند ہو گئی۔ اسلیے ان لوگون نے تمام خزانہ لیکر سیدھا کلکتہ کا رستہ پکڑا گیا سے تھوڑی دور گئے تھے کہ جیلخانہ سے بھاگے ہوے قیدی اور کچھ بدمعاشون کی جماعت نے ان پر حملہ بھی کیا۔ لیکن ان لوگون نے اونکو مار بھگایا۔ اور خزانہ کو عافیت

کے ساتھ کلکتہ تک پہونچادیا۔

ضلع چمپارن کا غدر

میجر ہومس Holmes کی ماتحتی مین سگولی کی فوج تھی۔ اونہون نے تمام علاقہ مین مارشل لا جاری کرالیا تھا اور اسکا نفاذ چمپارن۔ چھپرہ۔ مظفرپور اور دربھنگہ (ترہت) مین بھی بخوبی ہوگیا اور یہ مفید ثابت ہوا۔ انہون نے عظیم آباد سے گورکھپور تک مارشل لا کے جاری کردئے جانیکی گورمنٹ سے استدعا کی اور یہ بھی لکھدیا کہ یہی قانون تمام جاری کردیا جائے۔ مگر گورمنٹ نے بہت جلد اس ضابطہ کو منسوخ کردیا۔ ہومس صاحب کو اپنے دیسی سپاہیون پر پورا یقین تھا وہ اپنی فوج مین سے چالیس چالیس آدمیونکا رسالہ بنابنا کر تمام ضلعون مین بھیجا کرتے تھے۔ افسوس ہے کہ میجر ہومس صاحب اپنے اونہین اعتمادی سپاہیون کے ہاتھون قتل کرڈالے گئے۔ وہ اپنی بیوی کیساتھ ہواخوری کو نکلے۔ یکایک سوارون کے ایک مسلح گروہ نے اونپر حملہ کردیا۔ اونکی مارے جانیکی تفصیل نہین معلوم ہوئی۔ مگر اونکی آیا وہان پہونچی تو اوسنے دونون مقتولین کی لاش زمین پر افتادہ پائی۔ سگولی کے باغی سپاہیون نے اور چند انگریزون کو قتل کرڈالا مسٹر کارنر Corner صاحب اپنے بنگلہ مین بیٹھے تھے اونکو اور اونکے بیٹے کو بھی مارڈالا۔ صرف اونکی ایک لڑکی بچگئی اوسکو کسی دیسی باشندے نے

چھپادیا۔ مسٹر ڈپٹی پوسٹماسٹر بھی مارے گئے۔ صرف تھوڑے سے سپاہی جو ماتحتی کپتان جونس وسعود بملھا تھے وفادار رہے۔

مظفر پور۔ چمپارن سے زیادہ اثر یہان محسوس ہوا۔ یہان کی پلیسی فوج معینہ باغی ہو گئی۔ فوجداری کچہری کو لوٹ لیا اور جیلخانہ پر بھی حملہ کیا۔ مگر ضلع کی پولس نے اونکو پسپا کر کے چھپرہ کیطرف نکالدیا۔ پورنیہ مین کچھ باغی گھس آئے تھے۔ مگر مسٹر جارج یول کمشنر بھاگلپور کی خوش نظمی سے وہ نیپال کیطرف نکالدئے گئے پلاموں کھروار کی کوہستانی قوم زمینداروں سے سرکش ہو کر رام گڈھ کی باغی فوج کے پاس پناہ گزین ہوئی۔ اونہون نے ضلع کے چند زمینداروں کو بھی اپنی سازش مین لیلیا۔ ان سب مین نلمبر سنگھ اور پتمبر سنگھ نامی دو زمیندار سب سے زیادہ آمادہ فساد ہوئے۔ ۲۶ ر مدراسی رجمنٹ نے آکر اونکو پسپا کردیا۔ نلمبر و پتمبر سنگھ کو پھانسی دیگئی۔ اضلاع دربھنگہ۔ بھاگلپور۔ دارجیلنگ۔ سونتال پرگنہ۔ کٹک۔ بالاسور۔ انگل۔ سنبھلپور۔ رانچی مان بھوم اور سنگھ بھوم وغیرہ متعلقہ بہار مین کوئی بدامنی نہین ہوئی بہرحال غدر ۱۸۵۷ء کی عالمگیر بغاوت کو ہمارے صوبہ سے جسقدر تعلق تھا وہ ضرورت کے مطابق لکھدیا گیا۔ یہ تمام مصیبتین لارڈ کیننگ کیوقت مین پیش آئین اور دفع ہوگئین۔ ہندوستان کی تاریخ مین لارڈ ڈلہوزی کا زمانہ حکومت اگر ملکی الحاقات کیلئے مشہور و معروف ہے تو اوسیطرح لارڈ کیننگ کا عہد استحفاظ ممالک کی کوششون مین ہمیشہ کیلئے یادگار رہیگا۔ جو اعلی

طور سے اونکے بیمثال تدبر - سیاست - ثابت قدمی - تجمیع خاطر اور استقلال کو ثابت کرتا ہے -

ہندوستانی کمپنی کی عملداری اوٹھکر براہ راست گورمنٹ برطانیہ کے زیر حکومت ہونا

غدر کے بعد یکم نومبر ۱۸۵۸ء کو منجانب ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریا قیصر ہند اعلان شاہی کیا گیا کہ کشور ہندوستان کمپنی کے اختیارات سے نکل کر ملکہ معظمہ کی گورمنٹ کے سپرد کیے گئی - اسی لیے نواب گورنر جنرل کو وایسرائے کا خاص امتیازی لقب تفویض فرمایا گیا - وہ مبارک عہد نامہ جو اس موقع پر حکم شاہی سے شائع کیا گیا ہے - رعایا پروری اور حقوق مساوات کے متعلق خاص طور پر صاف صاف بتلا رہا ہے کہ گورمنٹ کسی قوم و ملت کے مذہبی امور میں کسیطرحکی مداخلت نہین کریگی - بلکہ ہندوستانیون کے قدیم رسم و رواج اور استحقاق کا خاص طور پر لحاظ رکھا جائیگا - حکومت ہندوستان کے تمام کاروبار اصول عدالت پر مبنی کیے جاوینگے ہندوستانی قومین بلا امتیاز قوم و فرقہ - آزادی کیساتھ تمام سرکاری محکمون مین عہدہ اور منصب جسکے لئے اونکی علمی حیثیت اور قابلیت موزون ہوگی پانیکے مستحق ہون گے - " اس مبارک اعلان شاہی کے نفاذ سے تمام ہندوستان مین وہ امن و امان قایم ہوگیا - جو آجتک کبھی قایم نہین ہوا تھا اور حقیقتاً وہ ایساہی نیک نیتی کیساتھ قرار پایا ہے کہ پھر انشاءاللہ آیندہ

بھی اسکے ہمیشہ قائم رہنے کی پوری امید کیجاتی ہے۔

غدر کے بعد لارڈ کیننگ ولایت جاکر انتقال فرما گئے۔ لارڈ الجن صاحب Lord Elgin اونکی جگہ تشریف لائے مگر تھوڑے دنون کے بعد سنہ ۱۸۶۳ء مین انتقال کر گئے۔ سر جان لارنس صاحب غدر John Lawrence وایسرائے ہوئے۔ جنگ بھوٹان انہین کے وقت مین واقع ہوئی۔ بہار مین کوئی واقعہ قابل ذکر نہین ہوا۔ ان کے بعد لارڈ میئو صاحب Lord Mayo وایسرائے ہوئے۔ لوکل گورمنٹ کو اخراجات ملکی مین آزادی ملی اور گورمنٹ کیطرف سے بھی امداد ملنے کا حق دیا گیا Lord Northbrook گورنر جنرل ہوئے۔ ان کے زمانہ مین ہمارے اعلیٰحضرت مرحوم شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم بحالت ولیعہدی تشریف فرمائے ہندوستان ہوئے۔ اور بڑی عظمت اور شان و شوکت سے تمام ہندوستان مین اون کے خیر مقدم مین جشن کے انتظام آراستہ کیے گئے۔ چنانچہ ہمارے صوبہ بہار کے مرکزی مقام شہر عظیم آباد مین بھی جس حسن عقیدت اور اظہار خلوص سے انکا رسم استقبال ادا کیا گیا وہ تاریخ صوبہ بہار مین جناب خان بہادر نے نہایت تفصیل کیساتھ لکھا ہے مسٹر مٹکاف Mr. Metcalfe صاحب کمشنر پٹنہ کی خوش انتظامی قابل دید تھی۔ سر رچارڈ ٹمپل صاحب Sir Richard Temple لفٹنٹ گورنر بنگال ہمراہ تشریف لائے تھے انہون نے شاہزادی کی تشریف آوری کی یادگار مین بشراکت امانت امراء در وسائے بہار۔ پٹنہ مین اسکول آف انجنیرنگ قائم کیا۔ جو آجتک

ٹمبل اسکول آف انجینیرنگ کے نام سے مشہور ہے۔ گورمنٹ آپکی یادگار
مین ضلاع گیا اور شاہ آباد مین سیرابی کی ضرورت کیلئے۔ دریاے
سون سے کاٹکر نہرین جاری کین۔ جن سے ملک کی زراعت کو بہت نفع
پہونچا اور پیداوار زمین بھی نمایان اضافہ ہوا۔ ان نہرون مین کشتیان
اور اسٹیمر بھی چلتے ہین۔ ۱۸۷۷ء مین حضور قیصر ہند کی تخت نشینی کا جلسہ
بڑی دھوم دھام سے خاص عظیم آباد مین منعقد ہوا۔ ایس۔ سی
بیلی صاحب S. C. Belly کمشنر اور مسٹر منگلس Mr. Mangles
کلکٹر پٹنہ کے انتظام قابل تعریف تھے۔ لارڈ لٹن Ld. Lytton
کے زمانہ مین کوئی واقعہ اس صوبہ کے متعلق قابل اندراج نہین ہوا
۱۸۸۰ء مین لارڈ رپن Lord Ripon وایسرائے ہوکر تشریف
لائے۔ انکی حکومت کی یادگار لوکل سلف گورمنٹ کا نفاذ ہے
اور ۱۸۸۵ء مین قانون لگان کا اجرا ہے۔ لارڈ رپن ہندوستانیون
کے اتنے عزیز ثابت ہوئے کہ عموماً ان کو Benefactor of India
(محسن ہندوستان) کہا جاتا ہے۔ لارڈ رپن کے بعد لارڈ ڈفرن
Ld. Dufferin وایسرائے ہوئے۔ انکی حکومت مین ملک
برہما کا الحاق اور حضور ملکہ معظمہ کی شصت سالہ حکومت کا جشن
تمام ہندوستان مین بڑے خلوص اور تکلف سے منایا گیا۔ اور ہر قوم
وطبقہ کی رعایا نے اپنی بڑی پرجوشی اور دلچسپی کا اظہار کیا۔ ۱۸۸۸ء
مین لارڈ لینسڈون صاحب Ld. Lansdowne وایسرائے ہوئے

انکی حکومت مین کوئی امر قابل ذکر نہین ہوا ۱۸۹۴ء مین لارڈ الجن Elgin صاحب وایسرائے ہوئے - ان کے زمانہ مین سنہ ۱۸۹۵ء سے مرض طاعون ہندوستان مین نمودار ہوا - اسی سال زلزلہ سے - دارجیلنگ - بنگال اور اسام وغیرہ کے تمام اطراف وجوانب مین سخت نقصانات واقع ہوے سنہ ۹۶ و ۹۷ء مین صوبہ بہار کے تمام اضلاع مین سخت قحط پڑا - اور ان تمام مصیبتون مین گورمنٹ نے رعایا کی پوری مدد کی - لارڈ کرزن صاحب Curzon بمدویسرائے ہوکر تشریف لائے - ان کی ایام حکومت کی مشہور ترین واقعات مین حضور ملکہ معظمہ کی وفات ہی جو ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء مین بمقام لندن واقع ہوئی - اونکے بڑے صاحبزادے ولیعہد ممالک شہنشاہ معظم اعلیحضرت ایڈورڈ ہفتم Edward VII تخت نشین ہوے - یکم جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو ہندوستان مین آپکی تخت نشینی کا جلسہ بمقام دہلی بڑی شان وشوکت سے منعقد ہوا - جو مدت تک یادگار ہیگا - انکی حکومت کا دوسرا واقعہ تفریق بنگالہ کا مسئلہ ہی لارڈ کرزن کے بعد - لارڈ منٹو Minto بمد وایسرائے ہوے - انہون نے بنگال کے مضطرب الحال رعایا کی پرجوشیون کو جو تفریق بنگال کیوجہ سے پیدا ہوئی تھین - بہت کچھ روکا اور ان کو راہ اعتدال سے آگے بڑھنے نہ دیا - ان کی بعد لارڈ ہارڈنگ اف پنشرسٹ H. H. Hardinge بمد وایسرائے ہوئے - انکی حکومت مین شہنشاہ معظم ایڈورڈ ہفتم کی وفات ماہ مئی سنہ ۱۹۱۰ء مین واقع ہوئی - اور ۱۲ دسمبر سنہ ۱۲ء کو ہمارے موجودہ فرمانروا

اعلیحضرت قیصر ہند جارج پنجم V George V کی تخت نشینی کا جلسہ بمقام دہلی ایسی نادر اور یکتا شان شوکت اور عدیم المثال جاہ وجلال سے واقع ہوا جسکی نظیر آجتک چشم ہندوستان کیا دیدۂ دنیا نے بھی نہ دیکھی ہوگی۔ ہندوستان اور اہل ہندوستان کیلئے سب سے بڑی عزت اور مفاخرت کا یہ امر ہوا ہے کہ اس موقع پر ہمارے فرمانروا اعلیحضرت قیصر ہند خود تشریف فرمائے ہندوستان ہوئے۔ ہندوستانکی قدیم وجدید تاریخ مین یہ پہلا موقع ہے کہ کشور ہندوستان کا قیصر اپنی فرمانروائی اور حکمرانی کی پوری حالت وحیثیت اور اختیار واقتدار کیساتھ رونق افروز ملک اور آبرو بخش رعایا ہوا ہے۔ اگر ہم اس عظیم الشان جلسہ کی کوئی مفصل کیفیت لکھنا چاہین تو ایک علیحدہ دفتر کی ترتیب دینی ہوگی۔ ملک کے اہل قلم نے مختلف کتابین نہایت خوبی سے تیار کی ہین۔ اوران تمام حالات کو پوری تفصیل اور خوشنما اور ضروری تصویرون اور نقشون کیساتھ مندرج کیا ہے۔ راقم الحروف نے اس خاص موقع پر شہنشاہ معظم کی سوانح عمری لکھکر گورنمنٹ مین پیش کی جو تذکرۂ قیصری کے نام سے تمام ملک وقوم مین شائع ہوچکی ہے۔
اس دربار عالی اقتدار کے مبارک موقع پر ہندوستان کی رعایا کے ہر طبقہ اور فرقہ کے ساتھ جو سلطانی مراحم اورخسروانی مکارم کا اظہار فرمایا گیا۔ وہ ظاہر وآشکار ہے۔ اوسکی تفصیل کیلئے بھی ایک علیحدہ دفتر کی ضرورت ہے۔ ادنھین سے خاص عطایائے شاہنشاہی جو ہماری قوم

بہار کیساتھ نافذ فرمایا گیا ہے - وہ یہ ہے کہ حسب اعلان فرمان شاہی مصدورہ پائے تخت دہلی مرقومہ تاریخ ۱۲ ار دسمبر ۱۹۱۲ء - صوبہ بہار واوڑیسہ - گورمنٹ بنگال سے علیحدہ ہوکر بجائے خود ایک خاص صوبہ بماتحتی لفٹنٹ گورنر - عالیجناب امارت وریاست انتساب سر چارلس اسٹورٹ بیلی - کے - سی - ایس - آئی - آئی - اس او - S. Charles Stuart Bayley K.C.S.I.I.S.O قرار دیا گیا اور اسی منشور سلطانی کے اجرا ونفاذ کے روسے گورمنٹ بہار - اپنے نظام ملکی مین آزاد اور خود مختار ہوکر اپنے تمام امور کی آپ نگران اور جوابدہ بانی - اور شہر عظیم آباد اسکا دار الحکومت قرار پایا - ہمارے موجودہ فرمانروا کی تشریف آوری نے حقیقتاً اون تمام قدیم مقامون مین جو سابقاً قدامت کے اثار واقتدار کے لئے مشہور ومعروف تھے مگر مدت سے نارسائی اور تباہی کی حالتون مین مبتلا تھے. پھر روح دیگر از سر نو زندہ اور تر وتازہ کر دیا - اپنی تشریف آوری کی یادگار مین جسطرح دہلی کی قدامت وعظمت پر خاص توجہ فرماکر سارے ہندوستان کا دار السلطنت قرار دیا گیا اوسیطرح پٹنہ عظیم آباد بھی اپنی قدیم عظمت پر از سر نو لایا گیا - رعایائے بہار اس شاہنشاہی احسانات کے لئے خاص طور پر جتنی ممنون ومشکور نہ ہووہ تھوڑا سمجھا جائیگا - ایک طول وطویل مدت کے بعد صوبہ بہار کو بنگال کی ماتحتی اور غلامی کی قید سے نجات دلوائی گئی جو - اگر پہلے نہین تو کچھہ عرصہ سے

اوسکے لئے قطعی طور پر اسکی مضرت اور مذلت کا باعث ہو رہی تھی اور رعایائے بنگال کی شرکت محض کیوجہ سے - رعایائ بہار بھی ہزاروں شبہے اور لاکھون شکوک کی چکیون کے نیچے - آٹے کیساتھہ گھن کیصورت بنکر پس رہی تھی -

اسمین بھی کوئی کلام نہین کہ مراحم سلطانی اپنے لوازم ادا کر گئے - اب یہ بہار اور بہار والون کا فرض ہے کہ وہ اس عطایہ شاہی کو نعمت الہی سمجھکر اسکی قدر کرین اور اپنے دل و جان سے اپنے ملک کی رفاہ ترقی فروغ اور اصلاح مین - اپنی خاص گورمنٹ کے معین و مشیر بنکر عملی طور پر کوشش کرین - اور اپنے گرانمایہ اور بیش بہا استعداد و لیاقت سے ملکی نظام اور رعایا کے امن و آرام کیلئے وہ ذریعہ پیدا کرین جس نے دنیا کے اہل تدبیر و سیاست خصوصًا اونکی قدیم گورمنٹ کو اونکی قابلیت اور صلاحیت کا پورا اعتبار اور اندازہ ہو جائے -

ہمکو اپنے فرمانروا کی تشریف آوری کے متعلق یہ امر بھی مخصوص افتخار کے ساتھہ لکھدینا نہایت ضروری ہے کہ اعلیحضرت دربار دہلی سے فارغ ہو کر کلکتہ جاتے وقت ۱۸ دسمبر ۱۹۱۲ء کو ہماری خاص ضلع شاہ آباد - آرہ - مین رونق افروز ہوئے - اور بسواری موٹر پہلے چرچ مین پھر آرہ ہاؤس مین جسکا مفصل ذکر - غدر کے حالات مین اوپر قلمبند ہو چکا ہے - تشریف لیگئے - ہماری قدیم عنایتفر

اے ڈبلیو اولڈہام Oldham .A. W. صاحب کمشنر اور مسٹر جے جونسٹن Johnston. J. کی خوش انتظامی قابل دید تھی۔ اسٹیشن پر رؤسا و معتمدین سرکاری و غیر سرکاری کیلئے گلیری
پر نشست بنائی گئی تھی۔ فوجی پنشن یافتہ ضلع کی جمعیت اپنی پوری وردی مین اسٹیشن سے باہر آنیوالے دروازے پر کھڑی گئی تھی اعلیٰ حضرت شہنشاہ معظم فوجی حضرات سے چند دقیقہ باتین کر کے اور صاحبان گیلیری کا اداب فدویانہ قبول فرماتے ہوئے۔ چرچ کیطرف روانہ ہوئے وہان سے آرہ ہاوس مین جو صاحب جج کی کوٹھی مین واقع ہے۔ تشریف لائے۔ اور محصورین آرہ کے دلیرانہ وقعات خاص ایک اوسوقت کے زندہ خدمتگار کی زبانی سنکر بہت محظوظ ہوئے اور اس مین شک نہین کہ قریب قریب ساٹھ برس کے بعد آج محصورین آرہ کی ہمت اور جانفشانی کی پوری داد مل گئی۔ دس بجے کی قریب تشریف لائے تھے اور دو بجے دن کے قریب۔ کوئی تین گھنٹون کے بعد کلکتہ کیطرف مراجعت فرما ہوئے ہمارے ضلع آرہ کی لئے یہ بہت بڑی مفاخرت ہے اوسکی تاریخ مین بابر شاہ کے بعد۔ سوائے آج کی تاریخ کے کوئی اور دوسرا دن ثابت نہین ہوتا جس دن قدوم سلطانی وہان کی زمین پر رونق افزا اور زینت بخش ہوئے ہون۔ اور اس مین بھی کلام نہین کیا جاسکتا کہ صوبہ بہار کی جدید تاریخ مین شاہ عالم کے بعد پھر بہار کے کسی

اور ضلع مین سوائے آرہ شاہ آباد کے کسی فرمانروا کا قدم رنجہ فرمانا
اور تشریف لانا پایا نہین جاتا - یہ ایک ایسی مخصوص مفاخرت ہے
جو بہت زمانہ تک آرہ کی خاص تاریخ مین یادگار رہیگی - شہنشاہ
معظم کے تشریف بری کے دو برس بعد سنہ ۱۹۱۴ء ۲۹ نومبر کو عالیجناب
ریاست و امارت انتساب نواب وایسرائے لارڈ ہارڈنگ بہادر
بالقابہ ہمارے موجودہ دارالامارۃ شہر عظیم آباد پٹنہ مین تشریف
لائے - بہت بڑا عظیم الشان دربار منعقد ہوا - مولف بھی شریک
تھا - نواب وایسرائے کی تقریر بجواب ایڈرس میونسپلٹی و ڈسٹرکٹ بورڈ و
بہار لینڈ لارڈس ایسوسیشن بہت ہی پر معنی اور پر اثر تھی خصوصاً صوبہ
بہار کی قدامت کا مخصوص اثبات اور اوسکے قدیم واقعات اس
وضاحت سے دکھلائے گئے تھے جس سے رعایائے بہار کے قلوب پر
گورمنٹ کی احسانات و مہربانی کا پورا اثر محسوس ہوا - دربار کے بعد
چھ بجے شام کو ہمارے صوبہ کے راس الرئیس عالیجناب مہاراجہ صاحب
دربھنگہ کی خاص کوٹھی مین جو اس موقع کیلئے انواع اقسام کے
آرایش اور زیب و زینت سے اراستہ کیگئی تھی - گارڈن پارٹی دیگئی
جناب وایسرائے بہادر تشریف لائے اور بہار کے خاص خاص امرا
و روساء کو حضوری اور نیاز کا شرف عنایت فرمایا گیا - یکم دسمبر کو
ہمارے فخر قوم و وطن عزیز خاص و عام سر سید علی امام - سی -
آئی - ای - لیگل ممبر گورمنٹ آف انڈیا و رئیس قصبہ نیورا

کی طرف سے اون کے چھوٹے بھائی آنریبل مسٹر جسٹس سید حسن امام بالقابہ کی کوٹھی مین - جناب وایسرائے بہادر کی دعوت کا ایسا بینظیر انتظام کیا گیا جسکی مثال بہت عرصہ تک بہار کی کارنامے مین یاد رہیگی یکم دسمبر ۱۹۱۳ء کا دن بہار کی تاریخ مین وہ مبارک دن قرار پایا ہے - جو ہمیشہ یادر کھے جانیکے قابل خیال کیا جائیگا - آج ہی کے دن - بہار ہائیکورٹ اور بہار چیمبرس آف کونسل کی بنیاد جناب وایسرائے بہادر کی مبارک ہاتھون سے رکھی گئی - جو خاصکر جناب ممدوح کی تشریف آوری کا اصلی باعث قرار پائی تھی - چنانچہ دو برس کے عرصہ مین وہ تمام عمارتین تیاری کے قریب ہو نچگئی ہین - اور عنقریب ہائیکورٹ کے اجلاس ان عمارتون مین کھل جائینگے -

جولائی ۱۹۱۴ء سے موجودہ یورپین جنگ کے واقعات شبانہ روز معلوم ہوتے ہین ہر طبقہ اور ہر فرقہ کی ہندوستانی رعایا کی طرح ہماری صوبہ بہار کی رعایا بھی - ہر طریقہ اور ممکن ذریعہ سے اپنی گورمنٹ اور اپنے شہنشاہ معظم کی خدمت اور اظہار متابعت مین جان و دل سے حاضر اور کمربستہ ہے - اور ہمارے قدیم عنایتفرما مسٹر اولڈھام صاحب کمشنر کی خوش انتظامی سے اضلاع پٹنہ گیا اور شاہ آباد مین بھی شمل اور اضلاع صوبہ بہار کی تمام امن امان قایم ہے اپنی ناقص دانست مین تو ہم نے آجتک تاریخ بہار کی ضروری

اور مشہور واقعات قلمبند کرکے اپنے موجودہ تالیفی مدعا کو بالکلیہ تمام کر
اب ہم اپنے صوبہ کے دیسی ریاستون کے حالات۔ اور مشہور
ومعروف مقامات اور اثار قدیمہ کے بعض نشانات ذیل مین
مندرج کردینا ضروری سمجھتے ہین۔ مگر قبل اسکے کہ ہم اپنے سلسلہ
بیان کو شروع کرین ہمکو یہ لکھتے ہوئے بہت افسوس ہے کہ
ابتدائے تالیف کے زمانہ ہی مین جسکو غالباً دو برس ہوتے ہین
دیسی ریاستون کے حالات معلوم کرنیکی تنہا غرض سے۔ ہر ریاست
کی خدمت مین مولف کیطرف سے متواتر آستدعا مین خطوط لکھے
گئے۔ مگر افسوس سوائے ریاست ٹکاری کے اور کہین سے کوئی
جواب نہین ملا۔ حقیقتاً یہ عدم توجہی خصوصاً خادمان ملک و قوم
کی بہت بڑی دلشکنی کا باعث ہوتی ہے۔ آخر مجبور ہو کر
کارونیشن دربار مطبوعہ لاہور ومجلدات بنگال گیزیٹر اور دیگر
کاغذات سرکاری وغیر سرکاری کے اقتباسات پر اکتفا کیجاتی ہے۔

اگرچہ ہمارے ناچیز معرفت کی کوئی ضرورت نہین ہے لیکن تاہم ہماری مولفانہ
حیثیت اس امر کے بیان پر مجبور کرتی ہے کہ حقیقتاً یہ دونون معزز اور مقتدر حضرات
ہمارے صوبہ بہار کے سرمایہ ناز اور باعث اعزاز ہین اور ہم نہایت مسرت
اور مفاخرت سے یہ بھی بتلائے دیتے ہین کہ صاحبان ممدوح الیہما ہمارے
قدیم شفیق مکرم۔ نواب شمس العلما حکیم سید امداد امام صاحب بالقابہ کے
صاحبزادے ہین۔ جنکی قابلیت وجامعیت۔ تمامی علوم قدیمہ وجدیدہ مین
قوم وملک کا تسلیم کردہ مسئلہ ہے سے حد ثنائے نست زحد ثنائے ما۔
المولف احقر سید اولاد حیدر

صوبہ بہار کی ریاستین

ریاست دربھنگہ کا رقبہ ۲۴۱۰ میل مربع سے زائد اندازکیا جاتا ہے اور اضلاع دربھنگہ مظفرپور گیا مونگیر پورنیہ اور بھاگلپور تک پھیلا ہوا ہے آمدنی بتیس ۳۲ لاکھ روپیہ سالانہ ہے جسمین ساڑھے سات لاکھ روپیہ مطالبات سرکاری دئے جاتے ہین۔ حکمرانی سلسلہ مہیش ٹھاکر نامی سے بتلایا جاتا ہے۔ جو سولہوین صدی مین بزمانہ اکبرشاہ مقام جبلپور (ممالک متوسطہ) سے آکر یہان مقیم ہوئے اور راجہ سیوا سنگھہ راجہ ترہت کے دربار مین مذہبی خدمات پر ممتاز ہوئے۔ جب اسطرف مسلمان حکمرانون کی رفتار تیز ہوئی تو راجہ ترہت کے اقبال مین کمی آئی۔ یہ موقع پاکر مہیش ٹھاکر نے اکبرشاہ سے علاقہ دربھنگہ کی سند اپنے نام حاصل کی پھر رفتہ رفتہ یوما فیوماً ریاست مین ترقی ہوتی گئی یہان تک کہ انگریزی عملداری کیوقت بھی راجہ صاحب کے پورے اختیارات قائم رکھے گئے۔ اونیسوین صدی مین بوجہ نابالغی کے ریاست کی حالت خراب ہوچلی تھی مگر گورمنٹ نے فوراً کورٹ آف وارڈس کا انتظام کرلیا جو بہت ہی مفید ثابت ہوکر ۱۸۶۰ع تک قائم رہا۔ کورٹ آف وارڈس کے بعد ۱۸۶۳ع سے ریاست کے کاروبار اور دفتر قصبہ مدھوبنی سے اوٹھاکر مقام دربھنگہ مین لائے گئے اور اوسوقت سے یہ ریاست کا مرکزی مقام قرار پایا۔ موجودہ مہاراجہ بہادر۔ سر آنریبل رمیشر سنگھ۔ کے سی۔ آئی۔ ای۔ اپنے بڑے بھائی کے بعد ۱۸۹۸ع مین مسند ریاست پر جلوس فرما ہوئے آپکی ولادت ۱۸۶۲ع مین ہوئی۔ اور کوئینس کالج بنارس مین تعلیم پائی۔ لارڈ لٹن صاحب وائسرائے اور گورنر جنرل نے ۱۸۷۸ع سے آپکو بکمال مسرت سول سروس مین لیلیا۔ خاص دربھنگہ۔ چھپرہ اور بھاگلپور مین نہایت قابلیت اور دیانت وعدالت سے عہدہ اسسٹنٹ مجسٹریٹی کے فرائض انجام دیتے رہے ۱۸۸۶ع مین گورنمنٹ نے آپکو

راجہ بہادر کا خطاب عنایت فرمایا - اور پھر اوسی سال آپ بنگال لیجلیٹو کونسل کے معزز اور مقتدر ممبر مقرر ہوئے اور ۱۸۹۸ء مین مسند نشین ریاست ہو کر - خطاب مہاراجہ بہادر و دیگر خطابات سے معزز فرمائے گئے - ریاست کے انتظام مین مہاراجہ صاحب نے بڑے بڑے اضافے کئے ہین اور علاقہ علاقہ - حلقہ حلقہ با تحکم متعدد سرکل افسیرز اور تحصیلدار کی ماتحتی مین دئے گئے ہین اور اسیطرح یہ سلسلہ براہ رست قائم رہکر مہاراجہ صاحب کے زیر انتظام ہے - ہر علاقہ اور حلقہ مین پچاس سے لیکر سو سو مواضعات ہین - ریاست مین تشخیص لگان کا اوسط بحساب فی ایکر للعہ ہے مہاراجہ صاحب کی عمارات - شہر دربھنگہ - مظفرپور - پٹنہ - بنارس - الہ آباد کلکتہ - دارجیلنگ - اور شملہ مین موجود ہین - آپ کے نیل کے کارخانہ مظفرپور کے دو مقامات پر اور دربھنگہ کے مقام پنڈول اور ضلع پورنیہ کے مقام گندوارہ مین جاری ہین -

ریاست ڈمراؤن کا رقبہ ۴ لاکھ پچاس ہزار ایکڑ ہے - اور ضلاع شاہ آباد - چھپرہ - بلیا - اور غازیپور - تک پھیلا ہی - آمدنی ساڑھے بارہ لاکھ اور سرکاری مطالبات ۴ لاکھ ہین - اس ریاست پر ہمیشہ سے راجپوت قوم حکمران ہی جنکا سلسلہ راجہ بکرماجیت سنگھ موجد سن سمت سے ملتا ہی اور موجودہ راجہ (راجہ رادھاپرشاد سنگھ) سے ۹۷ پشت اوپر یہ لوگ علاقہ اوجین متعلقہ صوبہ مالوہ پر حکمران تھے - انہین سے سناتن ساہی نامی راجہ نے ۱۳۲۰ء مین - گیا مین پنڈا پار نے کی مراسم ادا کرکے موضع کر متعلقہ پرگنہ دلوار ضلع شاہ آباد مین قیام کیا - پھر وہان سے رفتہ رفتہ - بھیا جگدیسپور - بکسر - بھوجپور - مٹھلا - اور ڈمراؤن تک پھیل گئے - ہمایون اور شیر شاہ کے معاملات اس ریاست کے دو حکمران گجپت ساہی اور دلپت ساہی دو طرف ہوگئے - اور دونون طرف سے جاگیرین پائین شیر شاہ نے گجپت ساہی کو وسیع جاگیر کے ساتھ راجہ کا خطاب بھی دیا - ہمایون جب دوبارہ بادشاہ ہوا تو دلپت ساہی کو منصبدار بنایا - اکبر کے وقت مین گجپت ساہی اور اوسکے بھائی سری سال نے عرصہ تک فوج مغلیہ کو حیران و پریشان کیا - اوسکے دیکھا دیکھی اوسکے بھائی دلپت ساہی نے

بھی سر اوٹھایا مگر پھر وہ شکست دیکر قید کر لئے گئے۔ ان لوگون نے بہت سا روپیہ خرچ کر کے قید سے رہائی پائی۔ مگر جہانگیر کے زمانہ مین بھی برابر یہ بغاوت کرتے رہے نتیجہ یہ ہوا کہ یہ بالکل تباہ کر دئے گئے ۱۶۰۷ء مین راجہ نرائن مل کو صوبہ دار کا خطاب اور ہفت ہزاری منصب عطا ہوا۔ اونکے بعد راجہ رودر پرتاب نرائن سنگھ حکمران ہوئے اونہون نے بھوجپور کو دارالامارۃ بنایا جو ۱۷۴۵ء تک قائم رہا۔ راجہ ہورل سنگھ بھوجپور سے ڈمراؤن مین اکر مقیم ہوئے اور اونکے بھتیجون۔ بابو بدھا سنگھ داود ونت سنگھ نے جگدیسپور اور بکسر مین سکونت اختیار کی۔ اسطرح ڈمراؤن کی دو رقیب ریاستین قائم ہوگئین۔ ہورل سنگھ کے بعد چھتر دھاری سنگھ راجہ ہوئے۔ انکے بعد اس خاندان کا عظیم الشان حکمران راجہ بکرماجیت سنگھ راجہ ہوا۔
ابتدائے حکومت انگلشیہ مین ضلع شاہ آباد کی انتظامی دشواریون مین انہون نے کافی حصہ لیا اور قبل از جنگ بکسر فوج انگلشیہ مین اکر شریک ہوگئے۔ راجہ بنارس کے فساد مین بھی گورمنٹ کے مددگار رہے۔ اس جرم مین راجہ بنارس نے ان کو ان کے چند مواضعات سے بیدخل کر دیا۔ لارڈ ہسٹنگز نے اسکے معاوضہ مین ان کو چار ہزار روپیہ سالانہ دیا جانا منظور فرمایا۔ جب صوبہ بہار پر انگریزی گورمنٹ کا تسلط ہوگیا تو راجہ بکرماجیت سنگھ کو راجہ کا خطاب دیا گیا۔ ان کے بعد انکے بیٹے جے پرکاش سنگھ کو ۱۸۱۶ء مین مہاراج بہادر کا خطاب عنایت ہوا اور دوبار خلعت شاہی بھی ملا۔

بنگال گزیٹیر سے اس ریاست کا سلسلہ ہمایون اور شیرشاہ کیوقت سے معلوم ہوتا ہے مگر راجپوتون کے قومی اور ملکی اخبار وآثار سے اس خاندان کی آمد سلطان علاوالدین خلجی کے زمانہ سے ثابت ہوتی ہے۔ واقعہ یون ہے کہ علاؤالدین نے صوبہ مالوہ کو فتح کر کے ان لوگون کو اپنی خدمت مین معزز عہدون پر مقرر کیا۔ اور اپنے دربار مین پیشی کیخدمت سپرد کی ایک بار انکی حسن خدمت سے ایسا خوش ہوا کہ مالوہ کے برابر بھوجپور کیطرف علاقہ جاگیر مین دیا چنانچہ اس ذریعہ سے یہ لوگ ادھر آکر پہلے موضع کُرمین پھر بہیا۔ داوان۔ بھوجپور اور ڈمراؤن وغیرہ مین سکونت پذیر ہوئے رفتہ رفتہ جب تعداد بڑھی تو مواضعات جوگا تین۔ بسدہر۔ بکسر۔ مہوار۔ کیسٹھ جگدیسپور۔ روپی پور وغیرہ وغیرہ مین آباد ہوتے گئے۔

اور جنگ نیپال کے بعد پروانہ حُسن خدمات بھی تفویض ہوا۔ پھر ممالک مغربی وشمالی کے دورہ کیوقت لارڈ ولیم بنٹنگ ولارڈ اکلینڈ کے دربار سے بھی خلعت عنایت ہوا ۱۸۴۵ء مین انکا انتقال ہوگیا۔ انکے چچا اور ولی مہیشر بخش سنگھ کو ریاست کے اختیارات ملے۔ گورمنٹ نے انکی ریاست کو بشرط ادا کاری ایک سو اٹھتر اشرفی اور بیس ہزار روپیہ نذرانہ۔ جو انکے مورثون کیوقت سے مقرر تھا۔ تصدیق کیا اور خلعت بھی دیا۔ اسیوقت سے راجگان بہار مین بعد راجہ بھوپ نرائن سنگھ کے جو مہاراجہ شتاب رائے کی پوتے تھے ان کا دوسرا نمبر قرار دیا گیا۔ وفات سے کچھ پہلے ان کو۔ کے۔ سی۔ ایس آئی کا خطاب بھی عطا ہوا تھا۔ ۱۸۸۱ء مین ان کی وفات ہوئی تو انکے بیٹے رادھا پرشاد سنگھ مسند نشین ہوے۔ قحط ۱۸۷۳ء و ۱۸۷۴ء کی حسن خدمات مین ان کو راجہ کا خطاب ملا ۱۸۸۲ء مین بنگال گورمنٹ کی سفارش پر انکو سند ساطانی مع خطاب مہاراج بہادر عطا کیا گیا۔ اور بعد اسکے۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ سے بھی معزز فرمائے گئی ۱۸۹۴ء مین انکا انتقال ہوگیا۔ اونکی بیوہ مہارانی بینی پرشاد کنوری اونکے صاحبزادے کی۔ جو فی الحال مہارانی صاحبہ دیوان ہین۔ ولیہ ووصیہ قرار دیگئین۔ اگرچہ انکی خطابیابی سرکاری طور پر نہین ہوئی لیکن تاہم ان کو تعظیماً ان کو برابر مہارانی صاحبہ لکھا گیا۔ اپنے مرنیکے دن رانی صاحبہ نے حسب الوصیت اپنے شوہر کے ایک قریب رشتہ دار کے لڑکے کو متبنی بنایا۔ اون کے مرنیکے بعد ریاست کورٹ آف وارڈس کے زیر انتظام ہوگئی۔ سال دو سال کے بعد بابو کیشو پرشاد سنگھ نے بر بنائے حقوق وراثت دخلیابی ریاست کا مقدمہ عدالت مین دائر کر دیا۔ اور عدالت سے فیصلہ بھی اون کے حسب خواہ ہوا۔ اور وہ اوسوقت سے ریاست پر قابض ودخیل کردیے گئے۔ ۲۲ جون ۱۸۹۷ء کو راجہ بہادر کا خطاب دیا گیا۔ اور ۳۱ دسمبر ۱۹۰۵ء کو ہز آنر نے ڈمراؤن مین آکر دربار عام

کر کے جسمین مولف بھی شریک تھا - ان کو سند سلطانی و شمشیر مع کمربند عطا ہوئی - **ریاست ہتوا** - اسکے مقبوضات اضلاع چمپارن مظفرپور سارن (چھپرہ) شاہ آباد - پٹنہ - اور دارجیلنگ اور گورکھپور مین واقع ہین - اسکا رقبہ ٥٦١ میل مربع ہے - آمدنی ١٢½ لاکھ - سرکاری مالگذاری ٢½ لاکھ - مردم شماری ٥٣٤٩٠٥ ہے - اس ریاست کا حکمرانی سلسلہ بہار کے قدیم سلسلو مین شامل ہے - اور بھوئیہار برہمنون کا وہی قدیم وعظیم الشان خاندان ہے جسمین مہاراجہ بتیا - ٹکاری اور بنارس شامل ہین - ان کا تاریخی سلسلہ راجہ فتح ساہی سے آغاز ہوتا ہی - جسنے گورمنٹ انگلشیہ کو خراج دینی ہی سے انکار نہین کیا تھا بلکہ اوس سے مقابلہ بھی کیا تھا اور ان کو ہتوا سے نکال بھی دیا تھا اور خود گورکھپور کے جنگلو مین روپوش ہو گیا تھا اور وہین سے سنہ ١٧٧٥ع تک برابر لگاتار فوج انگلشیہ کو تکلیف دیتا رہا - مگر پھر گورمنٹ نے راجہ کو پسپا کر کے ریاست کا خود انتظام کیا - عرصہ کے بعد سنہ ١٧٩١ع مین راجہ چھتردھاری سنگھ کو - جو فتح ساہی کے بھائی کے پوتے تھے - واپس ملی سنہ ١٨٣٧ع مین چھتردھاری سنگھ کو راجہ بہادر کا خطاب ملا - سنہ ١٨٥٧ع کے غدر مین راجہ صاحب نے بہت اچھی خدمتین کین - اسکے صلہ مین ضلع شاہ آباد کے تقریباً سو مواضعات ضبط شدہ جنکی بیس ہزار روپیہ سالانہ امدنی ہے - ان کو عطا کئے گئے - ان کے بعد راجہ چندربر ناب سنگھ راجہ ہوئے اور سنہ ١٨٩٦ع تک حکومت کرتے رہے - اونہون نے ایک نابالغ لڑکے کو اپنا وارث چھوڑا اسلئے کورٹ آف وارڈس کا انتظام ہو گیا اور سنہ ١٨٩٨ع سے یہ ریاست ناقابل تقسیم قرار پا گئی اور ہمیشہ اولاد اکبر کو مثل اور ریاستون کے ملا کریگی - سب ڈویژن سیوان سے بارہ میل اوتر یہ ریاست واقع ہے - رانی صاحبہ نے فی الحال ہسپتال کی ایک خوشنما عمارت تیار کرائی ہے -

ریاست ٹکاری اس ریاست کی ابتدا اٹھارہوین صدی کے آغاز

سے ثابت ہوتی ہے۔ اسکی بنیاد مسمے دہیر سنگھ نے قائم کی اون کے بیٹے
سندر سنگھ نے حملات نادر شاہی واقعہ سنہ ۱۷۳۹ء سے بہت کچھ نفع
اوٹھایا اور مرہٹون کے مقابلہ مین نواب علی وردیخان کو بڑی مدد پہونچائی
اسکے صلہ مین دربار محمد شاہ سے راجہ کا خطاب ملا۔ اوسکے بعد اونکے بیٹے
بنیاد سنگھ مسند ریاست پر بیٹھے۔ اور انگریزون کی رفاقت کے جرم مین قاسم علیخان
نے اون کو مع اونکے بھائی کے دریا مین غرق کرادیا۔ جنگ بکسر کی فتح اور
تسلط ہوجانیکے بعد بابو دلیپ سنگھ دیوان نے راجہ متوفی کے نابالغ
صاحبزادے متر جیت سنگھ کو گورمنٹ مین حاضر کیا۔ گورمنٹ نے پٹہ مقرری استمراری
نسلاً بعد نسلاً مورخہ ۸ ربیع الثانی سنہ ۱۴ جلوس والا۔ مزینہ مہر کمپنی و دستخط ممبران
کونسل عظیم آباد مورخہ ۲۸ جون سنہ ۱۷۷۳ء بحالات متعلقہ ریاست ٹکاری نواب
سید نور الحسن خان بلگرامی کیساتھ لکھکر بندوبست کردیے۔ چنانچہ عرصہ تک یہ انتظام
خان مرحوم پر ریاست قائم رہی۔ اور اونکے طرف سے پہلے میر حسن علی صاحب بلگرامی
منتظم ہوئے۔ اونکے وہین انتقال فرمانیکے بعد میر ارشاد علی صاحب بلگرامی مقرر ہوئے
انہون نے بھی وہین قضا فرمائی۔ غرض اکثر سادات بلگرام وہان کے انتظام
کرتے رہے۔ مندرجہ بالا حضرات مرحومین کی قبرین قلعہ کے اندر واقع ہین جو
آجتک مقبرہ بلگرامیان کے نام سے مشہور ہے۔ ساقی نامہ نوشتہ راجہ متر جیت
سنگھ مورخہ ۱۵ رجب سنہ ۱۱۸۲ء فصلی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زر مشخصہ
دام درمے راجہ صاحب کیخدمت مین پہونچاکر یہ نوشتہ حاصل کیا گیا ہے
نواب سید نور الحسن خان یا اونکے مابعد کے ورثا سے باوجود مقرری استمراری کے
یہ علاقجات کیون واپس لیے گئے۔ اسکے حال پر پردہ ہے ممکن ہے کہ گورمنٹ
نے راجہ متر جیت سنگھ کے حقوق پر نظر کرکے۔ یہ علاقجات خان مرحوم کیساتھ
دوسری طریقہ سے رعایت کرکے واپس لوالئے ہون۔ بہرحال سنہ ۱۸۴۰ء مین
راجہ متر جیت سنگھ نے انتقال کیا ریاست اونکے دونون بیٹون پر بحساب
۹ آنہ و ۷ آنہ تقسیم ہوگئی۔ راجہ ہت نرائن سنگھ کو سنہ ۱۸۴۵ء مین راجہ کا

خطاب ملا چونکہ وہ مذہبی خیال کے رئیس تھے اسلئے وہ خانہ نشین ہوکر اپنی تمام جائداد اپنی بی بی کے نام لکھ گئے - رانی صاحبہ نے اونکی زندگی مین اونکی رضا سے رام کرشن نرائن سنگھ کو متبنی بنایا - ان کے بعد انکی بی بی جائداد پر قابض ہوئین - مگر رانی صاحبہ نے بھی بہت جلد انتقال کیا اور تمام ریاست اپنی صاحبزادی رانی رادھسری کنور کے نام لکھدی یہ رانی صاحبہ بھی سنہ ۱۸۸۶ء مین مر گئین اور اپنے نابالغ صاحبزادے راجہ کمار گوپال سرن نرائن سنگھ کو اپنا وارث قرار دیگئین - ریاست بوجہ نابالغی سنہ ۱۹۰۴ء تک زیر انتظام کورٹ آف وارڈس رہی - اوسکے بعد سے راجہ صاحب ممدوح کے زیر انتظام ہے - ہم نہایت مسرت اور مفاخرت سے یہ امر لکھدینا بھی ضروری سمجھتے ہین کہ ہمارے راجہ صاحب ممدوح نے الحال جنگ یوروپ مین شریک ہوکر عہدہ لفٹنٹ پر فائز ہین - اور ہمارے صوبہ بہار کے اول رئیس ہین جو میدان جنگ مین فوجی خدمات شاہی ادا کرکے اپنے ملک و قوم کے اعزاز مین کافی ترقی پیدا کررہے ہین -

راجہ مترجیت سنگھ کے دوسرے لڑکے مودہ نرائن سنگھ کو ۷ آنہ کا حصہ ملا - انہون نے اپنی وفات کے بعد اپنی ریاست اپنی دونون بی بیون کے نام لکھدی اور اونہون نے اپنے شوہر کے بھتیجے بابو رام بہادر سنگھ کے نام کل جائداد لکھدی ۹۸ء مین انکو راجہ کا خطاب ملا مگر افسوس کہ راجہ صاحب خطاب یابی سے پہلے انتقال کرگئے راجہ صاحب نے اپنی پوتی کو وارث چھوڑا اس نے بھی سنہ ۱۸۹۴ء مین قضا کی اور اپنی ایک لڑکی بھوبھینشر کنور نامی کو اپنا وارث چھوڑا جو اب تک ریاست پر قابض ہین -

ریاست دیو ضلع گیا کے اورنگ آباد سب ڈویزن مین واقع ہے بہار کے بڑے قدیم حکمرانی خاندان سے اسکا سلسلہ رانا اودے پور سے ملتاہے فساد بنارس کے موقع پر اگرچہ راجہ صاحب بوجہ کبرسنی کے شریک جنگ

نہ ہوئے تھے۔ مگر انہون نے اپنی تمامی فوج لارڈ ویرن ہسٹنگز کے ہمراہ کر دی تھی۔ ان کے قائم مقام راجہ نے بغاوت سرا گلی مین پوری مدد کی تھی۔ انکے پوتے نے کول لوگون کی بغاوت مین بھی گورمنٹ کی امداد مین کافی حصہ لیا تھا غدر ۱۸۵۷ء مین بھی یہ ریاست گورمنٹ کی وفادار اور فرمانبردار رہی۔

ریاست بتیا بہار کی بہت بڑی ریاست ضلع چمپارن مین واقع ہے۔ اسکا رقبہ ۱۸۲۴ میل مربع ہے راجہ اوگراسین بوبہار باہمن نے سترہوین صدی کے اوسط مین اس ریاست کو حاصل کیا تھا ۱۷۶۵ء مین سرکاری بقایہ کرپٹا راجہ جگل کشور نے بغاوت اختیار کی وہ پسپا کئے گئے اور ریاست گورمنٹ کے انتظام مین لیلیگئی۔ لیکن تحصیل کا کام اچھی طرح نہ چل سکا۔ تو ۱۷۷۱ء مین تو پرگنات مکھوا اور سمرآون راجہ کیساتھ۔ اور بقیہ ریاست اونکے چچازاد بھائی کے ساتھ بندوبست کردی گئی۔ موجودہ میعاد ختم ہونے پر مندرجہ بالا پرگنات کا بندوبست برج کشور راجہ جگل کشور کے بیٹے کے ساتھ کر دیا گیا۔ اور اب یہ پوریطور پر سرکار کے مطیع ہو گئے۔ ان کے بیٹے انند کشور کو ۱۸۳۰ء مین مہاراجہ بہادر کا خطاب دیا گیا۔ یہ ریاست مدت سے کوٹ آف اروڈس کے زیر انتظام ہے۔ ریاست کی آمدنی ۱۸ لاکھ اور سرکاری مطالبات ۵ لاکھ ہین۔ ریاست کی بہت سے حصے

مولف خاص طور پر عالیجناب منیجر صاحب ریاست بگاری کا ممنون ہے کہ اونہون نے بوساطت مکرمی و محترمی مولوی سید خیرات احمد صاحب خان بہادر مجھکو۔ ریاست بگاری کے چند اسانید مطبوعہ کی ایک جلد بھیجکر میرے کامون مین اعانت فرمائی۔ مگر افسوس کہ ان مین تاریخی مضامین کی حیثیت بہت کم تھی۔ مگر تاہم ہز آنر لفٹنٹ گورنر کی تحریر ریاست ورئیس کے اقتدار و عظمت کے ثبوت و اظہار مین پوریطور پر کافی ہی اگر اسانید ریاست کے اندراج کا اصول ہم سلسلہ بیان مین قائم رکھتے تو ہم ضرور اوسکو قلمبند کر دیتے۔

المولف سید اولاد حیدر

یورپین زراعتداروں کے ساتھہ دوامی بندوبست ہین۔

ریاست پورنیہ سابق مین یہان صرف فوجدار رہا کرتا تھا۔ فوجدارون مین سیف خان بہت بڑے ذی اقتدار اور نمودار گذرے۔ جنہون نے اپنے علاقہ سے بنپالیون کو ۲۰ میل دور نکالدیا۔ اور پرگنہ دھرم پور کو ریاست مین ملالیا۔ جو اوسوقت تک سرکار مونگیر مین شامل تھا۔ انکی قائمقامان مین شوکت جنگ نے سراج الدولہ سے اور خادم حسین خان نے انگریزون سے شکست کھائی۔ اوسیوقت سے ریاست کی قوت ٹوٹ گئی پھر بابعد تقسیم باخود ہاکی وجہ سے اور بھی پارہ پارہ ہو گئی۔ بعض حصہ دارون کی جائدادین نئے خریدارون کے قبضہ مین چلی گئین اور بعض کے پاس ابھی لاکھہ یا کم ویش کی تحصیل باقی ہے۔

ریاست بنیلی ضلع بھاگلپور مین واقع ہے اور اسکے مقبوضات اضلاع بھاگلپور مین ہین۔ افسوس کہ اسکے تفصیلی حالات گزیٹر اور کتاب دربار وغیرہ مین نہین پائے جاتے۔ اور مولف کی خاص استدعا پر بھی ریاست سے کوئی حالات نہ بھیجے گئے۔ اسلئے مجبوری ہے۔

ریاست گدھور ۔ ضلع مونگیر مین قدیم راجپوت حکمرانون کی ریاست ہے۔ جسکو سنہ ۱۵۹۴ء مین ہمایون شاہ کے دربار سے سند سلطانی حاصل ہوئی۔ موجودہ راجہ صاحب آنریبل سر مہاراجہ رمیشہ پرشاد سنگھہ بہادر کونسل بہار کے ممبر اور بڑے معزز اور لائق رئیس ہین۔

صوبہ اوڑیسہ کی باجگذار ریاستین

اوڑیسہ کی ریاستون کی کوئی کامل تاریخ اسوجہ سے نہین ملتی کہ وہ کسی سلطنت کی اطاعت مین پورے طور سے نہین آئین۔ یہ ابتدا ہی سے چھوٹی چھوٹی ریاستون کی صورت مین بنکر ایکدوسرے کے مقابلہ مین ہمیشہ خودسر رہین۔ پہلے ان

مقامون مین خاصکر بھیان سوار گونڈ اور کھانڈ - کوہستانی نیم وحشی قومین آباد تھین - پھر رفتہ رفتہ ایرین لوگ آآکر داخل ہوتے گئے - اوسکے بعد راجپوت جو حقیقتاً پوری جاترہ کی غرض سے آئے تھے - یہان آآکر قابض ہو گئے - غرض اسی طریقہ سے موربھنج کی ریاست کو راجہ جے سنگھ کی بناکردہ بتلایا جاتا ہے - اوسکو ۱۳۰۰ سوبرس کا زمانہ ہوتا ہے - ان کے دوسرے بیٹے نے ریاست کونی جھار کو قائم کیا - ریاست بانڈ - دسپلا بھی اسی سلسلہ کی قائم کردہ بتلائی جاتی ہین - ریاست اٹھملک کا سلسلہ بھی ایک راجپوت راجہ سے ملایا جاتا ہے - ریاست نرسنگھ پور - پلہریا - تلچھر - بیجرپا - نیاگڈہ کا موجد مہاراجہ اریوان کی ایک قریب رشتہ دار کو کہا جاتا ہے - ریاست کھانڈپور بھی اسی خاندان کی بناکردہ بتلائی جاتی ہے - ریاست انہلگڈہ - برہمال - اور دہنکال کی حکمران قدیم سلسلون کی ہین جو سابق راجہ اوڑیسہ کے امرا مین تھے - ریاست رامپور نہایت قدیم ہے جو تین ہزار چھ سوبرس سے قائم بتلائی جاتی ہے - یہان کا راجہ قدیم قوم کھانڈ کا یادگار ہے - یہ تمام ریاستین صرف بیرونی حملات کیوقت امداد دینے کی مجبوریون کے علاوہ اور کسی طرح سے نہ راجہ اوڑیسہ اور نہ شاہان مغلیہ کی مطیع ہوئین اور نہ اون لوگون نے انکے امور مین کبھی کوئی مداخلت کی - شکست مرہٹہ واقعہ ۱۸۰۳ء سے صوبہ اڑیسہ انگریزی عملداری مین آگیا - اوسکے بعد ان ریاستون مین سے دس ریاستین انگریزی معاہدون مین داخل ہوگئین - پھر جنرل فاربس صاحب کی دوسری فتح مرہٹہ پانے پر ریاست بانڈا اور کھرڈا وغیرہ - غرض سب بیس ریاستین سرکاری معاہدے مین شامل ہوگئین - مگر دوسرے سال راجہ کھرڈا نے بغاوت کی - اونکی ریاست ضبط ہوکر ضلع کٹک کے ساتھ انتظام مین ملادی گئی - ۱۸۴۷ء مین ریاست انگل دکھانمال ۱۸۹۱ء مین گورمنٹ کے جداگانہ ضلع بنالئے گئے - بہرحال یہ ریاستین برٹش انڈیا

کے رقبہ انتظامی مین نہین شامل سمجھی جاتی ہین - ان کے اختیارات اور مراتب سند بابت ۱۸۹۴ء مین جو مختلف راجاؤن کو دیگئی ہین مندرج ہین - اور یہ اختیارات مطابق قانون ایکٹ گیارہ بابت ۱۸۹۳ء ضوابط و قواعد ریاست با جگذار محال اوڑیسہ نافذ کئے گئے ہین - پہلے صاحب کمشنر اوڑیسہ ریاستون کے سپرنٹنڈنٹ تھے - مگر بار دیگر انتظام ۱۹۰۵ء سے پولٹیکل ایجنٹ کا عہدہ بمانجتی صاحب کمشنر علیحدہ قرار دیا گیا - ریاست موربھنج اس ایجنٹ کے حدود انتظام سے علیحدہ ہی - ان ریاستون کے کاروبار حسب دستور دیوان اور منتظم کے ذریعہ سے چلائے جاتے ہین - حالت نابالغی اور صریح ناقابلیت کے موقعون پر گورمنٹ اپنے انتظام کر دیتی ہے - چنانچہ ریاست - نرسنگھ پور - ڈھنکال - پالہورا اور نیاگڈھ و برہمال فی الحال گورمنٹ کے انتظام مین ہین - ان ریاستون کے حکمرانون کو اختیارات فوجداری - ایک ہزار جرمانہ - دو برس قید اور تیس تازیانون تک دیئے گئے ہین - اور ان کی اپیل پولٹیکل ایجنٹ کے اجلاس مین ہوتی ہے -

صوبہ بہار و اوڑیسہ کے آثار قدیمہ اور مشہور مقامات

ضلع پٹنہ مین گریک - اسکا اصلی نام جنرل کننگھام صاحب کی تحقیق مین ایکا گیری تھا - اور ہملٹن صاحب لکھتے ہین کہ یہ مقام آثار قدیمہ سے پُر ہے - یہان مہا بھارت کے زمانہ کا ایک چبوترہ ہی جو راجہ جرسنڈا کا بنوایا ہے - ۴۵ فٹ مربع ہے - بیان کیا جاتا ہی کہ سری کشن جی یہین دریا پار ہو کر راجہ جرسنڈا سے لڑنے آئے تھے -

راجگیر ڈاکٹر ہملٹن صاحب نے اسکا اصلی نام راجگڈھ بتلایا ہے - یہی مقام مگدہ دیس کا دار الحکومت اور گوتم بدھا کا مقام عبادت تھا جنرل کننگھام صاحب اسکا اصلی نام کو سانگر پورہ بتلاتے ہین -

دکوس گھاس والا شہر ہے جسکا ذکر چینی سیاح نے کیا ہے - رامائن اور مہابھارت
اسکو راجہ جرسندھ کا دار الامارت بتلاتی ہین - یہین سیتا بانی کیو واقع ہے
جہان بدھ لوگونکا پہلا جلسہ ۵۴۲ قبل ولادت عیسی علیہ السلام ہوا تھا یہین
وہ پیپل کا درخت ہے جسکے نیچے گوتم بدھ نے بیٹھکر خدا کا تصور کیا تھا - مہابھارت
کا بتلایا ہوا مقام رشی گڈھ بھی ہے اور یہین پیپلا پہاڑی ہے جسکو پالی زبان
کی تاریخین دیبولو کے نام سے بتلاتی ہین اور مہابھارت مین اسکو چیت یاکا
لکھتا ہے - اس غار کو راجہ بھم بسارا نے بنایا تھا - جو گوتم بدھ کا ہمعصر تھا -
اس غار کے چارونطرف سنگین دیوار تیار ہے **قصبہ بہار** ہندؤن کی قدیم
دار العلوم نلندا کے کنڈہر بہار کے قرب جوار مین ثابت ہوتے ہین یہین
مخدوم شاہ شرف الدین صاحب مرحوم بہاری کا مزار ہے - جو حضرت جعفر
طیار کی اولاد سے ہین - یہ قصبہ مثل ہندن کے مدت سے مسلمانون کی بھی
قابلیت - جامعیت اور عظمت و تقدس کا مرکز مانا گیا ہے اور اسکے قرب جوار
مین قابل اور مقتدر مسلمانون کی قدیم بستیان آباد ہین جنمین بڑے بڑے
اہل علم اور ذی جوہر بزرگ گذرے ہین اور اسوقت وہ تمام قصبات
و دیہات شرفا علما اور فضلا اہل اسلام کی لائق اولاد و اعقاب سے
آباد ہین - **قصبہ پھلواری** بہار کی ہمعصر اور ہمسر مشائخ کبار کی درگاہ
ہے - ہمیشہ سے یہ علما و فضلا و فقرا کا مرکز رہا ہے - اور اسوقت تک یہان
کے بزرگوار گورمنٹ اور پبلک کی نگاہون مین بڑی عزت و عظمت سے
دیکھے جاتے ہین - **قصبہ منیر** یہان بھی مرحوم شاہ دولت صاحب کی
درگاہ جو ۱۶۱۶ء مین بزمانہ شاہان تیموریہ بنی ہے قابل دید عمارت ہے -
ضلع گیا - بیلا اسٹیشن سے ۸ میل کے فاصلہ پر پہاڑ کی سب سے اونچی چوٹی
پر سودرشن جی کا مندر ہے جو کامروپ کا راجہ تھا - اور جو راجہ سری کرشن جی سے
برابر لڑتا رہا - یہان چار غار بھی نہایت قدیم زمانہ کے ہین - جس مین ایک
۲۵۲ قبل عیسی علیہ السلام کے بنایا گیا ہے اور باقی بیس برس بعد ۲۸۲ء مین

پہاڑکی ایک دوسری چوٹی پر جسکو کودال کہتے ہین گوتم بدھا کا پورا بت نصب
ہے چینی سیاح اسکو بدھ فقیرونکی جائے عبادت سو بھدرا کے نام سے بتلاتا
ہے - خاص - گیا اور پنڈ دان کی نسبت بھگوت پران مین لکھا ہے کہ
گیا ایک راجہ کا نام تھا جو تریتا جگ مین یہان رہتا تھا - مگر اس سے زیادہ قابل
قبول وہ روایت ہی جو لوک پران مین درج ہے کہ گیا ایک دیو یا عفریت کا
نام تھا - جو نہایت طویل اور جسیم تھا لیکن کثرت عبادت و تقوی سے اوسنے یہ
مرتبہ پایا تھا کہ جو اسکو دیکھ لیتا یا اس سے چھو جاتا وہ بلا عذر داخل بہشت
ہوجاتا - یاما (مالک دوزخ) کو اس سے حسد اور خلش پیدا ہوئی - اوس نے
خدا سے اسکی شکایت کی - بھگوان اور دیوتاؤن سے مشورہ کر کے گیا مین آئے
اور اوس عفریت کو اوسکے پاک جسم کو قربانی چڑھا دئے جانے پر راضی کر لیا -
وہ زمین پر لیٹ گیا اوسکا سر اوسی مقام پر رہا جہان گیا کی آبادی ہے - یاما
(مالک دوزخ) نے اوسکے سر کو اوس بڑے چٹان سے جسکو دہرم سلا کہتے ہین
دبا دیا - مگر اتنی کاروائی اوسکو خموش نکر سکی یہان تک کہ وشنو جی آئے اور اوس
سے اقرار کیا کہ یہ پہاڑ اور شمالی زمین ہمیشہ متبرک سمجھی جائیگی - یہ اور اسکا قرب و
جوار گیا چھتر سمجھا جائیگا - اور یہان جو شخص اپنے اسلاف کے نام کا پنڈ دیگا وہ
ضرور برہما کی بہشت مین داخل ہوگا - یہ روایت جس سے شہر گیا کی ایسی تقدیس
اور حرمت ثابت ہوتی ہے ڈاکٹر راجندر ناتھ کی رائے مین - اوس زمانہ کی
اختراع ثابت ہوتی ہے جس زمانہ مین ہندو مت کو بدھ دھرم پر جو اوسوقت
گیا اور اوسکے اطراف مین بڑی کثرت سے جاری تھا - کامیابی حاصل ہوئی تھی -
یہان ۴۵ مقامات پر نذرے دیے جاتے ہین اور زیارت کیجاتی ہے - مگر
عموماً سات یا تین مقامات کی زیارت پر اکتفا کر لی جاتی ہے پھلگو ندی
کے مغربی کنارے پر وشنو کی قدیم پرستش گاہ ہے - جسکو مہاراجہ اندور کی بیوہ رانی
نے اٹھارویں صدی مین بنوایا ہے -

بودھ گیا شہر گیا سے سات میل پر واقع ہے۔ یہان ایک پیپل کا درخت ہے جسکے نیچے گوتم بدھا نے سالہا سال عبادت و ریاضت کی ہے اور اتنی مدت کے بعد انوار حقیقت حاصل کئے ہین۔ دوسری صدی مین راجہ اشوکا نے یہان ایک مندر اور اس درخت کے نیچے ایک چبوترہ بنوا دیا۔ جسپر چارون طرف محرابدار ستون بنے ہوئے ہین۔ اسی سے ملا ہوا ایک اور ستون ہے جسپر ہاتھی کی تصویر بنی ہوئی ہے۔ اسکے قریب زمین کھودنے سے بہت بڑی قدیم عمارت کے آثار پائے جاتے ہین۔ جسکو اشوکا کا بنایا ہوا مندر بتلایا جاتا ہے اس قدیم پیپل کے درخت کے نیچے بدھا کا آسن (نشست گاہ) بنا ہوا ہے۔ یہان بہت سے ستون ہین جنمین سے ایک پر سورج کی تصویر چار گھوڑون کی سواری پر بنی ہے۔ ان عمارتون کی قدامت ۳۰۰ء سے لیکر سنہ ۱۲۰۰ء تک بتلائی جاتی ہے اور موجودہ حالت تعمیر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمارت ۶۳۵ء مین تیار تھی کیونکہ چینی سیاح نے اوسکو دیکھا ہے۔ اس عمارت کی اونچائی ۱۸۰ فیٹ ہے۔ تمام دیوارونمین بت نصب ہین۔ اندر جانیکا راستہ پورب طرف ہے۔ پچھم کی دیوار مین اندر معتدل قد کا بدھا کا مجسمہ نصب ہے اور اوسکے چارون طرف کثرت سے مورتین رکھی ہین ہندو مت کے لوگون نے تصویر کی پیشانی پر ٹیکا لگا دیا ہے تاکہ یہ سمجھا جاوے کہ بدھا اصل مین وشنو کا اوتار تھا۔ جو ہندو دھرم مین قابل پرستش ہے۔ تھوڑے زمانہ سے ہندو لوگ بھی اس عقیدہ کی بنا پر بُدھا کی پوجا اور بودھ گیا کی زیارت کرنے لگے ہین۔ اس مندر کے دکھن جانب بُدھ پوکھر (تالاب) ہے

شہر گھاٹی یہان کول راجاؤن کے آثار قدیمہ پائے جاتے ہین۔ قدیم ذی علم اور شریف مسلمان خاندانون کا مرکز ہے اور اسکے ایسا قصبات علی نگر پالی۔ رجہت۔ داؤد نگر۔ کاکو وغیرہ سب شرفا اور ذی آثار مسلمانون کی بستیان ہین

ضلع گیا (شاہ اباد) جنرل کنگھام صاحب نے آرہ اوسی مقام کو قرار دیا ہے۔ جہان چینی سیاح کے مطابق راجہ اشوکا نے ایک دیو مردم خوار پر

غالب آنے اور اوسکو بدھ مذہب پر لانے کی تقریب مین بدھا کا سنگین مجسمہ استادہ کیا تھا اس قوی الجثہ عفریت کا نام مگرا تھا - جو روز ایک آدمی کھا جاتا تھا - جو موضع بکری یا چکر پور ہے (چکوہ) جو مہا دلس کے اسناد سے ہندوستان کے مشہور دار الامات مین داخل تھا - روز مہیا کیا جاتا تھا -

مہابھارت کی صحرانوردی کے زمانہ مین پانڈو لوگ یہان آئے اور اتفاق سے اوس برہمن کے مہمان تھے جو صبح کو لقمۂ عفریت ہونیوالا تھا - صبح کو بھیم نے دریافت حال کر کے اوس برہمن کو نہ جانے دیا - اور اوسکے بدلے خود جاکر اوس دیو کو مار آئے - مہابھارت مین پوری تفصیل موجود ہے موضع بکری ابھی تک آرہ سے ملا ہوا ہے - جنرل صاحب نے اسکو اسلئے معتبر سمجھا ہے کہ یہ روایت چینی سیاح نے بھی لکھی ہے - آرہ کی وجہ تسمیہ ہونے مین اونکا قیاس اوس مندر کی کتابہ کی طرف ہے - جو مسارتھ مین ارام نگر سے مشہور ہے - دوسری وجہ یہ بھی کہ آرنیا جنگل کو کہتے ہین - اور یہان قدیم اور جدید آبادی کے درمیان ایک مندر بھی ہے جو آرنیا دیوی کے نام سے مشہور ہے - شاہ آباد سے موسوم ہونیکی خاص وجہ یہ ہے کہ بابر شاہ محمد لودی پر فتح پاکر یہان آیا تھا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے - یہان کے مشہور عمارتون مین مسجد جامع جو عالمگیر کے وقت کی ہے - دوسری مسجد مولا باغ ہے جو مسٹر ڈین کے اہتمام سے سنہ ۱۸۱۴ء مین بنی ہے - کربلا کی عمارت جو اوشادی سید فرزند احمد صاحب مرحوم بلگرامی کی مرتب کردہ ہے - آرہ ہاؤس ہے جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے - روسا شہر مین چودھرائن کے حضرات سلاطین تغ، قیہ کیوقت سے آباد ہین اور قدیم سے شہر کے رئیس - علاقہ مرزا پوران لی جاگیر تھی - ملکی محلہ کے حضرات بھی یہان کے قدیم مسلمانون سے ہین اور اسوقت تک ان دونون خاندانون مین علمی قدرا

دار دستگیر - شاہجہان کیوقت مین داؤد خان کا آباد کیا ہے پہلے بہت بد داور بد سلوک تھا - خدمت مرحوم اوستادی معظمی سید مظفر علی صاحب بلگرامی کو اتھ سے جاکر وہان آباد ہوئے تھے وہین مدفون ہوئے - اونکی اولاد اب مختلف مقامات پر مقیم ہے -

اور باقی آثار باقی ہین۔ قوم اگروالہ کے مہاجن یہان کے قدیم ساکنین سے ہین اور دولت و ثروت کے اعتبار سے مشہور نزدیک دور۔ آرہ کے اس مواضعات۔ باری پور۔ جمرا۔ اور کلہڑیا مین ذی اثر راجپوت آباد ہین اور اسیطرح مواضعات چاندی۔ محمد پور۔ گتھیا۔ کانور ڈہری۔ جرامن پور۔ مڑار۔ کوری وغیرہ مین متعدد سری واستک خاندانون کے کایستھ جو اپنا سلسلہ راجہ چندر گپت ثانی سے۔ ٹنڈوانیس کی شاخ سے ملاتے ہین۔ آباد ہین۔

قصبہ شہسرام اصلی نام ارجن پور ہے۔ ہزار ہاتھ والے ارجن دیوتا یہین مرے ہین۔ اون کے ہاتھون کو پرسرام نے کاٹ ڈالا اور وہ یہان آکر مر گئے اون کے ہمراہیون نے اس قصبہ کو اونہین کے نام سے موسوم کیا۔ چندن شہید کی چوٹی شہر سے پورب۔ آشوکا کے وقت کا پتھر ایک کتابہ ہے جو ۲۳۱ سنہ قبل عیسے علیہ السلام کا ہے۔ مسلمان اسکو شہید کے مزار کا چراغدان بتلاتے ہین۔ شہر کے باہر شیر شاہ کا اور اونکے باپ حسن سور کا مقبرہ ہے دونون عمارتین صوبہ بہار کے مشہور و معروف آثار مین داخل ہین۔ ولیم حافر صاحب نے اپنے سفر نامہ ہندوستان بابت سنہ ۱۷۸۰ء و سنہ ۱۷۹۳ء مطبوعہ لندن سنہ ۱۷۹۳ء مین اسکی پوری تفصیل قلمبند کی ہے۔ شیر شاہ کے مقبرہ سے ایک میل پر ایک دمدمے تالاب کے محیط مین سلیم شاہ کا غیر مکمل مقبرہ ہے سلیم شاہ سنہ ۱۵۵۳ء مین گوالیار سے لاکر یہان مدفون ہوئے۔ قصبہ سے باہر پورب طرف علاول خان کا مقبرہ ہے جو شیر شاہ کے میر عمارت تھے۔ اونکی نسبت یہ شکایت ہے کہ اونہون نے شاہی مقبرہ کے اچھے اور بیش قیمت پتھر اپنے مقبرہ کے لئے رکھ لئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انکا مقبرہ کھنڈر ہو کر رہگیا۔ یہان کی اور یادگارون مین قلعہ کی افتادہ عمارت ہے جو نورتن کے نام سے مشہور ہے۔ یہی حسن خان کا مکان سکونت تھا۔ ایک عیدگاہ ہے جسکو مجاہد خان نے سنہ ۱۶۳۳ء مین بنوایا ہے۔ شیر شاہ کیوقت کا ایک حمام

ابھی تک باقی ہے۔ ریل نکلنے کے پہلے تک اسکی حالت اچھی بتلائی جاتی ہے۔
مگر اوسکے بعد سے ابتک اس حمام کی گرما گرمی بالکل ٹھنڈھی پڑگئی ہے۔ خانقاہ شہسرام
کے بانی شاہ کبیر صاحب مرحوم ایک اسلامی درویش بتلائے جاتے ہین۔
سنہ ۱۷۱۷ء مین فرخ سیر نے ۱۸۔ مواضعات جسکی آمدنی نوسو چالیس روپیہ
تھی خانقاہ کے مصارف کیلئے عنایت کئے۔ اسکے بعد شاہ عالم نے ۴۱
مواضعات جمع تین ہزار روپیہ سالانہ مرحوم شاہ ضیاء الدین صاحب
کے نام بجہت اخراجات مسافرین و واردین عطا فرمائے۔ سرکاری بندوبست
سنہ ۱۸۳۶ء مین خانقاہ سے معافی رول کی اسناد طلب ہوکر یہ فیصلہ ہوا کہ احکام
فرمان فرخ سیری قابل تعمیل و منظوری نہین۔ مگر فرمان عالم شاہی پر خانقاہ کا
قبضہ نہونیکے باعث وہ جائداد مستثنی نہوسکی۔ مگر چونکہ اوس کے محاصل بھی
تمام فائدہ رسانی کے اغراض پر قائم ہے آخر کار گورنمنٹ نے ان کو بھی
رول سرکاری سے مستثنی کردیا۔ صرف دو نمبرون مین پوری معافی تو نہین
کیگئی نصف جمع رول کم کردیگئی ریگولیشن نمبر ۱۹ بابت سنہ ۱۸۱۰ء کے رو
سے انتظام وقف لوکل ایجنٹون کے ماتحتی مین دیا گیا۔ انہین اور سجادہ نشین
صاحب مین نہ بنی اور مدت تک عدالت مین مقدمات ہوئے پھر سنہ ۱۸۶۵ء مین
سجادہ نشینی کا مسئلہ پیش ہوا۔ غرض ایکٹ ۲۰ بابت سنہ ۱۸۶۳ء کے رو سے
یہ تفریق کردیگئی کہ جائداد موقوفہ عالم شاہی دنیاوی امور کیلئے لوکل ایجنٹون کے
انتظام مین رہے اور بقیہ جائداد مذہبی امور کیلئے صرف ہو اوسی سے سجادہ نشین
کے مصارف ادا کئے جائین۔ انہین بدعنوانیون کے وجہ سے سجادہ نشین
صاحبون نے لاولد رہکر اپنے خاندان کی مستورات کے نام جائدادین لکھ
لکھکر ضائع کردین۔ طول وطویل عدالتون کے بعد منجملہ ۱۷ مواضعات
فرخ سیری کے ۵ مواضعات اور منجملہ ۴۱ مواضعات عالم شاہی کے
آٹھ مواضعات وارثان خانقاہ کے قبضہ مین رہگئے۔ اس وقف کی آمدنی
تیس ہزار روپیہ سالانہ کے قریب ہے جسمین سات ہزار روپیہ سالانہ تعلیمی

اخراجات پر صرف ہوتا ہے۔ خانقاہ کا مدرسہ اچھی حالت پر ہے اور مدرسہ عالیہ کلکتہ کی شاخ ہے۔

شیر گڈھ شہسرام سے ۲۰ میل ہے شیر شاہ نے یہان قلعہ بنوایا عمارات بیرونی مین دو دالان ستونون پر دیوان عام وخاص کے نام سے موجود ہین۔ اور اندرونی عمارتون مین تہ خانے قابل تعریف ہین۔

نوکھا قدیم راجپوتون کی ریاست ہے۔ بابو پہلوان سنگھ زمینداران عالم شاہی سے تھے۔ لارڈ کلائو سے نواب ہدایت علیخان کی جاگیر سفارش کرکے انہین نے چھڑائی تھی۔ زمانہ کی موجودہ زمینداروں کے عام ادبار کے مشکلات کیوجہ سے اس ریاست کی حالت ابتر ہے۔ شہسرام کے آس پاس مقتدر راجپوتون کے خاندان آباد ہین مگر افسوس نہ علمی آثار سے آراستہ ہین اور نہ مالی اقتدار سے پیراستہ۔ **تلوتھو**۔ قدیم کایستھون کی ریاست ہے۔ جو راجہ مان سنگھ کیوقت سے قلعہ رہتاس کے کلید برداری کا عہدہ رکھتے تھے **اکبر پور** قدیم مسلمان پٹھانون کی بستی ہے اور قلعہ کے نیچے آباد ہے پہلے سب سپاہی پیشہ تھے اور اب بھی گورمنٹ کے مختلف انتظامی صیغون مین برسر کار ہین۔

قلعہ رہتاس۔ یہ قلعہ راجہ ہرش چندر کے بیٹے رہتا کے نام سے مشہور ہے اور اوسیکا بنایا ہے ہرش چندر چندربنسی راجاؤن کے سلسلہ مین ایسا نامور اور فیاض وخداترس راجہ گذرا ہے جو آجتک مشہور ومعروف ہے۔ بہار کی قدامت کیلئے یہ خاص امتیاز حاصل ہے کہ ایسا نامدار حکمران اسی خطہ زمین مین پیدا ہوا۔ مغربی وشمالی طرف ایک چٹان پر راجہ رہتا کا مندر ہے جسمین اوسکا بت بھی تھا کہا جاتا ہے کہ عالمگیر نے اوسے توڑ ڈالا۔ اوسکے قریب اوسکے باپ ہریش چندر کا مندر ہے جسکا پانچ گنبد والا سائبان کھڑا رہ گیا ہے اسمین بھی ہرش چندر کی تصویر تھی اوسکو بھی عالمگیر نے مسمار کردیا۔ اور یہان ایک مسجد بنوائی جو ویران

پڑی ہوئی سنہ ۱۶۰۷ء مین راجہ مان سنگھہ نے اسکو از سر نو تعمیر کیا ہے جیسا اوپر بیان کیا گیا - شمال کیطرف دو بڑے بڑے دروازے ہین اور بیس گز تک اونچ چکردار رستہ بنا ہے - ان دونون رستون پر دو ردیہ مورچہ بندی سنگین حصار اور برابر برج بنے ہوئے ہین - جو اونچائی مین ۷۰ فیٹ اور طول مین چار سو گز تک مرتب ہین - اسکے علاوہ سطح زمین کی حصار کی دیوارین بھی قائم ہین - لال دروازہ والی دیوار کا حصہ پورا قائم ہے - دامن کوہ سے قلعہ تک کی چڑھائی دو میل کی ہے - سر جوزف لکھتے ہین کہ کوئی کلام نہین کہ قلعہ رہتاس سے اچھی اچھی عمارتین ہندوستان مین پائی جاتی ہین - مگر بنگال مین مسلمانون کی صنعت و عمارت کا نمونہ اس سے اچھا نہین بتلایا جا سکتا محلات شاہی کی عمارت کا بڑا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے - پچھم سے ایک بڑے وسیع اگن مین ہوکر جسمین جانا ہوتا ہی اس مین چارون طرف مکانات بنے ہین - خندق کے پورب دروازہ ہی اوسکے دونون طرف ہاتھی کے بڑے بڑے دو مجسمے بنے ہین - اسی کی رعایت سے اسکو ہتیا پول کہتے ہین - اسکے کتابہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۵۹۷ء مین مان سنگھہ نے اسکو بنوایا ہی - اسکے سامنے تہخانہ سے ہوکر بارہ دری کی عمارت مین آنا ہوتا ہے - ان سب مین زیادہ محفوظ دیوان عام کی عمارت ہی - اس سے ہوکر ایک خوشنما عمارت ملتی ہی جسکی چھت کے پورے طول پر کمرے بنے ہوئے ہین ان عمارتون کے بیچ مین شیش محل ہے - جو راجہ کے خاص رہنے کی عمارت ہی - یہ اوس باغ کے وسط مین واقع ہے جسکو بالکل ایرانیون کی وضع پر بنایا گیا ہے - دوسری دلچسپ عمارت تخت بادشاہی ہے جو راجہ کے باہر رہنے کا مکان ہے - اسکی چھت پر دالان اور بڑے سائبان ستونون پر قائم ہین - تیسرے درجہ پر ایک چھوٹا سا گنبد ہے اور ایک چھوٹی سی کھڑکی ہے - جس سے بیگمات کے محلات کی چھتین دکھلائی دیتی ہین

بہت سی عمارتین شیر شاہی زمانہ کی بھی ہین۔ مثلاً جامع مسجد مقبرہ حبش خان وغیرہ۔ ایک اور خواجہ سرا کی مسجد۔ شاہ شفیع سلطان کا روضہ وغیرہ وغیرہ سطح زمین کی بہ پچھم طرف بڑا غار ہے جسکا عمق ایکہزار فٹ ہے ایک درویش کا اسمین مزار بتلایا جاتا ہے۔ تین بار ہاتھ پاؤن باندھکر درویش کو اسمین ڈالدیا گیا مگر تینون بار وہ صحیح وسالم بدآمد ہوا اسکے قریب ایک اور بہت بڑا مقبرہ ہے جسکے کتابہ مین لکھا ہے کہ یہ مقبرہ سنہ ۱۶۳۸ء مین بزمانہ قلعہ داری اخلاص خان منصبدار سہ ہزاری جاگیردار علاقجات۔ جیوند سرکار رہتاس۔ اکبرپور۔ بلونجا اور جیلا بنایا گیا ہے۔ گھوڑا گھاٹ یہان چیرقوم کے قدیم راجہ منڈ کا قلعہ تھا پرانے تالاب۔ حوض اور پختہ عمارتون کے کھنڈر ڈیڑھ میل تک پورب سے پچھم پائے جاتے ہین۔ **گپتیسر ناتھہ** شیرگڈھ آٹھہ میل پر ہے۔ یہان پہاڑون کی قدرتی دیوارون سے دو دالان جو ۲۰ فیٹ اور ۱۴۰ فیٹ تک طول مین بنگئے ہین۔ ایک دروازہ ہے جسپر مٹی ہوئی تصویرین ہین۔ بہت سے آپ چکان پتھر والے مقام ہین۔ جنمین سے ایک پر ہمیشہ پانی ٹپکا کرتا ہے۔ اوسیکو گپتیسر کہتے ہین پرانی روایتین بتلاتی ہین کہ پورب کی گھاٹی گیا کے وشنو پد کے مندر سے ملی ہے اور پچھم کی گھاٹی بنارس مین جاکر ملتی ہے۔ اصلیت جو کچھہ ہو۔ مگر یہ دونون راہین اسقدر تنگ ہین کہ کوئی شخص بغیر ہاتھ ٹیکے اور گھٹنون کے بل ہوئے۔ اور تمام کیچڑ اور پانی مین آلودہ ہوئے اسمین نہین جاسکتا۔ یہان ہر سال میلہ ہوتا ہے۔

کواتھہ۔ سہسرام سب ڈویزن کے شمالی حد پر ہے کواتھہ۔ پیرو روڈ پر واقع ہے۔ محکمہ نہر کا سب ڈویزن ہے اسپتال اور ٹیلیگراف آفس ہے مسلمانون کی قدیم بستی ہے۔ یہان کے سادات رئیسون کا خاندان قصبہ بلگرام متعلقہ صوبہ اودھ سے ہمراہی نواب سید نورالحسن خان بلگرامی مرحوم

جنکا ذکر اوپر ہوچکا ہے - آکر سکونت پذیر ہوا - خان مرحوم نے یہان قریب دو لاکھ آمدنی کی جائداد حاصل فرمائی اور اپنے حسن خدمات کے صلہ مین گورمنٹ انگلشیہ سے اسکے ریونی کی معافی بھی کروائی - اب وہ تمام جائداد قریب قریب تلف ہوجانیکے پہونچی ہے - اور اب اس خانوادے کی حالت عسرت پذیر ہے - نہ مالی حالت قابل تشفی ہے اور نہ علمی حیثیت قابل اطمینان - **سوبرچپورہ** میری واستک کا بستھ لوگون کا قدیم مسکن ہے انکے مورث دربار مرشد آباد مین بخشی فوج کے عہدے پر مامور تھے - اوسکی تباہی کے بعد انکا تعلق ڈمراون ریاست سے ہوا - کئی پشتون تک ریاست کی دیوانی کا معزز عہدہ انکے سپرد رہا - جسکے انتظام و ترقی مین ان حضرات نے پوری کوشش صرف کی - گذشتہ دیوان صاحب نے آرہ والٹر درکس مین پانچ لاکھ روپیہ عنایت کئے - اسکے صلے مین گورمنٹ نے اونکو راجہ کا خطاب دیا اخیر وقت مین ریاست مقروض ہو کر بعد راجہ صاحب کے کورٹ کے زیر انتظام رہی - مولوی محمد مسعود صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ و مینجر نے اپنے حسن انتظامی سے اسکو تباہی سے بچالیا - قرض بالکل ادا ہوگیا - اور راجہ صاحب کے دونون صاحبزادے گریجویٹ ہوکر ایم - اے - اگزامینشن کی تیاری کررہے ہین آمدنی قریب دو لاکھ کے ہے - **دیو مرکنڈا** - ناصر گنج سے ۵ میل کے فاصلہ پر ہے - یہان تین قدیم مندر ہین - ایک مین وشنو اور سورج کی مورتی ہے - دوسرے مین صرف سورج کی تیسرے مین چوکھی مہادیو کی - سنسکرت کے ایک شلوک سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مندرون کو راجہ پھولچند کی رانی گوبردھنی نے سنہ ۱۲۰ سمت مطابق سنہ ۶۳ء کے بنوایا ہے - **دیو برنارک** آرہ سے ۲۷ میل ہے - یہان گپتا راجاؤن کے وقت کے ستون اور کتابہ ہین جسمین سے ایک

جیوتا گپتا کا سنہ ۱۸۴۲ء مین تیار ہوا ہے۔ یہان **دیولپور** بیرو سے دس میل ہے - یہان ایک مندر کی قدیم عمارت ہے - جسکو جنرل کنگھام صاحب عجیب ترین عمارات عالم مین شمار کرتے ہین -
بکسر اسکے حالات ہندو راج کی تاریخ مین بیان ہو چکے ہین -
چین پور یہان بختیار خان کا قلعہ اور جامع مسجد ہے جو سنہ ۱۶۶۸ مین بنی ہے - بختیار خان امرائے شیر شاہی سے تھا - علاقہ چین پور اوسکی جاگیر تھا - شیر شاہ کی لڑکی اوس کے لڑکے سے بیاہی تھی
درولی رام گڈھ علاقہ چین پور سے پانچ میل ہے - یہان چیرو راجاؤن کے مندرون کی قدیم عمارت ہے قلعہ چین پور کے اندر ہر سو برم کی پرستش ہوتی ہے جسنے ہندو راجہ کی زیادتیون کیوجہ سے سنہ ۱۸۴۲ء مین خودکشی کرلی - **بید ناتھ** چین پور سے ۶ میل ہے - یہان راجہ مدن پال دیو کے وقت کا کتابہ ایک مندر کی قدیم عمارت مین پایا گیا ہے - بید ناتھ راجگان سوار کی سلسلہ کا دار الحکومت تھا - **بھوجپور** پہلے یہ مقام ممالک مغربی و شمالی سے متعلق تھا نہ صوبہ بہار سے - مگر مابعد ضلع شاہ آباد مین لیلیا گیا - یہ وہی مقام ہے جہان سے اہیرا اور اودھن ہندوستان کی تاریخ قدیمہ کے دو بڑے بہادرون نے اپنی ہیبت و سطوت سے پورب پچھم ایک کر رکھا تھا - آجتک ان کے کارنامے دیہاتون مین گیت کیطرح گائے جاتے ہین اور اسقدر طولانی ہین کہ ایک ایک معرکہ مین پوری رات تمام ہو جاتی ہے - بھوجپور کی خاص زبان ہے جسے بیس لاکھ آدمی بولتے ہین - **مسار** **نواده** آرہ سے چھ میل ہے - یہان قدیم مندر ہین اور ایک جین کا مندر ہے جو سنہ ۱۸۱۹ء مین بنا ہے - اسمین ۸ جین لوگون کی مورتین ہین اور اونپر سات کتابے درج ہین اور یہ سب سنہ ۱۳۸۶ء تک کی تعمیر ثابت کرتے ہین معلوم

کیا گیا ہے کہ کوئی راٹھور جین مارواڑ سے آکر یہان آباد ہوا تھا۔ پارسناتھ کی دوسری مورتی سے پایا جاتا ہے کہ بابو شنکر لال ساکن رام نگر نے اس مندر کو سلطنت برطانیہ کی ترقی کے زمانہ مین تیار کرایا ہے

ضلع چھپرہ- قدیم تاریخ ہند سے سابق ریاست کوسلا کی حد مشرقی ثابت ہوتا ہے اور ریاست متھلا و کوسلا کے مابین دریائے گنڈک حد فاصل تھا- اس ضلع کا کوئی ذکر نہ ہندؤن کے وید مین ہے اور نہ بُدھ مذہب کے کوئی آثار یہان پائے جاتے ہین- اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ضلع بھی اپنے مقابل اضلاع مظفرپور و چمپارن کے طرح عرصہ دراز تک بالکل جنگل اور غیر آباد رہا ہے۔ سب سے زیادہ قدیم چیز جو ضلع سارن مین ملی ہے وہ موضع دگوادیولی مین ایک تانبے کے پتر پر سند ہے- ڈاکٹر راجندر ناتھ کی تحقیق مین یہ راجگان گوالیار کا جو ۸۷۶ء مین حکمران تھے- عنایتی ہے- چھپرہ مین قصبات علی گنج مہدایان حسین گنج کھجوہ- بھیکھ پور وغیرہ وغیرہ ذی اقتدار اور ذی علم مسلمانون کی قدیم بستیان ہین۔

ضلع چمپارن- ہندؤن کیوقت مین چمپارن بالکل جنگل تھا یہان برہمن اور سادھو لوگ آرنیکا کی مشق کیا کرتے تھے والمیک جی (مولف رامائن) کی عبادتگاہ جنکے پاس سیتاجی کا پناہ لینا بتلایا جاتا ہے- قصبہ سنگرام پور مین بتلائی جاتی ہے اور یہ مقام خاصکر لو اور کوش رامچندر جی کے دونون بیٹون کے معرکون کیلیے آجتک مشہور ہے- اسی ضلع مین ریاست متھلا شامل جہان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے ایک ہزار برس پہلے سے زبان سنسکرت کی تعلیم جاری تھی موضعات لوریا اور نند گڈھ مین مخروطی ٹیلے اور رامپور اور کیسریا مین بھی آثار قدیمہ پائے جاتے ہین- موضع بیریا مین اشوکا کا ایک ستون ہے جو رام پروا کھمب کے نام سے مشہور رہی- بدھ مذہب کے زوال کے بعد ایک

حکمرانی سلسلہ یہان سنہ ۱۰۹۷ء سے سنہ ۱۳۲۲ء تک حکومت کرتا تھا۔
ضلع مظفرپور قدیم زمانہ مین اسکا شمالی حصہ ریاست متھلا مین شامل تھا اور جنوبی حصہ ریاست ویسالی جسکا دارالحکومت مقام بسارٹھ علاقہ تھانہ لال گنج مین تھا۔ پال اور سین کی حکمرانیون تک یہ ضلع اونکے زیر حکومت رہا۔ سنہ ۱۲۰۳ء مین بختیار خلجی نے ضلع چمپارن پر بھی قبضہ کرلیا۔ یہان کوئی آثار قدیمہ قابل ذکر نہین ہین۔ مظفرپور اور اوسکے قرب وجوار معزز مسلمانون کی آبادی ہے۔
ضلع دربھنگہ۔ سابق زمانہ مین یہ ضلع ریاست متھلا کا ایک جزو تھا۔ رامائن مین یہان کے چند مقامات کا حوالہ دیا ہوا ہے جسکو تھانہ بینی پتی مین بتلاتے ہین۔ انمین سب سے زیادہ موضع اہریاری مشہور ہے۔ جو سماۃ اہلیا زوجہ گواتم رشی کا وطن تھا اہلیا اپنے شوہر کی بددعا سے پتھر ہوگئی تھی مگر رامچندرجی نے اوسکو دوبارہ زندہ کردیا۔ لیکن بدھ کی کتابون مین اسکا ذکر نہین ہے سب سے بڑی قدامت اس ضلع کی یہ ہے کہ موضع جنک پور جو راجہ جنک کا دارالحکومت اور سیتاجی کا مقام ولادت تھا یہین واقع ہے۔ یہی مقام ہے جہان رامائن کا بہت مشہور دھنواسما وہ واقع ہوا ہے۔ بارھوین تیرھوین صدی تک یہ ضلع بالکل غیر آباد تھا۔ برہمن راجاؤن کے زمانہ سے اسکی آبادی شروع ہوئی۔ سب سے قدیم کاغذ جو یہان برآمد ہوا ہے وہ سنہ ۱۴۰۰ء کی ایک سند ہے۔ جو علاقہ تھانہ بینی پتی مین ودیاپتی شاعر کو برہمن راجاؤن کے دربار سے عطا ہوئی ہے۔ پرانے قلعون کے قدیم آثار مواضعات بے نگرا۔ برہٹ پور۔ بھوڑا۔ بلراج پور۔ اور منگل مین پائے جاتے ہین۔ خاص شہر دربھنگہ رئیس پٹھانون کا قدیم خاندان ہے۔ جو مدت تک مرشدآباد مین سپہ سالاری کے معزز عہدے پر ممتاز تھا۔

ضلع مونگیر سابق زمانہ مین اسکا زیادہ رقبہ ہندؤن کے صوبہ بنگا مین داخل تھا اور تھوڑا سا مغربی حصہ مگدہ دیس مین شامل تھا جنرل کننگھام کی تحقیق مین بدھ لوگون کے آثار جو موضع رجونا مین پائے جاتے ہین وہ وہی ہین جسکو چینی سیاح نے اپنے سفرنامہ ہند مین لکھا ہے بنگال کے راجہ پال وغیرہ کا قبضہ اس ضلع پر اوس تانبے کی پتر سے ثابت ہوتا ہے جو ۱۷۸۰ء مین قلعہ کے پاس پایا گیا ہے۔ جسمین یہ لکھا ہے کہ یہان راجہ دیپ پال کی فوج کشتیون کے ذریعہ سے دریا پار ہوئی۔ سن نہین لکھا ہے۔ مگر غالبًا دسوین صدی کا واقعہ ہے ۱۱۹۸ء مین بختیار خلجی کی فتح بنگالہ سے یہ ضلع مسلمانون کے قبضہ مین آیا۔ اس ضلع مین مقامات اندپت (قریب جموئی) نولکھا گڈھ (قریب کھیرا) چکائی اور جے منگل گڈھ وغیرہ مین قدیم قلعہ اور دیگر عمارتون کے آثار پائے جاتے ہین حسین آباد مین بھی اور ارین مین بھی بدھ لوگون کے اثار ہین۔ کسلہم ابی گھاٹ مین ۱۰۰۰ء کے اثار موجود ہین۔ لکھی سرائے مین سلطان رکن الدین فرمانروائے بنگال کا کتابہ مورخہ ۱۲۹۷ء محفوظ ہے۔ شاہ نفاح کی درگاہ شاہزادہ دانیال کیطرف سے ۱۴۹۷ء مین بنی ہے۔
شیخ پورہ حسین آباد۔ دلاور پور (خاص مونگیر) جوارڑا وغیرہ وغیرہ ذی علم اور شرفائے اسلام کے قدیم خاندان آباد ہین

ضلع بھاگلپور اس ضلع کے متعلق تاریخی حالات بہت کم پاسے جاتے ہین۔ قصبہ بھاگلپور کا نام اکبرنامہ اور آئین اکبری مین درج ہے جسکی جمع مشخصہ ایک لاکھ ستاوہ ہزار چار سو تین زہیر مقرر تھی۔ فتح بنگال ۱۵۷۳ و ۱۵۷۵ء مین اکبرشاہ کا لشکر بماتحتی راجہ مان سنگھ یہان مقیم تھا۔ یہان اور اوسکے علاقہ مین رئیس مسلمانون کے خاندان آباد ہین۔

ضلع پورنیہ اس ضلع کی قدیم تاریخ بالکل مخلوط اور مشکوک ہی
قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے شمالی حصہ مین بالکل کوہستانی
قومین آباد تھین ۔ قدیم قلعون کی عمارتین مقامات اسور گدھ
دہرہرا ۔ سکلی گدھ اور جلال گدھ مین پائی جاتی ہین ۔

سونتال پرگنہ ۔ ہندؤن کیوقت کے کچھ حالات نہین ملتے
مسلمان بادشاہون نے یہان کی کوہستانی قومون کو اس
شرط پر جاگیرین دیکر کہ وہ بیرونی حملات کیوقت اون کی
مدد کرین ۔ کیسقدر مطیع بنایا تھا ۔ سرکار انگلشیہ کیوقت سے
اسپر قبضہ کیا گیا ہے جیساکہ اوپر بیان ہو چکا ہے ۔

ضلع سنبھل پور ۔ سابق مین چوہان راجپوتون کی چھوٹی چھوٹی
ریاستون کا مجموعہ تھا سنہ ۱۸۰۴ء سے گورنمنٹ انگلشیہ نے اسے
فتح کرلیا ۔

ضلع ہزاری باغ سابق مین اسکو جھارکھنڈ کہتے تھے
سونتال کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے وہ لوگ چھائی
چمپا مین رہتے تھے سید ابراہیم ملی صاحب نے جو محمد ابن تغلق شاہ
کے سپہ سالار تھے سنہ ۱۳۴۰ء سے اسپر قبضہ کرلیا ۔ پھر اکبر شاہ
کے زمانہ مین یہ علاقہ دوبار فتح کیا گیا ریاست رام گدھ کے
راجہ کو ناگ بنسی راجاؤن کیوقت سے سند حکومت حاصل ہے ۔ یہ
ریاست کبھی مسلمانون کی مطیع نہین ہوئی ۔ یہان کے آثار قدیم
کلہوا پہاڑی پر پائے جاتے ہین ۔ اسی پر کویسری کا مندر بنا ہوا
ہے ۔ مالدی پہاڑی پر سنہ ۱۷۴۰ء سمت تک کے آثار موجود ہین
اور مقام کنڈا مین ایک قدیم قلعہ کی عمارت ہی ۔ بیدناتھ مین
مہادیوجی کا مشہور و معروف مندر ہی ۔ جو بڑی پرستش گاہ ہی

ضلع رانچی یہ ضلع سابق مین مدر اور اون کی کوہستانی قومون

سے آباد تھا۔ ناگ بنسی راجاؤن نے ان کو اپنا مطیع بنایا۔ یہان کا آخر راجہ چھوٹا ناگپور مین رہتا تھا۔ اکبر شاہ کے زمانہ مین مطیع ہوا۔ جہانگیر نے ابراہیم خان صوبہ دار بہار کو بھیجکر راجہ درجن سال کو پکڑوا بلا لیا۔ بارہ برس تک گوالیار مین بند رکھکر رہا کردیا اور پھر اوسکی ریاست اوسکے ساتھ بندوبست کردی اٹھارہ سو صدی مین گورنمنٹ نے اس پر قبضہ کرلیا سنہ ۱۸۹۲ع مین سب ڈویژن پلامون مع پرگنہ توری ایک علیحدہ ضلع قرار دیدیا گیا۔

ضلع پلامون سنہ ۱۶۰۳ع سے قبل کے تاریخی حالات اسکے متعلق نہین پائے جاتے۔ سنہ ۱۶۰۳ع مین رکسیل راجپوتون کو چیرو قوم نے۔ بما تحتی بھگونت رائے پلامون کے علاقہ سے نکالدیا۔ پھر چیرو سلسلہ کے راجہ دو برس تک یہان حکومت کرتے رہے۔ انمین مدنی رائے نہایت مشہور ومعروف حکمران گذرا ہے جسکو مدنی رائے عادل کہتے تھے اونے سنہ ۱۶۵۹ع سے لیکر سنہ ۱۶۷۴ع تک حکومت کی۔ ریاست کے حدود کو گیا۔ ہزاری باغ اور سرگوجا تک بڑھا دیا۔ اوسکے متعدد قلعہ آجتک باقی ہین۔ یہ راجہ سنہ ۱۶۶۰ع تک خود مختار رہے داؤد خان قلعہ دار داؤد نگر نے حملہ کرکے قلعہ کو فتح اور راجہ کو قتل کرڈالا سنہ ۱۷۷۱ع سے یہ علاقہ سرکار انگلشیہ کے زیر حکومت آگیا۔

ضلع مان بھوم سابق قوم منڈا کی ایک شاخ جو بھنجی کہلاتی ہے یہان کی خاص آباد اور مقامی لوگ ہین۔ یہ وہی قوم ہے جو بیجہ ابھومی کے لقب سے جین مذہب کی کتابون سے معلوم ہوتی ہے مسلمانون کے وقت تک یہان کے کچھ حالات معلوم نہین ہوئے۔ بادشاہنامہ مین اتنا لکھا ہے کہ بیندار بخت شاہجہان کیوقت مین پنجہزاری منصب پر ممتاز تھا

ضلع سنگھ بھوم بالکل غیر آباد اور ناقابل زراعت علاقہ تھا۔ (شیرون کا وطن) اسیوجہ سے نہ مسلمانون نے اسطرف قصد کیا اور نہ مرہٹون نے۔ شمالی حصہ پر قوم بھنجی اور راجپوتون نے یکے بادیگرے قبضہ

کرلیا - جنوبی حصہ ہوس یالو کا خود سر قومون کے زیر حکومت رہا - ریاست
پیروہت کے حکمرانون کا سلسلہ جو سنگھ بھوم کے راجہ کہلاتے ہین سورجبنسی
راٹھور راجپوت ہین - کہا جاتا ہے کہ یہ تین بھائی راجہ مان سنگھ کی ہمراہی
مین یہان آئے تھے - ریاست کولہان - سرائے کیلا اور ریاست کھرسوان
بھی اسی ضلع مین ہین سنہ ۱۷۶۷ء سے سرکار انگلشیہ نے اپنے تعلقات
یہان قائم کیئے -

ضلع کٹک (اوڑیسہ) اس ضلع کی کوئی خاص تاریخ نہین ہے -
ہزار برس سے شہر کٹک اوڑیسہ کا دارالحکومت ہے قدیم قلعہ کی عمارت
مقام چیتا مین پائی جاتی ہے - اور مقامات نالہ گری اور ادیگری مین آثار
قدیمہ کثرت سے ہین -

ضلع بالاسور - اسکی بھی کوئی خاص تاریخ نہین ہے - انگریز لوگ
یہان سنہ ۱۶۳۲ء مین آئے اور اپنی تجارتگاہ قائم کی مگر سنہ ۱۸۰۳ء تک
جبتک کہ صوبہ اوڑیسہ پر قبضہ نہ کر سکے - یہان بھی انکا پورا تسلط نہو سکا -
سنہ ۱۸۲۸ء سے ایک علیحدہ ضلع قرار دیدیا گیا -

ضلع انگل یہ ضلع سابق مین بالکل نیم وحشی قومون سے آباد تھا -
جنکو ہندو قومون نے باری باری سے آکر کوہستان کھانمنہ کیطرف نکالدیا
سیکڑون برس ہوتے ہین کہ اوڑیسہ کے کوہستانی مقامات ہندو فاتحان
کے قبضہ مین آگئے تھے - جو اسطرف محض پوری مین جگناتھ کے درشن
کرنے آئے تھے - اونکو یہ علاقے بلا مزاحمت ملتے گئے - مگر یہ ریاستین باہم
آپس مین لڑتی رہین - ریاست انگل قدیم ریاست ہے - ریاست کھردا
بھی اہمین ریاستون مین شامل ہے - مگر چونکہ جگناتھ جی کے مندر کے وہی
متولی ہین - اسلیئے سب سے زیادہ قابل تعظیم اور لائق تکریم خیال کیئے جاتے
ہین - بغاوت سنہ ۱۸۱۷ء مین راجہ صاحب کھردا پر بغاوت کا جرم ثابت
ہوا - وہ مقید کرکے فورٹ ولیم کلکتہ مین بھیجدیے گئے اور نومبر سنہ ۱۸۱۷ء

مین اوسی سال مر گئے۔ اوسوقت سے ریاست کھرواپر گورمنٹ کا خاص قبضہ ہوگیا۔ موجودہ راجہ صاحب کھروا۔ جگرناتھ مندر کے منتظم ہین اور اونکو پانچ برس تک ایک ڈپٹی کلکٹر و ڈپٹی مجسٹریٹ کے اختیارات تفویض فرمائے گئے ہین۔ اوڑیسہ کے دیسی ریاستون کے مفصل حالات ہم ایک علیحدہ باب مین اوپر قلمبند کر چکے ہین۔

صوبہ بہار و اوڑیسہ کی جدید تاریخ کے متعلق جتنے ضروری اور مناسب واقعات تھے اونکو ہم کافی تفصیل کیساتھ تحریر کر چکے۔ اپنے موجودہ سلسلہ بیان کو تمام اور اپنے ملکی اور قومی خدمات کو انجام دیتے ہوئے۔ ہم ناظرین کتاب کی سہولیت اور عام اطلاع رسانی کے لیے ایک ایسا نقشہ۔ ضمیمہ کے طور پر مرتب کر کے پیش کرتے ہین جس سے اون کو اپنے تمام صوبہ کی ملکی تقسیم۔ کمشنری۔ اضلاع۔ سب ڈویژن۔ اونکا رقبہ۔ آبادی وغیرہ وغیرہ علیحدہ علیحدہ دریافت ہوجائیگی اور تاریخی واقعات کیساتھ جغرافی تحقیقات بھی کامل ہوجائیگی۔

المؤلف احقر
سید اولاد حیدر
بلگرامی

کواتھ ضلع آرہ
۲۳ مارچ
سنہ ۱۹۱۵ء

صوبہ بہار و اوڑیسہ کی کمشنریان

پٹنہ - ترہت - بھاگلپور - کٹک - چھوٹا ناگپور -

ضلع پٹنہ

نام	رقبہ بحساب میل مربع	تعداد قصبات	تعداد دیہات	تعداد مردم و زن	مردمان تعلیم یافتہ
۱ صدر	۲۹۱	۱	۴۴۲	۲۰۱۱۹۳	۲۷۷۷۸
۲ داناپور	۴۲۴	۲	۴۹۵	۳۱۴۶۴۴	۲۱۱۵۵
۳ باڑھ	۵۲۶	۲	۴۹۶	۳۷۸۶۲۱	۲۲۵۰۹
۴ بہار	۷۸۶	۱	۸۸۵	۵۷۵۱۱۰	۳۲۸۳۳
میزان	۲۰۲۷	۶	۲۳۱۸	۱۴۶۹۵۶۸	۱۰۴۲۷۵

ضلع گیا

نام	رقبہ بحساب میل مربع	تعداد قصبات	تعداد دیہات	تعداد مردم و زن	مردمان تعلیم یافتہ
۱ صدر	۱۸۷۷	۲	۲۵۷۷	۷۸۵۲۳۷	۳۶۶۳۸
۲ نوادہ	۹۵۴	۲	۹۹۴	۴۶۲۵۰۸	۱۵۱۶۶
۳ اورنگ آباد	۱۲۷۴	۲	۱۲۲۴	۴۹۰۹۷۸	۱۶۶۹۵
۴ جہان آباد	۶۰۹	۱	۸۹۳	۴۲۲۲۸۷	۱۶۲۶۴
میزان	۴۷۱۴	۷	۶۱۸۸	۲۱۶۱۰۱۰	۷۴۷۶۳

شاہ آباد (آرہ)

نام	رقبہ بحساب میل مربع	تعداد قصبات	تعداد دیہات	تعداد مردم و زن	مردمان تعلیم یافتہ
۱ صدر	۹۱۳	۲	۹۷۹	۶۳۱۲۲۶	۳۹۲۵۳
۲ بکسر	۶۶۹	۲	۷۴۷	۳۸۴۹۷۱	۱۹۳۰۹
۳ سہسرام	۱۴۹۰	۱	۱۶۷۶	۵۴۴۳۷۴	۱۶۸۴۸
۴ بھبھوا	۱۳۰۱	۱	۱۲۸۰	۳۰۷۰۸۹	۸۱۸۵
میزان	۴۳۷۳	۶	۴۶۹۲	۱۸۶۵۶۶۰	۸۳۵۹۵

	چمپارن					
۱	صدر	۱۵۱۸	۱	۱۲۸۴	۱۱۰۱۴۹۸	۲۶۵۴۵
۲	بتیا	۲۰۱۳	۱	۱۳۶۷	۸۰۶۸۸۷	۱۳۹۵۱
	میزان	۳۵۳۱	۲	۲۶۵۱	۱۹۰۸۳۸۵	۴۰۴۹۶
	سارن					
۱	صدر	۱۰۵۷	۲	۱۵۶۰	۸۹۴۲۴۸	۳۳۴۷۲
۲	گوپال گنج	۷۸۸	۱	۱۳۸۵	۶۳۶۸۳۱	۱۴۹۶۷
۳	سیوان	۸۳۸	۱	۱۳۷۵	۷۵۸۶۹۹	۳۳۷۴۱
	میزان	۲۶۸۳	۴	۴۳۲۰	۲۲۸۹۷۷۸	۸۲۱۸۰
	مظفرپور					
۱	صدر	۱۲۲۲	۱۰	۱۷۳۲	۱۰۸۱۴۷۵	۴۵۸۷۱
۲	سیتامڑھی	۱۰۱۶	۱	۱۰۹۰	۱۰۵۳۰۳۹	۲۹۹۹۲
۳	حاجی پور	۷۹۸	۲	۱۳۹۸	۷۱۰۳۰۰	۳۱۷۰۲
	میزان	۳۰۳۶	۴	۴۲۲۰	۲۸۴۴۸۱۴	۱۰۷۵۶۵
	دربھنگہ					
۱	صدر	۱۲۲۴	۲	۱۲۶۲	۱۰۶۳۸۴۹	۳۵۶۲۸
۲	مدھوبنی	۱۳۴۶	۱	۱۰۴۱	۱۱۳۵۷۷۱	۲۶۸۳۰
۳	سمستی پور	۷۷۸	۱	۸۵۴	۷۳۰۰۶۲	۴۰۱۷۰
	میزان	۳۳۴۸	۴	۳۱۵۷	۲۹۲۹۶۸۲	۱۰۲۶۲۸
	بھاگلپور					
۱	صدر	۹۳۴	۲	۹۰۶	۵۹۸۳۷۶	۳۰۶۷۵
۲	بانکا	۱۱۸۲	۰	۱۵۶۲	۴۳۷۶۶۰	۱۳۱۱۷
۳	مدھیپورہ	۱۱۷۶	۰	۵۹۷	۶۰۹۶۱۰	۱۲۷۹۱
۴	سپول	۹۳۴	۰	۴۷۳	۴۹۳۶۷۱	۱۲۶۷۷
	میزان	۴۲۲۶	۲	۲۵۳۸	۲۱۳۸۳۱۷	۶۹۲۶۰

مونگیر

۱	صدر	۱۸۹۳	۴	۱۲۷۳	۱۰۹۳۵۱	۱۶۸۷۵
۲	جموئی	۱۲۷۶	۰	۵۳۷	۳۸۶۵۶۵	۱۵۵۲۷
۳	بیگوسرائے	۷۵۱	۰	۷۲۰	۶۵۱۷۶۵	۱۸۳۱۵
	میزان	۳۹۲۰	۴	۲۵۲۹	۱۱۴۷۶۸۱	۵۰۷۲۷

پورنیہ

۱	پورنیہ	۲۵۷۵	۲	۲۲۵۲	۹۴۲۷۱۶	۲۵۲۱۰
۲	ارریا	۱۰۷۷	۰	۶۵۹	۴۴۰۲۳۷	۱۳۸۹۳
۳	کشنگنج	۳۴۶	۱	۱۱۳۶	۶۰۶۶۸۸	۱۶۴۸۸
	میزان	۴۹۹۸	۳	۴۰۴۷	۱۹۸۹۶۴۱	۵۵۵۹۱

سنتھال پرگنہ

۱	دیوگڑھ	۹۵۲	۲	۲۳۳۶	۳۰۶۴۷۷	۱۰۷۸۸
۲	گڈا	۹۱۵	۰	۱۷۳۰	۳۸۷۱۶	۷۷۰۴
۳	پکوڑ	۷۰۰	۰	۱۱۵۷	۲۵۷۶۳۵	۳۷۴۷
۴	راج محل	۷۴۰	۲	۱۱۹۳	۳۱۰۰۵۱	۵۵۵۹
۵	دمکا	۱۴۶۳	۱	۲۰۹۲	۴۱۶۰۰۴	۱۱۰۲۰
۶	جمتاڑا	۶۹۳	۰	۱۰۷۷	۲۰۵۶۴۶	۵۶۹۸
	میزان	۵۴۶۳	۵	۹۵۸۵	۱۸۸۲۹۷۳	۴۴۵۱۶

کٹک (اوڑیسہ)

۱	کٹک	۱۵۶۳	۱	۲۶۷۰	۱۰۶۸۷۷۲	۷۹۸۷۶
۲	کندرپاڑا	۹۷۷	۱	۱۳۶۳	۴۸۵۹۱۸	۳۶۱۳۵
۳	جج پور	۱۱۱۵	۱	۱۶۰۶	۵۵۴۴۴۹	۴۳۰۷۵
	میزان	۳۶۵۴	۳	۵۶۳۹	۲۱۰۹۱۳۹	۱۵۹۰۸۶

	بالاسور					
۱	بالاسور	۱۱۵۵	۱	۳۲۶۴	۵۹۴۹۳۶	۴۳۵۱۲
۲	بھدرکا	۹۳۰	۱	۱۳۰۱	۴۶۰۶۳۶	۳۹۹۷۴
	میزان	۲۰۸۵	۲	۳۵۶۵	۱۰۵۵۵۶۸	۸۳۴۸۶
	انگل					
۱	انگل	۸۸۱	۰	۴۶۸	۱۱۵۲۳۷	۳۵۳۹
۲	کھنڈمال	۸۰۰	۰	۱۰۰۱	۷۴۱۷۲	۳۰۱
	میزان	۱۶[illegible]	۰	۱۴۶۹	۱۹۰۴۰۹	۳۸۴۰
	پوری					
۱	پوری	۱۵۲۸	۱	۱۹۱۹	۶۵۵۷۹۸	۴۹۶۴۴
۲	کھردا	۹۷۱	۰	۱۱۵۹	۳۶۷۶۰۴	۲۳۰۲۳
	میزان	۲۴۹۹	۱	۳۰۷۸	۱۰۲۳۴۰۲	۷۲۷۷۷
	سمبل پور					
۱	سمبل پور	۱۶۱۲	۱	۷۵۰	۳۰۲۰۳۹	۶۰۱۳
۲	بڑگڈھ	۲۲۱۲	۱	۱۱۶۵	۴۴۳۱۵۴	۶۸۳۶
	میزان	۳۸۲۴	۲	۱۹۱۵	۷۴۴۱۹۳	۱۲۸۴۹
	ہزاری باغ					
۱	ہزاری باغ	۵۰۱۹	۳	۵۳۴۱	۸۳۵۹۵۳	۱۹۶۸۰
۲	گرڈیہ	۲۰۰۲	۱	۳۰۵۸	۴۵۲۶۵۶	۱۱۱۴۸
	میزان	۷۰۲۱	۴	۸۳۹۹	۱۲۸۸۶۰۹	۳۰۸۲۸
	رانچی					
۱	رانچی	۲۰۵۲	۲	۱۴۱۵	۵۲۵۷۲۹	۲۴۸۴۵
۲	گملا	۳۵۱۰۵	۱	۱۳۹۶	۵۱۱۷۱۱	۷۶۸۶
	میزان	۳۷۱۵۷	۳	۲۸۱۱	۱۰۳۷۴۴۰	۳۲۵۳۱
۱	پلاموضلع ڈالٹن گنج وگڑھوا	۴۹۱۴	۲	۳۱۰۳	۶۸۷۷۱۰	لا معلوم
۲	میزان	۴۹۱۴	۲	۳۱۰۳	۶۸۷۷۱۰	״

مان بھوم

۱	پوریلیا	۳۳۴۴	۳	۴۳۱۷	۱۱۹۳۳۴۵۴	۰
۲	دھنباد	۸۰۳	-	۱۱۶۵	۳۸۴۱۳۲	۰
	میزان	۴۱۴۷	۳	۵۹۸۲	۱۵۴۷۵۵۴۶	

سنگھ بھوم

۱	چاہین یا سامع جنگلات	۳۸۹۱	۲	۳۳۵۲	۶۹۴۳۹۴	

اوڑیسہ کی دیسی ریاستین

۱	اٹھگڈھ	۱۶۸	۰	۲۱۶	۳۷۹۶۵۶۳	۲۱۰۰
۲	تلچر	۳۹۹	۰	۳۰۱	۴۶۸۱۳	۱۲۷۵
۳	موربھنج	۴۲۴۳	۱	۸۴۹	۷۲۹۲۱۸۳	۱۳۱۱۵
۴	نیلگری	۲۷۸	۰	۲۳۴	۶۸۷۱۴	۳۶۶۰
۵	کیونجھر	۳۰۹۶	۰	۲۰۶۰	۳۶۴۷۰۲	۷۳۴۸
۶	پال لہیرا	۴۵۳	۰	۲۱۵	۲۵۶۸۰۱	۵۱۸
۷	دھکند	۱۴۶۳	۲	۸۶۰	۲۷۰۱۷۵	۹۳۵۲
۸	اٹھملک	۷۳۰	۰	۴۷۹	۵۳۷۶۶	۵۵۸
۹	ہنڈول	۳۱۲	۰	۲۳۰	۴۹۸۴۰	۱۶۶۸
۱۰	برانیا	۱۳۴	۰	۲۶۰	۴۱۴۲۹	۱۶۷۵
۱۱	تگھریا	۴۶	۰	۱۰۲	۲۲۶۳۵	۱۱۰۵
۱۲	کھنڈپاڑا	۲۴۴	۰	۹۵	۲۳۲۴۰	۱۳۹۱
۱۳	نیاگڈھ	۵۸۸	۰	۷۲۲	۱۵۱۲۹۳	۱۲۰۱۳
۱۴	رنپور	۲۰۳	۰	۲۶۴	۴۵۹۵۶	۳۱۰۱
۱۵	دسپلا	۵۶۸	۰	۳۵۸	۵۷۰۵۳	۸۶۷
۱۶	بند	۱۳۶۴	۰	۱۰۰۵	۱۱۳۴۴۱	۱۴۷۴
	میزان	۱۴۳۸۷	۳	۱۱۸۰۵	۱۹۴۷۸۰۲	۶۴۵۷۸